انا مدینة العلم و علی بابها

OSMANIA UNIVERSITY

جامعۂ عثمانیہ

جمہوریۂ افلاطون

سلسلۂ نصابات علمیہ جامعۂ عثمانیہ

جمہوریۂ افلاطون

یعنی

افلاطون کی کتاب "جمہوریہ" کا انگریزی ترجمہ

از

جان لیولن ڈیوس، ایم۔اے۔ اور ڈیوڈ جیمس واگھان، ایم۔اے۔

اور اس انگریزی ترجمہ کا اردو ترجمہ

از

مولوی مرزا محمد ہادی صاحب، بی۔اے۔
رکن شعبۂ تالیف و ترجمہ جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی

سنہ ۱۳۵۳ھ م سنہ ۱۳۴۴ف م سنہ ۱۹۳۵ء

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

یہ کتاب مسرز میکملن اینڈ کمپنی کی اجازت سے
جن کو حق اشاعت حاصل ہے اُردو میں ترجمہ کرکے
طبع وشایع کی گئی ہے۔
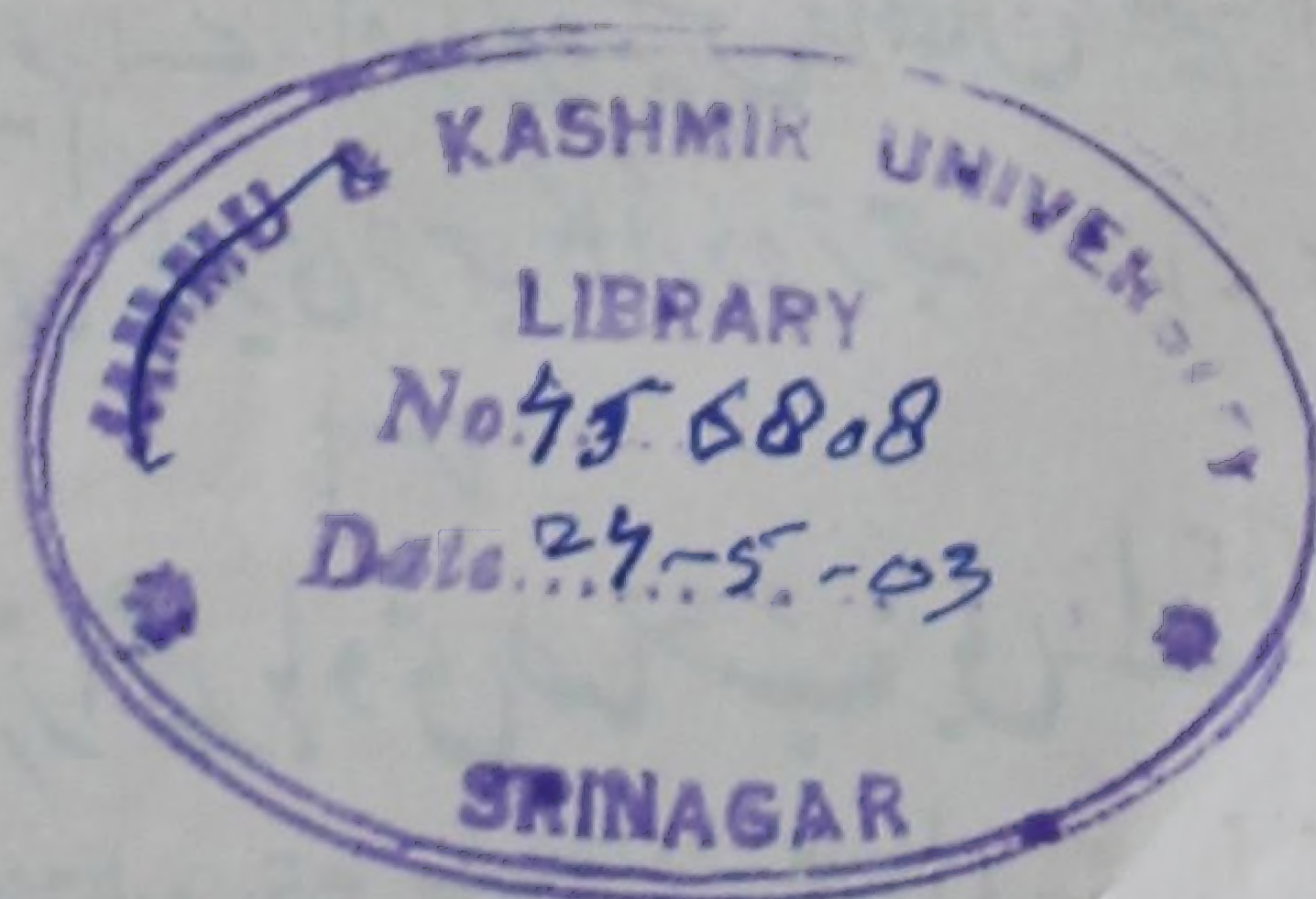
فہرست مضامین

جمہوریۂ افلاطون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جمہوریہ افلاطون

تمہید

افلاطون کا یہ مکالمہ جس کا مشہور نام ری پبلک (جمہوریہ) ہے مسلمہ طور سے افلاطون کی تصانیف کثیرہ کا گل سر سبد ہے۔ افلاطون کے وہ تمام تصانیف جو مکالمات اور مکاتبات کی صورت میں اگلے وقتوں سے بحفاظت ہم کو پہنچے اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تصانیف کی زمانے نے حد سے زیادہ قدر کی یہی سبب ان کی نگہداشت کا ہوا۔ اور انھیں کے سبب سے افلاطون کا نام نامی تاریخ میں ایسا مشہور ہوا کہ ہر شخص خواندہ و ناخواندہ اس کی عظمت کا مقر ہے مگر ہم کو افلاطون کی ذات کے متعلق خلاف توقع بہت ہی کم علم ہے اگرچہ افلاطون ایسے عہد میں تھا جس کی تاریخ کافی تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ یہ بھی معلوم ہے کہ وہ اپنے زمانۂ حیات میں کامل شہرت حاصل کرچکا تھا اور یہ شہرت اس کی طولانی حیات کے آخر تک برقرار بلکہ روز افزوں رہی۔ صرف اس کے سوانح حیات ہی پردۂ خفا میں نہیں رہے بلکہ اس کی تصانیف کے باہمی تعلقات اور اسباب تالیف سے بھی ہم کو اطلاع نہیں اس پوشیدگی کا صرف ایک ہی باعث

ہمارے مطمح نظر میں ہے اور وہ یہ ہے کہ اس دانشمند کو اپنی شخصیت اور ذاتیت کے پوشیدہ رکھنے کا خود ہی شوق تھا اور یہ اس کی عالی دماغی اور احتیاط کا خاصہ تھا۔

جو واقعات اس کی زندگی کے سب کے نزدیک مسلم ہیں وہ صرف اس قدر ہیں کہ اس سے ایک مختصر خاکہ اس کے سوانح حیات کا بنایا جا سکتا ہے۔ اس پر کافی اطمینان اور اعتبار نہیں ہو سکتا۔ اس کے مکالمات کا سین اسی کے زمانہ کا ہے اور جو لوگ گفتگو کرنے والے لکھے گئے ہیں وہ اکثر معروف و مشہور اشخاص ہیں جو اس زمانہ میں زندہ سلامت موجود تھے اور ان میں افلاطون کے حقیقی بھائی بھی ہیں مگر اس سے بھی کوئی واقعہ ایسا نہیں ملتا جو سوانح نویس کے کام کا ہو۔ بہر طور ان میں بعض خطوط ہیں جو افلاطون کی طرف منسوب ہیں۔ ان سے بہت کچھ احوال اس حکیم دانا کے افعال اور ارادت کے دستیاب ہوتے ہیں خصوصاً سیاسی حصہ اس کے سوانح کا۔ مگر ان خطوط کو اکثر متاخرین جعلی قرار دیتے ہیں خیال یہ ہے کہ افلاطون کے بعض تلامذہ کے لکھے ہوئے ہیں۔ مسٹر گروٹ اپنے جوش میں کہ افلاطون فوق الانسانی پایہ سے گرا دیا جائے اس حکیم الہٰی کی طرف ایسی تالیفات کو منسوب کرتا ہے جو اس کی شان رفیع کے شایاں نہیں ہیں۔ مگر یہ محققانہ بحث اگر چھیڑ دی جائے تو یہ سوال از سرنو پیدا ہوگا اور گمان غالب ہے کہ اکثر اشخاص اسی نتیجہ پر پہنچیں جس پر گروٹ پہنچا ہے۔ پھر بلا تکلف وہ دلچسپ واقعات جو ان خطوط میں مندرج ہیں افلاطون کے سوانح حیات میں اضافہ کرنا ہوں گے۔ جس حد تک ہمارے علم میں ہیں درحالیکہ مشککین نقاد اس حد تک تسلیم کرنے پر اب بھی آمادہ ہیں کہ اکثر واقعات جو ان خطوط میں درج ہیں صحیح ہیں جیسا کہ مذکور ہوا۔

افلاطون کی تاریخ ولادت میں اختلاف ہے سنہ ۴۲۳ یا سنہ ۴۲۸ یا سنہ ۴۲۷ ق۔م اور مقام ولادت یا اثنیہ ہے یا ایجنہ سال فوت سنہ ۳۴۷ ق۔م پس سنین حیات یا ۸۰ سال ہیں یا باختلاف روایت ۸۲ سال۔ اگر ہم سال ولادت سب کے

واقعات یونان

آخر والا مان لیس (۴۲۷) تو ابتدائے محاربۂ پیلو نونس کے چار
برس کے بعد اسکی ولادت کا وقوع مانا جائیگا تھیوسی دیدیس کی تاریخ میں
۱۶ یا ۱۷ سال اس کی اوایل حیات کے درج ہوں گے جہاں تھیوسی ڈیڈیس
نے اس فسانہ کو چھوڑا ہے۔ وہاں سے زنوفن نے اسے اٹھایا ہے اور ۴۸
سال تک جاری رکھا ہے جنگ مین تی ٹیہ تک جس کا سنہ ۳۶۲ ق م ہے۔
افلاطون کی قسمت میں تھا کہ ایک طولانی نزاع قومی کے زمانہ میں اس کی
نشوونما ہوا اور وہ عمر کہولت تک پہنچے اس زمانہ میں عجیب انقلابات اور
واقعات عظیمہ کا ظہور ہوا اور انجام اس کا یہ ہو کہ ملک بالکل پست ہو جائے۔
اثنیہ (اے تھینس) سنہ ۴۰۴ ق م مفتوح ہوا۔ مابعد ایک قلیل مدت تک
تیس امرا کی حکومت رہی جن کے سرغنہ کرتیاس (افلاطون کا ماموں) اور
تھرامینس تھے۔ اس تیس کی حکومت خود اختیاری کا تھراسی بیولس سے انتزاع
ہوا اور جمہوریت قدیم پھر قایم ہوگئی۔
سنہ ۳۹۹ ق م میں نہایت شرمناک واقعہ روبکاری اور قتل سقراط
کا پیش آیا۔ آئندہ نیم صدی میں کوئی کارنمایاں اثنیہ میں ظہور پذیر نہیں ہوا
لیکن رائی کرتیس وخیریاس وتموتھیوس وغیرہ کی لیاقت ان کے زیر ہدایت
دکھانداری شاندار انقلابات زمانہ میں مشارکت رہی اور کارہائے نمایاں
کا وقوع ہوا۔ اور ایگیس راس بادشاہ لیسی ڈیمن اپامنیاندس تھیبہ کا باشندہ
اس عہد کے نامی اور نامور فرمانروا تھے جو ہر دو طرف محاربات عظیمہ لیوکترا
سنہ ۳۷۱ ق م و مین ٹینی سنہ ۳۶۲ ق م میں شریک رہے اور کارنمایاں کئے۔
مین ٹینی کی جنگ کے بعد یونان کی تاریخ میں شوکت فیلقوس شاہ مقدونیہ کا
رفتہ رفتہ ظہور استحکام کے ساتھ ہونے لگا۔ افلاطون کی وفات سے پہلے
دیماستھینس کے موعظے فیلقوس کے خلاف بہت شہرت پذیر ہوئے اور
اس کی وفات کے بعد ایک ہی سال کے اندر فیلقوس نے فوشین قوم کو
تباہ کر کے حرب مقدس کے ختم ہونے پر اپنی عظمت کل یونان میں قایم
کردی تھی

معاملاتِ یونان کے سیلاب کی روانی کے ساتھ ہی ساتھ ایسی نیم صدی کے اندر ہی اندر زیر حکومت دیونسوس اور دایون کے جزیرہ صقلیہ نے بھی دلچسپی اور اہمیت پیدا کرلی دیونسوس۔ دو فرمانروا اسی نام کے تھے۔ دیونسوس بزرگ نے بڑی زور و شور سے سراقوس میں حکمرانی کی تقریباً ایک چہارم صدی تک اور ۳۶۷ ق م میں فوت ہوا اس کے بیٹے نے بھی اسی شان و شوکت سے بارہ برس فرمانروائی کی اس کو دایون نے وطن سے نکالدیا مگر وہ بھی چار ہی سال کی حکومت کے بعد مغلوب ہو کے قتل ہوا۔

افلاطون نے جو اسی عہد میں بقید حیات تھا عجیب و غریب انقلابات کا مشاہدہ کیا اسی وجہ سے اس نے متعدد سیاسی واقعات جن کا ذکر بطور تمثیل کتاب جمہوریہ میں کیا ہے وہ چشم دید ہے مگر وہ بذات خود عملی سیاسیات کے لیئے موزوں نہ تھا۔ اس نے بہت عمدہ تعلیم پائی تھی اس کے والدین دولتمند تھے خود بھی توانا اور تندرست تھا۔ اس نے اپنے زمانہ کے جملہ کمالات میں بہرۂ وافی حاصل کیا تھا۔ اس زمانہ کے رسم کے موافق وہ شہری فرایض کے بجالانے پر مجبور کیا گیا تھا بلکہ فوجی خدمت بھی ادا کی تھی۔ مگر ہم کو اس کی خبر نہیں ملی کہ وہ اثنیہ کے سیاسی احاطہ میں بھی داخل ہوا یا نہیں۔ ما درا ان امور کے جو مکتوب ہفتم میں مندرج ہیں اور کچھ معلوم نہو سکا اس مکتوب میں لکھا ہے کہ اس کے اقربا اور متوسلین نے حکومت ثلثین (تیس آدمیوں کی فرمانروائی) میں شرکت کے لیئے اس کو مدعو کیا تا کہ وہ کوئی سیاسی خدمت بجالائے اور اس کو اس شرکت کی تمنا تھی مگر جب اس نے ان حکام ثلثین کے جور و اعتساف پر نظر کی خصوصاً جب اس نے دیکھا کہ انھوں نے سقراط پر ایک شہری کی ضرر رسانی کے لیئے زور ڈالا اگرچہ اس حکیم بزرگ نے ہرگز قبول نہیں کیا لہذا افلاطون نے خانہ نشینی کو خدمت عوام پر ترجیح دی۔ سیاسی امور میں شرکت کرنے کی کچھ خواہش افلاطون کو اس زمانہ میں ہوئی تھی جب جمہوریت دوبارہ قائم ہوئی مگر اسی زمانہ میں واقعہ ہائلہ یعنی سقراط پر مقدمہ قائم ہونا اور قتل کا فتویٰ دیا جانا اور قتل ہونا واقع ہوا۔

سے اجتناب کیا ؎
ان امور کی بنا پر افلاطون نے بہ وجوہ سیاست سے اجتناب کیا مگر دونوں
افلاطون نے دو مرتبہ سیاسیات میں داخل ہونے کا قصد کیا مگر دونوں
مرتبہ من بعد انکار کیا اور باز رہا۔ دونوں مرتبہ انکار کا باعث سقراط ہوا۔
سقراط کی جلالت قدر افلاطون کے دل پر ایسی حاوی ہوئی کہ مدت العمر
اس قوت کے اثر سے نہ نکلا تمام زندگی سقراط کی تصویر اس کے پیش نظر
رہی سقراط جب قتل ہوا افلاطون کی عمر ۲۸ سال کی تھی۔ آٹھ برس تک
افلاطون نے سقراط کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا اور اس کی خدمت
میں رہا۔ استاد اور شاگرد میں انتہا کا خلوص تھا۔ اگرچہ ہمارے پاس اس
مخلصانہ تعلق کی کوئی یادداشت موجود نہیں ہے۔ مگر افلاطون کی تصنیفات
سے واضح ہے کہ افلاطون کی تمام زندگی اسی سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔
افلاطون نے اپنی پوری زندگی فلسفہ کے لیے وقف کر دی تحقیقات کے
وادی میں وہ اسی مسلک پر چلتا رہا جن کا نشان سقراط نے دیا تھا۔ استاد
کی تصویر کبھی اس کی چشم بصیرت سے اوجھل نہیں ہوئی۔ کمال خلوص اور
آزادی کے ساتھ افلاطون نے اپنے مکالمات میں جو کچھ کہنا چاہا ہے گویا
وہ سقراط کی زبانی کہوایا ہے یہ ظاہر ہے کہ افلاطون کی دقیقہ سنجی اور سقراط
کے سادے اور سلیس بیان میں بڑا فرق تھا مگر افلاطون کو یقین تھا کہ وہ
اسی مسلک پر چل رہا ہے جس کا بزرگ استاد رہبر تھا اور اس نے وہی
اصول اور طریق اختیار کیے ہیں جو خود استاد کے تھے۔
سقراط کی وفات ۳۹۹ق م کے بعد افلاطون میگارہ میں چلا آیا تھا
یہ نہیں معلوم کہ کب تک وہاں مقیم رہا مگر اس واقعہ کے بارہ برس کے اندر
ہی اندر اس نے سیر و سیاحت اختیار کی اولاً سیرین میں گیا پھر مصر (ایجپٹ)
اور اطالیہ اور صقالیہ پہنچا۔ جب صقلیہ میں تھا تو اس نے سراقوس میں دایونیس دایونسوس
سے شناسائی پیدا کی۔ ایک عجیب افسانہ مشہور ہے کہ دیونسوس نے گویا غلام
بنا کے بیچ ڈالا مگر یہ روایت مشکوک ہے القصہ مقام ایجنہ میں زر فدیہ کی
ادائی کے بعد غلامی کی قید سے آزاد ہوا اور اثنیہ (مدینۃ الحکما) میں واپس

آیا۔ یہاں اس نے مستقل سکونت اختیار کی اور فلسفہ کی تعلیم کا آغاز کیا مابین ۳۸۸ ق م تا ۳۸۶ ق م۔

اس زمانہ سے ایک مدت (چالیس سال) تک ایک نامور اور عالیشان استاد کی حیثیت سے نہایت امن اور عافیت کی زندگی بسر کی صرف دو مرتبہ اس میں فی الجملہ تخلل بھی ہوا۔ سقراط کی طرح افلاطون نے بھی تعلیم کا کوئی اجوڑ نہیں لیا وہ مکالمات کے طور پر تعلیم دیتا تھا اس کے ہمعصر فلاسفہ میں کسی کو ایسی شہرت نہیں نصیب ہوئی جو اس کو حاصل تھی اور اس کے پاس اطراف و جوانب سے طالب علم فراہم ہو گئے تھے ان سب میں ارسطاطالیس کا نام مشہور رہے جو افلاطون کے فلسفہ کا مخالف گویا اس کا رقیب تھا۔

افلاطون سے اس کے زمانۂ حیات میں یہ درخواست کی گئی کہ وہ اپنی سیاسیات کی معلومات ایک ریاست کی فرمانروائی میں صرف کرے۔ جب دیونسوس اکبر نے انتقال کیا اس کا بیٹا جانشین ہوا اس میں ذاتی قوت فرمانروائی کی نہ تھی اور مستقل مزاج بھی نہ تھا اپنی حکومت کے آغاز میں وہ افلاطون کے قدر شناس دوست دایون کے زیر اثر تھا۔ یہ ایک عمدہ موقع ملا تھا کہ فرمانروائی صحیح اصول پر قایم کی جائے۔ دایونسیوس بھی رہنمائی کے قبول کرنے پر آمادہ تھا۔ دایون بمنت مصر تھا کہ افلاطون آئے اور ہدایت فرمائے۔ افلاطون بادل ناخواستہ اس مقصد کے لیئے سراقوس جانے پر مجبور رہوا۔ اس سفر کا قصہ ساتویں مکتوب میں بیان ہوا ہے۔ مگر اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔ ممکن ہے کہ افلاطون دایونسیوس کی مدارالمہامی کے لیئے دلی خوشی سے آمادہ نہیں ہوا یا جس کام کا قصد کیا گیا تھا وہ ناممکن العمل معلوم ہوا۔ بہرطور دایونسیوس زیادہ مدت تک دایون اور افلاطون کا مطیع فرمان نہ رہ سکا۔ اس نے دایون کو سراقوس سے جلاوطن کر دیا اگرچہ افلاطون کی خاطر مدارات میں کمی نہیں ہوئی مگر وہ چندہی روز میں اثنیہ کو واپس ہوا۔ افلاطون دوبارہ ابھی دایونسیوس کی ملاقات کو گیا تھا تاکہ دایون کا کچھ کام نکل سکے مگر وہ اس مرتبہ بھی ناکامیاب رہا اور اس کے سراقوسی تجربہ سے کوئی کام نہ ہوا

بلکہ آخر کار اس کی یاد بھی رنج اور ندامت سے خالی نہ تھی۔

جمہوریہ کے ناظر کو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ افلاطون کے تصانیف کی نظم و ترتیب کے مشکل مسئلے پر دماغ سوزی کرے۔ دوسرا مکالمہ طیاؤس کا تعلق جمہوریہ سے ہے اور اس سلسلہ میں تیسرا کریطیاس ہے یہ تینوں مل کے ایک مثلثہ بناتے ہیں مگر جمہوریہ بذات خود کامل ہے۔ اس سے تاریخ تصنیف کا کوئی پتہ تو نہیں چلتا البتہ جب اس کی قوت پر نظر کرتے ہیں خصوصاً جب اس کو قوانین ایسی کتاب سے مقابلہ کرکے دیکھتے ہیں تو یہ مظنہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب آخر عمر کی تصنیف ہے۔ اس میں عنفوان شباب اور عقل کا ذکر آتا ہے اس کتاب کا ایک اور نام بھی مشہور ہے۔ کتاب العدالت دونوں ناموں میں جو ربط ہے وہ خود مکالمۂ ہذا میں نہایت فصاحت اور سلاست سے بیان ہوا ہے۔ عدالت کی ماہیت کی تحقیقات شروع کی گئی ہے مشورہ دیا گیا ہے کہ عدالت کا ملاحظہ ایک کامل ریاست یا اشتراکیہ میں خوب ہو سکتا ہے۔ اور جب اس طور سے محقق ہو جائے تو بذریعۂ تمثیل کے انسان فرد واحد میں اس کی معرفت حاصل ہو سکتی ہے۔ اسی کے مطابق ریاست مثالی وضع کی جا سکتی ہے اور جب یہ عمل جو اس کام کا جزء اعظم ہے تمام ہو جاتا ہے۔ اور محققین عدالت کو دریافت کر چکتے ہیں اس وقت عدالت کی ماہیت کماحقہ معلوم ہوتی ہے۔ جو لوگ اس مکالمہ میں شریک ہیں یا گفتگو کرتے ظاہر کئے گئے ہیں۔ سقراط ایک غیر معمولی شخص قیفالس اور اس کا لڑکا پولی مارکس گلاکون اور اایدی مانٹس افلاطون کے بھائی اور تھریسیماخس جو اس عہد کے سوفسطائیوں سے ایک شخص تھا۔

جمہوریۂ افلاطون

مقالۂ اوّل

میں کل گلاکن پسر ارسٹن کے ہمراہ پیریوس گیا تھا تاکہ دیوی کی جناب میں نیایش کروں اور یہ بھی خواہش تھی کہ وہ عید[1] جو وہاں پہلی مرتبہ منائی جانیوالی تھی وہ کس طرح منائی جائیگی۔ میں اثنیہ کے مقامی جلوس سے بہت خوش ہوا اگرچہ تھریسیہ کا جلوس بھی چمک دمک میں اس سے کم نہ تھا۔ ہم اپنی نیایش ختم کر چکے تھے اور تماشہ بھی دیکھ چکے تھے اور شہر کو واپس جانے والے تھے کہ پولی مارخس پسر قیفالس نے ہم کو دور سے دیکھ لیا۔ جب ہم اس راستے پر تھے جو شہر کو جاتا ہے اس نے اپنے نوکر کو دوڑایا اور اس نے کہا کہ ان سے

[1] یہ عید جیسا کہ تھریسیماخس کے ایک حاشیہ پر پایا گیا ہے ہندلیس کے اعزاز میں تھی یہ تھریسیہ کی ایک دیوی تھی جس کو عموماً بعینہٖ ارتمیس دیوی سمجھتے تھے۔ م

کہو کہ میرا انتظار کریں۔ نوکر میری پشت کی طرف سے آیا اور میرے چغہ کو پکڑ لیا اور کہا۔ پولی مارخس نے آپ کو ٹھیرایا ہے۔ میں نے پیچھے مڑ کر اس سے پوچھا تمھارا مالک کہاں ہے۔ اس نے جواب دیا وہ کیا آپ کے پیچھے آ رہے ہیں مہربانی کر کے ان کا انتظار فرمائیے۔ گلاکن نے جواب دیا۔ ہم ٹھیرے رہیں گے۔ اس کے بعد ہی پولی مارخس پہنچ گیا اور ایدیمانٹس برادر گلاکن بھی اس کے ساتھ تھا اور میفریطوس پسر نائقیاس اور کچھ اور لوگ بھی۔ بظاہر یہ لوگ جلوس سے آئے تھے۔

پولی مارخس نے فوراً یہ گفتگو شروع کی۔

سقراط اگر مجھ کو دھوکا نہیں ہوا تو مجھ کو یہ گمان ہے کہ تم شہر کو روانہ ہوتے ہو۔

میں نے جواب دیا تمھارا گمان غلط نہیں ہے۔ اچھا تم دیکھتے ہو کہ ہمارا مجمع کسقدر ہے؟

یقیناً میں دیکھ رہا ہوں۔

پس یا تو تم اپنے فریق کو ہم سے زبردست ثابت کرو نہیں تو جہاں تم ہو وہیں ٹھیرے رہو۔

میں نے جواب دیا نہیں ابھی ایک اور شق باقی ہے فرض کرو کہ ہم تم کو سمجھا دیں کہ تم کو چاہئے کہ ہمیں جانے دو۔

ہم نہ سمجھیں تو بھلا کیا کوئی سمجھائے ہمیں گلاکن نے جواب دیا بیشک نہیں بس اب سمجھ لو کہ ہم ہرگز نہ سنیں گے۔

اس موقع پر ایدیمانٹس نے دخل در معقولات کیا اور یہ کہا تمھیں خبر ہے کہ یہاں شام کو دیوی کے اعزاز میں مشعلوں کی دوڑ ہوگی گھوڑوں پر چڑھ کے۔

میں نے تعجب سے کہا گھوڑوں پر چڑھ کے! یہ ایک جدت ہے کیا وہ لوگ مشعلیں لینگے اور ایک دوسرے کو دیتے جائیں گے اور گھوڑے دوڑتے ہونگے۔ یا اور تمھارا کیا مقصد ہے؟ یہی جو تم کہتے ہو۔ پولی مارخس نے جواب دیا اس کے ماورا رات کو بھی جشن ہوگا۔ اور وہ دیکھنے کے لائق ہوگا۔ ہم شب کو کھانا کھا کے اٹھیں گے۔ اور اس جشن کے دیکھنے کو جائیں گے اور وہاں اکثر نوجوان احباب ملیں گے ان سے بات چیت کا موقع ملیگا۔ لہٰذا ٹھیرو اور ہم سے انکار نہ کرو

اس بات کو گلاکن نے کہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہم کو ٹھیرنا ہوگا۔

میں نے کہا اچھا اگر تمھاری خوشی ہے تو ایسا ہی کریں۔ پس ہم پولی مارخس کے ساتھ گھر گئے اور وہاں لائسیاس اور یوتھدمیس اس کے بھائیوں کو پایا۔ اور ان کے ساتھ تھریسماخس کالسیدونیہ کا رہنے والا اور رخارمانتیدیس پینیہ کا رہنے والا اور کلے توفن پسر ارسطونیمس بھی تھے۔ پولی مارخس کا باپ قیفالس اس گھر میں موجود تھا۔ میں نے خیال کیا کہ وہ بہت معمر معلوم ہوتا ہے کیونکہ بہت دن قبل جب میں نے اسے دیکھا تھا وہ ایک گدّی کی کرسی پر بیٹھا تھا اور ہار اس کے سر پر پڑا تھا کیونکہ وہ اپنے صحن میں قربانی کرنے والا تھا۔ اس کے گرد کرسیاں تھیں پس ہم اس کے پہلو میں بیٹھ گئے جونہی قیفالس نے مجھ کو دیکھا سلام کیا اور کہا سقراط تم پیریوس میں ہم سے ملنے کے لیے بہت ہی کم آتے ہو تم کو اکثر آنا چاہئے۔ اگر مجھ میں چلنے کی طاقت ہوتی یا سہولت سے چل سکتا تو تم کو یہاں آنے کی تکلیف نہ ہوتی۔ ہم خود ہی تم سے ملنے کو جایا کرتے۔ جب یہ حال ہے تو تمھیں جلد جلد آنا چاہئے۔ میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ جب مجھ کو محض جسمانی مسرتوں کا اضمحلال محسوس ہوتا ہے تو اس کے ساتھ اسی نسبت سے میری خواہش فلسفیانہ مکالمات کی زیادہ ہوتی جاتی ہے اور جو خوشی مجھ کو اس سے حاصل ہوتی ہے وہ ترقی کرتی ہے لہٰذا میری التماس سے انکار نہ کرو اور ان نوجوانوں کو اپنی معاشرت سے مستفید ہونے دو۔ بالکل اور مخلص احباب کی طرح ہم سے ملنے آیا کرو۔

میں نے جواب دیا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں قیفالس میں زیادہ سن لوگوں سے گفتگو کر کے بہت ہی خوش ہوتا ہوں کیونکہ جب وہ اس راستہ جس پر شاید ہم کو چلنا پڑے ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں تو ہم کو لازم ہے کہ ان سے اس راہ کا حال دریافت کر کے سیکھیں کہ اس راہ کی ماہیت کیا ہے آیا صاف اور سہل ہے یا مشکل اور دشوار گزار ہے۔ اور اب چونکہ تم اس مدت حیات پر فائز ہو جس کو شعرا آستانۂ زندگی کہتے ہیں تو پھر کون ہے تم سے بہتر جس کی رائے میں بخوشی پوچھ سکتا ہوں۔ کیا زندگی اس میں رنجدہ ہوتی ہے یا جو کچھ تم اس باب میں

اطلاع دو!

میں تم سے سقراط اپنا ذاتی تجربہ بلا شک تم سے بیان کرونگا۔ میں اور میرے ہم عمر چند ہی آدمی ایسے ہیں جن کو اکثر آپس میں ملنے کی عادت ہے۔ اگلے مقولے کے موافق۔ ان موقعوں پر اکثر آہ و زاری کرتے ہیں اور جوانی کی لذتوں کا افسوس کرتے ہیں وہ اگلی آشنائیاں وہ شراب نوشی کے جلسے اور جشن اور ایسی ہی تقریبیں یاد کرتے ہیں۔ وہ ان عیش پرستیوں کو بڑی چیز سمجھتے ہیں اور اس کے فقدان پر بے صبری کرتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں کیا مزے سے زندگی گزرتی تھی اب تو ان کا یہ بیان ہے کہ وہ اپنے حساب سے درحقیقت زندہ ہی نہیں ہیں۔ بعض یہ بھی شکایت کرتے ہیں کہ پیرانہ سالی کی وجہ سے ان کے عزیز ان کی تحقیر کرتے ہیں اور ان کی کمزوریوں پر مضحکہ کرتے ہیں۔ منجملہ اور تباہیوں کے جو بڑھاپے میں پیدا ہوئی ہیں یہ بھی ایک وجہ پیرانہ سالی کی مذمت کی ہے مگر سقراط میری رائے میں یہ لوگ صحیح علت اپنی بدبختی کی نہیں جانتے کیونکہ اگر پیرانہ سالی اس کا سبب ہوتا تو یہ اضطراب مجھ کو بھی لاحق ہوتا آخر میں بھی تو بوڑھا ہوں اور ہر ایسے شخص کو جو زندگی کی اس حد کو پہنچا ہے۔ مگر جیسا کچھ ہوئیں اب سے چند معمر اشخاص سے ملا ہوں انھوں نے اور ہی کچھ بیان کیا اور خصوصیت کے ساتھ میں سوفوکلیس شاعر کا ذکر کروں گا جس سے کسی نے میرے سامنے پوچھا تھا۔ کہو سوفوکلیس عشقبازی کا کیا حال ہے؟ اب بھی تم اس قابل ہو؟ جس کا اس نے جواب دیا۔ براہ عنایت خاموش رہو میں بہت خوش ہوں کہ میں نے اس سے نجات پائی اور مجھ کو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا میں نے ایک غضبناک وحشی آقا سے آزادی پائی۔ میں نے اسی وقت یہ خیال کیا تھا اور اب بھی یہی خیال ہے۔ کہ اس نے بڑی دانشمندی کی بات کہی۔ کیونکہ لاکلام بڑھاپا ہم کو کامل سکون اور آزادی بخشتا ہے اس کی خواہش ہے اور اکثر ایسی ہی پرجوش خواہشوں سے۔ جب خواہشوں میں افاقہ ہوتا ہے اور ان کی طاقت گھٹ جاتی ہے تو سوفوکلیس کے بیان کی حقیقت بخوبی کھلتی ہے۔ اس کی مثال یہی ہے جیسے بہت سے تند خو مالکوں سے نجات پائی۔ لیکن اس عنوان کی شکایتیں اور عزیزوں کی آزار رسانیاں صرف ایک سبب سے منسوب ہو سکتی ہیں اور

وہ سبب اے سقراط بڑھاپا نہیں ہے بلکہ اس شخص کی سیرت ہے۔ اگر ان کے ذہن بخوبی منظم ہیں اور مزاج میں سہولت ہے تو بڑھاپا ناقابل برداشت بار نہیں ہے اگر ان کی ساخت اس کے خلاف ہے اس صورت میں سقراط بڑھاپے کا کیا ذکر ہے جوانی بھی ان کے لیئے بڑھاپے کی طرح تکلیف دہ ہوگی۔

قیفالس کے ان بیانات کی میں نے بڑی قدر کی اور اس سے درخواست کی ابھی اور کچھ فرمائیے۔ میں نے یہ کہکے اس کو ابھارا قیفالس میں گمان کرتا ہوں کہ لوگ عموماً تمھاری اس رائے پر سکوت نہ کرینگے کیونکہ ان کا یہ خیال ہوگا کہ سیرت تمھاری اس کا سبب نہیں بلکہ تمھاری عظیم دولت مندی تم کو بڑھاپے کے برداشت کے قابل کرتی ہے۔ کیونکہ کہتے ہیں کہ دولتمند کی تسلیوں کی اکثر وجوہ ہیں۔

سچ ہے وہ لوگ میری بات کو یقین نہ کرینگے اور وہ بھی ایک حد تک صحیح کہتے ہیں مگر اس قدر صحیح نہیں جیسا کہ ان کا خیال ہے تھیمسیاکلیس کے جواب میں جو اس نے سیراقیہ کے رہنے والے کو دیا تھا بڑی حقیقت شامل ہے اس نے براہ طنز کہا تھا کہ تمھاری شہرت کچھ تمھارے سبب سے نہیں ہے بلکہ تمھارے ملک کے سبب سے ہے "مجھ کو یہ شہرت ہرگز نہ نصیب ہوتی اگر میں سیراقیہ کا رہنے والا ہوتا اور نہ تم کو نصیب ہوتی اگر تم اثنیہ کے باشندے ہوتے" اور جو لوگ دولتمند نہیں ہیں اور وہ بڑھاپے سے مضطرب ہیں یہ کہا جا سکتا ہے مساوی انصاف کے ساتھ کہ ایک طرف تو ایک آدمی بڑھاپے میں بالکل خوش نہیں ہو سکتا جبکہ مفلسی بھی شریک ہو اسی طرح دوسری طرف دولت ایک بد آدمی کو بذات خود رضامند نہیں کر سکتی۔

مگر اے قیفالس تمھاری دولت متروکہ ہے یا مکسوبہ؟

سقراط تم یہ کہتے ہو کہ میں نے اس کو بذات خود اکتساب کیا ہے؟ معاملات زر میں میں اپنے دادا اور اپنے باپ کے درمیان میں ہوں میرے دادا نے جن کا میں ہمنام ہوں قریباً اتنی جائداد حاصل کی تھی جتنی پر میں اب قابض ہوں اور اس کو بڑھایا یہاں تک کہ چند گنی زیادہ ہو گئی۔

میرے والد لیسانیاس نے اس سے بھی گھٹا دیا جتنی اب ہے۔ میں بجائے خود اسی پر قانع ہوں کہ ان اپنے لڑکوں کے لئے کم نہ چھوڑوں بلکہ کسی قدر زائد اس مقدار سے جو مقدار میرے ہاتھ لگی تھی۔

میں نے یہ سوال کیا۔ کیونکہ مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ تم اس قدر روپیہ کے شایق نہیں ہو جو حال عموماً ایسے لوگوں کا ہے جنھوں نے خود نہیں حاصل کیا ہے۔ درانحالیکہ وہ لوگ جو خود پیدا کرتے ہیں وہ دوسرے لوگوں سے دو چند روپیہ کے شایق ہیں ٹھیک اسی طرح جس طرح شاعر اپنے الفاظ کو دوست رکھتے ہیں اور باپ اپنی اولاد کو اسی طرح وہ لوگ جنھوں نے دولت پیدا کی ہے اپنے روپیہ کی قدر کرتے ہیں نہ صرف اس لئے کہ وہ مفید ہے مثل اور شخصوں کے بلکہ اس لئے کہ وہ ان کی پیدا کی ہوئی ہے اس لئے وہ ناگوار ہمنشیں ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ سوا دولت کے کسی چیز کی تعریف نہیں کرتے۔

اس نے کہا یہ سچ ہے۔

میں نے کہا بیشک یہ سچ ہے۔ مگر مجھ کو ایک سوال اور کرنے دو۔ تمھارے خیال میں سب سے بڑا فائدہ جو دولت سے حاصل ہوا کیا ہے؟ اگر میں اس کو بیان کروں۔ اس نے جواب دیا۔ تو مجھ کو ایسے لوگ بہت ہی کم ملینگے جو مجھ سے اتفاق کریں۔ سقراط یقین جانو جب کسی کو سمجھا دیا جاتا ہے کہ وہ مرنے کو ہے تو وہ خوف زدہ ہو جاتا ہے اور اس کو ایسی چیزوں کے لئے تشویش ہوتی ہے جن چیزوں نے کبھی اس پر اثر نہ کیا تھا۔ اس وقت وہ ان قصوں پر ہنستا رہا ہے جو متوفی لوگوں کے بارے میں کہے جاتے ہیں۔ جن قصوں میں یہ بیان ہوتا ہے کہ جس کسی نے اس جہان میں خطا کی ہے اس کو دوسرے عالم میں اس کے لیے سزا بھگتنا ہوگا اب اس کے دل میں یہ اندیشہ پیدا ہوتا ہے کہ ممکن ہے کہ یہ باتیں ٹھیک ہوں۔ خواہ بڑھاپے کی کمزوری سے خواہ اس لئے کہ اب وہ دوسرے عالم کی سرحد کے قریب آگیا ہے ان اسرار کی بصیرت زیادہ ہو جاتی ہے۔ جو کچھ ہو وہ شک اور وہم سے بھر جاتا ہے اب وہ آمادہ ہوتا ہے اور بجائے خود محاسبہ کرتا ہے اور سوچتا ہے کہ آیا میں نے کسی شخص کی کوئی خطا کی ہے۔ اس موقع

پر جب اس کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی زندگی میں ظلم کا ایک ذخیرہ ہے تو وہ خوف زدہ ہو کے سوتے میں چونک چونک پڑتا ہے ۔ جیسے بچے بدخواب ہوتے ہیں اور اسکی زندگی آیندہ کے اندیشہ سے وبال ہوجاتی ہے ۔لیکن جب اس کا ایمان اس کو ظلم کے لیئے ملامت نہیں کرتا تو اس پر نیک امید حاوی ہوجاتی ہے بقول پندار، "بڑھاپے کی مہربان دایہ" کی حفاظت میں رہتا ہے کیونکہ بلاشک سقراط کیا عمدہ کلام ہے جس میں اس (پندار) نے انسان کی ایسی زندگی کا بیان کیا ہے جو عدل و تقدس میں گزری ہو تب اُمید اس کی ہمنشیں ہے جو اس کے دل کو خوش کرتی رہتی ہے جو بڑھاپے کی دایہ ہے ۔ اُمید جو ہر چیز سے بڑھ کے انسان فانی کے متلون ارادے کا بیڑا پار کرتی ہے ۔ دراصل اس بیان میں ایک عجیب حقیقت شامل ہے ۔ اور یہی خیال ہے جس پر میرے اعتقاد سے مال و منال کی قیمت بالتخصیص منحصر ہے ۔ میں یہ ہر شخص کی نسبت نہیں کہتا مگر بہر طور نیک آدمی کے لیئے ۔ کیونکہ وہ ہماری حفاظت میں بہت معین ہوتے ہیں ایسے فریب اور جھوٹ سے بھی جو عمداً نہ ہو اور اس دہشت سے جو دوسرے عالم میں ہماری روانگی کے وقت ہو اگر ہم پر کسی دیوتا کی قربانی واجب ہو یا کسی آدمی کا روپیہ دینا ہو ۔ اس کے اور بھی اکثر فائدے ہیں مگر ان سب کا جدا جدا موازنہ کرنے کے بعد اے سقراط یہ خدمت جو کچھ ہو مگر کم از کم اہمیت رکھتی ہے جو کہ مال و منال ایک غافل اور ہوشیار شخص کے حق میں بجا لاتا ہے ۔

تم نے قیفالس کیا قابل قدر بات کہی ہے ۔ مگر ہم اس صفت یعنی عدالت کا کیا مفہوم لیں ۔ کیا ہم اس کی یہ تعریف کریں کہ وہ راست بازی ہے اور بازدہی ہے اس چیز کی جو ایک انسان نے دوسرے سے پائی ہو نہ اس سے کم نہ زیادہ یا یہ ممکن ہے کہ اس ماہیت کے افعال بعض اوقات عادلانہ ہوں اور بعض اوقات خلاف عدالت ؟ مثلاً ہر شخص میرے نزدیک اس کو تسلیم کرے گا کہ اگر کوئی شخص عالم صحت حواس میں خطرناک آلات کسی دوست کو سپرد کرے

---

[1] یہ جملہ پندار کی ایک گمشدہ کتاب کا ہے ۔

اور من بعد جب اس کو جنون کا دورہ عارض ہو تو وہ اُن آلات کو واپس طلب کرے تو کیا ایسی امانت ادا کرنے کے قابل نہیں ہے اور یہ شخص عادل نہ ہوگا اگرچہ کہ یا تو وہ آلات کو واپس دے یا اس بات پر راضی ہو کہ وہ اصل حقیقت اس شخص سے جس کو یہ عارضہ ہو بیان کردے۔

اس نے جواب دیا تم درست کہتے ہو۔

پس یہ صحیح تعریف عدالت کی نہیں ہے کہ یہ سچ بولنا ہے اور واپس دینا اس چیز کا جو وصول ہوئی ہو۔

پولی مارخس نے مکالمہ میں داخل ہو کے کہا سقراط نہیں بلکہ یہ ہے۔ کم از کم اس صورت میں جبکہ سائیمونیڈس کے قول کا تعین کریں۔ قیفالس نے کہا بہت خوب اب میں اس بحث کو تم پر چھوڑتا ہوں۔ میں قربانی کے لیے آمادہ ہوتا ہوں کیونکہ اس کا یہی وقت ہے۔ میں نے پوچھا تو پولی مارخس اس بحث میں تمھارے حصّہ کو وراثتاً لیتا ہے کیا وہ ایسا نہیں کرتا؟ اس نے مسکرا کر جواب دیا۔ یقیناً۔ اور فوراً قربانی کے لئے چلا گیا۔

میں نے گفتگو شروع کی۔ تو مجھ کو جواب دو تم اس بحث کے وارث ہو۔ تمھارے نزدیک صحیح توجیہ عدالت کی کیا ہے جو سائیمونیڈس نے کہی ہے؟

یعنی واپس دینا ہر شخص کو جو اس کا حق ہو عادل ہے۔ میرے نزدیک سائیمونیڈس نے جو اس معاملہ میں کہا ہے درست ہے۔

ہاں یقیناً یہ کوئی سہل امر نہیں ہے کہ سائیمونیڈس کی بات کا یقین نہ کیا جائے کیونکہ وہ دانا ہے اور اس کو الہام ہوتا ہے۔ مگر ان الفاظ سے اس کی کیا مراد ہے۔ تم پولی مارخس شاید سمجھتے ہو گو کہ میں نہیں سمجھتا۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ جو اس نے کہا ہے ابھی اس کی یہ مراد نہیں ہے یعنی کہ جائداد جو کسی شخص نے بطور ودیعت دی ہے تو وہ ودیعت دینے والے کو واپس دینا چاہئے اگر وہ اس کو طلب کرے حالت دیوانگی میں اور ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جائداد جو بطور ودیعت دی ہے وہ ودیعت دینے والے کا حق ہے۔

کیا نہیں ہے؟

ہاں ہے۔
لیکن جو شخص اُس کو طلب کرتا ہے اپنے حواس میں نہیں ہے۔ اسکو کسی طور سے واپس دینا نہ چاہیے۔ کیا چاہیئے؟
سچ ہے۔ نہ چاہیئے۔
پس معلوم ہوتا ہے کہ سائمونیدس کی مراد اس کے خلاف ہے جبکہ وہ کہتا ہے کہ جو کچھ واجب الادا ہے اس کا واپس دینا عدل ہے۔
اس نے جواب دیا بالکل یقین ہے کہ اس کی یہ مراد ہے کیونکہ اس نے صریحًا کہا ہے کہ دوست کا قرضہ دوست پر دونوں کو مفید ہے نہ کہ مضر۔
میں سمجھتا ہوں: کہ جو ودیعت رکھنے والے کو روپیہ واپس دیتا ہے وہ واجب الادا واپس نہیں دیتا اگر ادائی ایک جانب سے اور وصول یابی دوسری جانب سے مضر ثابت ہو اور دونوں فریق دوست ہوں۔ تمھارے نزدیک کیا یہ مراد سائمونیدس کی نہیں ہے؟ یقینًا یہی ہے۔
تو کیا ہم اپنے دشمنوں کو جو ان کا حق ہو واپس دیں؟
ہاں بلا شک۔ جو کچھ ان کا واجب ہو۔ اور قرضہ دشمن کا دشمن پر میرے خیال میں ضرر ہے۔ کیونکہ ضرر اسی وقت میں خاص ہے اس نسبت کے لیۓ۔
تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سائمونیدس نے شاعروں کی طرح اس عدالت کے بیان میں ایک معما کہا ہے۔ کیونکہ بظاہر اس نے یہ خیال کیا کہ جو چیز کسی کی خاص ہو وہ اس کو دے دینا عدالت ہے جس کو وہ حق کہتا ہے۔ مگر میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ مجھ کو اپنی رائے سے آگاہ کیجئے۔ فرض کیجیئے کہ اس بیان کو سن کے یہ سوال کرے۔ سائمونیدس جب یہ صورت ہے کہ وہ فن جس کو طب کہتے ہیں کیا حق یا خاص شئے ادا کرتا ہے اور اس کے وصول کرنے والے کون ہیں۔ تمھارے نزدیک وہ ہم کو کیا جواب دیتا؟ صریحًا وہ یہ کہتا کہ بدن وصول کرنے والے ہیں اور دوائیں غذائیں اور پینے کی چیزیں وہ اشیاء ہیں جو دئے جاتے ہیں۔
اور کیا حق اور خاص چیزیں اس فن سے ملتی ہیں جس کو طباخی کہتے ہیں اور وصول کنندہ کون ہیں؟

مزا دینا وہ شئے ہے جو کی جاتی ہے اور طعام الوان ہیں وصول کنندہ۔
خوب تو وہ فن کیا کرتا ہے جس کو ہم عدالت کہیں گے اور اس کے وصول کنندہ کون ہیں؟
اگر بیانات گزشتہ سے کچھ ہماری رہنمائی ہو سکتی ہے تو سقراط مدد (نفع) یا ضرر وہ چیزیں ہیں جو کی جاتی ہیں اور دوست اور دشمن وصول کرنے والے ہیں۔
پس سائمونیدس عدالت سے یہ مراد لیتا ہے کہ دوستوں کو نفع پہنچایا جائے اور دشمنوں کو ضرر یہی مراد ہے؟
میرا یہی خیال ہے۔
بیماری کی صورت میں کون دوستوں کو سب سے زیادہ نفع پہنچا سکتا ہے اور دشمنوں کو ضرر؟ صحت اور مرض کے باب میں؟
طبیب۔
اور سفر بحری میں کون سب سے زیادہ دوستوں کو نفع پہنچا سکتا ہے اور دشمنوں کو ضرر؟
ملّاح۔
اچھا تو کس معاملہ میں اور کس چیز کے باب میں عادل انسان سب سے زیادہ دوستوں کو نفع پہنچا سکتا ہے اور دشمنوں کو ضرر؟ میں خیال کرتا ہوں کہ جنگ کے معاملہ میں معاون پہلے کا اور دشمن دوسرے کا۔
خوب۔ تم اس کو مان لوگے میرے پیارے پولی مارخس کہ طبیب ان لوگوں کے لیئے بیکار ہیں جو صحیح و تندرست ہیں۔
یقیناً۔
اور ملاح ان لوگوں کے لیے جو ساحل پر ہوں۔
ہاں۔
تو عادل بھی ان لوگوں کے لیے بیکار ہے جو جنگ نہ کرتے ہوں۔
میرا بالکلیہ یہ خیال نہیں ہے۔
تو صلح کے زمانے میں بھی عدالت مفید ہے، کیا ایسا ہی ہے؟
یہی ہے۔

اور یہی حال زراعت کا بھی ہے۔ کیا نہیں ہے؟

ہاں۔

یعنی اس لیے کہ زمین کے ثمرات حاصل کیے جائیں۔

ہاں۔

اس کے علاوہ موچی کا فن بھی مفید ہے۔ کیا نہیں ہے؟

ہاں۔

یعنی جوتیاں حاصل ہونے کے لیے۔ میرا خیال ہے تم بھی یہی کہو گے۔

یقیناً۔

تو پھر تمھارے نزدیک عدالت کس کے فائدے یا اکتساب کو ترقی دیتی ہے زمانہ صلح میں

متعہدین کو اے سقراط۔

اور متعہدین سے تم سمجھتے ہو مشارکت یا اس کے خلاف؟

مشارکت یقیناً۔

9

تو پھر وہ عادل انسان ہے یا کھلاڑی چوپڑ کھیلنے والا جو چوپڑ کھیلنے میں ایک

اچھا اور مفید شریک ہو سکتا ہے؟

چوپڑ کھیلنے والا۔

اچھا اینٹ کے ردّے رکھنے میں اور پتھر کی جڑائی میں عادل انسان بہتر

اور مفید شریک ہو سکتا ہے یا باقاعدہ معمار؟

ہرگز نہیں۔

تو پھر کس شراکت میں عادل انسان بہتر ہے عود نواز سے اس معنی سے کہ عود نواز

بہتر شریک ہے بہ نسبت عادل انسان کے ساز نوازی میں؟

میں خیال کرتا ہوں روپیہ کی شراکت میں۔ شاید پولی مارخس کو مستثنیٰ کرکے

جب یہ مقصود ہو کہ روپیہ صرف کیا جائے مثلاً شرکا، کو جب گھوڑا مول لینا ہو یا بیچنا ہو

تو میں خیال کرتا ہوں کہ گھوڑوں کا سوداگر بہتر ہے۔ کیا نہیں ہے؟

ظاہر تو یہی ہے۔

اگر جہاز مول لینا ہو یا بیچنا ہو تو جہاز بنانے والا یا ملاح بہتر ہے۔

ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔
جب یہ صورت ہو، موقع ہو تو چاندی یا سونے کی مشارکت کا تو کیا اس میں عادل انسان زیادہ مفید ہوگا بہ نسبت اور کسی کے؟
جب سقراط تم کو اپنا روپیہ ودیعت رکھنا ہو اور اس کی حفاظت چاہتے ہو۔
یعنی جب اس کو اسی طرح رکھنا اور اس کا صرف کرنا نہ چاہتے ہو؟
بالکل یہی۔
پس عدالت کا فائدہ روپیہ کے لیئے ہے جبکہ روپیہ بیکار رہو؟
ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔
اسی طریقہ سے جب تم کو ہنسیا کا رکھنا منظور ہو تو عدالت مفید ہوگی خواہ تم شرکت دار ہو خواہ نہ ہو۔ مگر جب تم ہنسیا کو کام میں لانا چاہو تو عدالت اپنی جگہ انگور کی کانٹ چھانٹ کرنے والے کو دیتی ہے۔
ظاہرا۔
تم یہ بھی مانتے ہو کہ جب تم کو ایک سپر یا ایک عود (باجا) رکھنا ہو بغیر کام میں لانے کے تو عدالت مفید ہے مگر جب تم ان کو کام میں لانا چاہو تو فن سپاہ گری یا موسیقی کی ضرورت ہوگی؟
مجھ کو ضرور ماننا ہوگا۔
اور یہی حال ہر چیز کا ہے عدالت بیکار ہے جب کوئی چیز کام میں لائی جائے اور مفید ہے جب وہ چیز بیکار رہو؟

10

ایسا ہی معلوم ہوگا۔
پس مہربان بندہ عدالت کچھ بہت قیمتی شے نہیں ہو سکتی جب اس کا مصرف محض بیکار چیزوں کے لیے ہو۔ اب ہم اس تحقیق کو اس طرح جاری رکھینگے کیا وہ شخص جو ضرب لگانے میں بہت مشاق ہو مقابلے کے وقت خواہ وہ مشت زن ہو یا نہ ہو وہی شخص کیا ضرب کے روکنے میں مشاق نہ ہوگا؟
یقیناً۔
کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ جو شخص مرض کے دفع کرنے اور اس کے روکنے میں

استاد ہوگا وہی شخص یقیناً دوسروں میں مرض کے پیدا کر دینے میں بھی انتہا کا استاد ہوگا۔

میں بھی یہ خیال کرتا ہوں۔

اور بلاشک وہ شخص جو فوج کی حفاظت میں قابلیت رکھتا ہو وہ شخص دشمن کے منصوبوں کے اڑا لینے میں بہت لایق ہوگا اور دشمن کی جملہ کارروائیوں کے دست بُرد کرنے میں۔

یقیناً۔

کہنا یہ ہے کہ جو شخص کسی چیز کی حفاظت میں مشاق ہوگا وہ اس کے چرا لینے میں بھی مشاق ہوگا۔

بظاہر ایسا ہی ہے۔

لہٰذا اگر عادل انسان روپیہ کی حفاظت میں مشاق ہے تو وہ روپیہ کے چرالنے میں بھی مشاق ہوگا۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ دلیل تو یہی راہ دکھاتی ہے۔ پس بہر طور ظاہر ہے کہ عادل آدمی ایک طور کا چور رہے۔

گمان غالب ہے کہ یہ مسئلہ تم نے ہومر سے سیکھا ہے۔ جو آتولیکس اودی سی یوس کے نانا پر بہت مہربان ہے۔ کیونکہ بقول شاعر مذکور کہ وہ تمام آدمیوں پر چوری اور دغابازی میں سبقت لے گیا۔ پس عدالت تمہارے اور ہومر اور رسائیمونیدس کے نزدیک ظاہراً ایک طرح کا چوری کا فن ہے۔ جس کا مقصد دوستوں کو مدد دینا اور دشمنوں کو ضرر پہنچانا ہے۔

کیا یہی تمہاری مراد نہ تھی؟

اس نے جواب دیا بلاشک یہ مراد نہ تھی۔ مگر میں یہ نہیں جانتا کہ میری کیا مراد تھی۔ لیکن اب تک میری یہ رائے کہ دوستوں کو مدد دینا اور دشمنوں کو ضرر پہنچانا عدالت کے خلاف ہے تم کو بیان کرنا چاہیئے کہ کس شخص کے دوست وہ ہیں جو اس شخص کو دوست معلوم ہوتے ہیں یا وہ جو درحقیقت ایماندار ہیں اگرچہ ایسے نہ معلوم ہوں؟ اور دشمنوں کی بھی اسی اصول سے تم تعریف کرتے ہو۔

میں یقیناً توقع رکھتا ہوں کہ ہر شخص ان لوگوں سے محبت کرے جن کو وہ ایماندار سمجھتا ہے اور ان لوگوں سے نفرت کرے جن کو وہ شریر سمجھتا ہے۔
مگر کیا لوگ اس معاملہ میں غلطیاں نہیں کرتے اور اکثر ایسے لوگوں کو ایماندار خیال کرتے ہیں جو حقیقتاً ایماندار نہیں ہیں اور اکثر کو شریر خیال کرتے ہیں جو حقیقتاً شریر نہیں ہیں؟
ایسا کرتے ہیں۔

پس ایسے لوگوں کے نیک دشمن ہیں اور بد دوست ہیں۔ کیا ایسا نہیں ہے؟

یقیناً ہے۔
اور قطع نظر اس کے ایسے لوگوں کا یہ عدل ہے کہ ایسے وقتوں میں کہ شریروں کی مدد کریں اور نیکوں کو ضرر پہنچائیں۔
بظاہر ایسا ہی ہے۔
تاہم یقیناً نیک عادل ہیں اور غیر عدالت ان کی ماہیت کے مغائر ہے۔
سچ ہے۔
پس تمہارے مسئلہ کے موافق ایسے لوگوں سے بدی کرنا جو لوگ غیر عدالت نہیں کرتے عدل ہے
معاذاللہ۔ سقراط یہ تو بڑا مفسد مسئلہ معلوم ہوتا ہے۔
پس میں نے کہا یہ عدل ہے کہ غیر عادل کو ضرر پہنچایا جائے اور عادل کی مدد کی جائے۔ بداہتہً یہ نظریہ پہلے نظریہ سے بہتر ہے۔
اس صورت میں پولی مارخس نتیجہ یہ ہوگا کہ ان متعدد مثالوں میں جن میں لوگوں نے اپنے لوگوں کے بارے میں بڑی غلطی کی ان غلط کرنے والوں کے لئے کہ اپنے دوستوں کو ضرر پہنچائیں کیونکہ ان کی نظر میں وہ شریر ہیں اور دشمنوں کی مدد کریں کیونکہ وہ نیک ہیں اور ہمارا بیان ٹھیک مقابل (برعکس) ہوگا اس معنی سے جو ہم نے سائمونیدس سے منسوب کیا ہے۔
اس نے جواب دیا یہی نتیجہ نکلے گا۔ لیکن آؤ ہم اپنے مقام کو بدل لیں کیونکہ ظن غالب ہے کہ ہماری تعریف دوست اور دشمن کی غیر صحیح تھی۔
ہماری تعریف کیا تھی؟ پولی مارخس

کہ دوست وہ ہے جو بظاہر ایماندار آدمی ہوتا ہے اور ہماری جدید تعریف کیا ہوگی؟

کہ دوست وہ جو بظاہر نہیں بلکہ درحقیقت ایماندار آدمی ہے درحالیکہ وہ جو ظاہراً ہے لیکن درحقیقت ایماندار نہیں ہے۔ درحقیقت۔ دوست نہیں ہے بلکہ صرف بظاہر ہے۔ اور دشمن کی بھی ہم اسی اصول پر تعریف کرتے ہیں۔

پس اسی طرح کلام کرنے سے نیک آدمی بہر طور دوست ہوگا اور شریر دشمن ہوگا۔

ہاں۔

تو تم عدالت کے تصور میں ہم نے جو داخل کیا تھا کچھ اور بڑھا دیتے ہو۔ ہم نے تو یہ کہا تھا کہ دوست کی مدد کرنا اور دشمن کو ضرر پہنچانا عدالت ہے۔

ہم اب۔ اگر میں تمھارا مفہوم سمجھتا ہوں۔ اضافہ کریں اور اس طرح بنالیں:۔ نیکی کرنا اپنے دوست سے اگر وہ نیک آدمی ہو۔ عدل ہے۔ اور ضرر پہنچانا دشمن کو اگر وہ برا آدمی ہو۔

12

ٹھیک اسی طرح۔ اس نے جواب دیا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ یہ صحیح بیان ہوگا میں نے پوچھا کہ کیا کسی کو ضرر پہنچانا یہ فعل عادل آدمی کا ہے۔

یقیناً ہے۔ اس نے جواب دیا یعنی یہ اس کا فرض ہے کہ ان لوگوں کو ضرر پہنچائے جو شریر ہیں اور ان کے دشمن بھی ہیں۔

کیا گھوڑے ضرر پہنچائے جانے سے اچھے ہو جاتے ہیں یا بدتر ہو جاتے ہیں؟

بدتر۔

کتوں کے مقابلہ میں یا گھوڑوں کے مقابلہ میں؟ گھوڑوں کے مقابلہ میں۔

کیا کتے اسی طرح ضرر پہنچانے سے بدتر ہو جائیں گے؟ کتوں کی خوبی کے لحاظ نہ گھوڑوں کے اعتبار سے؟

لاکلام ایسے ہو جائیں گے۔

کیا اسی اصول سے اے دوست ہم نہیں دعویٰ کر سکتے کہ انسانوں کو اگر ضرر پہنچایا جائے تو وہ بھی فضیلت کی میزان میں گھٹ جائیں گے؟

بیشک ہم دعویٰ کر سکتے ہیں۔

مگر عدالت ایک انسانی فضیلت نہیں ہے؟

بلاشک ہے۔

لہذا ضرور ہے۔ اے دوست کہ انسان ضرر پہنچائے جانے سے کم عادل ہو جائیں گے۔

ایسا ہی معلوم ہو گا۔

کیا موسیقی داں فن موسیقی سے انسان کو موسیقی میں ناقص کر دیں گے؟

وہ ایسا نہیں کر سکتے۔

کیا چابک سوار شہسواری کے فن میں انسان کو برے سوار بنا دینگے؟

نہیں۔

لیکن ایسا ہو تو کیا عادل عدالت سے لوگوں کو غیر عادل بنا دینگے؟

نہیں یہ غیر ممکن ہے۔

سچ ہے۔ کیونکہ اگر میں اس غلطی پر نہیں ہوں گرمی کی یہ خاصیت نہیں ہے بلکہ اس کی ضد کا یہ خاصہ ہے کہ وہ چیزوں کو سرد کرے۔

ہاں۔

اور یہ خاصہ خشکی کا نہیں ہے بلکہ اس کی ضد کا کہ وہ چیزوں کو تر کردے۔

یقیناً۔

تو یہ خاصہ نیک کا نہیں بلکہ اس کی ضد کا کہ ضرر پہنچائے۔

بظاہر یہی ہے۔

اچھا تو عادل انسان نیک ہے؟

13

بلاشک وہ (نیک) ہے۔

پس پولی مارخس۔ یہ خاصہ عادل انسان کا نہیں ہے۔ بلکہ اس کے ضد غیر عادل (ظالم) کا کہ وہ دوست کو یا کسی مخلوق کو ضرر پہنچائے۔

مجھے معلوم ہوتا ہے سقراط کہ تم بالکل حق کہتے ہو۔ لہذا اگر کوئی دعویٰ کرے کہ یہ عدل ہے کہ ہر شخص کو اس کا حق پہنچایا جائے اور اس بات کو یہ سمجھتا ہے کہ عادل انسان کا فریضہ یہ ہے کہ

دشمنوں کو ضرر پہنچائے اور دوستوں کو مدد دے تو یہ دعویٰ کسی نادان آدمی کا ہے۔ یہ مسئلہ غلط ہے کیونکہ ہم نے دریافت کر لیا ہے کہ کسی وقت بھی کسی کو ضرر پہنچانا عدالت نہیں ہے

میں مانتا ہوں کہ تم حق پر ہو۔

تو پھر ہم تم دونوں اس امر میں شریک ہیں کہ جو شخص اس مسئلہ کو سائیمونیدس یا بیاس یا پیٹاکس یا کسی دانشمند جو عنایت یافتہ ہو اس سے منسوب کریں اس کی مخالفت کریں۔

اس نے کہا بہت خوب میں اپنا حصہ اس جنگ میں لینے کو بذاتِ خود آمادہ ہوں۔

مہربانی کر کے کہو تم جانتے ہو کہ میں کس شخص سے اس قول کے ایجاد کو منسوب کرتا ہوں کہ دوستوں کو مدد دینا اور دشمنوں کو ضرر پہنچانا عدل ہے۔

کس سے۔

میں اس قول کو پرایندر یا پرڈیکس یا زرکسیز یا اس میں تھبیا کے رہنے والے سے منسوب کرتا ہوں یا اور کسی مالدار سے جو اپنے کو بہت طاقتور خیال کرتا ہو۔

تم بالکل حق پر ہو۔

اچھا مگر ہم اب پھر صحیح تعریف عدالت اور عادل انسان کی تعریف کی بحث میں ناکامیاب ہوئے۔ تو پھر کیا تعریف تجویز کی جائے؟

اثنائے بحث میں تھریسماخس ایک یا زیادہ مرتبہ ہمارے مکالمے کے ٹوکنے اور اعتراض کرنے پر آمادہ تھا مگر ہر بار جو لوگ حاشیہ نشین تھے انھوں نے روک دیا تاکہ حجت تمام ہو جائے بہر طور جب میں نے آخر کا جملہ کہا اور ہم لوگ ٹھہر گئے پھر وہ ضبط نہ کر سکا اور ایک وحشی جانور کی طرح وہ آمادہ ہوا اور ایک جست لگا کے ہم پر آپڑا کہ ہم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ میں پولی مارخس ڈر گئے تھریسماخس نے جلسہ کو باآواز بلند مخاطب کیا اور کہا کیا لغویت تم پر اور پولی مارخس پر سوار تھی سقراط اس تمام وقت میں؟ کیوں ایک دوسرے کو بیوقوف بناتے ہو آپس کی خلق و مروت سے؟ نہیں۔ حقیقتاً اگر تم یہ سمجھنا چاہتے ہو کہ عدالت کیا ہے تو اپنے کو سوالات کرنے کا پابند نہ کرو اور جواب جو دئے جائیں ان کی تردید کو

نمائش میں لاؤ (تم خود جانتے ہو کہ سوال کرنا آسان ہے اور جواب دینا مشکل ہے)
بلکہ تم بھی ہم کو جواب دو اور کہو کہ تم عدالت کے باب میں کیا کہتے ہو۔ کہ وہ کیا
ہے۔ اور میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ اس تعریف سے خبردار رہو کہ وہ واجب
ہے یا مفید ہے یا نافع ہے یا سودمند ہے یا ضروری ہے مگر جو کچھ تمہارا جواب ہو
چاہئے کہ صاف ہو اور مختصر ہو کیونکہ میں ایسا جواب تسلیم نہ کروں گا جو مثل اس مہمل
گفتگو کے ہوگا جو اب تک ہوتی رہی۔

جب میں نے یہ تقریر سنی میں دنگ ہو گیا اور بولنے والے کو خوف زدہ ہو کے
غور سے دیکھنے لگا۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ اگر میں نے اس کو نہ دیکھا ہوتا قبل اسکے
کہ اس نے مجھ پر نظر ڈالی تو میں گونگا[1] ہو جاتا لیکن قبل اس کے کہ وہ اس گفتگو سے
برہم ہونے لگا تھا۔ میں اس کو بالمشافہ دیکھ چکا تھا۔ مجھ میں طاقت گفتار موجود تھی
میں نے ذرا لرزہ کے جواب دیا تھریسماخس ہم پر سختی نہ کرو۔ اگر میں اور پولی مارخس اس
مطلب کی جانچ میں غلطی کرتے ہوں تو یقین جانو کہ یہ غلطی غیر ارادی ہے کیا یہ تم سمجھتے ہو کہ
اگر ہم ایک ٹکڑے سونے کی تلاش میں ہوں تو ہم جان بوجھ کے ایک دوسرے کی مروت میں اسکی
دستیابی کے موقع کو ہاتھ سے کھو دینگے۔ فلہذا براہ عنایت یہ نہ خیال کیجئے کہ عدالت
کی تلاش میں جو متعدد ٹکڑوں سے سونے کے زیادہ قیمتی ہے۔ ہم ایک دوسرے کے
تابع ہو جائینگے۔ اس کمزوری کے ساتھ جس کا تم ذکر کرتے ہو بعوض اس کے کہ ہم
اس کو تاحد امکان پیدا کریں۔ تم اے دوست جو چاہو سمجھو مگر میرا اعتقاد یہ ہے کہ
یہ مطلب ہماری قوتوں سے باہر ہے عقل کا مقتضا تو یہ ہے کہ ہم تم سے رحم کی توقع
رکھیں نہ کہ ہم سے ایسا سخت سلوک کیا جائے۔ پھر ایسے ہوشیار آدمی جیسے تم ہو۔

جب اس نے میرا جواب سنا تو زور سے ایک قہقہہ مارا نہایت حقارت
کے ساتھ اور کہا:۔ او ہرقلس! یہ ایک واقعہ مذاقیہ انکسار کا ہے جس کو سقراط
نے ظاہر کیا ہے میں جانتا تھا کیا ہوگا اور جلسہ کو خبردار کیا تھا کہ جواب دینے سے

---

[1] مشہور ہے کہ اگر کسی پر بھیڑیئے کی نظر پڑے قبل اس کے کہ اس شخص نے بھیڑیئے کو دیکھا ہو تو
وہ شخص بالکل گونگا ہو جائے گا اسی مشہور اعتقاد سے سقراط نے یہ مضمون تراشا ہے ۱۲

باز رہو اور جہالت کا اظہار کرو جو جی چاہے کرو مگر جب کوئی سوال کرے تو جواب سے باز رہو۔

15

ہاں تم ایک دانا آدمی ہو۔ تھریسماخس لہذا تم خود جانتے ہو کہ اگر تم کسی شخص سے پوچھو کہ عدد ۱۲ کن اجزائے ضربی سے بنا ہے اور اسی وقت اس کو اس طرح خبردار کردو کہ۔ خبردار یہ نہ کہنا کہ ۱۲، ۶ کا دگنا ہے یا تین چوک ۱۲ ہے یا ۲ کا چھ گنا ہے یا ۴ کا تگنا ۱۲ ہے کیونکہ یہ لغویات تم سے نہ قبول کروں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم خوب جانتے ہو کہ کوئی ایسے سائل کو کوئی جواب نہ دے گا۔ مگر فرض کرو وہ شخص تم کو یہ جواب دے تھریسماخس ذرا سمجھاؤ تو کہ میں ان تمام جوابوں سے تو منع کیا گیا ہوں جن پر تم تہدید کرتے ہو؟ تو عنایت فرمایا ہوا اگر انھیں میں کوئی صحیح جواب ہو پھر بھی تم منع کرتے ہو کہ یہ جواب نہ دیا جائے تو کیا میں ایسا بیان کروں جو سچ کے خلاف ہو؟ یا اور تمھارا مفہوم کیا ہے؟ تم اس استفسار کا کیا جواب دوگے؟ ہاں بیشک! گویا دونوں صورتیں یکساں ہیں!

میں نے جواب دیا ان کے ایسا ہونے کو کوئی مانع نہیں ہے۔ بہرطور فرض کرو کہ دونوں یکساں نہیں ہیں: تاہم اگر ان میں جواب صحیح معلوم ہوا اس شخص کو جس سے سوال کیا گیا ہے کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہمارا ممانعت کرنا یا نہ کرنا اس کے اس قصد کا مانع ہوگا کہ جواب دے جس کو وہ ٹھیک جواب یقین کرتا ہے؟

کیا تمھاری یہ مراد نہیں ہے کہ یہ جو تم کہتے ہو یہی کرنا چاہتے ہو؟ تم ان میں ایک جواب مجھ کو دوگے جن کو میں نامنظور کر چکا ہوں؟ مجھے تعجب نہ ہوگا اگر میں ایسا کروں یا فرض کرگے کہ بعد تامل کے میں اس عمل کو جائز قرار دوں۔

پھر کیا ہوگا اگر میں عدالت کے موضوع پر ایک اور جواب پیدا کردوں خلاف ان جوابوں کے جن کو میں رد کر چکا ہوں اور ان سب سے بہتر؟ پھر تم کس تعذیر کے مستوجب ہوگے؟

بس وہی سزا جو جاہل کو دیجاتی ہے کہ وہ تسلیم کرے اور میں تصور کرتا ہوں کہ یہی سزا روشن خیال لوگوں نے تعلیم کی ہے۔ بس یہ سزا ہے جس کو برداشت کرنیکا سزاوار رہوں مثل اوروں کے اس نے جواب دیا درحقیقت تم خوش طبع ہو۔

لیکن تعلیم کے جاننے کے ماسوا تم کو مجھے کچھ دینا بھی لازم ہے۔
میں نے جواب دیا میں یہ بھی کروں گا بشرطیکہ میرے پاس روپیہ ہو۔
مگر گلاکن تم کہہ چکے ہو کہ اگر روپیہ اس کا معاوضہ ہو تو اسپر گفتگو کرو تھریسماخس ہم سب سقراط کے بارلے ادا کرینگے۔

16

اس نے کہا ہاں سچ ہے! میں خیال کرتا ہوں تاکہ سقراط اپنے معمولی طریقہ پر خود جواب دینے سے انکار کرے حالانکہ دوسروں کے جوابوں کو جانچنا ہے اور تردید کرنا ہے۔
میں نے کہا میرے فاضل دوست وہ شخص کیونکر جواب دے سکتا ہے جو اوّل تو جواب نہیں دیتا اور اس کا اعتراف بھی کرتا ہے کہ مجھ کو نہیں معلوم کیا جواب دینا چاہئے اور دوسرے اس موضوع پر اگر اس کے کچھ خیالات ہیں ایک ایسے شخص نے جس کی لیاقت معمولی نہیں ہے ممانعت کی ہے کہ اپنے اوہام کو بیان کرے؟ نہیں بلکہ یہ بالکل مناسب ہے کہ تم تقریر کرو کیونکہ تم اس موضوع کے جاننے کا دعویٰ کرتے ہو اور کچھ کہنا چاہتے ہو لہذا انکار نہ کرو بلکہ جواب سے میری تشفی کرو اور گلاکن اور دوسرے ارباب جلسہ کی تعلیم سے بھی دریغ نہ کرو۔
جب میں یہ کہہ چکا تو گلاکن اور دوسروں نے التجا کی کہ التماس قبول کرو یہ تو ظاہر تھا کہ تھریسماخس تقریر کرنے کا شایق تھا تاکہ اس کو شوکت حاصل ہو کیونکہ وہ یہ سمجھتا تھا کہ میں بہت اچھا جواب رکھتا ہوں مگر اس نے بہ تکلف میرے مجیب ہونے پر حجت کی۔ بالآخر راضی ہو گیا اور پھر یہ کہا واقعی یہ سقراط کی دانشمندی ہے! وہ خود تعلیم نہیں دیتا بلکہ وہ جا بجا جاکے خود دوسروں سے سیکھتا ہے بغیر اس کے کہ ان کی تدریس کا شکر گزار ہو۔
میں نے جواب دیا تھریسماخس دوسروں سے سیکھنے کے بارے میں جو تم نے کہا سچ ہے مگر تمھارا یہ کہنا کہ میں شکر گزار نہیں ہوتا اور کچھ نہیں دیتا غلط ہے۔ میں جو کچھ میرے مقدور میں ہے دیتا ہوں روپیہ تو میرے پاس نہیں ہے میں صرف ستائش کر سکتا ہوں (یہی میرا دینا ہے) کسقدر آمادگی سے ستائش کرتا ہوں اگر میری دانست میں کسی کی تقریر عمدہ ہوتی ہے۔ تم بھی بہت جلد دیکھ لوگے جب تم جواب دوگے

مجھے توقع ہے کہ تم خوب تقریر کرو گے۔

اس نے کہا تو پھر سنو۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ عدالت صرف فائدہ ہے طاقتور کا۔ تو پھر تم میری ستائش کیوں نہیں کرتے؟ نہیں بلکہ تم انکار کرتے ہو۔

میں نے جواب دیا نہیں ایسا نہیں ہے مجھے صرف تمھاری بات کے معنی سمجھنے کا انتظار ہے ابھی تو میں نہیں سمجھا۔ تم کہتے ہو کہ سود طاقتور کا عدل ہے۔ تھریسماخس اس بیان سے زمین و آسمان میں تمھارا مفہوم کیا ہے؟ میرے خیال میں کہیں کچھ اس طرح تو نہیں۔ کہ اگر پولی داَمس پہلوان ہم سے طاقتور ہے اور قوت بدنی کے لیے گوشت گاؤ اس کے لیے سود مند ہے۔ یہ غذا ہم کمزور آدمیوں کے لیے سود مند ہے لہذا عادلانہ ہے۔

17

سقراط یہ تو رسوا کرنا ہوا۔ تم سمجھتے ہو کہ سہولت سے میرے مسئلہ کو بگاڑ کے جو معنی لو وہی اس کے معنی ہیں۔

نہیں نہیں میرے لائق دوست مگر اپنا مطلب صاف صاف بیان کرو۔

اس نے کہا۔ کیا تم آگاہ نہیں ہو کہ کسی شہر کا فرمانروا خود مختار ہے۔ دوسرے شہروں میں جمہوریت ہے بعض میں حکومت شرفا کی ہے؟

بیشک میں آگاہ ہوں۔

کیا ہر شہر میں حکومت' اعلیٰ درجہ کی قوتِ حکام میں ہے؟

یقیناً ایسا ہی ہے۔

مزید برآں ہر حکومت میں قوانین اہل شہر کے فائدے کے لیے وضع کئے گئے ہیں۔ جمہوریت میں جمہوریت کے قوانین ہیں خود مختار شخصی حکومت میں خود سر قوانین ہیں قس علیٰ ہذا۔ اس عملدرآمد سے ان حکومتوں نے اعلان کر دیا ہے کہ جو چیز ان کیلئے سود مند ہے وہ عادلانہ ہے ان کی رعایا کے لیے۔ اور جو کوئی انحراف کرتا ہے اس کو حکام زجر کرتے ہیں اس لیے کہ وہ خلاف قانون اور خلاف عدالت مجرم ہے۔ لہذا کرم فرما میری مراد یہ ہے کہ کل شہروں میں وہی ایک بات یعنی قاعدہ مقرر شدہ حکومت کا عدل ہے۔ اور اعلیٰ درجہ کی قوت حکومت کی جانب پائی جاتی ہے میرا تو یہی خیال ہے۔ پس نتیجہ صحیح استدلال کا یہ ہے کہ وہی بات یعنی سود قوت دار

ہر مقام پر عدل ہے۔
اب میں تمھارا مطلب سمجھا - اور اس کے سمجھنے کی کوشش کروں گا کہ آیا یہ صحیح ہے یا نہیں ہے۔ پس تم نے تھریسماخس خود ہی اپنے بیان میں عدالت کی تعریف کردی کہ وہ سود ہے گو کہ مجھ کو منع کیا تھا کہ ایسا جواب نہ دوں۔ بلاشک تم نے ایک اضافہ کیا ہے اور اس طرح بیان کرتے ہو کہ وہ سود ہے زیادہ قوت دار کا۔
ہاں شاید بہت ہی خفیف اضافہ۔
اب دیکھنا ہے کہ یہ اضافہ کچھ اہمیت رکھتا ہے مگر اس قدر یقینی ہے کہ ہم تمھارے مسئلہ کی صحت کو جانچیں۔ کیونکہ ہم دونوں یہ تسلیم کرتے ہیں کہ عدالت سود کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے اور تم اس کو طول دیتے ہو کہ عدالت سود ہے زیادہ قوت دار کا اور میں اس میں توقف کرتا ہوں۔ پس ہم پر واجب ہے کہ اس موضوع کو مطالعہ کریں۔
مہربانی سے ایسا ہی کیجیے۔
یہی ہوگا۔ براہ عنایت اس سوال کا جواب عنایت ہو۔ آپ یہ بھی مانتے ہیں کہ حاکم کی اطاعت عدل ہے۔ کیا حکام ان متعدد شہروں کے معصوم[1] ہیں یا وہ بعض غلطیاں بھی کرسکتے ہیں۔

18

نہیں وہ بھی غلطیاں کرسکتے ہیں۔
اور اسی لیے جب وہ قانون وضع کرنے کا کام اپنے ذمہ لیتے ہیں کبھی وہ صحت سے ان کا کام ہوتا ہے کبھی غلط ہوتا ہے؟
مجھے اسی طرح سمجھنا چاہیے۔
صحت سے اور غلطی سے بہ ترتیب اس معنی سے کہ قانون سازی انھیں کے لیے کبھی مفید ہوتی ہے کبھی مضر؟
نہیں تم کیا کہتے ہو؟
ٹھیک وہی جو تم بیان کرتے ہو۔

[1] معصوم بے گناہ جن سے گناہ باوصف امکان صادر نہ ہو ۱۲ منہ

اور تم یہ مانتے ہو کہ جو کچھ حکام نے قانون بنا دیا ہے ان کی رعایا پر واجب ہے کہ اس کی اطاعت کریں۔ اور یہی عدالت ہے۔

بلا شک میں یہی کہتا ہوں۔

پس بنا بر تمھاری حجت کے۔ صرف یہی عدل نہیں ہے کہ جس چیز سے زیادہ قوت والے کا فائدہ ہو اسی کو عمل میں لائے بلکہ وہ بھی کرنا چاہیے جو ان کی غرض کے منافی ہو۔ بالفاظ دیگر بالکل پہلی بات کا الٹا۔

تم کیا کہتے ہو؟

مجھے یقین ہے کہ جو تم کہتے ہو۔ لیکن اس نکتہ پر کماحقہ غور کرنا چاہیے۔ کیا یہ نہیں تسلیم کر لیا گیا ہے کہ جب حکام بعض حکم نافذ کرتے ہیں اپنی رعایا پر۔ بعض اوقات وہ بالکل غلطی پر ہوتے ہیں کہ ان کے لیے سب سے بہتر کیا ہے۔ اور یہ کہ جو احکام انھوں نے نافذ کئے ہیں رعایا کو ان کا بجا لانا عدل ہے؟ کیا یہ تسلیم نہیں ہو چکا ہے۔

اس نے جواب دیا ہاں میں یہی خیال کرتا ہوں۔ تو میں تم سے یہ کہونگا کہ تم نے یہ بھی تسلیم کر لیا ہے کہ حکام اور صاحبان قوت کے اغراض کے خلاف بھی کام کرنا عدالت ہے؟ کیونکہ بداہتہً کمزوروں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ کام کرد جو طاقتوروں کے نفع کے لیے مضر ہو۔

پولی مارخس نے کہا ہاں بیشک سقراط یہ بالکل صاف ہے۔

کلیتوفون نے ردجواب کیا: کوئی شک نہیں اگر تم سقراط کے گواہ ہو جاؤ۔

پولی مارخس نے کہا ہمیں گواہ کی کیا حاجت ہے تھریسماخس خود ہی تسلیم کرتا ہے کہ حکام بعض اوقات ایسا حکم دیتے ہیں جو خود ان کے لئے برا ہوتا ہے۔ ان کی رعایا کا عدل یہی ہے کہ ان کے احکام کو بجا لائیں۔ نہیں پولی مارخس تھریسماخس نے یہ تجویز کیا ہے کہ حکام نے جو حکم دیا ہے اس کو کرنا عدل ہے۔ ہاں کلیتوفون نے یہ بھی تجویز کیا ہے کہ مقصد طاقتور کا عدل ہے۔ اور دو مقدمے تجویز کر کے اس نے اس کے بعد تسلیم کیا ہے کہ زور آور فریق اپنے سے کمزور رعایا کو ایسا حکم دیتا ہے

جو اس کے اغراض کے لیے مضر ہوتا ہے۔ اور نتیجہ ان دو امروں کے تسلیم کرنے کا یہ ہی کہ جو کچھ زور آور کی غرض ہے ذرا بھی عادلانہ نہیں ہے۔ اس چیز سے جو اس کی غرض سے نہ ہو۔

کلیتوفون نے کہا: مگر زور آور کی غرض سے اس کی مراد یہ ہے کہ وہ جن پر جس کو زور آور تصور کرتا ہے کہ اس کی غرض سے ہے۔ اس کا بیان یہ تھا کہ کمزور کو چاہئے کہ اس کو بجا لائے اور یہی مفہوم عدالت کا ہے۔ پولی مارخس نے جواب دیا یہ وہ نہیں ہے جو اس نے کہا تھا۔

میں نے کہا پولی مارخس کوئی مضائقہ نہیں ہے اگر تھریسماخس اپنے نظریہ کو اس طور سے اب بیان کرنا چاہتا ہے اس کے ایسا کرنے پر ہم کو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

پس مجھ سے کہو تھریسماخس تم بھی تعریف عدالت کی بیان کرنا چاہتے تھے کہ عدالت وہ ہے جس کو زور دار سمجھے کہ زور آور کی غرض کے موافق ہے۔ خواہ درحقیقت وہ اس کی غرض کے موافق ہو خواہ نہ ہو؟ ہم اس عبارت کو تمہارا بیان عدالت کے بارے میں سمجھیں؟

اس نے جواب دیا۔ ہرگز نہیں تم یہ خیال کرتے ہو کہ میں ایسے شخص کو جو غلطی پر ہو جب وہ غلطی کر رہا ہو زور آور کہونگا۔ کیوں میں نے خیال کیا تھا کہ تم نے اسی قدر کہا ہے۔ جب تم نے تسلیم کیا تھا کہ حکام معصوم نہیں ہوتے بلکہ حقیقتاً بعض غلطیاں کرتے ہیں۔

تم تو سقراط استدلال میں لطیفہ بازی کرتے ہو۔ کیا ہم اس شخص کو جو مریض کے علاج میں غلطی کرتا ہو طبیب کہیں۔ اس غلطی کے حوالہ سے؟ یا تم ایک اور شخص کو جو حساب میں غلطی کرتا ہو محاسب کہوگے غلطی کرتے وقت اور اس غلطی کے اعتبار سے؟ بیشک ہم ان الفاظ سے ادا کریں گے کہ طبیب غلط کر رہا تھا یا محاسب یا محرر غلطی میں تھا مگر فی الواقع ان میں ہر ایک میں یہ خیال کرتا ہوں کہ اس حد تک وہ ہو جو ہم اس کو کہتے ہیں کبھی غلطی میں نہیں پڑتا چنانچہ صحت اور اختصار کیساتھ کہنے کے لئے کیونکہ تم زبان میں ایسی ہی صحت چاہتے ہو یہ کہیں گے کہ کوئی اہل پیشہ غلطی نہیں کرتا۔

کیونکہ علم کی ناکامی سے انسان غلطی کرتا ہے۔ اور اس حد تک وہ اہل پیشہ نہیں ہے۔ 20
خواہ اہل پیشہ ہو خواہ فیلسوف ہو یا حاکم ہو کوئی غلطی نہیں کرتا جب تک وہ جو ہونے کا دعویٰ کرتا ہے وہی ہو گو یہ کلیتہً کہا جائے کہ فلاں طبیب غلطی پر تھا یا فلاں حاکم غلطی پر تھا۔ میرا اس وقت کا جواب میں چاہتا ہوں اس مفہوم سے سمجھو۔ لیکن بیان اگر کامل صحت کے ساتھ ادا کیا جائے تو یہ ہوگا کہ ایک حاکم جس حد تک کے وہ حاکم ہے کبھی غلطی نہیں کرتا اور جب تک یہ صورت ہے ویسا ہی حکم نافذ کرتا ہے جو اس کے حق میں سب سے بہتر ہو اور اسی پر رعایا کا کاربند ہونا واجب ہے۔ لہذا جب میں اس طرح کلام کی ابتدا کرتا ہوں میں اس کو عدل کہتا ہوں کہ زور آور کے نفع کے لیے کام کیا جائے۔

بہت خوب تھریسیا کس تم مجھ کو سخن ساز خیال کرتے ہو؟

کیوں؟

ہاں پکا سخن ساز۔

تم خیال کرتے ہو کہ میں نے تم سے یہ سوالات شرارت کی نیت سے کئے تھے تاکہ تمھارا مطلب اس حجت سے خبط ہو جائے؟

البتہ مجھے اس کا یقین ہے۔ بہرطور تم کو اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا کیونکہ نہ تم مجھ کو اچانک گرفت کرنے سے کچھ نقصان پہنچا سکتے ہو نہ واضح استدلال سے تم مجھ پر غالب ہو سکتے ہو۔

میرے فاضل دوست مجھے اس کوشش کا خیال نہ کرنا چاہیے۔ اس قسم کی کوئی بات آیندہ نہ ہوگی۔ یہ بیان کرو کہ تم الفاظ حاکم اور زور آور ان کے عام مفہوم میں لیتے ہو یا اس مقید معنی سے جس کو تم ابھی کہہ رہے تھے۔ جب تم یہ کہتے ہو کہ کمزور کے لیے یہ عدل ہے کہ وہ ایسا کام کرے جو حاکم کی غرض سے ہو جو کہ زور آور بھی ہے۔

میں لفظ حاکم سے وہی مقید مفہوم مراد لیتا ہوں۔ اب اپنی سخن سازی اور شرارت کی قوتوں کو آزماؤ۔ میں کوئی رعایت نہیں چاہتا۔ بلکہ تمھاری کوششیں بے تاثیر رہیں گی۔

تم کیوں فرض کئے لیتے ہو کیا میں دیوانہ ہوں ۔ میں شیر کی داڑھی پکڑنے کی جرأت کروں گا یا تھریسماخس ایسے شخص سے سخن سازی کروں گا؟
بہرطور تم نے ابھی تو یہی کوشش کی تھی گو کہ تم کو بالکل کامیابی نہیں ہوئی۔
میں نے جواب دیا یہ مذاق ہو چکا ۔ مجھ سے یہ کہو: کہ طبیب جس کو تم ان قیود کے ساتھ حقیقی طبیب کہتے ہو روپیہ کمانے والا ہے یا بیماروں کو شفا دینے والا؟ خبردار تم حقیقی طبیب کے باب میں گفتگو کرتے ہو ۔ بیماروں کو شفا دینے والا ۔
اور ملاح کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ ایک سچا ملاح جہازی یا جہازیوں کا حاکم ہے؟

21

جہازیوں کا حاکم ہے ۔
میرے نزدیک اس کے جہاز پر موجود ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ اس کو ملاح کہنا لازم ہے ۔ جہاز پر موجود ہونے کی وجہ سے اس کا نام ملاح نہیں ہے بلکہ اپنے فن اور ملاحوں پر اس کی حکومت کے اعتبار سے اس کو اس نام سے نامزد کرتے ہیں ۔
سچ ہے ۔
کیا ان اشخاص سے ہر شخص اپنی ذاتی غرض نہیں رکھتا؟
یقیناً
اور اصلی غرض ان کے فن کی یہ نہیں ہے کہ ان میں سے ہر ایک کی غرض جستجو کی جائے اور وہ حاصل کی جائے ۔
یہی ہے ۔
سوا اپنے اعلیٰ درجہ کے کمال کے ہر ایک کے جداگانہ فنون کی کوئی اور غرض و غایت ہے؟
تمھارے اس سوال کا کیا مطلب ہے؟
کیوں؟ اگر تم مجھ سے یہ دریافت کرتے کہ کسی شخص کے جسم کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ جسم ہو یا اس کے سوا کسی اور اضافہ کی حاجت ہے تو میں کہتا کہ ہاں ہے ۔ اسی واقعہ سے دریافت ہونا صحت بخش فن کا لازم ہوا کیونکہ جسم ناقص ہے

اور اس کے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ وہ جسم ہو۔ لہٰذا صحت بخش فن کی ضرورت ہوئی کہ وہ چیز پیدا کرے جسم کے نفع کے لیے جس کی حاجت ہے۔ اگر میں اپنے مقصد کو اس طرح ادا کروں تو درست ہوگا یا نہ ہوگا؟

تم حق پر ہوگے۔

تو پھر کیا صحت بخش فن خود ہی ناقص ہے یا کوئی فن کیوں نہ ہو۔ اس کو ایک مزید فضیلت کی ضرورت ہے جیسے آنکھوں کو بینائی کی ضرورت ہے کانوں کو شنوائی کی اسی طرح سے کہ یہ آلات ایک خاص فن کی حاجت رکھتے ہیں جو بحث کرکے تحقیق کرے۔ ایسی چیز جس سے یہ اغراض حاصل ہوں۔ میں پوچھتا ہوں کہ اس فن میں بھی کوئی نقص ہے تاکہ ہر فن کو ایک اور فن کی ضرورت ہو کہ اس کے اغراض پر غور کرے اور اس مشروط فن کو ایک تیسرے فن کی ضرورت ہو جس کا ایسا ہی کام ہو وقس علیٰ ہٰذا علیٰ غیر التناہی؟ یا یہ فن اپنے نفع خاص سے بحث کرے؟ یا یہ بھی ضرور ہے کہ اپنے لیے یا کسی اور فن کے لیے کوئی خاص علاج پیدا کیا جائے اپنے ذاتی نقصان کے لیے از بسکہ کوئی منقص یا فتور کسی فن میں نہیں اور از بسکہ کسی فن کا یہ فرض نہیں ہے کہ کسی چیز کے اغراض کی تلاش کرے الا اس چیز کے اغراض جس کو اس فن سے بہ حیثیت ایک فن کے تعلق ہے بذاتِ خود وہ داغ دھبہ سے پاک ہے ایک سچے فن کی حیثیت سے جب تک سخت پابندی سے جاری رہے اور حسب ماہیت اپنی صحت پر قائم ہو؟ اس سوال پر حدود کے صحیح معنی کے اعتبار سے نظر کرو جن پر ہم اتفاق کر چکے ہیں۔ اسی طرح ہے یا اور کسی طرح؟

ظاہراً ایسا ہی ہے اس نے جواب دیا۔

پس صحت بخش فن صحت بخشی کے اغراض پر غور نہیں کرتا بلکہ جسم کی غرض پر غور کرتا ہے۔

ہاں۔

فن شہسواری، شہسواری کی خوبی پر عمل نہیں کرتا بلکہ گھوڑوں کی بھلائی پر۔ نہ کوئی فن اپنے ذاتی غرض کی جستجو کرتا ہے کیونکہ (اس کی حاجتیں نہیں ہیں) بلکہ

22

اس چیز کی بھلائی جس سے فن کی حیثیت سے اس کو تعلق ہے۔

بظاہر ایسا ہی ہے۔

ہاں۔ تھریسماخس تم اس کو تسلیم کرو گے کہ فن اس چیز پر حاکم ہے اور اس سے زیادہ قوی ہے جس کا وہ فن ہے۔

اس نے بڑے پس وپیش کے ساتھ اس قضیہ کو تسلیم کیا۔ پس تو کوئی علم اپنے سے قوی تر کی غرض کو نہ دریافت کرتا ہے نہ اس پر حکومت کرتا بلکہ اپنے سے ضعیف کی غرض کی تفتیش کرتا ہے جو اس کا تابع ہے۔

بالآخر اس پر بھی اس نے رضامندی کا اظہار کیا۔ اگرچہ اس کے بارے میں جنگ کرنے کا اظہار کیا۔ جب اس کی رضامندی ظاہر ہو چکی تو میں نے اس طرح تقریر کو جاری کیا۔ تو پھر یہ بھی درست نہیں ہے کہ کوئی طبیب جس حد تک کہ وہ طبیب ہے طبیب کے منافع پر نہ غور کرتا ہے نہ حکومت کا اظہار کرتا ہے بلکہ جملہ اطبا اپنے مرضی کے بہبود پر نظر رکھتے ہیں؟ کیونکہ ہم نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ طبیب جس پر درحقیقت طبیب کا اطلاق درست ہے اجسام پر حاکم ہے نہ کہ روپیہ کا پیدا کرنے والا کیا۔ ہم اس پر متفق نہیں ہیں؟

اس نے مان لیا کہ ہم متفق ہو چکے ہیں۔

اور یہ کہ ناخدا جس پر اس لفظ کا صحیح اطلاق ہے ملاحوں کا حاکم ہے نہ کہ خود ملاح؟

ہم نے اتفاق کیا ہے۔

پس اس قسم کا ناخدا اور حاکم ناخدا کے اغراض کی تفتیش نہ کرے گا اور نہ حکومت کرے گا بلکہ ملاح اور اپنے ماتحت کے اغراض کا جویا ہوگا۔ اس نے تنفّر کے ساتھ رضامندی ظاہر کی۔

پس اس طرح تھریسماخس سب لوگ جو حکومت کے منصب پر ہیں جس حد تک کہ وہ حاکم ہیں نہ اپنے اغراض ذاتی پر غور کرتے ہیں اور نہ اس کی تاکید کرتے ہیں بلکہ اپنے ماتحتوں کے اغراض پر نظر رکھتے ہیں جن کے لیے وہ اپنے

پیشہ کو کام میں لاتے ہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں یا کہتے ہیں انھیں پر ان کی نظر رہتی ہے اور انھیں کی بہبود اور مناسبت کی رعایت کرتے ہیں۔

جب ہم بحث کے اس مقام پر پہنچے اور سب پر ظاہر ہو گیا کہ عدالت کی تشریح بالکل الٹی ہو گئی تھریسماخس نے جواب دینے کے عوض یہ کہا۔ سقراط مجھ سے کہو تمھاری کوئی کھلائی بھی ہے؟ کیوں؟ میں نے جواب دیا بہتر یہ ہے کہ میرے سوالوں کا جواب دو نہ کہ ایسی باتیں مجھ سے پوچھو؟ اس لیے کہ تمھاری کھلائی نے تم کو میلا کچیلا چھوڑ دیا ہے تمھاری ناک بہتی ہے اس کو کوئی پروا نہیں ہے اس کو چاہئے تھا کہ تم کو پاک صاف رکھتی اسی کی غفلت سے تم کو نیک و بد کی تمیز نہیں نہ بھیڑ کو پہچانتے ہو نہ گڈریے کو۔

کیا اس خیال کا کوئی خاص سبب ہے؟

اس سبب سے کہ تمھارا خیال یہ ہے کہ گڈریئے اور گلہ بان اپنی بھیڑوں اور اپنے بیلوں کی بہبودی چاہتے ہیں اور ان کو فربہ کرتے ہیں اور ان کی نگہداشت کرتے ہیں اور خیالات سے نہ کہ صرف اپنے آقاؤں اور اپنی ذات کے نفع کے لیے اور تم درحقیقت یہ تصور کرتے ہو کہ حکام کسی ریاست میں ہیں ان سے مراد لیتا ہوں جو درحقیقت حکام ہیں۔ ان کا اپنی رعایا کے لیے اور کچھ خیال ہے نہ کہ ایسا خیال جو بھیڑوں کے لیے ہو اور یہ کہ شب و روز سوا اس کے کہ ان کو اپنے ذاتی منافع کا خیال ہو اور کچھ خیال نہیں ہے۔ اور تمھارا خیال اس حد تک عدالت اور غیر عدالت کے اور عادل اور غیر عادل کے مفاہیم کے باب میں غلط ہے اور تم یہ نہیں جانتے کہ مذکور اوّل درحقیقت دوسرے کی بہبود ہے یعنی نفع اس کا جو زیادہ قوت رکھتا ہے اور حاکم کا اور خود تمھارا نقصان ہے۔ جہاں تم ماتحت ہو اور خادم ہو درحالیکہ غیر عدالت (ظلم) اس کا عکس ہے۔ جو ان لوگوں پر فرمانروا ہیں جو سادہ لوح اور عادل ہیں چنانچہ وہ رعایا ہیں وہ ایسا کام کرتے ہیں جو ظالم کے لیے مفید ہے۔ جو ان سے زیادہ قوی ہے اور جو اپنی عسرت کو ان کی خدمت سے زیادہ کرتا ہے اور ان کو نفع نہیں پہنچاتا۔ امور ذیل پر غور کرنے سے تم کو اے سادہ لوح

23

سقراط کہ عادل ہر جگہ خراب رہتا ہے بمقابلہ ظالم کے اولاً تو اپنے باہمی معاملات میں جہاں کہیں ایک عادل اور ایک ظالم کی شراکت ہوئی ہے تم دیکھو گے کہ جب شراکت ٹوٹتی ہے تو عادل کو کبھی ظالم سے زیادہ یافت نہیں ہوتی بلکہ ہمیشہ کم پاتا ہے۔ پھر اس معاملہ میں جو ریاست کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب جائداد پر محصول ادا کرنا ہوتا ہے۔ تو عادل زیادہ دے گا اور ظالم کم ایک ہی قیمت کی جائداد پر اور جب کچھ وصول کرنا ہوتا ہے جب تو ایک کو کچھ نہیں ملتا اور دوسرے کو بڑے نفع ہوتے ہیں۔ اور جب ان میں سے کوئی ذی اختیار عہدہ ملتا ہے اگر عادل کو کوئی نقصان نہ بھی ہو تو بھی اس کے ذاتی اُمور میں خلل پڑ جاتا ہے اس لیے کہ اس کو ان کی طرف توجہ کرنے کی مہلت نہیں ہوتی دراں حالیکہ اس کے بالا دست اس کو سرکاری روپیہ سے کوئی نفع نہیں اٹھانے دیتے اور یہ بھی اس کی بدنصیبی ہے کہ اس کے دوست آشنا اس سے ناخوش رہتے ہیں جب وہ ان کو خلاف عدالت مراعات کرنے سے انکار کرتا ہے۔ لیکن غیر عادل کے حق میں ہر چیز اس کے برعکس ہوتی ہے۔ میں اس صورت کا ذکر کرتا ہوں جس کو میں نے ابھی بیان کیا تھا۔ ایک ظالم کا واقعہ جس کا ہاتھ دور تک پہنچتا ہے۔ تم اس کے اوپر غور کرو دیکھو کہ ایک شخص کے لیے ظالم ہونا کسقدر نافع ہے بہ نسبت عادل ہونے کے اور تم اس حقیقت کو نہایت آسانی سے سمجھ لوگے۔ جب تم ظلم کے انتہائی درجہ پر اپنی توجہ مبذول کروگے۔ ظالم کیسا خوش رہتا ہے اور مظلوم اگر وہ انتقام نہ لے تو کیسا محزون و مغموم ہو جاتا ہے یہ صورت خود مختار بادشاہی کی ہے جو چھوٹے درجوں سے نہیں چلتی بلکہ کھلی ہوئی فریبی کارروائی ہے غصب اور مال مردم خواری ہے دینی مال ہو خواہ دنیاوی نج کا ہو خواہ سرکاری ایسے جرائم کا ارتکاب کہ اگر وہ تفصیل وار ہوں اور گرفت کرلیے جائیں تو مرتکب اس کا تعذیر کا مستوجب ہوتا ہے اور انتہائی ذلت برداشت کرنا ہوتی ہے کیونکہ جزوی مجرم اس قسم کے جرموں کے لیے ناپاک مردم دزد نقب زن چور ڈکیت کہے جاتے ہیں۔ مگر جب کوئی شخص نہ صرف اپنے ہم شہریوں کا مال چھین لیتا ہے بلکہ ان کو پکڑ کے غلام

24

بھی بنا لیتا ہے تو عوض ان ذلیل خطابوں کے نہایت خوش ہوتا ہے اور معزز سمجھا جاتا ہے نہ صرف اسی کے شہر والے اس کو معزز سمجھتے ہیں بلکہ اور سب لوگ بھی جو اس کے وسیع ظلم کو برا کہتے ہیں وہ اس لیے خائف نہیں ہوتے کہ وہ ظلم کے مرتکب ہوں گے بلکہ اس لیے کہ ان پر ظلم کا وقوع نہ ہو۔ پس اس لیے سقراط کہ ظلم کافی مقدار سے واقع ہو تو وہ قوی تر اور زیادہ آزاد اور ہمیشہ سرداروں کی صفت رکھتا ہے بہ نسبت عدل کے اور جیسے میں نے پہلے کہا تھا کہ عدل مفید ہے قوت والے کے لیے اور ظلم نافع اور مفید ہے ذاتِ خاص کے لیے۔

جب وہ اپنی تقریر تمام کر چکا تھریساخس نے روانگی کا ارادہ کیا۔ ہمارے کانوں کو ایک مسلسل تقریر سے بھر دیا تھا۔ اور متعدد الفاظ کی کانوں پر بوچھار کر دی جیسے حمامی نہلا دیتا ہے۔ ہمارے ساتھی اس کو کب جانے دیتے تھے بلکہ ٹھیرنے پر مجبور کیا۔ اور اس مسئلہ کا جواب دہ ٹھیرایا میں خود نہایت مصر تھا اور کہتا تھا میرے اچھے تھریساخس کیا واقعی ایسی تقریر کے بعد جو تم نے کی تم جانا چاہتے ہو قبل اس کے کہ ہمارے ذہن نشین کر دو یا یہ معلوم کر لو کہ تمھارا نظریہ صحیح ہے یا غلط؟ کیا تمھارا خیال ہے کہ تم نے کوئی ایسا مسئلہ چھیڑا ہے جس کی کوئی شان نہیں ہے کیا یہ ایسے اصول نہیں ہیں جس پر ہماری زندگی کا دار و مدار ہے ایسی زندگی جو سب سے زیادہ نافع ہو؟

تھریساخس نے کہا۔ نہیں یہ صحیح بیان اس صورت کا نہیں ہے میری رائے میں۔ میں نے کہا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے یا یہ کہ تم ہماری کوئی پروا نہیں کرتے اور جس علم کا تم کو دعویٰ ہے خواہ اس کی جہالت سے ہماری زندگی اچھی گزرے یا بری تم کو کچھ احساس نہیں ہے۔ مہربانی کر کے اپنا علم ہم کو بھی بخشو۔ ہمارا گروہ بڑا ہے۔ یہ عنایت کچھ بے جا نہ ہوگی۔ میں تم سے صاف صاف کہتا ہوں میں بجائے خود یہ نہیں یقین کرتا کہ ظلم عدل سے زیادہ مفید ہے۔ اگرچہ اس کو مطلق العنان چھوڑ دیں اور بلا مزاحمت اس کے کام کو چلنے دیں بلکہ بخلاف اس کے ایک ظالم آدمی فرض کرو اور اس کو پورا اختیار ظلم کرنے کا ہو

23

یا تو اس طرح کہ اس کو کوئی شناخت نہ کر سکے یا اگر مقابلہ ہو تو اس کو وہ مغلوب کر لے
تاہم مجھ کو یقین نہیں ہے کہ یہ طریقہ زیادہ مفید ہوگا بہ نسبت عدل کے۔ہم لوگوں
میں سے اور بھی لوگوں کا یہی خیال ہے اور میرا بھی یہی خیال ہے۔اے میرے
دوست جس کی وہی قوت بلند مرتبہ پر ہے ہماری تشفی کر دو کہ ہم کو نیک نصیحت
نہیں پہنچی کہ ہم عدل کو ظلم پر ترجیح دیتے ہیں۔

اس نے کہا میں تم کو کس طرح سمجھا سکتا ہوں ؟ اگر تم کو میرے گزشتہ
بیانات سے یقین نہیں حاصل ہوا اور میں تمھارے لیے کیا کر سکتا ہوں ؟
کیا میں اس مسئلہ کو تمھارے ذہن میں بزور داخل کر دوں ؟

خدا کی پناہ ایسا نہ کرنا۔مگر اولاً تو تم ایسا کرو کہ جو تم کہو اس پر قائم رہو
اور اگر اپنے وجوہ کو بدلو تو اس کو کھلم کھلا بدلو ہم کو دھوکہ نہ دو۔چونکہ ٹھر یسماخس
دیکھو نا کہ ہم تمھاری اگلی بحث کو ترک نہیں کر سکتے) دیکھو تم نے پہلے حقیقی طبیب کی
تعریف کی تھی اس کے بعد تم حقیقی چوپان کی تعریف پر قائم نہیں رہے۔بلکہ
بخلاف اس کے تم خیال کرتے ہو کہ اس کو اپنے بھیڑوں کو غذا پہنچانا چاہیے
جس حد تک کہ وہ چوپان ہے نہ اس نظر سے کہ گلے کے لیے سب سے بہتر کیا
ہے بلکہ مثل ایک ایسے شخص کے جس کو کھلانے کا شوق ہو جو ایک ضیافت
دیا چاہتا ہے تاکہ لوگ ستائش گر ہوں یا بیچنے کے لیے مثل روپیہ پیدا کرنے والے
کے نہ مثل چوپان کے درآں حالیکہ چوپان کے فن کا صرف یہ کام ہے تاکہ وہ بات
حاصل ہو جو اس کی حفاظت میں ہیں ان کا بھلا ہو چونکہ جس حد تک وہ اپنے
کمال کا طالب ہے چاہیے کہ وہ اس کی شرط کو پورا کرے کیونکہ یہ مفہوم اس کے
منصب میں داخل ہے لہذا میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے خیال کیا کہ ہم
مجبور ہیں کہ ہر حکومت جس حد تک کہ وہ حکومت ہے اس چیز کی فوائد پر نظر
رکھتی ہے۔جو اس کے محکوم ہیں اور جن کی وہ پرورش کرتا ہے۔خواہ گورنمنٹ
کی حیثیت عام ہو خواہ خاص۔مگر تمھاری کیا رائے ہے ؟ کیا تم خیال کرتے
ہو کہ حکام کسی ریاست کے جو درحقیقت حکمراں ہیں رضامندی سے یہ
کام کرتے ہیں ؟

26

نہیں میں یہ خیال نہیں کرتا مجھے اس کا یقین ہے۔

کیا تھریسماخس کیا تم نہیں دیکھتے کہ کوئی شخص رضا مندی سے اپنے ذمہ عام سرکاری عہدہ نہیں لیتا اگر وہ مجبور نہ ہو بلکہ وہ سب معاوضہ کا مطالبہ کرتے ہیں یہ تسلیم کرکے کہ فائدہ ان کی سکونت کا ان کو نہیں پہنچیگا بلکہ محکوموں کو پہنچیگا؟ لہذا مجھے اس کا جواب دو کیا ہم بلا تردید نہیں کہتے کہ ہر فن دوسرے فن سے باعتبار اپنے وظیفہ کے ممتاز ہے؟ شفیق بندہ مہربانی کرکے جو آپ کی رائے ہو وہی بیان فرمائیے گا۔ اپنی رائے کے خلاف نہ کہیئے گا ورنہ ہم کچھ بھی ترقی نہ کریں گے۔

ہاں اسی سے ایک فن دوسرے سے ممتاز ہے۔

اور کیا ان میں سے ہر فن کوئی نرالا اور مخصوص نفع بخشتا ہے؟ مثلاً شفا بخش فن ہم کو صحت بخشتا ہے اور ناخدا کا فن جہاز میں سلامتی بخشتا ہے وقس علیٰ ہذا؟

یقیناً۔

تو کیا کوئی فن اجرتوں کا نہیں ہے جو ہم کو اجرتیں بخشتا ہے اور یہ اس کا خاص وظیفہ ہے؟ یا تم فن شفا بخشی اور فن ناخدائی کو بعینہٖ ایک ہی سمجھتے ہو؟ اور تم ٹھیک بغیر یقین استعمال کرنا پسند کرتے جس کا تم نے اقرار کیا ہے۔ واقعہ کسی شخص کے شفا حاصل کر لینے کا جب کہ وہ بطور ناخدا کے کام کرتا ہو بذریعہ شفا بخش تاثیر جہازی سفر کے تو کیا اس جہت سے تم ناخدا کے فن کو شفا بخش فن نہ کہو گے کیوں؟

ہرگز نہیں۔

نہ تم اجرتوں کے فن کو ایسا کہو گے میں گمان کرتا ہوں اگر کوئی شخص اپنی صحت کو قایم رکھے جبکہ وہ اجرت پا رہا ہو۔

نہیں۔

تو پھر کیا طبیب کے فن کو اجارہ داری کا فن کہو گے اگر طبی خدمت کے لیے فیس لی جائے۔

نہیں۔

کیا ہم نے نہیں مان کیا ہے کہ ہر فن کا نفع اس کے لیے مخصوص ہے؟

ایسا ہی ہوگا۔
پس جو کچھ نفع بطور مشترک ہر فن کے استاد کو ملتا ہے تو وہ صاف صاف کسی شئے کے مشترک استعمال سے ملتا ہے۔
ایسا ہی معلوم ہوگا۔
27 پس ہم یہ بھی مان لینگے کہ اگر ان لوگوں کو نفع پہنچتا ہے اجرت کے اصول سے تو فن اجرت کے استعمال کی جہت سے ہے یہ ماورا اس فن کے ہے جس کا وہ دعویٰ کرتے ہیں۔
بادلِ ناخواستہ اس نے اس کو تسلیم کیا۔
پس اجرت کے وصول کا نفع ان میں سے ہر ایک کو اس کے مخصوص فن سے نہیں ملتا نظر صحیح سے شفا بخش فن صحت کو پیدا کرتا ہے اور اجرت کے فن سے اجرت وصول ہوتی ہے۔ تعمیر مکان کے فن سے مکان بن جاتا ہے۔ فن اجرت اسی کے ساتھ ہے۔ اس سے اجرت وصول ہوتی ہے اور یہی حال کل فنون کا ہے۔ ہر صنعت اپنا کام کرتی ہے اور جو اس کا مقررہ معروض ہے اس کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ بہر طور اگر کوئی فن بغیر اجورہ کے کام میں لایا جائے تو کیا اس فن کے ماہر کو اس سے کچھ نفع پہنچ سکتا ہے؟
ظاہراً کچھ بھی نہیں۔
کیا وہ اس صورت میں بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا جب مفت کام کرے؟
نہیں بلکہ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ فائدہ پہنچاتا ہے۔ پس اس حد تک اے تھریسماخس ہم صاف صاف دیکھتے ہیں کہ کوئی فن ہو یا حکومت ہو وہ اپنی ذات کو کوئی نفع نہیں بخشتی بلکہ جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے کہا تھا اپنے مطبوع کو نفع بخشتا ہے اس کا فائدہ مدنظر رہتا ہے جو کہ کمزور ہو نہ کہ اس کو جو قوی ہو اسی لیے میرے پیارے تھریسماخس میں نے کہا تھا کہ کوئی شخص اپنی مرضی سے کوئی عہدہ اختیار کرے گا یا دوسروں کی بے ترتیبوں کی اصلاح کا کام اپنے ذمہ لے گا بلکہ سب کام کے لیے اجرت طلب کرتے ہیں کیونکہ کوئی شخص جو اپنے فن میں کامیاب

ہوگا وہ اپنی ذات کے نفع کے لیے جو اس کا تابع ہو جب تک وہ اپنے فن کی حد میں کام کرتا ہے اور ان وجوہ سے جو شخص کوئی عہدہ اختیار کرے اس کو اجرت دینا چاہیے تاکہ وہ بخوشی کام کرے یہ اجرت خواہ زر کی شکل میں دی جائے خواہ عزت کی صورت سے اور اگر انکار کرے تو تعذیر دی جائے۔

گلوکن نے سوال کیا۔ سقراط تمھاری کیا مراد ہے۔ میں اجرت کی تین قسموں سے دو کو سمجھتا ہوں لیکن تعذیر کیا ہے اور تم اس کو اجرت کا قایم مقام کیوں کر سمجھتے ہو میری سمجھ میں نہیں آتا۔

میں نے کہا تو تم بہترین انسانوں کی اجرت کو نہیں سمجھتے۔ جو سب سے نیک آدمیوں کو عہدہ قبول کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ جب وہ اس طرح کام کرنے پر رضامند ہوں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ حرص و طمع ذلت سمجھی جاتی ہے اور بیشک ذلت ہے؟

میں سمجھتا ہوں۔

اس سبب سے نیک آدمی کوئی ذی اختیار عہدہ کے لینے پر روپیہ کے خیال سے یا عزت کے خیال سے رضا مند نہیں ہوتے کیونکہ وہ اجورہ دار کے نام سے نامزد ہونا نہیں چاہتے کہ وہ علانیہ فرائض کی ادائی کے لیے اجرت لیں اور نہ چور بننا چاہتے ہیں کہ اپنی قوت کو کام میں لاکے پوشیدگی سے روپیہ حاصل کریں۔ نہ وہ عزت کی خاطر سے بھی عہدہ لینا نہیں چاہتے کیونکہ وہ لالچی نہیں ہیں لہذا ضرور ہے کہ ان پر زور ڈالا جائے اور تعذیر کا خوف دلایا جائے تاکہ وہ عہدہ اختیار کرنے پر راضی ہوں غالباً یہی سبب ہے کہ بغیر اس کے کہ دباؤ کا انتظار کیا جائے عہدہ کا قبول کر لینا بے عزتی خیال کی جاتی ہے۔ تمام تعذیروں سے بھاری برے آدمیوں کا محکوم ہونا ہے۔ اس صورت میں کہ کوئی شخص خود حاکم ہونے سے انکار کرے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ یہی خوف نیک آدمیوں کو سرکاری عہدے لینے کی ترغیب دیتا ہے اور جب وہ ایسا کرتے ہیں اور جب وہ اپنا نظم و نسق شروع کرتے ہیں تو وہ یہ نہیں سمجھتے کہ انھوں نے کوئی عمدہ چیز اختیار کی ہے بلکہ ایسی ضرورت سے جس سے گریز نہ تھا۔ نہ وہ اس سے خوش وقتی کی توقع رکھتے ہیں بلکہ محض

28

اس لیے کہ ان کو کوئی بہتر شخص نہ مل سکا یا ایسا شخص جو ان سے بدتر نہ ہو کہ وہ اس کو وہ کام سپرد کر دیں۔ منظنہ یہ ہے کہ اگر ایک ایسا شہر ہو جس میں سوا نیک آدمیوں کے نہ ہوں۔ تو اقتدار کے عہدے سے بچنے پر مقابلہ ہوتا ہے جیسے اب اس کے حاصل کرنے پر ہوتا ہے۔ اس صورت میں یہ صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ حقیقی حکمراں کی یہ ماہیت نہیں ہے کہ اپنے ذاتی نفع کا خیال کرے بلکہ رعایا کے نفع کا اس طرح کہ ہر منصف آدمی نفع کو وصول کرتا نہ یہ کہ وہ تکلیف گوارا کرتا کہ دوسرے کو نفع بخشنے۔ پس میں کسی طرح تھریسماخس کی تائید میں یہ نہیں تسلیم کر سکتا کہ عدالت اس کا نفع ہے جو قوی ہو۔ اس کے بعد ہم یہ بحث چھیڑ ینگے کہ کیوں کہ تھریسماخس کا اب یہ بیان ہے کہ زندگی ظالم کی بہتر ہے بہ نسبت عادل کے اور یہ دعویٰ مجھ کو دوسرے دعوی سے زیادہ اہم معلوم ہوتا ہے۔ تم کس جانب کو لوگے اے گلوکن؟ اور تمھارے نزدیک دونوں میں کونسا سچّا بیان ہے؟ گلوکن نے جواب دیا کہ میرے نزدیک زندگی عادل کی زیادہ نافع ہے۔ میں نے پوچھا تم نے سنا کس قدر طولانی فہرست دلچسپیوں کی تھریسماخس نے ظالم سے منسوب کی ہے؟

میں نے سنا مگر مجھ کو یقین نہیں آیا۔

پس تم پسند کرتے ہو کہ مثل ہمارے اس کو یقین دلا کر ہم کو اس کا کوئی ذریعہ ہم پہنچے کہ جو کچھ وہ کہتا ہے وہ سچ نہیں ہے؟

بلا شبہ میں پسند کرتا ہوں۔

اگر ہم دلیل کے مقابل دلیل لانے کے طریقہ کو اختیار کریں۔ ہم عادل ہونے کے جملہ فوائد کو شمار کرا دیں اور تھریسماخس جواب دے اور ہم جواب الجواب دیں۔ یہ ضرور ہو گا کہ جن فوائد کا دونوں جانب سے دعویٰ کیا جاتا ہے ان کا شمار اور اندازہ کریں اور بالآخر ایک حکم کی ضرورت ہو گی جو ہم دونوں کے باب میں محاکمہ کرے۔ لیکن اگر ہم اپنی تحقیقات کو جاری رکھیں جو ہم نے اس سے پہلے کیا تھا اس طرح کہ دونوں جانب باہمی طور سے مسلمات طے پا جائیں تو ہم اپنی ذات میں دونوں منصب جمع کر لیں گے یعنی حکم اور وکیل کے منصب۔

ٹھیک اسی طرح۔

پس تو تم کس طریقہ کو ترجیح دیتے ہو؟
اس نے کہا پچھلا طریقہ۔
میں نے کہا۔ پس تھریسماخس آؤ پھر از سر نو شروع کریں اور مہربانی کر کے جواب دیئے جاؤ۔ کیا تم کہتے ہو کہ کامل ظلم زیادہ مفید ہے بہ نسبت ویسے ہی کامل عدل کے؟
بلا تردد میں یہی کہتا ہوں اور بیان کر چکا ہوں کہ کیوں ایسا کہتا ہوں۔
تو براہ نوازش اس کو ایک اور حیثیت سے کیوں کر بیان کرو گے؟
غالباً ان میں سے ایک کو تم نیکی کہتے ہو اور دوسرے کو بدی۔
بلاشک۔
یعنی عدل نیکی ہے اور ظلم بدی ہے؟
بظاہر ایسا ہی ہے اے میرے ظریف طبع دوست جب میں کہتا ہوں کہ ظلم نافع ہے اور عدل اس کے برعکس ہے۔
پس تم کیا کہتے ہو۔
بالکل برعکس۔
کیا تم عدل کی برائی کہتے ہو؟
نہیں بلکہ میں اس کو مشہور نیک طبیعت کہتا ہوں۔ تو پھر تم ظلم کو بد طبیعت کہتے ہو؟
نہیں میں اس کو نیک مصلحت کہتا ہوں۔ کیا تھریسماخس تم یہ خیال کرتے ہو کہ ظالم فی الواقع دانشمند اور نیک ہیں؟
ہاں جو لوگ وسیع پیمانہ پر ظلم کر سکتے ہیں اور یہ قوت رکھتے ہیں کہ سارے شہروں کو اور اقوام انسان کو اپنا تابع کر سکیں شاید تم یہ خیال کرتے ہو کہ میں جیب کتروں کے زمرے کے بارے میں کلام کرتا ہوں اور بلاشک میرا یہ خیال ہے کہ اس طرح کے کام بھی اگر شناخت سے محفوظ رہیں تو نافع ہیں۔ مگر ایسے کام اس قابل نہیں ہیں کہ ان کا مقابلہ ان کاموں سے کیا جائے۔ جن کو میں بیان کر چکا ہوں۔
میں تمھارا مطلب خوب سمجھ گیا مگر مجھ کو اس امر پر تعجب ہے کہ تم ظلم کو

نیکی اور دانشوری کے عنوان میں لاتے ہو اور عدل کو اس کے مقابل کے تحت۔

ہاں میں بلا تردد ایسے ہی عنوان میں لاتا ہوں اب تم نے زیادہ سخت منصب لیا ہے۔ میرے دوست اب سہل نہیں ہے کہ معلوم ہو کیا کہا جائے۔ اگر تم اس دعوی کے بعد کہ ظلم نافع ہے تم پھر بھی یہ تسلیم کرتے کہ ظلم بدی اور کمینہ پن ہے جیسے اور لوگ کہتے ہیں تو ہم جواب دے سکتے تھے۔ تسلیم شدہ مفاہیم کے موافق لیکن اب صاف ظاہر ہے کہ اس کو جمیل اور قوی بھی مانو گے اور وہ جملہ صفات اس سے منسوب کرو گے جو ہم عدل کے ساتھ منسوب کیا کرتے ہیں۔ یہ دیکھ کے کہ تم نے اس کو نیکی اور دانشوری کے اجزا میں داخل کرنے کی جرأت کی ہے۔ 30

اس نے کہا تم خوب سمجھتے ہو۔

تو بھی میں اس تحقیقات کے تعاقب سے ہچکچاؤں گا نہیں اور نہ احتجاج سے باز رہوں گا جب تک یہ سمجھوں گا کہ تم وہی کہتے ہو جو تمھارا خیال ہے: کیونکہ اگر میں غلطی پر نہیں تو تھریسماخس تم حقیقتاً اب مذاق نہیں کرتے بلکہ وہی کہتے ہو جو تمھارے نزدیک سچ ہے۔

تم کو اس سے کیا غرض ہے کہ میں اس کو سچ سمجھتا ہوں یا جھوٹ؟

کیا تم حجت کو رد نہیں کر سکتے ہو؟

ہاں اس میں تو کوئی تفاوت نہیں ہے۔ مگر تم مجھ کو ایک اور سوال کا جواب دو گے؟ کیا تم خیال کرتے ہو کہ عادل آدمی یہ خواہش کرے گا کہ عدل سے کسی بات میں گزر جائے؟

یقیناً نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں اس دلفریبی کے ساتھ اس میں سادگی نہ رہے گی جیسی اب ہے۔

کیا عادل آدمی[1] سیرت کے خط سے جو عادل کی سیرت ہے تجاوز کرے گا۔

[1]: محشی لکھتا ہے کہ یہاں کی عبارت قابل فہم نہیں ہے لیکن جو معنی یہاں لکھے ہیں ان سے زیادہ قابل اطمینان معنی متن سے مفہوم نہیں ہوتے یہاں محض لفظوں کا ہیر پھیر ہے یعنی صنعت ایہام کام میں لائی گئی ہے۔ اس سے محض خوش طبعی مراد ہے۔ یہ بھی بیان قابل اظہار ہے کہ ہم یونانی الفاظ کی مراعات ملحوظ نہیں رکھتے ہیں

(بقیہ صفحہ آئندہ)

اس خط سے بھی تجاوز نہ کرے گا۔

کیا وہ بلا اشتباہ ظالم کی حد سے کنارہ کرے گا اور ایسا کرنے کو عدل تصور کرے گا یا وہ اس کو عدل نہ تصور کرے گا؟

وہ اس کو عدل تصور کرے گا اور اس میں کسی شبہ کو راہ نہ دے گا مگر ممکن ہے کہ وہ ایسا نہ کر سکے۔ نہیں یہ میرا سوال نہیں تھا۔ بلکہ یہ سوال تھا کہ کیا عادل انسان قصد کرے گا اور خواہشمند ہوگا کہ ظالم کی حد سے گزر جائے (یعنی عدل کی طرف مائل ہو) لیکن عادل کی حد سے تجاوز نہ کرے گا؟

ہاں ایسا ہی ہوگا۔

لیکن ظالم کا کیا حال ہوگا؟ کیا وہ اپنے اوپر لازم کرے گا کہ وہ خود عادل کی حد سے تجاوز کرے اور خط عدل سے سیرت میں درگزرے؟

بلاشک جب وہ اپنے اوپر واجب کرلے کہ وہ سب سے اور ہر چیز سے گزر جائے۔ پس تو کیا ظالم دوسرے ظالم کی حد سے گزر جائے گا اور ظالمانہ فعل سے اور یہ کوشش کرے گا کہ وہ خود ہر شخص سے زیادہ حاصل کرے؟ وہ یہ کرے گا؟

تو پھر ہم اس کو اس شکل میں ادا کرینگے کہ عادل اپنے مثل سے تجاوز نہیں کرتا بلکہ ایسے شخص جو اس کے مثل نہیں ہے اور ظالم اپنے مماثل اور غیر مماثل دونوں کی حد سے گزر جاتا ہے؟

کیا خوب بیان کیا۔

اور اس سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ ظالم دانشمند اور نیک ہے اور عادل نہ وہ ہے نہ یہ ہے۔

یہ بھی خوب کہا۔

کیا ظالم عقلمند اور نیک سے زیادہ تر مشابہت نہیں رکھتا درحالیکہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) - اور ہر لفظ کے مقابل لفظ نہیں لاتے ہیں بلکہ جہاں کہیں ترجمہ میں تغیر کرنے سے مفہوم واضح ہو گیا ہے اس کو تحریر کیا ہے۔ ۱۲ مترجم انگریزی۔

عادل ان سے مشابہت نہیں رکھتا ؟
کیونکہ بے شک ایک انسان جو کوئی خاص سیرت رکھتا اور آدمیوں سے جو ویسی ہی سیرت رکھتے ہیں ضرور مشابہت رکھے گا اور جس آدمی کی سیرت ان کے خلاف ہوگی وہ ان سے مشابہت نہ رکھتا ہوگا۔
بہت خوب پس سیرت ہر ایک کی بعینہ یکساں ہوگی ان کی سیرت سے جن سے وہ مشابہت رکھتا ہے۔
اور تم کیا چاہتے ہو ؟
بہت اچھا تھراسیماخس تم ایک شخص کو موسیقی داں کہتے ہو اور دوسرے کو غیر موسیقی داں ؟
میں کہتا ہوں ؟
ان میں سے تم دانشمند کس کو کہتے اور کس کو غیر دانشمند ؟ موسیقی داں کو میں دانشمند کہتا ہوں اور غیر موسیقی داں کو غیر دانشمند کہتا ہوں تم یہ بھی کہتے ہو کہ جس میں ایک انسان دانشمند ہے اسی میں وہ نیک ہے اور جس میں غیر دانشمند ہے اس میں وہ برا بھی ہے ؟
ہاں۔
اسی طریقہ سے تم طبی انسان کو بھی کہتے ہو ؟
میں کہتا ہوں۔
میرے اچھے دوست کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جب ایک موسیقی داں بربط کو ٹھیک کرتا ہے تو کیا وہ موسیقی داں کی حد سے تجاوز کرے گا تاروں کے کھینچنے یا ڈھیلا کرنے میں یا ان سے فائدہ اٹھانے کا ادعا کرے گا ؟
میں ایسا نہیں خیال کرتا۔
کیا وہ ایک غیر موسیقی داں شخص سے فائدہ اٹھائے گا ؟
بلاشک اٹھائے گا ؟
طبی آدمی کیا کام کرے گا ؟ کیا وہ یہ چاہے گا کہ طبی آدمی کی حد سے گزر جائے گا یا طبی عمل سے گزرے گا غذا کے باب میں ؟

یقیناً ایسا نہ ہوگا۔
مگر غیر پیشہ ور کے مقابلہ میں کرے گا؟
ہاں۔
پس ہر قسم کے علم اور جہل پر نظر کر کے غور کرو آیا تم خیال کرتے ہو کہ کوئی صاحب علم خواہ کوئی ہو برضا ورغبت خود دوسرے صاحب علم کے خلاف کوئی کام کرے گا یا کچھ کہے گا بلکہ وہی کرے گا یا کہے گا جو وہ شخص کرے یا کہے جو اس کے مثل ہے کسی خاص مسئلہ میں۔
ہاں شاید جو رائے ابھی مذکور ہوئی ہے وہ ضرورتاً درست ہے۔
لیکن تم اس شخص کے بارے میں کیا کہو گے جو صاحب علم نہیں ہے؟ کیا وہ صاحب علم اور غیر صاحب علم کی حد سے نہ گزرے گا؟
شاید۔
اور صاحب علم دانشمند ہے؟
اور دانشمند نیک ہے؟
ہاں۔
بس ایک نیک آدمی اور دانشمند آدمی نہ چاہے گا کہ اپنے مماثل کی حد سے گزرے بلکہ وہ جو اس کے مماثل نہیں ہے اور اس کے مقابل ہے؟
ایسا ہی معلوم ہوگا۔
مگر ایک برا آدمی اور جاہل آدمی دونوں کے خلاف جائے گا اپنے مماثل کے اور اپنے مقابل کے؟
ظاہرا۔
تو بس تھرسیماخس ظالم اپنے مماثل اور غیر مماثل دونوں کی حد سے گزر جائیگا؟ کیا یہ تمھارا بیان نہ تھا؟
یہ تھا۔
لیکن عادل اپنے مماثل کے ماورا نہ جائے گا بلکہ صرف اپنے غیر مماثل کے ماورا جائے گا۔

ہاں۔

لہذا عادل مثل عاقل اور نیک کے ہے درحالیکہ غیر عادل مشابہ ہے بد اور جاہل کے۔

ایسا ہی معلوم ہو گا۔

مگر ہم نے اتفاق کیا تھا تم کو معلوم ہے کہ سیرت ہر ایک کی یکساں ان کی سیرت کے جوان کے مثل ہیں۔

ہم نے اتفاق کیا تھا۔

پس ہم کو دریافت ہوا کہ عادل آدمی دانشمند اور نیک ہے اور غیر عادل جاہل اور بد ہے۔

33 پھر یسماخس نے ان جملہ امور کو تسلیم کیا تھا نہ اس صورت سے جس کی میں حکایت کر رہا ہوں بلکہ آزردگی کے ساتھ اور بعد بہت سی مزاحمت کی اور وہ پسینہ پسینہ ہو گیا گویا گرمی کی شدت سے یہ حال تھا اور میں نے یہ بھی دیکھا جو پہلے کبھی نہ دیکھا تھا کہ تھریسماخس کے چہرہ پر آثار خجالت کے عیاں تھے۔ مگر جب ہم اس بات پر متفق ہو گئے کہ عدالت ایک جز نیکی اور دانشمندی کا ہے اور ظلم بدی اور جہالت کا تو میں نے اس طرح گفتگو کو جاری کیا:۔

بہت خوب ہم سمجھیں گے کہ یہ مطلب طے ہو گیا مگر تم جانتے ہو ہم نے یہ بھی کہا تھا کہ ظلم قوی ہوتا ہے۔ کیا تھریسماخس تم کو یاد نہیں ہے؟

اس نے جواب دیا ہاں مجھ کو یاد ہے مگر تمہارے آخری نتائج بحث سے میری تشفی نہیں ہوئی اور میں جانتا ہوں کہ اس مضمون پر میں کیا کہہ سکتا تھا لیکن اگر میں خیالات کو ظاہر کرتا تو تم کہتے کہ میں اپنے دعوی سے دست بردار ہوتا ہوں۔ اب تم کو اختیار ہے خواہ مجھ کو جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں کہنے دو۔ اور اگر تم سوالات کرنے کو ترجیح دیتے ہو تو ایسا ہی کرو: اور میں تمہارے ساتھ وہی کام کروں گا جو بڑھیوں کی کہانیاں سن کے کیا کرتے ہیں: میں کہوں گا خوب یا سر کو جھکا لوں گا یا اس کو جنبش دوں گا جیسا موقع ہو گا۔

اگر ایسا ہے تو براہِ عنایت اپنی رائے پر ظلم نہ کرنا۔

اس نے کہا۔ جس بات سے تم خوش ہو چونکہ تم مجھ کو بولنے نہ دو گے اور کیا چاہتے ہو؟

میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ اور کچھ نہیں۔ مگر تم اگر ایسا کرو گے تو کرو اور میں سوالات کروں گا۔

تو پھر چلو۔

بس تو میں اسی سوال کو دھراتا ہوں جو میں نے ابھی تم سے کہا تھا تاکہ ہماری تحقیق مسلسل جاری رہے یعنی عدل کسی قسم کی چیز ہے بمقابلہ ظلم کے۔ میں خیال کرتا ہوں یہ کہا گیا تھا کہ ظلم قوی تر اور زیادہ مضبوط ہے بہ نسبت عدل کے مگر اب یہ دیکھ کے کہ عدل دانش بھی ہے اور نیکی بھی اور عدل جہالت ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ نہایت آسانی سے ثابت کیا جا سکتا ہے کہ عدل بھی اسی طرح زیادہ قوی ہے بہ نسبت ظلم کے اب کوئی ایسا نہیں ہے جو اس کو نہ دیکھے۔ مگر میں اس کو مطلقاً طے کرنا نہیں چاہتا ہوں۔ تھریسماخس میں اس کی تحقیق اس طور سے کروں گا:

کیا تم تسلیم کرو گے کہ ایک شہر ممکن ہے کہ ظالم ہو اور یہ ظالمانہ طور سے دوسرے شہروں کو غلام بنانا چاہتا ہے اور طریقۂ عمل سے کامیاب ہوتا ہے اور اس طرح غلام بنا کے دوسرے شہروں پر مسلط ہوتا ہے؟

بلاشک میں تسلیم کروں گا اور بہترین شہر اکثر ایسا کرینگے۔ یعنی وہ شہر جو پورے طور سے ظالم ہے نہ کہ کوئی اور شہر۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمھارا مطلب ہے۔ لیکن جو سوال میں تجویز کرتا ہوں یہ ہے کہ آیا وہ شہر کسی اور شہر کا مالک ہو سکتا ہے جس کو یہ قوت ہو بغیر عدل کے یا یہ عدل اس کے لئے ضروری ہے۔

اگر جیسے تم نے ابھی کہا ہے کہ عدالت: انشوری ہے ضرور ہے کہ عدالت اور ہے لیکن جیسا کہ میں نے کہا تھا تو چاہئے کہ ظلم سے بھی مدد لی جائے۔

میں تھریسماخس یہ دیکھ کے بہت خوش ہوئے کہ تم سر جھکانے اور حرکت دینے پر قناعت نہیں کرتے بلکہ بہت ہی عمدہ جواب دیتے ہو۔ میں تمھاری خوشی کیلئے

34

ایسا کرتا ہوں۔
تم خوب آدمی ہو: مگر براہِ عنایت مجھے اس حد تک خوش کرو کہ یہ بھی کہہ دو
آیا تم خیال کرتے ہو کہ کوئی شہر یا فوج یا ایک جتھا چوروں یا ڈاکوؤں کا یا کوئی گروہ
آدمیوں کا جو باہم شریک ہو کے کوئی ظالمانہ غرض رکھتے ہوں۔ کسی کوشش میں
کامیاب ہو سکتے ہیں اگر وہ باہمدگر ظالمانہ سلوک کریں؟
ہرگز نہیں۔
اگر وہ ایک دوسرے کے ساتھ ایسے سلوک سے باز رہیں تو کیا وہ غالباً
کامیاب ہوں گے؟
ہاں یقیناً۔
کیونکہ میرے قیاس میں تھریسیماخس ظلم سے تفرقے پڑ جاتے ہیں اور عداوتیں
ہو جاتی ہیں اور آدمی آدمی میں فسادات پیدا ہوتے ہیں اور عدالت سے اتحاد
اور دوستی پیدا ہوتی ہے۔ کیا ایسا نہیں ہوتا؟
اس نے کہا ایسا ہی ہو کہ میرے تمھارے کوئی جھگڑا نہ ہو۔
سچ یہ ہے کہ میں تمھارا بہت ہی ممنون ہوں اے میرے عمدہ دوست لیکن
مجھ سے یہ کہو:۔ اگر ظلم کے عمل سے تنافر پیدا ہوتا ہے جہاں کہیں وہ ہو تو اس کی
موجودگی خواہ آزادوں میں ہو خواہ غلاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ نفرت
کا سبب ہوگا اور فرقے پیدا ہو جائیں گے اور وہ اس قابل نہ رہیں کہ مل جل کے کام
کر سکیں؟
یقیناً۔
اور اگر دو آدمیوں میں ایسا ہو تو کیا وہ ایک دوسرے سے نفرت نہ کرینگے
اور جھگڑا نہ کریں گے اور ایک دوسرے کا دشمن ہوگا اور وہ دونوں مل کے عادل
کے دشمن ہوں گے۔
میرے قابل قدر دوست کہ ظلم فرد واحد میں سما گیا ہے تو کیا وہ اپنی خاص
قوت کو گم کر دے گا یا اس کو بعینہٖ قائم رکھیگا؟ ہم تو یہی کہیں گے کہ قائم رکھے گا۔
اور کیا اس کی قوت کی یہ ماہیت معلوم ہوتی ہے کہ وہ موضوع جس میں یہ

سمائی ہوئی ہے خواہ وہ شہر ہو یا خاندان یا فوج یا کوئی اور شئے خواہ وہ کچھ ہی ہو وہ موضوع اس قابل نہ رہیگا کہ متحد ہو کے کام کرے کیونکہ تفرقات اور مجادلات کو یہ برانگیختہ کرتی اور مزید براں خود وہ موضوع اپنی ذات کا دشمن ہو جاتا ہے اور دوسروں کا بھی جو اس کے مزاحم ہوں اور شخص عادل کا بھی؟ کیا ایسا نہیں ہے؟ 35

یقیناً ایسا ہی ہے۔

پس اگر وہ شخص واحد میں بھی جاگزیں ہو تو وہ ان سب چیزوں کو جو اسکے طبعی نتائج ہیں پیدا کر دیگی۔ اول تو وہ اس کو اس قابل نہ رکھے گا کہ کام کر سکے کیونکہ اس کے دل میں خود بیچینی اور تفرقہ ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ اس شخص کو خود اپنا دشمن بنا دے گا اور عادل بھی کیا ایسا نہ کرے گا؟

ایسا ہی کرے گا۔

اور اے میرے دوست دیوتا عادل ہیں؟ ہم فرض کرتے ہیں کہ ایسے ہی ہیں۔

تو پھر ظالم دیوتاؤں کا بھی دشمن ہوگا اور عادل دوست ہوگا۔

اس نے کہا۔ اپنی حجت کے مزے لوجتنا جی چاہے۔ میں تمھاری مخالفت نہ کروں گا نہیں تو اہل صحبت ناخوش ہوں گے۔

میں نے کہا ایسی مہربانی کرو کہ میری ضیافت کامل ہو جائے اس طرح کہ دل سے ہی جواب دیئے جاؤ جیسا تم اب تک کیا کئے ہو۔ میں بیشک واقف ہوں کہ عادل کا زیادہ دانشمند ہونا اور بہتر ہونا ثابت ہو چکا ہے اور یہ کہ وہ کام کرنے کی زیادہ صلاحیت رکھتے ہیں بہ نسبت غیر عادل کے جو ایک دوسرے کے ساتھ مل کے کام نہیں کر سکتے۔ نہیں ہم تمام صحت کے ساتھ کلام نہیں کرتے جب ہم کہتے ہیں کہ کسی گروہ نے غیر عادل آدمیوں کے شریک ہو کے کبھی قوت سے کام کیا ہے کیونکہ اگر وہ بالکل ظالم ہوتے تو وہ ایک دوسرے پر ہاتھ صاف کرنے سے باز نہیں رہتے۔ بلکہ یہ ظاہر ہے کہ ان میں کسی قدر عدالت کام کر رہی ہے کہ وہ بہر طور ایک ہی وقت میں ایک دوسرے پر ظلم کرنے سے باز رہتے وہ ساتھی بھی ہیں اور ایک دوسرے پر حملہ آور بھی ہیں اسی سے وہ ایک حد تک

جس میں کامیاب ہوئے کامیاب ہوئے اور ان کے عدم عادل سے وہ اپنے ظالمانہ نتائج
کے حاصل کرنے میں بھی ناکام رہے کیونکہ وہ جو پورے بدمعاش ہیں اور بالکلیہ ظالم
ہیں وہ کلیتہً کام کرنے کے بھی قابل نہیں ہیں مجھے علم ہوا کہ یہ سب سچ ہے اور جو
مسئلہ تم نے پہلے بیان کیا تھا غلط ہے لیکن یہ کہ عادل زندگی بھی عمدہ طور سے
بسر کرتے ہیں اور بہ نسبت ظالم سے زیادہ خوش اور مطمئن ہیں یہ مسئلہ ہم نے تجویز
کیا تھا کہ بعد طے کریں گے اور اب ہم اس کی تحقیق کریں گے۔ پس میرے نزدیک
تو یہ ظاہر ہی ہے ہمارے گزشتہ بیان سے واضح ہوتا ہے کہ وہ ویسی ہی زندگی
بسر کرتے ہیں قطع نظر اس کے ہم کو چاہیے کہ اس مطلب کو از سرنو غور سے جانچیں
کیونکہ ہم کسی سرسری مسئلہ پر بحث نہیں کر رہے ہیں۔ بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ ایک انسان
کو کس طریقہ سے زندگی بسر کرنا چاہیے۔

36 التماس یہ ہے کہ غور فرمائیے۔
میں غور کروں گا۔ مجھے بتائیے کہ آپ کے نزدیک ایسی کوئی چیز ہے
جس کو گھوڑے کا وظیفہ یا فعل کہتے ہیں؟

ہاں ہے۔
تو کیا آپ بیان کریں گے کہ گھوڑے کا کیا فعل ہے اور کوئی ایسا
کام جس کے بجالانے کے لیے شئے مذکور تنہا یا سب سے بہترین آلہ ہے؟
میں نہیں سمجھتا۔
اس طرح دیکھئے۔ سوائے آنکھ کے تم اور کسی چیز سے دیکھ سکتے ہو؟
یقیناً نہیں۔
سوائے کانوں کے تم اور کسی چیز سے سن سکتے ہو؟
نہیں۔
تو کیا ہم یہ ٹھیک نہیں کہہ سکتے کہ دیکھنا اور سننا ان آلات
کے فعل ہیں۔
ہاں یقیناً۔
تم انگور کا خوشہ خواہ میز کی چھری سے کاٹو یا چھینی یا کسی اور اوزار سے؟

بلاشبہ۔
لیکن کسی آلہ سے میری رائے میں ایسا خوب نہ کٹ سکیگا جیسے اس چاقو سے جو اس کام کے لیے بنایا گیا ہے ؟
بہرطور۔
تو پھر جو میں تم سے اب سیکھنا چاہتا ہوں اس کو تم اچھی طرح سمجھ گئے جب میں نے تم سے پوچھا تھا کہ آیا فعل کسی شئے کا وہ کام نہیں ہے جس کے انجام دینے کے لیئے یہ شئے یا صرف یا سب سے بہتر آلہ ہے۔
میں سمجھتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ یہ ہر صورت میں شئے کا فعل ہے۔
بہت خوب کیا یہ بھی تم نہیں خیال کرتے کہ ہر چیز جس کا کوئی فعل معین نہ ہو وہ کوئی خاص خوبی رکھتی ہے۔ پھر انھیں مثالوں کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔
ہم کہتے ہیں کہ آنکھوں کا ایک فعل ہے ؟
ہاں ہے۔
اور کانوں کی کیا ہم نے کوئی فعل ان کا مقرر کیا ہے ؟
ہاں۔
پس ان کی کوئی خوبی بھی ہے ؟
ہاں ہے ؟
اور سب چیزوں کا بھی وہی حال ہے ؟ وہی۔

37

توجہ فرمائے : کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آنکھیں اپنا کام بخوبی کرسکتیں اگر اگر انکی خاص خوبی جو ان میں ہے نہ ہوتی۔ اگر اس خوبی کی جگہ پر بدی ہوتی ؟ کیونکر کرسکتیں ؟ غالباً تمھاری مراد یہ ہے کہ اگر بینائی کی جگہ نابینائی ہوتی ؟
میری مراد یہ ہے کہ جو کچھ ان کی خوبی ہو کیونکہ میں ابھی اس خیال پر نہیں پہنچا ہوں۔ بالفعل میں یہ پوچھتا ہوں کہ آیا ان کی مخصوص خوبی کے وسیلے سے ان کا کام انجام پاتا ہے اور مخصوص بدی کے وسیلے سے وہ اپنا کام بری طرح انجام دیتی ہیں۔
اس باب میں تم غلط نہیں کرسکتے۔

پس اگر کانوں کی خوبی مفقود ہو جائے تو وہ اپنا کام بہ بدی انجام دینگے؟

یقیناً

ہم اور سب چیزیں بھی اسی قضیہ (کلیہ) میں داخل کر سکتے ہیں؟

کر سکتے ہیں میرے نزدیک۔

پس آؤ اب اس (نقطہ) مطلب پر غور کرو کیا نفس کا بھی کوئی فعل ہے جس کو اور کوئی چیز نہیں بجا لا سکتی خواہ کچھ ہی ہو؟ مثلاً کیا ہم عدالت میں انتظام اور حکومت تدبیر وغیرہ سوائے نفس کے اور کسی چیز کی طرف منسوب کر سکتے ہیں یا ہم کو چاہیئے کہ ان کے بارے میں کہیں کہ وہ مخصوص ہیں اسی سے؟

ہم کسی اور چیز کی طرف نہیں منسوب کر سکتے۔

پس ہم زندگی کو نفس کا فعل کہیں۔

قطعاً۔

کیا ہم نہیں مانتے کہ نفس کوئی خوبی رکھتا ہے؟

ہم مانتے ہیں۔

کیا تھریسماخس ایسا کبھی ہو سکتا ہے کہ نفس اپنے افعال کو اچھی طرح بجا لائے جبکہ وہ اپنی مخصوص خوبی سے خالی ہو کیا یہ ممکن ہے؟

غیر ممکن ہے۔

پس ایک بدنفس ضرور ہے بری طرح سے حکومت اور انتظام کرے اور نیک نفس یہ سب امور خوبی سے کرے؟

اس میں کیا کلام ہے۔

اب دیکھو کیا ہم نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا تھا کہ عدالت نفس کی ایک خوبی ہے اور ظلم بدی ہے؟

ہم نے مان لیا تھا۔

لہٰذا عادل نفس اور عادل انسان اچھی زندگی بسر کریں گے اور ظالم انسان بری طرح؟

ظاہر ہے تمھاری حجت سے۔

اور اس کو مانو گے کہ جو اچھی زندگی بسر کرتا ہے وہ مبارک اور سعید ہے اور جو دوسری طرح زندگی بسر کرتا ہے وہ اس کے برعکس ہے۔

لاکلام۔

لہٰذا عادل سعید ہے اور ظالم شقی ہے۔

ہم ان کو ایسا ہی سمجھیں گے۔

اور یقیناً شقاوت نہیں بلکہ سعادت مفید ہے۔

بلاشک۔

پس اے میرے تھریسماخس ظلم زیادہ مفید نہیں ہے۔ بہ نسبت عدالت کے اچھا سقراط چاہئے کہ یہ تمہاری ضیافت ہے بندس کے عید کے موقعہ پر تھریسماخس میں تمہارا شکریہ بجالاتا ہوں کیونکہ تم نے اپنے مزاج کو درست کرلیا اور مجھ پر غصہ ہونا چھوڑ دیا۔ قطع نظر اس کے میری ضیافت خوب نہیں ہوئی اور یہ میرا قصور تھا تمہارا نہ تھا۔ کیونکہ تمہارے پیٹو (مہمان) ہر رکابی پر جب وہ آتی ہے چھین کے قبضہ کرلیتے ہیں اور اس کو چکھ لیتے ہیں۔ قبل اس کے کہ اس کے پہلے والی رکابی کے مزے لیں۔ مجھے خود ہی اپنی نسبت ایسا خیال ہے کہ میں نے وہ پہلا سوال چھوڑ دیا جس کا ہم امتحان کرتے تھے عدالت کی حقیقی ماہیت کے باب میں قبل اس کے کہ اس کا جواب پیدا کرتے تاکہ تحقیق پر نرغہ کردیں کہ آیا یہ مجہول چیز بدی ہے اور جہالت ہے۔ یا یہ نیکی اور دانشوری ہے۔ اور پھر جب ایک جدید نظریہ شروع ہوا کہ ظلم زیادہ نافع ہے بہ نسبت عدل کے بعد اس کے شروع ہوا تو میں نے اس مسئلہ سے گزر کے اس کی مسئلہ کو تو میں اس سے باز نہ رہا تو بالفعل نتیجہ ہماری گفتگو کا یہ ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا۔ کیونکہ جب میں نہیں جانتا کہ عدالت کیا ہے تو ظاہر ایں یہ کب جان سکتا ہوں کہ یہ فی الواقع نیکی ہے یا نہیں ہے یا جس کا یہ وصف ہے وہ سعید ہے یا شقی ہے۔

مقالہ دوم

جب میں یہ سب کہہ چکا میں نے خیال کیا کہ مباحثہ ختم ہو چکا درآنحالیکہ یہ بحث
صرف تمہید تھی۔ کیونکہ گلاکن جس کی جرأت ہر موقع پر کار نمایاں کرتی ہے تھریسماکس
کے پسپا ہونے پر سکوت نہ کرے گا اس نے اس طرح بحث کو شروع کیا :-
سقراط کیا درحقیقت تم ہم کو یقین دلا دو گے کہ بہر صورت عادل ہونا بہتر ہے
ظالم ہونے سے یا صرف بظاہر یقین دلا دو گے؟

میں نے جواب دیا اگر میرے مقدور میں ہوتا تو میں درحقیقت یقین
دلانے کو ترجیح دیتا ہوں۔

پھر اس نے آغاز کیا تم وہ کام نہیں کرتے جس کی تم خواہش رکھتے ہو۔ تو
میں تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں: کیا تمھاری رائے میں ایسی ایک قسم اچھی چیزوں
کی ہے کہ ان کے حاصل ہونے پر ہم خوش ہوں نہ اس لئے کہ ہم کو ان کے نتائج
کی خواہش ہے بلکہ ان کا خیر مقدم اس لئے کرتے ہیں کہ وہ خود ہم کو مرغوب ہیں؟
مثلاً مسرت کے احساس کو لو اور وہ تمام مسرت بخش چیزیں جو بے ضرر ہیں اور
ان کا کوئی نتیجہ ان کے بعد نہیں ہوتا سوا بسیط خوشی کے جو ہم کو ان کے حصول
سے ہوتا ہے۔

ہاں یقیناً میں خیال کرتا ہوں کہ ایسی قسم کی چیزیں ہیں جن کا بیان ہوا۔
اچھا کیا ہم خیال کرتے ہیں کہ ایک اور قسم ہے ایسی چیزوں کی جن کی ہم ذات
سے قدر کرتے ہیں اور ان کے نتائج کے لحاظ سے بھی؟ جیسے عقل اور بینائی اور

صحت : جن کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں دونوں وجہوں سے ۔

ہاں ۔

ان کے مادرا ایک تیسری قسم کو بھی ' اچھی چیزوں کی بھی تم پہچانتے ہو جس میں ورزش (جمناسٹک) تعلیم اور طبی علاج کی متابعت حالت مرض میں اور مزاولت اور جملہ وسیلے روپیہ پیدا کرنے کے ؟ ان چیزوں کو چاہیئے کہ ہم ناگوار کہیں اور پھر نافع بھی ، ہیں ہمارے لیئے ۔ جب ہم خود ان کو دیکھیں تو رد کر دیں اور جب ان کی منفعت اور ان کے دوسرے نتائج پر نظر ہو تو ان کو قبول کریں ۔

ہاں بلاشک ایسا میرا درجہ بھی ہے تو پھر کیا ؟

40 عدالت کو تم ان میں سے کس قسم میں جگہ دیتے ہو ؟ مجھے کہنا چاہیے کہ سب سے اعلیٰ قسم میں : یعنی اچھی چیزوں میں جن کو بعض جو سعادت کی جستجو میں ہیں ان کی قدر کرتے ہیں ان کی ذات کے لیئے اور ان کے نتائج کے لیئے بھی ۔ پس تمھاری رائے اس جماعت کثیر کے ساتھ نہیں ہے جو عدالت کو ناگوار قسم میں تصور کرتے ہیں کہ وہ ایسی چیزوں میں ہیں جو بالذات غیر معقول اور قابل کراہت ہے مگر اس لیئے اس کی مزاولت کرنا اچھا ہے کہ وہ موجب توقیر ہے باعتبار اس کے منافع اور نیک نامی کے ۔

میں جانتا ہوں کہ ایسا ہی ہے : اور اسی خیال کی متابعت میں تھریسماخس بڑی دیر سے عدالت کی مذمت کرتا ہے اور ظلم کی ستائش لیکن بظاہر میں ایک کودن طالب علم ہوں ۔

میں التجا کرتا ہوں کہ میری تجویز کو سنو اور مجھ سے کہو کہ تم اس کے موافق ہو تھریسماخس پر تمھارا جادو اثر کر گیا ہے جس طرح سانپ پر موثر ہوتا ہے ذرا جلدی جس کی اس کو ضرورت نہ تھی لیکن میری تو ابھی تسلی نہیں ہوئی بنا بر اس توضیح کے جو عدالت اور عدم عدالت (ظلم) کی بیان ہوئی ہے ۔ کوئی مجھ سے یہ کہتا کہ وہ فرداً فرداً کیا ہیں اور تنہا ان کی ذات سے کیا قوت نمایاں ہوتی ہے جب وہ نفس میں جاگزیں ہوتی ہیں اس سے قطع نظر کرکے کہ ان کے انعامات اور دوسرے نتائج کیا ہیں ؟ میرا منصوبہ یہ ہوگا اگر تم کو کوئی اعتراض نہ ہو میں تھریسماخس

کی حجت کو زندہ کروں گا اور پہلے یہ کہونگا کہ عام رائے ماہیت اور مبداء عدالت کے باب میں کیا ہے۔ دوسرے میں یہ تسلیم کروں گا کہ جو لوگ اس کی مزاولت کرتے ہیں وہ اپنی مرضی کے خلاف ایسا کرتے ہیں کیونکہ یہ ضروری ہے نہ اس لیے کہ وہ ایک اچھی شئے ہے۔ اور تیسرے یہ کہ یہ کام ان کا عقل کے موافق ہے کیونکہ غیر عادل کی زندگی جیسا کہ لوگ بیان کرتے ہیں عادل کی زندگی سے بہت بہتر ہے۔ گو کہ میں ایسا نہیں خیال کرتا سقراط صرف یہ بات ہے کہ میرے کان تھریسیا ماخس اور دوسرے ہزاروں آدمیوں سے یہ باتیں سنتے سنتے بھر گئے ہیں کہ میں گھبرا سا گیا ہوں۔ عدالت کی فضیلت میں میں نے کوئی دلیل نہیں سنی کہ وہ غیر عدالت سے افضل ہے۔ جس سے میری تسکین ہو جاتی ہیں اس کی مدح خوانی سننے کا مشتاق ہوں جس میں خود اسی کی تعریف ہو اور تم ہی سے سننا چاہتا ہوں۔ دوسروں سے نہ یہی میں اس مضمون سے ایسے سلوک کی توقع رکھتا ہوں۔ لہذا۔ میں ظالمانہ زندگی کی بڑے زور سے حتی الامکان مدح سرائی کرتا ہوں یہ تقریر میری بطور نمونہ کے ہوگی تا کہ تم من بعد ظلم کی مذمت اور عدالت کی تعریف میں ویسی ہی تقریر پیش کرو۔ دیکھو کہ تم کو میرا طریقہ پسند ہے۔ بیشک میں پسند کرتا ہوں کیونکہ پھر اور کونسا مضمون ایسا ہے مضمون ایسا ہے جس پر ایک ہوشیار آدمی گفتگو کر سکتا ہے اگر اس موضوع پر نہ ہو خود کہے اور دوسروں کو تقریر کرتے سنے اور ویسی تقریریں بار بار ہوا کریں؟

41 خوب کہی! پس اب سنو جو میں کہتا ہوں اپنے پہلے مضمون پر ماہیت اور مبداء عدالت کا۔

ظلم کا مرتکب ہونا لوگ کہتے ہیں اپنی ماہیت کے اعتبار سے ایک اچھی چیز ہے لیکن بُرائی دوسرے کی اول کی اچھائی سے بڑھی ہوئی ہے لہذا اس دوہرے تجربے کے بعد بھی ارتکاب اور برداشت ظلم کی جو لوگ دوسرے سے بچ نہیں سکتے اور پہلے کو محصور نہیں کر سکتے اس کو ضروری سمجھتے ہیں کہ ظلم سے اجتناب کرنے کے لئے باہم معاہدہ کریں۔ لہذا مابین ایک انسان اور دوسرے انسان کے وضع قانون اور معاہدات پیدا ہوئے لہذا یہ رسم ہو گیا کہ جس چیز

کے لئے قانون نافذ ہوا اس کو عادلانہ کہنے لگے اور اسی کو جائز (حسب قانون) کہا۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہی عدالت ہے اور اس طرح پیدا ہوئی اور یہ بہترین یعنی ظلم مع معافی اور بدترین یعنی برداشت بغیر قوت انتقام کے وسط میں ہے۔ اور چونکہ وسط ہے درمیان طرفین کے اصول عدالت کو قابل اطمینان سمجھا جاتا ہے نہ اس حیثیت سے کہ وہ واقعی خوبی ہے بلکہ اس لئے کہ ظلم کے ارتکاب کی عدم لیاقت نے اس کو قیمتی بنا دیا ہے۔ کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ جس کی قدرت میں ہو کہ وہ غیر عادل ہو اور جو انسان کے نام کا سزاوار ہے کبھی ایسا کمزور نہ ہوگا کہ وہ کسی سے معاہدہ کرے کہ دونوں فریق ظلم سے پرہیز کریں گے یہ موجودہ توجیہ اس مسئلہ کی ہے سقراط جو کہ متداول ہے ماہیت عدالت کے باب میں اور ان واقعات کا بیان ہے جن سے اس کی پیدائش ہوئی ہے۔

سچائی میرے دوسرے بیان کی۔ کہ لوگ بلا مرضی خود عدالت کی مزاولت کرتے ہیں اور چونکہ ان کو قدرت نہیں ہے کہ اس کو شکست کر دیں بہت جلد فہم میں آجائے گی اگر ہم حسب ذیل فرض کریں۔ چاہیئے کہ ہم پوری آزادی عادل اور غیر عادل دونوں کو دیں برابر ایک دوسرے کے کہ وہ دونوں جو چاہیں کریں اور پھر ہم ان کو ملاحظہ کریں کہ آیا رجحان ہر ایک کا اس کی رہنمائی کرتا ہے۔ اس صورت میں ہم عادل کو اسی سمت میں راہ چلتے پائیں جس سمت میں غیر عادل جاتا ہے بسبب خواہش حرص و طمع کے جو ہر مخلوق میں ودیعت ہے اور ہر مخلوق اس کی تشفی کا طالب ہے اور اس کو خوبی سمجھتا ہے۔ صرف قانون نے اس کو اس جادہ سے خارج کر دیا ہے اور مجبور کیا ہے کہ اصول مساوات کا احترام کرے۔ پوری آزادی فعل کی اس صورت میں ممکن ہے جب کہ ان کو وہ قوت حاصل جو اگلے وقتوں میں سنا ہے کہ جس کے مورث اعلیٰ کو حاصل تھی جو لیدیہ کا باشندہ تھا وہ ایک چرواہا تھا جو لیدیہ کے فرمانروائے وقت کا ملازم تھا۔ ایک دن بشدت طوفان آیا اور بارش ہوئی زلزلہ سے زمین شق ہوگئی اور ایک لمبی چوڑی خلیج پیدا ہوگئی اس قطعہ ارض پر جہاں وہ اپنے گلہ کو چرایا کرتا تھا۔ جب اس نے یہ ماجرا دیکھا اس کو بڑا تعجب ہوا

42

وہ اس کھاڑی میں اتر گیا اور منجملہ عجائبات اس نے ایک برنجی گھوڑا دیکھا جو اندر
سے خالی تھا اور اس کے پہلوؤں میں روزن مثل کھڑکیوں کے تھے اس نے ان کھڑکیوں میں
دیکھا اسکو گھوڑے کے شکم میں ایک لاش دکھی جسکا قد اور جثہ انسان سے بہت بڑا تھا اس مردے
کی انگلی میں ایک سونے کی انگوٹھی دیکھی وہ اس نے اتار لی اور باہر نکل آیا۔ جب
اور چرواہوں سے حسب معمول ملاقات ہوئی اور یہ تجویز ٹھیری کہ بادشاہ کو ماہوار
رپورٹ گلوں کی بھیجنا چاہیے اس مجمع میں یہ چرواہا بھی موجود تھا اور وہی سونے
کی انگوٹھی اس کی انگلی میں تھی اتفاقاً اس نے انگوٹھی کو گردش دی اور اس کے
حلقے کو اپنی طرف کر لیا وہ لوگوں کی نظر سے غائب ہو گیا لوگ سمجھے کہ چلا گیا اور
اس کا ذکر کرنے لگے اس ماجرے کو دیکھ وہ متعجب ہوا پھر انگوٹھی کو بطور شغل
بیکاری گردش دینے لگا حلقہ کو باہر کی طرف کیا فوراً دکھائی دینے لگا۔ جب
انگوٹھی کی یہ تاثیر ملاحظہ کی اور اس نے انگوٹھی کو آزما لیا کہ واقعی انگوٹھی میں
یہ خوبی ہے اور یقین ہو گیا کہ یہ تاثیر ہے کہ جب وہ حلقہ کو اندر کی طرف گھماتا
تو لوگوں کی نظروں سے غائب ہو جاتا اور جب بیرونی جانب گردش دیتا نظر
آنے لگتا۔ اس نے فوراً رپورٹ کے پہنچانے والوں سے ایک کی جگہ لے لی
جب وہ دربار شاہی میں پہنچا اس نے ملکہ کو ورغلان کے اس سے سازش
کی بادشاہ کو قتل کیا اور اس کی جگہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔

پس اگر ایسی دو انگوٹھیاں موجود ہوتیں اور ایک عادل انسان پہنتا
اور دوسری کو غیر عادل تو خیال کرنا چاہیے کہ ان میں کوئی ایک بھی ایسا نہ ہوتا
جس پر حرص و ہوا غالب نہ ہوتی اور وہ عدالت پر کاربند ہوتا اور ارادے کا
ایسا مضبوط ہوتا کہ دوسروں کے مال کو ہرگز نہ چھوتا جبکہ اس کی قوت میں
ہوتا کہ بازار سے جس مال کو اس کا جی چاہتا اٹھا لیتا اس کو کسی کا خوف نہ ہوتا۔
اور جب چاہتا زنانخانوں میں گھس جاتا جس سے چاہتا ملتا جس کو چاہتا قتل
کرتا جسے چاہتا قید سے آزاد کر دیتا اور جو چاہتا کرتا گویا انسانوں میں اس کو
ایک دیوتا کی قدرت حاصل ہوتی اور اپنی خواہشوں کی پیروی میں عادل بھی
وہی کام کرتا جو غیر عادل کرتا پس وہ دونوں ایک ہی جادہ کے رہرو ہوتے

یقیناً یہ ایک مضبوط شہادت اس امر کی ہوتی کہ کوئی بھی اپنی خوشی سے عدالت نہیں کرتا بلکہ مجبور ہو کے ایسا کرتا ہے۔ اس لیئے عدالت شخص واحد کے لیے کوئی خوبی نہیں ہے کیونکہ جہاں کوئی مانع نہیں ہوتا سب وہاں عدالت کو فسخ کر دیتے ہیں۔ اور وہ اس لیئے کرتے ہیں کیونکہ ہر شخص خیال کرتا ہے کہ فرد واحد کی صورت میں ظلم بہت نافع ہے بہ نسبت عدل کے اور یہ خیال ان کا سچّا ہے اس لیے کہ کیونکہ اس مسئلہ کا حامی اسی کو مانے گا۔ کیونکہ اگر کسی کو یہ اجازت حاصل ہو اور وہ ظلم کرنے سے انکار کرے یا دوسروں کی جائدادیں ہاتھ لگانے سے وہ سب لوگ جو اس سے واقف ہیں ایسے شخص کو واجب الرحم اور بے وقوف خیال کرینگے اگر بالمشافہہ اس کی تعریف کرینگے تاکہ ایک دوسرے پر رعب جمانے کے لیے اس خوف سے کہ ان پر ظلم نہ کیا جائے اور اس مطلب پر اس قدر بیان کافی ہے۔

اور ان دونوں (عادل اور غیر عادل) کی زندگی کے باب میں کوئی قطعی فیصلہ کرنے کے لیئے ہم اسی طرح اس قابل ہو سکتے ہیں کہ ایک طرف ایسے شخص کو لیں جو کلیتہً عادل اور دوسری طرف ایسا شخص جو کلیتہً غیر عادل (ظالم) ہو اور یہی صورت فیصلہ کی ہے اور کوئی صورت نہیں ہے۔ اچھا تو ان کا تقابل کس طرح کیا جائے؟ اس طرح۔ ہم کو چاہیئے کہ عدل سے عادل کے اور ظلم سے ظالم کے کوئی استدلال نہ کریں بلکہ ہم یہ فرض کریں کہ ہر ایک اپنی قسم کی سیرت میں کمال رکھتا ہے۔ سب سے پہلے ظالم وہ کام کرے جو دست کار کرتے ہیں۔ کیونکہ ایک اول درجہ کا جہاز راں یا طبیب جانتا ہے کہ اس کے فن میں کونسا محل قابل عمل اور کونسا محل قابل عمل نہیں ہے۔ اس کے امتیاز سے واقف ہے وہ اول میں کوشش کرتا ہے اور دوسرے کو چھوڑ دیتا ہے اور اگر وہ کوئی غلطی کرے تو اس کو سنبھال لیتا ہے اسی طریقہ سے اگر ہم ایک پختہ ظالم کا تصور کر سکتے ہیں تو ہم کو فرض کرنا چاہیئے کہ وہ اپنی ظالمانہ کوششوں میں کوئی غلطی نہیں کرتا اور وہ شناخت سے بچا رہتا ہے لیکن اگر وہ پہچان لیا گیا تو ہم کو چاہیئے کہ اس کو اناڑی سمجھیں کیونکہ کمال ظلم کا یہ ہے کہ وہ عدل معلوم ہو

اگرچہ درحقیقت نہ ہو۔ چاہیئے کہ ظالم کو ظلم میں پختہ مانیں بغیر کسی کوتاہی کے اور اسکے بارے میں یہ تسلیم کریں کہ جب اس نے کوئی بدترین فعل ظلم کا ارتکاب کیا اسی حال اس نے اعلیٰ درجہ کی شہرت عادل ہونے کی حاصل کی ہو اور اگر اس سے کوئی غلطی واقع ہوئی ہو تو وہ اپنے کو سنبھال لے سکتا ہے کچھ تو اس لیئے کہ اس کو تقریر کرنے کا ایسا ملکہ ہو کہ اگر کسی بدکاری پر اس سے جواب طلب ہو تو اس کی تقریر موثر ہو اور کچھ اس لیئے کہ اس کی جرأت اور طاقت اور دوستوں پر حکومت اور روپیہ اس کو قابل کردے کہ جہاں کہیں قوت کی ضرورت ہو وہ قوت سے کام لے اور کامیاب ہو۔ ظالم جس کو ہم نے فرض کیا ہے وہ تو ایسا ہے اب ہم استدلال کے لیئے عادل کو اس کے پہلو میں بٹھاتے ہیں جس کی سادگی میں راستی ہے اور شرافت ہے اور بقول ایسکلیوس ظاہری عادل نہیں ہے بلکہ درحقیقت نیک ہے۔ ہم کو چاہیئے کہ ظاہریت کو اس سے الگ رکھیں کیونکہ اگر وہ عادل سمجھا گیا ہے تو اس کو اعزاز اور انعام ملا ہوگا بسبب اپنی شہرت کے تو اس میں شک رہیگا کہ وہ جو کچھ ہے وہ اقرار اور انعام کی وجہ سے ہے اور دراصل ایسا ہے۔ ہاں ہم کو چاہیئے کہ اس سے عدالت کی ہر چیز کو (مثل لباس اور زیور کے) اتار لیں اور اس صورت کو بالعکس پہلی صورت کا بنادیں۔ اگرچہ اس سے کوئی ایک فعل ظالمانہ سرزد نہ ہوا ہو اور وہ ظلم کے لیے سرتاپا بدنام ہو تاکہ اس کی نیکی کا کامل امتحان لیا جائے اور وجہ بدنامی اور اس کے نتائج سے ہمہ تن پاک اور بری ہو اور زندگی بھر تا وقت مرگ عدالت پر قائم رہے مگر زندگی بھر بدنام رہے۔ دونوں عدالت اور عدم عدالت کے درجہ اقصیٰ تک پہنچائے جائیں اس وقت ہم فیصلہ اپنا صادر کریں کہ دونوں میں سعید تر کون ہے۔

پناہ بخدا! میں نے کہا میرے پیارے گلوکن کس قوت سے تم کام کرتے ہو تم نے دونوں سیرتوں کو مثل دو مجسموں کے سامنے کھڑا کردیا کہ ہم فیصلہ کریں۔

اس نے کہا جیسا مجھ سے ہوسکا ویسا میں نے کیا اور انسانوں کے بیان

44

کے بعد جیسا کہ ہم نے کیا اب کوئی مشکل نہ رہے گی میرے نزدیک ان کی زندگی کا نقشہ کھینچنے میں کہ وہ یکے بعد دیگرے کیسی طرز حیات کی توقع رکھ سکتے ہیں۔ مجھ کو بیان کرنے دو اور اگر یہ بیان کسی قدر بدکار رگ ہو تو اے سقراط اس کو میرا بیان نہ سمجھنا بلکہ یہ ان سے ملا ہے جو ظلم کو عدل پر ترجیح دیتے ہیں۔ وہ لوگ کہیں گے کہ اس محل پر عادل کو کوڑے لگائے جائیں شکنجہ میں کھینچا جائے گا طوق و زنجیر میں مسلسل ہوگا اس کی آنکھیں نکال کے جلادی جائیں اور ان سب عقوبتوں کے بعد سولی پر چڑھا دیا جائے گا اور اس کے بعد سیکھ لوگے کہ بہتر یہی ہے اس بات کا عزم کیا جائے کہ درحقیقت عادل نہ ہونا چاہئے بلکہ حسب ظاہر ایسا ظاہر ہو کہ عادل ہے۔ بلاشک وہ الفاظ اسکلیوس کے غیر عادل پر صادق آتے ہیں نہ کہ عادل پر کیونکہ فی الواقع ظالم کو وہ لوگ تسلیم کریں گے کہ اس احترام کے لائق ہے کیونکہ وہ اپنی ذات کو ایسے طریقہ میں مصروف کرے گا جو حقیقت سے مشابہ ہے اور وہ ظاہر پر نظر نہیں کرتا بلکہ اس کا عزم ہے کہ حسب ظاہر نہیں بلکہ درحقیقت غیر عادل ہو:۔

وہ دانشمندی کے ان مقاصد کو
رد کرے گا جو اس کے ذہن کی بارآور
کیاریوں میں بوئے گئے ہیں۔

45

سب سے پہلے وہ اس قابل ہوگا کہ ریاست کے عہدہ ہائے جلیلہ پر فائز ہو کیونکہ عدالت کی شہرت ہے پھر وہ ایسی زوجہ کا انتخاب کرے گا جس خاندان سے چاہے گا اور اپنی اولاد ایسے گھرانوں میں بیاہیگا جو اس کو پسند ہوں گے وہ معاہدوں میں داخل ہوگا اور جس سے چاہے گا شراکت کریگا اور علاوہ اس کے وہ منافع کثیرہ سے اپنے کو دولت مند کرلے گا کیونکہ اس کو فریب دینے میں کچھ ایسا تکلف نہ ہوگا۔ لہٰذا وہ جب کبھی کسی تنازع میں مصروف ہوگا خواہ وہ ملکی ہو خواہ ذاتی وہ حریفوں کو شکست دے گا اور ان سے بازی لیجائے گا اور اس سے وہ مالا مال ہوتا رہے گا اور وہ اپنے دوستوں کو فائدہ پہنچا سکتا ہے اور دشمنوں کو ضرر اور وہ نہایت شان و شوکت سے

پیش بہا اور بکثرت نذرانے اور قربانیاں دیوتاؤں کی درگاہ میں چڑھاتا رہیگا۔
اور اس سے دیوتاؤں کی پیشگاہ میں عادل سے بڑھ چڑھ کے پیش پیش ہوگا اور
جن لوگوں سے وہ چاہے گا تقرب حاصل کر سکے گا اور مظنۂ غالب ہے کہ
عادل سے زیادہ بارگاہ الٰہی میں بھی فیضیاب ہوگا۔ اور اسی لیے لوگ کہتے
ہیں کہ اے سقراط کہ انسان اور دیوتا دونوں غیر عادل کو بہ نسبت عادل
کے زیادہ سروسامان عطا فرماتے ہیں اور بہرہ یاب کرتے ہیں غیر عادل کی
زندگی بہ نسبت عادل کے زیادہ کامیاب ہوتی ہے۔
جب گلاکن یہ کہہ چکا قبل اس کے کہ میں جواب دوں میں غور کر رہا
تھا کہ ایڈیمانٹس اس کا بھائی بول اٹھا۔ تم۔ اے سقراط یقیناً یہ نہیں
تسلیم کرتے کہ یہ مسئلہ حسب اطمینان حل ہو گیا۔
میں نے کہا کیوں نہیں کہو تو
وہی مطلب جو سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے چھوٹ گیا۔
اچھا تو پھر اس مشہور مثل کے مطابق کہ بھائی بھائی کا قوت بازو ہوتا ہے
تم کو لازم ہے کہ اس کی کمزوریوں کی اصلاح کرو اگر کوئی کمزوری ہو تو اس کی
دستگیری کرو۔ مگر میرا تو یہ حال ہے کہ گلاکن نے جو کچھ کہا ہے وہ میرے
پچھاڑ دینے کو کافی ہے۔ اب میری مجال نہیں ہے کہ عدالت کی مدد
کر سکوں۔
اس نے کہا تم مذاق کرتے ہو براہ مہربانی یہ احتجاج بھی سنو ہم کو چاہئے
کہ ہم ان بیانات کو سنیں جو گلاکن کے اظہارات کو پلٹ دیتے ہیں اور
عدالت کی ستائش کرتے ہیں اور ظلم کی ہجو کرتے ہیں تاکہ زیادہ صفائی کے
ساتھ وہ ظاہر ہو جائے جو میرے نزدیک اس کا مفہوم ہے۔ اب میں سمجھتا
ہوں کہ جب والدین اور دوسرے لوگ عادل ہونے کو فریضہ قرار دیتے ہیں
اور اپنے بچوں کو یا اور جس کسی کو ان کا دل چاہتا ہے اس کے ذہن نشین
کرتے ہیں تو وہ خود عدالت کی ستائش نہیں کرتے بلکہ صرف اس عزت کی
تعریف کرتے ہیں جو اس سے حاصل ہوتی ہے ان کا معروض یہ ہوتا ہے کہ

عادل ہونے کی شہرت حاصل کی جائے اور اس شہرت سے وہ سرفرازی نصیب ہوتی ہے مثل شادی اور دوسری خوبیاں جن کا گلاکن نے ابھی ہم سے ذکر کیا تھا جو انسان عادل کو بسبب اعلیٰ سیرت کے حاصل ہوتی ہیں اور یہ لوگ اس نیک نامی کے فوائد آگے لے جاتے ہیں کیونکہ دیوتاؤں کی خوشنودی سے وہ اس قابل ہوتے ہیں کہ وہ متعدد برکتوں کا بیان کرتے ہیں جن کو بقول ان کے دینداروں کو عطا کرتے ہیں جس کو عمدہ الشعرا ہزیوڈ اور ہومر نے فرمایا ہے۔ ہزیوڈ لکھتا ہے کہ "نیک اور پرہیزگار بندوں کے اشجار بلوط کی چوٹیوں پر بلوط کے پھل لاتے ہیں اور درختوں کے بیچ کے حصوں میں شہد کی مکھیوں کی کثرت کر دیتے ہیں۔ اور ان ہی نیک اور پرہیزگار بندوں کی بھیڑوں پر اس کثرت سے اون پیدا کرتے ہیں کہ وہ ان کے بوجھ میں دبی جاتی ہیں[۵۱]"

اور بہت سی اچھی چیزیں اسی قسم کی : دوسرا شاعر ایسے ہی ایک جملہ میں اس طرح کہتا ہے۔

"ایک بیگناہ بادشاہ کی طرح جس میں دیوتا کی سی نیکی اور دانش
ہے عدالت ہمیشہ قائم رہتی ہے جس کے ملک کی زرخیز زمین درو
کے وقت جو اور گیہوں دیانت کے ساتھ اس کے لیے پیدا کرتی ہے
اس کے میوے کے باغات پھلوں سے لدے ہوئے ہیں۔ اسکے گلے کے
بچے توانا ہیں اور سمندر اس کو بکثرت مچھلیاں دیتا ہے[۵۲]۔

لیکن وہ برکتیں جو میوزیوس اور اس کا لڑکا یومولیس بیان کرتا ہے کہ دیوتا عادل کو عطا کرتے ہیں اس سے بھی زیادہ خوشگوار ہیں جس کا ذکر ہوا اس کو جنت کی سرحد پر پہنچا دیتی ہیں دینداری کے جشن میں تختوں پر آرام کرتے ہیں ان کے سروں پر پھولوں کے تاج ہیں اور وہ جاودانی زندگی کو شراب نوشی میں صرف کرتے ہیں۔ بہترین انعام نیکی کا ان کے نزدیک مستی و مئخواری ہے۔ اور لوگ تو اس جگہ بھی توقف نہیں کرتے ان کے نزدیک یہ انعام بھی کافی نہیں ہے جو دیوتاؤں نے ان کو بخشا ہے وہ ہم سے یہ کہتے ہیں کہ جو آدمی دیندار اور اپنے عہد و اقرار پر قائم رہتے ہیں ان کے بیٹے

۵۱۔ ہزیوڈ، کام اور ایام (۲۳۱)
۵۲۔ ہومر اڈیسی، ۲۹، ۱۰۹

47

پوتے پروتے بلکہ جملہ اعقاب واحفاد اس کی پیروی کرتے ہیں۔ منجملہ تمام مدح وثنا
کے جو عدالت پر صرف ہوتی ہے یہ ہے جس کا مذکور ہوا۔ دوسری طرف بیدین
اور ظالم جہنم کی دلدلوں میں پھنسا دئے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کو چھلنی میں
آب کشی کا حکم دیا جاتا ہے۔ اور ان کو جیتے جی بدنامی اور ذلت نصیب ہوتی
ہے اور ظالم کو وہ سزائیں دیجاتی ہیں جو گلاکن نے عادل کے لیے تجویز کی ہیں۔
جس کو شہرت ظالم ہونے کی ہوگئی ہے اس سے زیادہ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔
یہی ان کا طریقہ ایک سیرت کی مدح کرنے اور دوسری سیرت کی مذمت کرنے کا ہے۔
ایک مرتبہ پھر سقراط ایک دوسرا اور مختلف پہلو انصاف اور عدم انصاف
کے متعلق گفتگو کرنے کا سوچتا ہے اور یہ انصاف یا عدم انصاف وہ ہے جو معمولی
زندگی کے روزانہ واقعات اور شعرا کے کلام میں نظر آتا ہے۔ یہ سب یکزبان ہوکر
کہتے ہیں کہ اعتدال اور انصاف کو قائم رکھنا قابل تعریف باتیں ہیں لیکن ان کو
قائم رکھنے میں تکلیف اور پریشانی اٹھانی پڑتی ہے لیکن عدم اعتدال اور ناانصافی ایسی
چیزیں ہیں جو خوشگوار ہوتی ہیں اور ان کو عمل میں لانا بھی آسان ہے صرف قانون
اور رائے عامہ ان کو مطعون کرتا ہے اور لوگ کہتے ہیں دیانت[1] میں نفع کمتر ہے اور
خیانت میں بیشتر۔ اور یہ لوگ شریر آدمی کو خوش وخرم کہتے ہیں بس وپیش نہیں کرتے اور
عوام میں بھی اور نجی میں بھی ان کی عزت کرتے ہیں جب وہ مالدار ہوں اور دوسرے
وسیلے قوت اور ثروت کے رکھتے ہوں۔ اور دوسری جانب ایسے لوگوں کی تحقیر کرتے ہیں جو کسی طور
سے کمزور مفلس ہوں درآنحالیکہ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ دوسرے لوگ اول قسم کے
لوگوں سے اچھے ہیں۔ اور ان کے جملہ بیانات سے جو کچھ وہ دیوتاؤں کے بارے میں
اور نیکی کے باب میں کہتے ہیں سب سے زیادہ عجیب ہے جس کی بنا پر دیوتا بھی
اکثر نیک آدمیوں کو مصیبت اور خراب زندگی سے بہرہ یاب کرتے ہیں اور
جن کی سیرت ان کے مقابل ہے بالکل اس کے مقابل مقدر کرتے ہیں۔
(نیکوں کو بدحال اور بدوں کو خوشحال رکھتے ہیں) نیم حکیم اور منجم امیروں کے

---

[1] اے امانت بر تو لعنت از تو رنجے یافتم۔ اے خیانت بر تو رحمت از تو گنجے یافتم۔

در دولت پر ہجوم رکھتے ہیں اور اس کو یقین دلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان کو ایسی قوت حاصل ہے کہ ان کے لیے آسمان سے بذریعہ قربانیوں اور افسوں خوانیوں کے گناہوں کا کفارہ ممکن ہے خواہ گناہ کا ارتکاب خود کیا ہو خواہ باپ دادا سے ہوا ہو اور اگر اسے کسی کو ضرر پہنچانا منظور ہے تو تھوڑے سے اخراجات سے یہ بھی ہو سکتا ہے خواہ حریف عادل ہو خواہ ظالم ہو ان کا دعویٰ ہے کہ بذریعہ تسخیر اور حاضرات کے دیوتا ان کے حکم پر چلتے ہیں اور جو کام منظور ہو۔ اور دعوؤں کے ثبوت میں وہ شعرا کا کلام پیش کرتے ہیں۔ بعض بدی کی آسانیاں ظاہر کرنے کے لیے یہ الفاظ پیش کرتے ہیں:۔

"جو بدی کا جویا ہو وہ اس کے انبار پا سکتا ہے"
آسانی سے راستہ صاف اور نزدیک ہے
کیونکہ اس کا مکان قریب ہے۔
نیکی کو خدا نے بڑا مرتبہ بخشا ہے۔
اور وہ پیشانی کا پسینا بہانے سے ملتی ہے۔"

اس کا راستہ دور دراز اور دشوار گزار کالے کوسوں کا ہے۔ 48

دوسروں نے اس بات کے ثبوت میں کہ انسان دیوتاؤں کے مقصد کو بدل سکتے ہیں ہومر کی شہادت پیش کرتے ہیں۔ اس نے کہا ہے۔

"ہاں دیوتا بھی منت سماجت سے مان جاتے ہیں۔
اسی لیے آدمی ان کو قربانی چڑھاتے ہیں اور عاجزانہ
عرض و معروض کرتے ہیں۔
بخورات اور پگھلنے والی چربی ان کے غصہ کو رحم سے
بدل دیتی ہے۔ غم سے بھری ہوئی مناجات جب
حد سے گزرے اور گناہ کا مرتکب ہو۔"

اور وہ ایک تعداد کثیر کتابوں کی پیش کرتے ہیں جو میوسیوس اور آرفیوس لوگ کہتے ہیں وہ سیلینی کے اور میوسیز کی اولاد تھی ان کی لکھی ہوئی ہیں یہ کتابیں ان کے رسوم مذہبی کے دستور العمل تھیں۔

وہ صرف افراد کی ناصح نہیں ہیں بلکہ پورے شہروں کی ناصح ہیں تاکہ انسان نجات حاصل کریں اور گناہوں سے پاک ہوجائیں نہ صرف عالم حیات میں بلکہ بعد وفات بھی بذریعہ بعض قربانیوں کے اور خوشگوار اشغال کے جن کو اسرار کہتے ہیں جو ہم کو آخرت کے عذابوں سے بچا لیتے ہیں اور اگر ان سے غفلت کی جائے تو سخت تعذیر دی جاتی ہے۔

جب اس قسم کے آرا شہرت پاتے ہیں اور اطوار مختلفہ کے ساتھ تو کیا ان کی تکرار ہوتی ہے اور وہ عزتیں (اور ذلتیں) نیکی اور بدی کی جن کو انسان اور دیوتاؤں نے تسلیم کیا ہے تو کیا ہم تصور کریں کہ اس کا نتیجہ نیک بخت نوجوانوں کے اذہان پر کیا ہوتا ہے جب وہ ان بیانات کو سرسری طور سے سماعت کرتے ہیں کیا نتائج اخذ کرتے ہیں سیرت کے متعلق ضرور ہے کہ انسان کوئی نہ کوئی سیرت اختیار کرے اور اس راستہ کو جانے جس پر اس کو گزرنا ہوگا تاکہ وہ حتی الامکان بہتر سے بہتر زندگی بسر کرسکے؟ غالباً وہ پندار کے اس قول کو اپنے دل میں کہیگا۔ عدل کے ذریعہ سے یا کجروی یا فریب سے میں ایک بلند اور مستحکم مقام پر پہنچ کے امن و امان سے زندگی بسر کرسکونگا؟ کیونکہ عام رائے کا اظہار یہ ہے کہ عادل ہوتا بغیر اس کے عادل سمجھا بھی جائے مجھے کچھ مفید نہیں ہے بلکہ ظاہری تکلیف اور نقصان کا موجب ہے۔ درحالیکہ میں ظالم ہوں اور شہرت عادل ہونے کی حاصل کرلوں لاکلام خوشحالی اور عمدہ زندگی کا امیدوار ہوجاؤں گا۔ بہت خوب بس چونکہ ظاہری اشباہت حسب قول عقلا باطنی حقیقت کو مغلوب کرلیتی ہے اقبال مندی کی تقسیم پر فرمانروا ہے۔ بلاشک میں اسی میں کلیتہً مصروف رہوں گا۔ میں اپنے گرداگرد ایک تصویر نیکی کی کھینچ لوں گا جو بیرونی زینت اور روکار کا کام دے گی اور میرے پیچھے لومڑی رہے گی جس کی حیلہ گری اور فریب[1] کاری سے ہم کو چالاک

[1] اس فقرے کی مشکل نے جس میں استعاروں کی جال بندی ہے ہم کو حیرت میں ڈال دیا ہے اور اس کے ساتھ تلمیح سے ہم آگاہ نہیں ہیں اس سے مشکلات اور بڑھجاتی ہیں کیونکہ اکیلوس

آرکیلوکس نے خبر دی ہے۔

مگر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ انسان کے لیے اپنی شرارت کو مخفی رکھنا ہمیشہ سہل نہیں ہوتا۔ ہم جواب دیں گے نہیں ہر بڑی بات سہل نہیں ہوتی قطع نظر اس کے جبکہ سعادت ہمارا مقصود ہے تو ہماری یہی راہ ہونا چاہیے جیسا کہ ذیل مقدمات سے واضح ہے۔ فریب کے چھپانے کے لیے ہم خفیہ جماعتیں اور جلسے بنائیں گے اس کے ماورا اکثر معلم ہیں جو ترغیب دینا سکھاتے ہیں وہ عام اور عدالتی خطابت کے ہنر کی تعلیم دیتے ہیں۔ پس خواہ عمدہ وسائل سے خواہ خراب سے ہم اپنے اغراض کو حاصل کریں گے اور بے دیانتی کی کارروائی جاری رکھیں اور بریت بھی حاصل کر لیں گے نہیں البتہ اس پر زور دیا جاتا ہے کہ دھوکا اور تشدد دیوتاؤں سے نہیں چل سکتا۔ اچھا لیکن جب وہ یا تو موجود ہی نہیں ہیں یا انسانوں کے معاملات سے تعلق نہیں رکھتے تو ہم کو کیا غرض ہے کہ ان کے مشاہدے سے بچنے کے لیے ہم خود پریشان ہوں؟ لیکن اگر وہ موجود ہیں اور ہم پر توجہ کرتے ہیں، یہ ہم کچھ نہیں جانتے ہیں اور نہ کسی سے سنا ہے ان کا ذکر متداولہ روایات میں ہوتا ہے یا شعرا کے شجروں سے انھیں اسناد میں یہ بیان ہوتا ہے کہ دیوتا ایسے موجودات ہیں جن پر قربانیوں اور نذر و نیاز اور منت مراد سے قابو چل سکتا ہے اور وہ اپنے مقاصد کو بدل دیتے ہیں۔ پس یا تو ہم ان کو دونوں بیانوں سے تعین کریں یا ایک کو بھی نہ مانیں۔ اگر ہم ان کا اعتقاد کریں تو ہم ظالمانہ کام کریں اور خیانت سے جو حاصل ہو اس سے ان کی نذر اور قربانی چڑھائیں۔ کیونکہ اگر ہم عادل ہیں تو یہ سچ ہے کہ ہم دیوتاؤں کے ہاتھوں سزا سے محفوظ رہیں گے اور وہ منافع ہم کو ترک کرنا ہوں گے جو ظلم سے ہوتے ہیں۔ اور اگر ہم غیر عادل (ظالم) ہیں تو ہم صرف وہی منافع نہ پائیں گے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۔۔۔ کے قصہ سے ہم آگاہ نہیں ہیں۔ البتہ دوسری کتابوں میں سوائے افلاطون کی کتاب کے یہ تلمیح پائی جاتی ہے۔ روباہ علامت حیلہ اور مکر کی ہے تا رکیلوکس کی ذات سے یونانی ادب میں یہ تلمیح پائی جاتی ہے ۱۲۔

بلکہ حد سے تجاوز کرنے اور گناہوں کے دیوتاؤں سے مناجات کریں گے کہ ہم
بغیر کوئی نقصان اٹھائے ہوئے صاف چھوٹ جائیں۔ پھر بھی یہ اعتراض
ہوتا ہے کہ عالم ارواح میں ہم کو بھگتنا پڑے گی ان گناہوں کی پاداش جو
یہاں ہم سے سرزد ہوئے یا تو خود ہم پر عذاب ہوگا یا ہمارے پوتے پروتوں
پر۔ نہیں بلکہ اے میرے دوست اس حجت کا حامی کہیگا کہ رسوم اسراری میں
بڑی قوت ہے اور بری کرنے والے دیوتا جیسا کہ ہم سے بیان کیا گیا ہے بواسطہ
بڑے بڑے شہروں کے یا بواسطہ دیوتاؤں کی اولاد کے جنھوں نے شاعروں
کے جامہ میں ظہور کیا ہے یا الہامی بزرگوں نے جنھوں نے ہم کو اطلاع دی ہے
کہ یہ امور اسی طرح ہیں۔

لہذا کون سے وجوہ باقی رہ گئے ہیں جس سے ہم کو یہ ترغیب ہو کہ ہم
عدالت کو بڑے سے بڑے ظلم پر ترجیح دیں؟ اگر ہم ظلم کو جعلی زینت کیساتھ
ترکیب دیں تو ہمارا معاملہ دیوتاؤں کے ساتھ اور انسانوں کے ساتھ ہماری
پسند کے موافق ہوگا اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی یہ امر مستند اور اعلیٰ
ترین اسناد کے موافق ہے۔ اقوال مذکورۂ بالا پر نظر کر کے سقراط کس تدبیر سے
کوئی شخص جس میں کوئی وصف ہو خواہ اعلیٰ درجہ کی ذہانت ہو یا دولت ہو یا
خوبصورتی یا ولادت (عالی نسبی) عدالت کی عزت کر سکتا ہے البتہ جب
وہ اس کی ستائش سنیگا مسکرا دیگا؟ بلاشک اگر کوئی شخص اس لائق ہو کہ جو
کچھ ہم نے کہا ہے اس کا جھوٹ ہونا ثابت کر دے اور جس کو بالکل یقین
ہو کہ عدالت بہترین خصلت ہے بعید ہے کہ وہ ظالم پر غضبناک ہو وہ بلاشبہ
ان کی بہت رعایت کرے گا وہ جانتا ہے کہ باوجود ان لوگوں کے جو امکانا
بسبب اپنی فرشتہ خوئی کے ظلم سے متنفر ہیں یا جن کو حقیقت کا علم ہے ظلم سے
اجتناب کرتا ہے اور کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو برضا و رغبت عادل ہو بلکہ
بزدلی سے یا پیرانہ سالی کے سبب سے یا کسی اور کمزوری کے باعث سے
لوگ ظلم کی مذمت کرتے ہیں کیونکہ ان میں اس کے ارتکاب کی قوت نہیں
ہے اور اس قول کا صدق اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جب ایسے

لوگوں کو قوت حاصل ہوتی ہے ان میں سے پہلا شخص پہلے ظلم ہی کرتا ہے جسقدر اس کا مقدور ہوتا ہے۔

اور اس سب کا باعث صرف وہ واقعہ ہے جو کہ میرے بھائی نے اور میں نے اس بحث کی ابتدا ہی میں سقراط تم سے کہا تھا یہ کہہ کے نہایت ادب کے ساتھ کہنا چاہیے کہ تم عدالت کی قدر شناسی کا دعویٰ کرتے ہو ابتدا اس کی اگلے وقتوں کے غازیوں سے شروع ہو کے ہم تک پہنچ گئی ہے۔ تم میں سے ہر شخص بلا استثنا عدالت کی مدح کرتا ہے اور ظلم کو برا کہتا ہے۔ انحصار اس کا شہرت پر اور عزت اور ان انعاموں پر جو ما حصل ہے مگر ان میں سے ہر ایک بجائے خود کیا ہے اپنی خاص قوت کے اعتبار سے اور مقام اس کا صاحب قوت کا نفس ہے جس کو دیوتاؤں نے دیکھا ہے نہ انسانوں نے اور نہ نظم میں اور نہ نثر میں اس کی کافی بحث ہوئی ہے جس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ ظلم بڑا مہلک زہر ہے جو نفس میں داخل ہو سکتا ہے اور عدالت سب سے بڑی برکت ہے۔ اگر تم ابتدا سے یہ زبان رکھتے اور بچپنے سے ہم کو ایسی ہی ترغیب دینے کی کوشش کرتے تو ہم ظلم کے ارتکاب میں ایک دوسرے پر نظر نہ رکھتے نہ ایک دوسرے کی روک ٹوک کرتے کیونکہ ہر شخص اپنا آپ ہی نگہبان ہوتا ہر ایک ڈرتا کہ ظلم کرنے میں ایسا نہ ہو کسی آفت میں مبتلا ہو جاؤں۔

51

سقراط یہ جملہ امور اور شاید اس سے زائد عدالت اور غیر عدالت کے باب میں تھریسا خس بیان کرے گا۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ اور لوگ اس طرح جہالت سے میرے نزدیک ایک دوسرے کی اصلی تاثیر کو پلٹ دیں گے۔ میرا خود یہ حال ہے کہ میں اعتراف کرتا ہوں (کیونکہ میں تم سے کوئی بات چھپانا نہیں چاہتا) میری بڑی خواہش یہ ہے کہ میں تم کو مقابل کی رائے کی حمایت کرتے سنوں۔ لہٰذا میں سخت کوشش اور بڑی قوت کے ساتھ کلام کروں جس قدر مجھ سے ممکن ہو۔ لہٰذا اپنے استدلال کو اسی قضیہ پر محدود نہ کرو کہ عدالت افضل ہے غیر عدالت سے بلکہ یہ ثابت کر دو کہ ہر ایک ان میں سے اس شخص پر جس کی وہ خصلت ہو کیا اثر کرتی ہے جس کے سبب سے بذاتِ خود وہ

برکت ہے اور دوسری زہر قاتل اور اس تخمینہ کا استخراج کرو جس سے دونوں کا
اعتبار کیا جاتا ہے جس عمل کو گلاکن نے تم سے بجا لانے کو کہا تھا۔ کیونکہ اگر تم ہر ایک
صفت سے اس کی سچی شہرت کو جدا کر لو گے اور جھوٹی اس کے ساتھ ضم کر دوگے
تو ہم باعلان کہہ دیں گے کہ تم حقیقت کی ستائش نہیں کرتے بلکہ عدالت شباہت کی
ستائش کرتے ہو اور غیر عدالت کی مذمت نہیں کرتے بلکہ اس کی شباہت کی مذمت
کرتے ہو تمہاری نصیحت فی الواقع غیر عادلانہ ہے اگرچہ امتیاز نہ ہو سکے اور تھراسیماکس
کے ساتھ تمہارے رائے موافق ہے کہ عدالت دوسرے شخص کی بھلائی کے لیئے
ہوتی ہے کیونکہ جو قوی تر ہے اس کے لیئے نافع ہے اور غیر عدالت اسی شخص
کے اغراض سے ہے اور اسی کے لیے نافع ہے لیکن کمزور کے اغراض کے
مخالف ہے۔ لہذا تم نے تسلیم کر لیا کہ عدالت اچھی چیزوں کی اعلیٰ ترین اقسام
سے ہے جس پر قادر ہونا بہت قیمتی ہے باعتبار اپنے نتائج کے اور بمدارج اس سے
بڑھ کے اپنی ذات کے لحاظ سے۔ یہ مثل ایسی چیزوں کے ہے جیسے بصارت
سماعت، عقل، صحت اور ہر چیز جو درحقیقت خوب ہے بذات خود اور نہ کہ
صرف خوب مشہور ہو۔ صفت کرنے کے لیے یہ مخصوص صورت عدالت کی
انتخاب کر لو میری مراد اس فائدہ سے جو یہ خود صاحب عدالت کو پہنچاتی ہے
بمقابلہ اس ضرر کے جو غیر عدالت ظلم سے پہنچتا ہے۔ انعام اور شہرت کی
تعریف دوسروں کے لیے چھوڑ دو۔ اس سبب سے کہ دوسروں کے لیے
میں یہ طریقہ عدالت کی مدح اور ظلم کی قدح کا جائزہ رکھ سکتا ہوں جو شامل
ہے انعامات اور شہرتوں کی ستائش گری اور ہجوگوئی میں جن کا ان سے
تعلق ہے مگر تمہارے لیے میں اس کو جائز نہیں سمجھتا ہاں تم خود درخواست
کرو تو وہ اور بات ہے کیونکہ تم نے اپنی تمام عمر اس قسم کے مسائل اور خاص
انھیں اقسام کی بحث اور تحقیقات میں صرف کی ہے۔ لہذا تم اسی پر قناعت
نہ کرو کہ عدل کی فضیلت ظلم پر ہمارے سامنے ثابت کرو بلکہ ہم کو یہ بتادو کہ ہر
خصلت ان میں سے صاحب خصلت پر کیا تاثیر کرتی ہے جس کے ذریعہ
دیوتا ہوں یا انسان اس امر کو دیکھتے ہیں یا نہیں کہ ایک ان میں بذات خود

ایک برکت ہے اور دوسری زہر ہلاہل۔
گلاکن اور ایدیمانٹس کی ذہانت کی میں ہمیشہ قدر کرتا رہا ہوں میں اعتراف کرتا ہوں کہ اس موقع پر جو کچھ میں نے سنا ہے اس نے مجھ کو مفتون کر لیا جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں گلاکن کے قدردان نے نہایت انسب کیا کہ تم کو مخاطب قرار دیا۔ تم انسانوں کے فرزند جن کا نام مدحیہ نظم کی پہلی سطر میں موجود ہے تمھیں نے اس کے پیشتر جنگ میگارہ میں ناموری حاصل کی چنانچہ مذکور ہے۔
ایک مشہور آدمی کی نسل سے تم ارسطون کے فرزند مثل دیوتا کے ہو۔
اے میرے دوست اس وصف میں ایک بڑی صداقت شامل ہے۔ کیونکہ فی الحقیقت تمھاری ذہانت میں دیوتا ہی کی سی شان پائی جاتی ہے۔ اگر تم کو یقین نہیں ہے کہ ظلم افضل ہے عدل سے جبکہ تم اس خوبی سے اس کی حمایت کرتے ہو مجھے یقین ہے کہ درحقیقت یہ اعتقاد نہیں رکھتے۔ میں تمھاری سیرت عامہ سے یہ قیاس کرتا ہوں کیونکہ محض تمھارے بیانات پر مجھ کو چاہیے کہ تم پر اعتماد نہ کروں: لیکن جس قدر زیادہ میں تم پر اعتماد کرتا ہوں اسی قدر زیادہ مجھ کو حیرت ہوتی ہے کہ معاملہ میں کیا کیا جائے کیونکہ اگرچہ مجھ کو علم نہیں ہے کہ میں کس طرح مدد کروں۔ جب مجھکو علم ہو چکا ہے کہ میں اس کام کی قابلیت نہیں رکھتا یہ مجھ کو اس طرح معلوم ہوا کہ جو جواب میں نے تھریسیماخس کو دیئے تھے تم نے رد کر دیئے جس سے میں نے یہ خیال کیا کہیں نے برہان سے ثابت کیا تھا کہ عدل بہتر ہے ظلم سے پھر دوسرے طور سے میں جرأت یہ نہیں کر سکتا کہ میں مدد دینے سے انکار کروں مجھ کو خوف ہے کہ واقعی میں گناہگار نہ ہو جاؤں جبکہ میں عدل کی بدگوئی کانوں سے سنوں جب تک مجھ میں جان ہے اور میں بول سکتا ہوں میں اس کو تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔ میری بہترین تجویز یہ ہے کہ جس طریقہ سے ممکن ہو میں اس کی اعانت کروں۔
اس بات کو سن کے گلاکن اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے سب نے مجھ سے مدد کی درخواست کی اور چاہا کہ میں گفتگو ترک نہ کروں بلکہ عدل اور ظلم کی اصلی ماہیت کی تحقیق کروں اور یہ بھی مسئلہ حل کروں کہ ان کے فائدے

علی الترتیب کیا ہیں میں نے اپنا مافی الضمیر حقیقتاً کہدیا اور کہا کہ جو تحقیقات ہم نے اختیار کی ہے وہ کوئی سرسری مسئلہ نہیں ہے اور میں نے کہا کہ یہ مسئلہ باریک بینی چاہتا ہے۔ لہذا میں چالاک اور ہوشیار نہیں ہوں میرے نزدیک ایک خاص طریقہ تحقیق کا اختیار کرنا چاہیئے جس کی اس طرح توجیہ ہو سکتی ہے۔

فرض کرو ہم کو ایک خفی خط کو دور سے پڑھنے کا حکم ہوا ہے اور ہماری بصارت ٹھیک نہیں ہے ہم میں سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ وہی تحریر کہیں اور موجود ہے اور اس کا خط جلی ہے اور بڑی سی جگہ پر لکھی ہوئی ہے اس کو ہم اپنی خوش قسمتی سمجھیں گے۔ ہم اس دوسری تحریر کو پہلے پڑھ لیں گے پھر اس خفی تحریر کو ملاحظہ کریں گے اور مشاہدہ کریں گے کہ دونوں مشابہ ہیں۔

ایڈیمانٹس نے کہا ہم کو ایسا ہی کرنا چاہیئے لیکن سقراط اس مثال میں اور عدالت کی تحقیق میں کونسی یکسانی ہے؟

میں نے جواب دیا۔ میں تم کو بتاؤں گا ہم عدالت سے اس اعتبار سے بحث کرتے ہیں کہ وہ ایک فرد انسان کے ذہن میں سکونت پذیر ہے اور اس اعتبار سے بھی کہ وہ ایک شہر میں ساکن ہے کیا ہم ایسا نہیں کرتے ہیں؟

اچھا تو ایک بڑا ہے۔ بہ نسبت ایک انسان کے۔

ہاں ہے۔

پس شاید عدالت بڑے موضوع میں نسبتاً بہت زیادہ موجود ہے۔ اور اسطرح اس کا دریافت کرنا سہل تر ہے پس براہ عنایت شہروں میں اس کی صفت کو ہم پہلے تحقیق کرینگے اور پھر اس تحقیق کو فرد واحد پر منطبق کریں گے اور مدمقابل جو بڑے ہیں ہے اسکو چھوٹے سے مقابل کریں گے۔ اس نے کہا بیشک میرے نزدیک تمھارا منصوبہ اچھا ہے۔

پس اگر ہم خیال میں شہر کے تدریجی کمال کا نقشہ کھینچیں اور اس میں عدالت یا ظلم کے نشو ونما پر غور کریں۔

شاید ہم کو بھی کرنا چاہیئے۔

پس جب یہ ہو چکیے گا تو کیا ہم کو یہ امید نہ ہونا چاہیئے کہ ہم آسانی سے اپنے معروض تلاش کو ملاحظہ کر سکیں گے؟

ہاں بہت سہولت سے۔
تو کیا تمھارا یہ مشورہ ہے کہ ہم اپنے منصوبہ کے جاری کرنے کی کوشش کریں؟
میں خیال کرتا ہوں کہ یہ کوئی ذرا سی بات نہیں ہے پس اس پر خوب غور کرو۔

ایدیمانٹس نے کہا ہم نے اس پر غور کیا ہے۔ ہاں بہر طور ایسا ہی کرو۔

میں نے کہا تو پھر ایک شہر کی تعمیر اس واقعہ پر موقوف ہے کہ ہم فرداً فرداً خود مختار نہیں ہیں بلکہ اکثر حاجتمند ہیں۔ یا تم شہر کی بنا کو کسی اور سبب سے منسوب کرو گے؟

اس نے جواب دیا نہیں۔ میں تم سے اتفاق کرتا ہوں۔

54

تو پس اس طرح ہے کہ بہ سبب ہماری اکثر حاجات کے اور ازبسکہ ہر ایک دوسروں کی اعانت کا خواہاں ہے تاکہ اس کے مختلف مطلوبات حاصل ہوں ہم اکثر ہمنشین اور معین ایک مقام سکونت میں فراہم کر لیتے ہیں اور اس مشترک مسکن کو شہر سے موسوم کرتے ہیں۔ کیا ایسا ہے؟

بلاشک۔

اور جو شخص جس چیز کا تبادلہ کرتا ہے دیتا ہے یا لیتا ہے وہ اس یقین سے ایسا کرتا ہے کہ وہ اپنے منافع کی تلاش میں ہے۔

یقیناً۔

آؤ اب ہم اپنے مفروضہ شہر کو ابتدا سے تعمیر کریں۔ اس کی تعمیر بظاہر موقوف ہوگی ہماری فطری حاجتوں پر۔

لاکلام۔

اچھا تو سب سے پہلی اور اشد ضروری جملہ حاجات سے رزق ہے تاکہ ہم ایک جاندار کی حیثیت سے زندہ رہیں۔

بالکل قطعاً۔

ہماری دوسری حاجت مکان سکونت ہے اور تیسری حاجت لباس

وغیرہ۔
درست۔
پس ہم کو معلوم ہوا کہ وہ کیا چیز ہے جو ہمارے شہر کو اسقدر اشیاء کی فراہمی کی متکفل ہو؟ کیا ہم کو کاشتکار سے ابتدا نہ کرنا چاہیے۔ یہ ایک ہوا۔ اور ایک معمار اس کے ماورا جلاہہ؟ کیا یہی کافی ہوں گے یا ان کے ساتھ موچی کو بھی ضم کریں اور ان کے علاوہ ایک یا دو اور اس درجہ کے لوگوں سے جو ہماری جسمانی حاجتوں کو پورا کریں؟
بہر طور۔
پس چھوٹے سے چھوٹے شہر میں چار یا پانچ آدمی ہوں گے۔
ایسا ہی ہم کو معلوم ہوتا ہے۔
بس اس کام کے اجرا کے لیے چاہیئے کہ ہر ایک ان میں سے اپنے کام کو جماعت کی خدمت میں پیش کرے۔ اس طرح کہ تنہا کاشتکار مثلاً چار آدمیوں کیلیے رزق مہیا کرے جو گنا وقت اور چوگنی محنت رزق کے پیدا کرنے کے لیے صرف کرنا ہوگی (جو ایک کے لیے صرف کرتا) اور دوسروں کو اس سے حصہ دے یا ان کی کچھ پروا نہ کرے اور محض اپنے لیے مہیا کرے جو کہ چہارم حصہ خوراک کا ہوگا اور چہارم حصہ وقت کا اور باقی تین حصوں سے ایک مکان کی تعمیر کے لیے اور دوسرا اپنے لباس کے بنانے میں اور ایک حصہ یعنی تیسرا اپنے لیے جوتا تیار کرنے میں اور دوسروں کے ساتھ شرکت کی تکلیف سے محفوظ رہے اور اپنے کام کو آپ ہی انجام دے۔ اپنے مصرف کے لیے۔
ایڈیمانٹس نے اس کا جواب دیا اچھا سقراط پہلا منصوبہ دونوں میں سہل تر ہے۔
میں نے کہا حقیقتاً یہ غیر مظنون نہیں ہے کیونکہ تمھارے جواب کے بعد مجھ کو یاد آگیا کہ اولاً تو کوئی شخص ٹھیک ایک دوسرے کے مماثل پیدا نہیں ہوتے بلکہ ہر ایک دوسرے سے فطری عطایا میں مختلف ہوتا ہے ایک شخص کسی پیشہ کے لیے مناسب ہوتا ہے اور دوسرا کسی اور شغل کے لیے کیا تم ایسا نہیں

55

خیال کرتے ؟

میں بھی یہی خیال کرتا ہوں ۔

اچھا کب کوئی آدمی بہترین کامیابی حاصل کر سکتا ہے ؟ کس حالت میں وہ شخص متعدد حرفوں میں اپنی کوشش صرف کر سکتا ہے اور کب وہ ایک ہی حرفے میں صرف مصروف ہو سکتا ہے ؟ کب وہ ایک ہی میں مصروف ہو سکتا ۔

پھر یہ بھی صاف ہے میرے نزدیک اگر کوئی شخص ٹھیک وقت کسی کام کے کرنے کا جانے دیتا ہے تو وہ وقت پھر پلٹ کے نہیں آتا ۔

یہ بالکل صاف ہے ۔

کیونکہ جو کام ہونے کو ہے میں یہ خیال کرتا ہوں کہ وہ کام کرنے والے کے وقت کا انتظار نہ کرے گا بلکہ کام کرنے والے کو چاہیئے کہ جو چیز ہونے کو ہے اس کے اشارے پر چلے اور اس کو دوسرے وقت پر نہ ٹالے ۔

اس کو لازم ہے ۔

ان امور پر غور کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جب ہر شخص ایک ہی کام کرے اپنی موہبت فطری کے موافق اور اس کے ٹھیک وقت اور دوسرے کاموں کو اس کے ساتھ خلط نہ کرے تو کل چیزیں اعلیٰ ترین مقدار اور صفت کی پیدا ہونگی ۔

لاکلام ۔

پس اے ایدیمانطس اشیائے مذکورہ مہیا کرنے کے لیے چار شہریوں سے زیادہ کی ضرورت ہوگی کیونکہ بظاہر کاشتکار اپنا ہل آپ نہ بنائے گا ۔ اگر عمدہ ہل کی ضرورت ہے نہ اس کا کدال نہ کوئی دوسرا آلہ جو کاشتکاری کے لیے مطلوب ہے نہ معماران تمام آلات کو جو اسے مطلوب ہیں بنا سکیگا اور جلاہے اور موچی کا بھی یہی حال ہے ۔

سچ ہے ۔

پس ہم کو بڑھیوں اور لہاروں کی اور دوسرے کاریگر اسی قسم کے

جو ہماری اس چھوٹی سی ریاست کے ارکان ہوں گے اور آبادی پیدا کریں گے۔
یقیناً۔
اب بھی یہ ریاست کچھ ایسی بڑی نہ ہوگی یہ خیال کر کے کہ ان کے ساتھ مویشی اور بھیڑیاں، بکریاں چرانے والوں کو بھی ضم کریں اور اسی درجہ کے اور لوگ کاشتکار وہل چلانے کے لیے بیل اور مکان تعمیر کرنے والے اور کسان اور باربرداری کے جانور حمل و نقل کے لیے اور جلاہے اور موچی اور اون اور چمڑا یہ چھوٹی ریاست نہ ہوگی اگر یہ سب اس میں موجود ہوں۔
اس کے ساتھ ہی یہ ممکن نہیں کہ شہر ایسے مقام پر تعمیر کیا جائے جہاں باہر سے آنے والی اجناس تجارت نہ آسکیں۔
نہیں یہ غیر ممکن ہے۔
تو پھر ایک اور جماعت کی ضرورت ہوگی تو اور شہروں سے جو چیزیں مطلوب ہوں ان کو لائیں۔
ہوگی۔
اچھا تو اگر عامل خالی ہاتھ جائے اور اسباب تجارت جو دوسرے شہروں میں مطلوب ہیں اپنے ساتھ نہ لیجائے ان لوگوں سے جن سے ہماری ریاست اشیاء مطلوبہ لینا چاہتی ہے تو خالی ہاتھ واپس آئے گا: کیا نہ آئے گا؟
میں ایسا ہی خیال کرتا ہوں۔
پس وہ وطن میں وہ سامان مہیّا کرے گا نہ صرف اپنے لیے بلکہ اشیاء عمدہ قسم کے اور کافی مقدار سے ایسے لوگوں کے لیے جن کے خدمات شہر کو مطلوب ہیں۔
ضرور مہیّا کرے گا۔
پس ہمارے شہر کو زائد تعداد کاشتکاروں کی اور دوسرے اہل حرفہ کی مطلوب ہوگی۔
ہاں مطلوب ہوگی۔

اور منجملہ ان سب کے ایسے عامل بھی مطلوب ہوں گے جو درآمد اور برآمد اشیاء تجارت کیا کریں گے۔ اور یہ لوگ سوداگر ہیں۔ کیا نہیں ہیں؟

ہاں۔

پس ہم کو سوداگروں کی بھی ضرورت ہے۔

یقیناً۔

اور اگر بار برداری بذریعہ سمندر کے ہوگی تو اور لوگوں کی بھی ضرورت ہوگی جن کو بحری سفر کی مزاولت ہو۔

بلاشک ایک تعداد کثیر کی ضرورت ہوگی۔ مگر اب مجھ کو یہ بتاؤ کہ خود شہر میں وہ لوگ کس طرح اپنے مال تجارت کا تبادلہ کریں گے؟ کیونکہ اسی تبادلہ کی ترقی کے لیے ہم نے جماعت قائم کی تھی اور اس طور سے ریاست کو بنایا جس سے تم واقف ہو۔

ظاہر ہے کہ خرید و فروخت کے ذریعہ سے۔

پس اس سے بازار کا ظہور ہوگا اور سکۂ رائج الوقت کا تبادلہ کیلئے۔

بلاشک۔

فرض کرو کہ کاشتکار یا دوسرے اہل حرفہ سے کوئی اپنی کچھ پیداوار لے کے بازار میں آئے ایسے وقت جب کوئی ایسا شخص وہاں موجود نہ ہو جس کو اس کے ساتھ تبادلہ کی خواہش ہے تو کیا وہ اپنا پیشہ ترک کر کے بازار میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے گا؟

57

ہرگز نہیں: وہاں ایسے لوگ موجود ہیں جو اس امکان کو پیش نظر رکھتے ہیں جو خدمت ایسے وقت پر مطلوب ہے اس کو بجا لاتے ہیں اور یہ لوگ کماحقہ منتظم ریاستوں میں عموماً ایسے لوگ ہوتے ہیں جو جسمانی حیثیت سے بالکل ضعیف ہوتے ہیں وہ اور کسی محنت کے قابل نہیں ہوتے ایسے لوگوں کا یہ کام ہے کہ بازار میں موجود رہتے ہیں وہ خرید و فروخت کا کام کرتے ہیں اور سوداگر ان لوگوں کو کہتے ہیں جو شہر بشہر پھرتے رہتے ہیں۔ بعینہ ایسا ہی ہوتا ہے۔

ان کے ماوراء میرے خیال میں ایک اور قسم کارپردازوں کی ہے جن کی ذہنی قابلیت ہمنشینی کے شایان نہیں ہوتی لیکن ان کی جسمانی قوت سخت محنت کے لائق ہے۔ یہ اپنی جسمانی طاقت فروخت کرتے ہیں اور اس کی قیمت کا نام اجرت ہے اور اسی وجہ سے ان کا نام اجرتی کارپرداز ہو گیا؟ کیا ایسا نہیں ہے؟

ٹھیک یہی ہے۔

پس مزدور بھی ظاہراً ایک ضمیمۂ ریاست کا ہے۔

میرا یہی خیال ہے۔

ایدیمانٹس کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے شہر نے آخرکار پورا جثہ حاصل کر لیا ہے (کامل نشوونما پائی ہے)؟

شاید ایسا ہی ہے۔

ہم عدل و ظلم کو شہر میں کہاں پائیں گے؟ ان میں سے کن عناصر کیساتھ جن پر ہم نے نظر کی ہے جس کے ساتھ ہی ساتھ اس کا داخلہ شہر میں ہوا ہے؟

سقراط اس کا مفہوم مجھ کو نہیں حاصل ہوا۔

عجب نہیں ہے کہ لوگوں کے باہمی تعلقات میں ہو تو ہو۔

شاید تم ٹھیک کہتے ہو۔ ہم ضرور اس امر کی تحقیق کریں گے اور اس کام سے بھی جی نہ چرائیں گے۔ آؤ اس پر غور کریں۔ وہ لوگ جن کے لیے یہ اسباب مہیا ہیں وہ کس قسم کی زندگی بسر کریں گے۔ میں مانے لیتا ہوں کہ یہ لوگ غلہ اور شراب اور کپڑے اور جوتے پیدا کریں گے اور مکان بھی خود ہی تعمیر کرینگے اور بلاشک گرمی کے موسم میں عموماً کرتے اور جوتے اتار کے کام کریں گے اور جاڑے کے موسم میں وہ مناسب طور سے لباس اور جوتے پہنے ہوں گے اور میں سمجھتا ہوں جو اور گیہوں کی وہ اپنے کھانے کو ٹکیاں سینکتے ہوں گے اور آٹے کو گوندہ کر روٹیاں پکاتے ہوں گے۔ اور یہ عمدہ ٹکیاں اور روٹیاں پھونس کی چٹائیوں پر یا صاف پتوں پر پھیلا کے خود کسی سدا بہار درخت یا مہندی کی شاخوں پر استراحت کریں گے خوشی و خرمی (نوش) کریں گے اور رنگ رلیاں

(58)

منائیں گے، شراب خانہ سازپئیں گے اور دیوتاؤں کی شان میں بھجن گائیں گے اور ایک دوسرے کی صحبت سے مستفید ہوں گے۔ لڑکے حد مقدور سے زیادہ نہ پیدا ہونے دیں گے کیونکہ دانشمندانہ قانون کثرت اولاد کا مانع ہے تا کہ افلاس یا جنگ کے موقعوں پر محفوظ رہیں۔

یہاں تک کہہ چکا تھا کہ گلاکن نے مجھ کو ٹوک دیا اور یہ کہا۔ بظاہر تمھارے شہر کے باشندے بغیر کسی ایسی چیز کے جس سے کھانے کا لطف آئے خوشی کریں گے۔

میں نے کہا سچ ہے میں بھول گیا تھا البتہ کوئی ایسی چیز ہونا چاہیے جس سے کھانے کا مزہ آئے: نمک بلا شبہ اور زیتون (کا تیل) اور پنیر اور دیہات کا کھانا ابالی یا بھبلائی ہوئی پیاز اور کرنب کلہ۔ پھر کھانے کے بعد ہم ان کو خشک و تر میوہ بھی کھلائیں گے۔ میرے نزدیک انجیر اور مٹر اور لوبیا۔ اور وہ ہولے بھونیں گے اور جنگلی درختوں کی گری وغیرہ اور شراب بھی میوؤں کے ساتھ اعتدال سے پیتے جائیں گے۔ اور اسی طرح صحت اور سلامتی کے ساتھ زندگی کے دن بسر کریں گے غالباً ان کی زندگیاں طولانی ہونگی اور بہت بوڑھے ہو کے مریں گے۔ اور اپنی اولاد کو ایسی حیات میراث میں دے جائیں گے جس میں ان کی خوشنودی پھر جنم لے گی۔ یہ سن کے گلاکن بول اٹھا کیوں سقراط اگر تم ایک جماعت سوروں کی قائم کرتے تو پھر اسی طور سے تم ان کو بھی کھلاتے پلاتے!

میں نے کہا گلاکن تو پھر کس طریقہ سے ان کی زندگی بسر کرواتے؟ اس نے جواب دیا شائستہ طریقہ سے میں خیال کرتا ہوں وہ کوچوں پر آرام کرتے اگر ان کی زندگی سخت نہ گزرتی اور میزوں پر کھانا کھاتے اور جدید جدید طرز کے کھانے (الوان نعمت) اور میوہ خوری ہوتی۔

بہت خوب میں سمجھتا ہوں ظاہراً ہم ایک معمولی شہر کے نشوونما پر غور نہیں کر رہے ہیں بلکہ ایک عیش و عشرت پسند شہر مطلوب ہے۔

میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ برا منصوبہ نہیں ہے کیونکہ تحقیق کی اس وسعت سے شاید ہم دریافت کر لیں گے کہ عدل اور ظلم کس طرح شہروں میں جڑ پکڑتے

ہیں۔ اب مجھ پر ظاہر ہوتا ہے کہ جس شہر کا ہم نے بیان کیا ہے وہ دراصل شہر ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ صحت بخش شہر ہے۔ لیکن اگر تم چاہو کہ ایسے شہر پر غور کریں جو فتنہ وفساد میں مبتلا ہو تو کوئی امر ہم کو مانع نہ ہوگا۔ بعض لوگ زندگی کے اس (59) طریقہ سے جو ہم نے بیان کیا ہے مطمئن نہ ہوں گے۔ بلکہ اس کے ماورا کوچ اور دنگل اور میزیں اور جملہ سامان آرائش مکان اور الوان نعمت کے خوشبودار تیل پھلیل اور عطر اور عود واگر وغیرہ اور ارباب نشاط اور حلوائیوں کی دکانیں اور یہ سب چیزیں بکثرت اور انواع واقسام کی ہوں۔ اور اس کے علاوہ اس کے ان اشیاء کے باب میں جن کا ذکر اولاً ہو چکا ہے مکانات اور لباس اور پاپوش محض اصل شئے اور سادگی پر اکتفا نہ کرنا چاہیئے بلکہ نقش ونگار اور زردوزی سے کام لیا جائے اور سونا اور ہاتھی دانت مہیا کرنا چاہیے اور اس کے مثل اور قیمتی اشیاء۔ کیا ہم کو ایسا نہ کرنا چاہیئے؟

ہاں (کرنا چاہیئے)

تو پھر ہم کو اپنے شہر کو وسعت دینا ہوگی کیونکہ وہ ہمارا پہلا صحت بخش شہر اب ہمارے لیے کافی نہ ہوگا اب اس کی وسعت زیادہ ہونا چاہیئے اور اس میں متعدد پیشوں اور حرفوں کی گنجائش ہونا چاہیئے جو ایسے شہروں میں نہیں ہوتے جو محض فطری ضرورتوں کے لیے تعمیر کیے گئے ہیں مثلاً پورا جرگہ شکار پیشہ لوگوں کا اور وہ لوگ جو تقلیدی فنون (شاعری اور مصوری) جانتے ہیں جن میں شامل ہیں وہ لوگ جو صورتیں بناتے ہیں اور رنگ آمیزی کرتے ہیں اور اکثر ان میں سے موسیقی کی مشق کرتے ہیں شعرا بھی مع ان کے جن کو شاعر کام میں لاتا ہے جیسے قوال اور دفالی تماشہ گر رقاص بھانڈ بھگتیے یا جو لوگ ٹھیکہ داری کرتے ہیں۔ بالآخر طرح طرح کے صنّاع جو مختلف اقسام کے اشیاء بناتے ہیں اور منجملہ وہ جو زنانہ لباس تیار کرتے ہیں۔ اور اکثر خدمتگاروں اور خواصوں کی ضرورت ہوگی کیا نہ ہوگی؟ مثلاً اتالیق، دوا، چھوچھو، کھلائیں انائیں، مشاطیں، حجام، باورچی، اور ان کے علاوہ حلوائی (رکابدار)؟ گڈریے بھی اس اضافہ میں داخل ہیں جن کی ضرورت ہوگی ایک اور قسم کے لوگ جو پہلے شہر میں نہ تھے کیونکہ

ان کی ضرورت نہ تھی لیکن اس (ترقی یافتہ) شہر میں سب کے ساتھ ان کی بھی ضرورت ہوگی - ایک کثیر تعداد سب قسم کے مویشیوں کی درکار ہوگی - ان لوگوں کے لیے جو جن کی غذا میں داخل ہوں - کیا نہ ہوگی ؟

بیشک ہم کو ضرورت ہوگی -

پھر کیا ہمیں طبیبوں کی حاجت محسوس نہ ہوگی خصوصاً اس بڑے شہر میں اگرچہ پیشتر ایسی ضرورت نہ تھی ؟

ہاں بلاشک -

بیرونجات دیہات چراگاہ وغیرہ شہر مذکور کے جو پہلے باشندوں کے لیے کافی تھے اب اس میں اتنی گنجائش کہاں کہ وہ اس شہر عظیم کے سکان کے واسطے کفایت کریں - کیا ہم ایسا کہیں ؟

یقیناً -

اب ہم کو اپنے ہمسایہ ریاست کے مقبوضات سے ایک قطعہ جدا کر کے لینا ہوگا - اگر ہم کو کافی اراضی واسطے چراگاہ اور کاشتکاری کے لیے درکار ہوگی ہمارے ہمسایہ بھی ہمارے ساتھ ایسا ہی سلوک کریں گے اگر ان کو مثل ہمارے اپنی حد محدود سے تجاوز مدنظر ہوگا - اگر ان کی زمین ان کی ضرورت کے لیے ناکافی ہوگی اور دولت لاانتہا حاصل کرنے کی ہوس ہوگی ؟

سقراط یہ تو ناگزیر ہوگا -

(60) گلاکن تو کیا ہمارا دوسرا قدم جنگ کے لیے بڑھے گا - اور اس کے سوا کیا ہوگا ؟

ہاں - جیسا تم کہتے ہو -

اس مرحلہ پر تحقیقات کی ان دونوں باتوں کے کہنے سے بچنا ہوگا کہ جنگ فائدہ رساں ہوتی ہے یا ضرر رساں ہم اپنے بیان کو بس اسی قدر وسعت دیجیے کہ ہم نے جنگ کے اسباب کو دریافت کر لیا ہے - اور نہایت مثمر سرچشمے ان فسادات کے ہیں جو کسی ریاست میں واقع ہو سکتے ہیں خواہ مجموعی حیثیت سے وہ مفسدے ہوں خواہ شخصی اعتبار سے ہوں -

ٹھیک ایسا ہی ہے
اس کے ساتھ ہی اے دوست ہماری ریاست کی ترقی اس طرح بھی ہونا چاہئے کہ اس کے زیر حکم ایک بڑی بھاری فوج ہو جو تمام حملہ آوروں کے مقابلہ کو روانہ کی جائے تاکہ ریاست کی کل جائداد محفوظ رہے اور اس کے باشندوں کی کامل حفاظت ہو جن کا ابھی ذکر تھا۔

کیوں؟ اس نے دریافت کیا۔ کیا یہ لوگ خود اپنی حفاظت نہیں کر سکتے؟

وہ خود اپنی حفاظت کے لیے کافی نہیں ہیں۔ اگر تم اور سب ہمارے ساتھی اپنے مسلمہ میں صحت پر تھے جو مسلمہ ہم نے اس وقت مقرر کیا تھا جب ہم اپنی ریاست کی تجویز میں مصروف تھے۔
تم کو یاد ہوگا ہم نے یہ تسلیم کیا تھا کہ شخص واحد سے متعدد پیشوں کے کام کا انجام پانا غیر ممکن ہے ع "ہر کسے را بہر کارے ساختند"

سچ ہے۔
تو کیا فوجی کاروبار بذات خود ایک پیشہ نہیں ہے؟
بلاشک۔
اور کیا ہم کو جنگ کے کاروبار سے اتنا بھی تعلق خاطر نہ ہونا چاہئے جتنا پاپوش سازی کے کام سے ہے؟
ویسا ہی تعلق خاطر۔
مگر ہم نے موچی کو آگاہ کر دیا کہ اپنے کام سے کام رکھ خبردار کاشتکاری یا نوربافی یا معماری کی کوشش نہ کرنا تاکہ پاپوش کا کام درست رہے اور اسی طرح ہر پیشہ ور سے ایک پیشہ کا تعلق کیا تھا وہ پیشہ جس سے وہ فطری مناسبت رکھتا ہے اور جس کی جانب اگر وہ اور کاموں سے علیحدہ رہ کے اپنا پورا وقت صرف کرے گا اور اپنے موقعوں سے غفلت نہ کرے گا تو وہ غالباً ضرور کامیاب ہوگا۔
پس یہ تو اشد ضروری ہے کہ جنگ کا کام کماحقہ انجام پائے؟ کیا فوجی کام ایسا سہل ہے کہ ہر شخص اس میں کامیاب ہو سکے اور اس کے ساتھ ہی کاشتکار

یا موچی یا کسی اور کام میں محنت کرتا ہو خواہ وہ کوئی پیشہ ہی کیوں نہ ہو کوئی دنیا بھر میں ایسا نہیں ہے کہ وہ چوپڑ باز بھی ہو اور کعبتین بھی خوب کھیلتا ہو اگر اس نے صرف مشغلہ کے طور پر اس کام کو اختیار کیا ہو بجائے اس کے بچپن سے اسی کام میں مزاولت کی ہو اور ایک خاص فن کی حیثیت سے سیکھا ہو؟ کیا یہ کافی ہو گا کہ کوئی شخص جو سپر کو اٹھا سکے یا کسی اور آلۂ جنگ یا سلاح کو کہ جنگ کے میدان میں اسی دن جائے اور لڑے ان سواروں سے جو سر تا پا غرق آہن ہوں یا کسی اور فوجی مرحلہ میں ان سے بازی لے جائے یا اور کسی کام کا آلہ لے کے کسی اور کام میں عہدہ بر آیا پہلوان نہیں ہو سکتا اور نہ ایسا آلہ اس کے لیے مفید ہو گا جس کی اس نے مشق اور مہارت نہیں کی ہے اور نہ اس کی خوبیوں سے واقف ہے نہ سیکھا ہے نہ کافی مزاولت کی ہے اور نہ اس کا استعمال جانتا ہے۔ (61)

اگر ایسا ہے تو یہ سلاح جنگ بہت قیمتی ہیں۔

اس کام کی اہمیت کی نسبت سے جو ان کے محافظوں کو کرنا ہے اتنی ہی آزادی اس کو اور اشغال سے ہونا چاہیئے اور غیر معمولی ہنر اور توجہ اپنے خاص کام میں ہونا چاہیئے۔

میرا بھی ٹھیک یہی خیال ہے۔

اور کیا فطری عطیہ اس خاص کام میں اس کی مناسبت سے اس کے لیے مطلوب ہے؟

بلا شک۔

پس بظاہر یہ ہمارا کام ہے کہ حتی الامکان ہم حفاظت ریاست کے واسطے جن کو انتخاب کریں ان کو خاص درجہ فطری موہبت کا حاصل ہو جس سے وہ اس کام کو کماحقہ انجام دے سکے۔

یقیناً یہ ہمارا کام ہے۔

تو میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم نے بھی کوئی سرسری کام اپنے ذمہ نہیں لیا ہے اور جہاں تک ہم میں قوت ہو تساہل کو راہ نہ دینا چاہیئے۔

نہیں ایسا نہ ہونا چاہیئے۔

میں نے پوچھا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ ایک اچھے پالو کتّے کی داشت کے لیے اور ایک بہادر نوجوان کی داشت کے لیے جو اوصاف درکار ہیں کیا ان میں کوئی فرق ہے؟

میں اچھی طرح سمجھا نہیں۔

کیوں۔ مثلاً میں خیال کرتا ہوں کہ وہ دونوں بھی دشمن کو جلد پہچان لیں اور پہچاننے کے بعد چالاکی سے اس کو پکڑلیں اور قوی بھی کہ جب اس سے مقابلہ ہو جائے تو لڑ سکیں۔

یقیناً یہ صفتیں مطلوب ہیں۔

اور اچھی طرح لڑنے کے لیے ضرور ہے کہ بہادر ہوں۔

بلاشک۔

(62) مگر گھوڑا ہو یا کتّا یا کوئی اور جانور اگر جیالا نہ ہو تو غالباً بہادر ہو یا تم اس مشاہدہ میں ناکام رہے ہو کہ جیالا پن ناقابل مزاحمت اور ناقابل فتح جیالے پن کی صفت ہے چنانچہ اس کی تاثیر سے ہر مخلوق نڈر اور ناقابل ظفر ہو جاتا ہے جب کسی خطرہ کا مقابلہ ہوتا ہے؟

میں نے اس کو مشاہدہ کیا ہے۔

پس ہم جانتے ہیں کہ کونسی جسمانی صفتیں ہمارے محافظ میں ہونی چاہئیں۔

ہم جانتے ہیں۔

اور کیا صفتیں ذہن کی ہوں جس سے کوئی شخص جیالا ہو سکتا ہے۔

ہاں۔

پس اے گلاکن اگر ان کا طبعی میلان اس طرح کا ہو تو لازم ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ ایسے وحشیانہ سلوک سے روکے جائیں اور دوسرے ہم شہریوں کے ساتھ بھی؟

درحقیقت اس سے بچنا مشکل ہے۔

بااین ہمہ ضرور ہے کہ وہ دوستوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں اور

صرف دشمنوں کے لیے خطرناک ہوں، نہیں تو وہ اس کا انتظار نہ کریں گے کہ دوسرے اہل شہر کو ہلاک کریں۔ سب سے پہلے وہ خود ہی ان کے (اہل شہر) ساتھ ایسا کر گزرینگے۔

سچ ہے۔

تو ہم کیا کریں؟ کہاں ہم اس خصلت کو پائیں کہ وہ نرم دل بھی ہوں اور اعلیٰ درجہ کے جیالے[1] بھی ہوں؟ کیونکہ میں خیال کرتا ہوں نرم دلی مقابل ہے جیالے پن کے؟

بظاہر ایسا ہی ہے۔

اور اس کے وہ شخص جس میں نرمی یا جیالا پن نہیں ہے ممکن نہیں ہے کہ وہ عمدہ محافظ ہو سکے اور چونکہ ان خصلتوں میں منافات ہے تو پھر نتیجہ یہ ہے کہ اچھے محافظ کا ملنا ناممکن ہے۔

ہاں ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔

اس مقام میں میں پریشان ہو گیا مگر اپنی گفتگو پر غور کر کے میں نے کہا اے دوست ہم اسی کے سزاوار ہیں کہ پریشان ہوں کیونکہ جو تشبیہ ہم نے پیش نظر رکھی تھی اس کو چھوڑ دیا۔

---

[1] ناظرین سیاق عبارت سے لفظ یونانی تھیوڈیمیس کے لفظ کو سمجھ لیں گے۔ انگریزی میں لفظ (Spirited) مترجم انگریزی نے لکھا ہے کہ کیونکہ اس کے نزدیک یہ لفظ سب سے بہتر معلوم ہوا۔ مگر وہ خود کہتا ہے کہ (Spirit) سے غصہ زیادہ مناسب ہے میں نے جیالا ترجمہ کیا ہے جو کہ مترجم کے مفہوم کو ادا کرتا ہے۔ لیکن سیاق سے غصیل یا غصہ ور یا غضبناک زیادہ مناسب ہے۔ لفظ یونانی کا ترجمہ کسی انگریزی لفظ سے ادا نہیں ہوتا اگر مجاز کی طرف توجہ کریں تو آتش مزاج یا شعلہ خو زیادہ افلاطون کے مفہوم کو ادا کرتا ہے کیونکہ آگے کہا گیا ہے کہ شعلہ خوئی اور نرم دلی جمع نہیں ہو سکتی یعنی جو شخص خشم آلودہ یا شعلہ مزاج ہوگا وہ نرم دل نہیں ہو سکتا بہر طور اس حاشیہ کے بیان سے اصل مفہوم ظاہر ہو گیا وہو المطلوب۔

(63) یہ کیونکر؟
یہ میرے دل میں نہیں آیا کہ بالآخر ایسی طبیعتیں ہیں اگر میں سمجھتا کہ نہیں ہیں جن میں یہ متقابل صفتیں جمع ہوں۔
میں منت کرتا ہوں کہ ایسا مجموعہ کہاں پایا جاتا ہے؟
تم ایسی خصلتوں کو چند جانوروں میں دیکھ سکتے ہو۔ لیکن خصوصیت کے ساتھ ایسے جانور میں جس کو خود ہم نے اپنے محافظ سے مشابہ کیا تھا۔ میں خیال کرتا ہوں تم جانتے ہو کہ یہ طبیعی خصلت اچھے پالو کتّوں کی ہے کہ اپنے دوستوں اور شناساؤں سے پورے طور سے نرم دل ہوتے ہیں لیکن اجنبی لوگوں سے بالکل اس کے خلاف۔
ہاں یقیناً میں جانتا ہوں۔
لہٰذا یہ شئے ممکن ہے۔ طبیعت کا نقص ہرگز نہ ہوگا ہم اپنی کوشش سے اپنے محافظ میں یہ خصلت تجویز کریں۔
ایسا ہی معلوم ہوگا۔
پس تمھاری رائے ہے کہ ایسے شخص میں جس کو ہم اپنا محافظ بنائیں یہ بھی مطلوب ہے کہ اس کی خصلت فلسفیانہ ہو اور اعلیٰ درجہ کا جیالا (شعلہ خو) ہو؟
یہ کیونکر؟ میں تمھارا مطلب نہیں سمجھا۔
تم یہ دوسری خصلت کتّوں میں پاؤ گے اور یہ اس مخلوق میں حیرتناک ہے۔
وہ کیا ہے؟
جب وہ کسی اجنبی کو دیکھتے ہیں ان کو غصّہ آجاتا ہے بغیر اس کے کہ وہ جھڑکے گئے اور ستائے گئے ہوں۔ اور جب وہ کسی شناسا کو دیکھتے ہیں تو گویا اس کا خیر مقدم کرتے ہیں اگرچہ انھوں نے اس کے حال پر مہربانی نہ کی ہو اس سے کبھی تم کو حیرت نہیں ہوئی؟
میں نے اب تک اس امر پر کوئی توجّہ نہیں کی تھی۔
بلاشک وہ اسی طرح پیش آتے ہیں۔

مگر یہ جبلت کتّے میں ایک طرفہ شے ہے اور یہ اصلی فلسفیانہ علامت ہے۔

یہ کیونکر عنایت فرمائیے؟

کیوں۔ اس لیے کہ صرف ایک ہی علامت جس سے وہ دوست کی شکل اور اجنبی کی شکل میں امتیاز کر لیتا ہے کہ وہ پہلے کو جانتا ہے اور دوسرے کو نہیں جانتا۔ تو پھر میں آپ سے پوچھتا ہوں وہ مخلوق سوا اس کے اور کون ہو سکتا ہے جو علم کو دوست رکھتا ہے اور جہل کو معیار موانست اور اجنبیت کا قرار دیتا ہے؟

اس میں کوئی کلام نہیں کہ وہ محب علم ہے۔

اچھا تو کیا علم کی محبت بعینہ فلسفیانہ میلان نہیں ہے؟ (64)

ہے۔

تو کیا ہم اعتماد کے ساتھ انسان کے باب میں بھی نہیں کہہ سکتے کہ اگر اس کو اپنے عزیزوں اور آشناؤں کی جانب نرم دلی کا میلان ہو اور اکتساب علم اور فلسفہ سے مناسبت رکھتا ہو۔

ایسا ہی ہو۔

پس اگر ہمارے اندازے میں کوئی انسان جو فطری عطیات سے مالا مال ہو اور اس کے آثار سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ آئندہ ایک کامل محافظ ریاست ہو جائے گا وہ فلسفیانہ طبیعت رکھتا ہو بلند فطرت ہو تیز رفتار اور قوی ہو۔

بلاشک ایسا ہی ہو گا۔

پس یہ اصلی سیرت ہمارے محافظوں کی ہو گی۔ مگر ہم اس کی تربیت اور تعلیم کس طریقہ سے کریں گے؟ اور کیا اس مطلب کی تحقیق ہم کو اس دریافت میں مدد دے گی جو اس بحث سے ہمارا مقصود ہے یعنی وہ طریقہ جس سے عدل اور ظلم ہماری ریاست میں نشو و نما پائیں گے؟ کیونکہ ہماری دلی خواہش ہے کہ کوئی مفید شئے فروگزاشت نہ ہو اور نہ ہم اپنی تحقیقات میں کسی فضول شئے

میں مصروف ہوں۔
اس موقع پر گلاکن کے بھائی نے اپنے مشاہدے کو اس طرح بیان کیا
اچھا بجائے خود مجکو پوری توقع ہے کہ یہ تحقیق ہمارے مقصود کو ترقی دے گی۔
اگر ایسا ہے تو میں نے کہا ہم کو چاہئے کہ اپنی تحقیق سے یقیناً
دست بردار نہ ہوں۔ اگرچہ کسی قدر طول بھی ہو جائے۔
بیشک ہم کو نہ چاہئے۔
پس آؤ مثل سست قصہ خوانوں کے بطور قصہ کے اپنے لوگوں کی
تعلیم کو بیان کریں۔
ہاں ایسا ہی کریں گے۔
تو پھر تعلیم کیسی ہو گی؟ شاید اس سے بہتر نہ ہو جو کہ گذشتہ تجربہ نے
دریافت کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جمناسٹک (ورزش) بدن کے لیے اور
موسیقی ذہن کے لیے۔
یہی ہے۔
تو پھر کیا مناسب نہیں ہے کہ ہم اپنی تعلیم موسیقی سے شروع کریں
نہ کہ جمناسٹک سے؟
بلاشک ہم ایسا ہی کریں گے۔
موسیقی کی حد میں تم قصہ کو بھی شامل کرتے ہو یا نہیں؟
میں داخل کرتا ہوں۔
اور قصوں کی دو قسمیں ہیں سچ اور جھوٹ۔
ہاں۔
اور ہم کو چاہئے کہ اپنے شاگردوں کو دونوں سکھائیں مگر جھوٹے قصے
پہلے؟
میں نہیں سمجھتا تمھاری کیا مراد ہے۔
تم نہیں سمجھتے کہ ہم بچوں کی تعلیم اس طرح شروع کرتے ہیں کہ ان کو

(65) چھوٹی چھوٹی کہانیاں سناتے ہیں؟ اور یہ کہانیاں میں سمجھتا ہوں کہ عموماً چھوٹی ہوتی ہیں! اگرچہ ان میں کچھ سچائی بھی ہوتی ہے اور ہم یہ کہانیاں بچوں کے بہلانے کے لیے کام میں لاتے ہیں اور اس کی ابتدا جمناسٹک (ورزش) سے بہت پہلے ہوتی ہے۔

صحیح ہے۔

یہ میری مراد تھی جب میں نے کہا تھا کہ موسیقی کو پہلے شروع کرنا چاہئے۔ قبل جمناسٹک کے۔

تم ٹھیک کہتے ہو۔

پس تم آگاہ ہو کہ ہر کام میں ابتدا سب سے اہم چیز ہے۔ خصوصاً جب کمسنوں اور نازک مزاجوں سے کام پڑے اسی سن میں جو نقش کوئی بٹھانا چاہے فوراً بیٹھ جاتا ہے اور قبول کر لیا جاتا ہے۔

بعینہٖ یہی ہے۔

تو کیا ایسی جھوٹی کہانیاں بے تکلف بچوں کو سننے دیں بغیر اس امتیاز کے کہ کس مصنف کی کہی ہوئی ہیں تا کہ ان کے دلوں میں ایسی رائیں جاگزیں ہو جائیں کہ جب وہ سن رشد کو پہنچیں تو ان رائوں کے بالکل برعکس ہم ان کے خاطر نشان کرنا چاہیں؟

نہیں ہم کسی طرح اس کی اجازت نہ دیں گے۔

پس ہمارا پہلا فرض یہ ہوگا کہ کہانیوں مصنفوں کی جانچ اور نگرانی کر دیں جو اچھے ہوں انکو انتخاب کر لیں اور جو برے ہوں ان کو رد کریں اور انتخاب کئے ہوئے قصے کھلائیوں اور مائوں کو مشورہ دیں کہ بچوں کے آگے دہرائیں تا کہ ان قصوں سے ان کے ذہن ایک سانچے میں ڈھل جائیں اس سے بڑھ کے جیسے کوئی بدن کو ہاتھوں سے سڈول بناتا ہے اور جو اس وقت رائج ہیں ان میں سے اکثر کو رد کر دیں گے؟

اس نے پوچھا کونسی؟

میں نے جواب دیا بڑے انسانوں میں سے چھوٹوں کو چھانٹیں گے

کیونکہ عمومی خصلت اور رجحان بڑوں کو اور چھوٹوں کا بلاشبہ یکساں ہوگا۔
کیا تم ایسا خیال نہیں کرتے؟
میں ایسا ہی خیال کرتا ہوں۔ مگر مجھ کو اسی کے برابر اس میں شک ہے کہ تم بڑوں سے کون سے مراد لیتے ہو؟
میں ان افسانوں کو مراد لیتا ہوں جو ہزیموڈ اور ہومر اور دوسرے شعرا نے لکھے ہیں میرے خیال میں انھوں نے جھوٹے قصے بنائے ہیں جو لوگوں کو سنائے اور اب بھی سنائے جاتے ہیں کس قسم کے قصے تم مراد لیتے ہو اور ان میں کیا قصور تم پاتے ہو؟ (66)
میں نے جواب دیا ایسا قصور جو فوری اور سخت ملامت کا سزاوار ہے خصوصاً جبکہ جھوٹ میں کوئی خوبی بھی نہ ہو۔
یہ قصور کیا ہے؟
قصور یہ ہے کہ شاعر دیوتاؤں اور غازیوں کی سیرت کا غلط بیان کرتا ہے۔ جیسے وہ مصور جس کی تصویر جس چیز کی تصویر وہ بنائے اس سے مشابہت نہ رکھتی ہو۔
واقعی ایسی تصویر پہ ملامت کرنا واجبی ہے لیکن براہ عنایت اس کو واضح بیان کیجئے اور کچھ مثالیں دیجئے۔
اولاً شاعر نے ایک دلیرانہ دروغ بافی کی اعلیٰ تر مضامین پر اور ایک ناگوار قصہ گڑھا جیسے ہزیموڈ نے یورانس کے زمانہ کا نقشہ کھینچا اور جس طرح کرونس نے اس سے انتقام لیا۔ اور اسی طرح کرونس کے افعال کا بیان اور یہ کہ اس کے بیٹے نے اس سے کیا سلوک کیا یہ واقعات مستند ہیں شاعر کے بیانات صحیح نہیں ہیں ان قصوں کا بلا احتیاط نوجوانوں سے کہنا اور خالی الذہن اشخاص کو سنانا بالکل نازیبا ہے بلکہ بخلاف اس کے کلیتہً محصور کر دینا بہتر ہے۔ اور اگر کسی طرح ان کا سنانا ضروری سمجھا جائے تو بطور اسرار کے کہنا لازم ہے بہت کم اشخاص سے اور قربانی کرنے کے بعد ان کا ذکر چاہیے ایک سور کو ذبح کرنا کافی نہ ہوگا بلکہ کوئی کمیاب اور بیش بہا قربانی چڑھانا چاہیے تاکہ تعداد سننے والوں

کی قلیل رہے۔

بلاشک یہ ضرر رساں کہانیاں ہیں۔

ہاں ہیں۔ اور اس لیے ایدیمانٹس ان قصوں کو ہمارے شہر میں نہ بیان کرنا چاہئے نہیں ہم کو ایک کم عمر سامع سے نہ کہنا چاہئے کہ اگر کوئی بدترین گناہوں کا اس نے ارتکاب کیا تو کوئی عجیب کام نہیں کیا یا بالکل بے تکلفی کے ساتھ باپ کو گناہوں کی پاداش میں تعذیر دی وہ ایسا ہی کام کرتا ہے کہ سب سے مقدم اور سب سے بزرگ دیوتا پہلے اس کا مرتکب ہو چکا ہے۔

اس نے کہا میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ ایسے قصوں کی عدم مناسبت کے باب میں میں تم سے بالکل اتفاق کرتا ہوں۔

کسی حالت میں جو چیز بلاشک جھوٹ ہو اس کا بیان کرنا مناسب نہیں ہے یہ کہ دیوتا دوسرے دیوتاؤں سے ہنگامۂ جنگ برپا کرتے ہیں اور سازشیں کرتے اور آپس میں لڑتے ہیں یعنی اگر ہمارے آئندہ محافظین ہماری ریاست سے خفیف سی جنگ کو بھی نہایت شرمناک خیال کریں تو ہم کو لازم ہے کہ جعلی قصوں اور زینت کلام کے لیے ایسے مضامین جن میں دیوؤں کی ہنگامہ آرائی اور متعدد فسادات جملہ اقسام کے جن میں دیوتاؤں اور غازیوں کی جنگ و پیکار باہمی کا تذکرہ ہو کمتر انتخاب کریں۔ لیکن جب ان کی فہمائش کا امکان ہو کہ اپنے بنی نوع سے لڑنا جھگڑنا گناہ ہے اور ارکان ریاست کبھی اس کے مرتکب نہیں ہوئے ایسی گفتگو بچوں کو ابتدا سے سکھائی جائے بوڑھے مرد اور عورتیں اور دوسرے بزرگ اسی کی تعلیم دیں اور شعرا مجبور کیے جائیں کہ وہ اس طرز کو تحریر میں لائیں۔ (67)

——— لیکن ایسی کہانیاں کہ ہیراؔ کو اس کے لڑکے نے زنجیروں میں جکڑ دیا اور ہیفسطس جو اپنی ماں کی طرفداری کرنے کی کوشش کے جرم میں جب اس کا باپ اس کی ماں کو مارتا تھا آسمان سے پھینکدیا گیا اور تمام لڑائیاں دیوتاؤں کی جو ہومرؔ کے منظومات میں پائی جاتی ہیں ریاست میں نہ لائی جائیں خواہ وہ کہانیاں تمثیلی ہوں خواہ نہ ہوں۔ کیونکہ بچے تمثیل اور غیر تمثیل میں امتیاز نہیں کرسکتے اور جو کچھ اس عمر میں معتقدات قرار پا جاتے ہیں وہ قایم اور غیر منفک

ہو جاتے ہیں اور اسی لیے ہم اس کی بہت اہمیت سمجھتے ہیں کہ جو کہانیاں بچوں کو پہلے پہل سنائی جائیں وہ ایسی ہوں جو نہایت کامل طریقے سے نیکی کو ترقی دیں۔

یقیناً یہ توجیہ معقول ہے۔ لیکن اگر ہم سے کہو وہ جبلی روداد میں کیا ہیں اور وہ قصے کیا جن کے ذریعہ سے وہ جھوٹی باتیں بیان ہوتی ہیں تو ان کو ہم کیا جواب دیں؟

میں نے جواب دیا میرے پیارے ایڈیمانٹس نہ تم شاعر ہو نہ میں اس موقع پر بلکہ ریاست کے بانی ہیں اور بانیوں کو یقیناً جاننا چاہیے کہ وہ سانچے کیسے ہوں جس میں شعرا ان قصوں کو ڈھالیں اور ان سانچوں سے انحراف نہ کرنے پائیں۔ لیکن وہ اس کے پابند نہیں ہیں کہ افسانے خود تصنیف کریں۔

تم سچ کہتے ہو۔ مگر تمھارے ہی الفاظ میں الٰہیات کی صورت میں وہ سانچے کیسے ہوں گے؟

میں خیال کرتا ہوں وہ اس طرح بیان کئے جائیں۔ میرے نزدیک خدائے تعالیٰ کی توصیف اس کی حقیقت کے موافق بیان کرنا ہر حالت میں واجب ہے خواہ شاعر اس کو رزمیہ نظم میں بیان کرے خواہ تغزل کے طریقے سے خواہ ڈراما کی وضع سے نظم کرے۔

ہاں حق ہے۔

پس یقیناً خدائے تعالیٰ درحقیقت خیر ہے۔ اور اسی طرح اس کو بیان کرنا چاہیے؟

بلاشک۔

اچھا جو شئے خیر ہے اس میں کوئی چیز ضرر رساں ہے؟

میں بھی خیال کرتا ہوں ضرر رساں نہیں ہے۔

اور جو شئے ضرر رساں نہیں ہے وہ ضرر پہنچاتی ہے؟

کسی طرح نہیں۔

اور جو ضرر نہیں پہنچاتا وہ کوئی بدی کرتا ہے؟ میں مثل سابق جواب دیتا ہوں۔ نہیں اور جو کوئی بدی نہیں کرتا وہ کسی بدی کا سبب بھی نہیں

ہو سکتا ؟

کیونکر ہو سکتا ہے

اچھا : وہ جو (خیر) نیک ہے وہ مفید ہے ؟

ہاں ۔

پس وہ بہبود کا سبب ہے ؟

ہاں ۔

پس وہ جو نیک ہے سب چیزوں کا سبب نہیں ہے بلکہ صرف اس چیز کا جو ایسی ہے جیسی ہونا چاہیے وہ بدی کے پیدا کرنے سے نری بے گناہ ہے ۔

ٹھیک ایسا ہی ہے ۔

اگر ایسا ہے تو خدائے تعالےٰ از بسکہ خیر (نیک) ہے سب چیزوں کا سبب نہیں ہو سکتا ۔ حسب مسئلہ متداولۂ عام ۔ بلکہ بخلاف اس کے وہ انسانی امور سے ایک قلیل جز کا خالق ہے اور بہت بڑے حصہ کا خالق نہیں ہے ۔ کیونکہ ہماری بُری چیزیں اچھی چیزوں سے تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور اچھی چیزیں کسی اور سے منسوب نہیں ہو سکتیں (بجز) خدائے تعالیٰ کے درحالیکہ ہم کو بری چیزوں کے اسباب کہیں اور تلاش کرنے چاہئیں نہ خدائے تعالیٰ ہیں ۔

یہ مجھ کو حقیقی صدق معلوم ہوتا ہے ۔

پس ہم کو اپنی ناپسندیدگی ظاہر کر دینا چاہیئے اگر ہومر یا کوئی اور شاعر ایسی احمقانہ خطا کا مجرم ہو دیوتاؤں کے متعلق کہ وہ یہ کہے :

دو گھڑے زیوس[1] نے اپنے آستانہ پر نصب کئے ہیں ۔ (یعنی گڑوا دئے ہیں)

[1] زیوس یونانی میں مشتری کو کہتے ہیں جس سے وہ خدائے تعالیٰ مراد لیتے ہیں ۔ نعوذ باللہ ۔

تمام خوش بختیاں ایک میں اور تمام بدبختیاں دوسرے میں بھری ہیں۔
اور وہ جس کے لئے زیوس خلط کرکے دونوں سے دیتا ہے۔
"ایک دن بدی پر اتر آتا ہے اور ایک دن برکتیں بخشتا ہے"۔
لیکن وہ آدمی جس کے لیے مرکب نہیں ہے بلکہ صرف ایک ہی قسم وصول کرتا ہے۔
"اس کو خدا کی وسیع سرزمین میں خونخوار بھوک گھیرے ہوئے ہے"۔
اور نہ ہم کو تسلیم کرنا چاہئے۔
"زیوس نے آدمیوں کے لیئے بہتری اور بدتری دونوں کو خلق کیا ہے۔
وہی تقسیم کرنے والا ہے"

69

اور اگر کوئی کہے کہ قسموں کا توڑنا اور عہدناموں کا فسخ کرنا جس کو پنڈارس نے اتھینی اور زیوس کی متابعت میں ایجاد کیا تھا تو ہم اس کی منظوری سے انکار کریں گے : اور نہ ہم یہ کہنے دیں کہ نزاع باہمی اور زور آزمائی دیوتاؤں میں تھیمس اور زیوس کے اغوا سے ہوئی تھی۔ اور نہ ہم اپنے بچوں کو یہ سننے دیں جس کو ایسکائیلس نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے۔

"جب خدائے تعالیٰ کسی گھر پر ہلاکت
نازل کرتا ہے تو اس گھر کے ارکان
میں جرم اور معصیت کو بو دیتا
ہے"۔

مگر جب کوئی شاعر نیوبی کے مصائب کو لکھتا ہے جیسے ایسکائیلس اپنے ایک تماشہ میں لکھتے ہیں۔ جس سے میں نے یہ شعر نقل کیئے ہیں یا پیلوپس کے گھر کی بربادیاں یا ٹرائے میں جو تباہیاں ہوئیں یا ایسے ہی واقعات یا تو ہم شاعر کو یہ کہنے دینگے کہ یہ کسی دیوتا کا کام تھا یا اگر اس طرح کہنا ہے تو شاعر کو لازم ہے کہ کوئی نظریہ پیدا کرے ان کی توجیہ کے لیے ایسا نظریہ جس کی ہم تلاش میں ہیں اور یہ کہنا ہوگا کہ جو کچھ دیوتا نے کیا وہ عین راستبازی اور نیکی تھی اور جن لوگوں نے مصیبت اٹھائی انھیں کے نفع کے لئے چشم نمائی ہوئی۔

مگر ہم شاعروں کو یہ نہ کہنے دیں گے کہ تقدیر کا فاعل دیوتا تھا جس نے صاحب مصیبت کو تباہ کیا۔ نہیں اگر وہ یہ کہے چونکہ شریر بدبخت ہیں ان انسانوں کو چشم نمائی کی ضرورت تھی اور اس تعذیر دینے سے ان کو نفع پہنچا تو ہم کوئی اعتراض نہ کرینگے۔ لیکن اس بات کے کہنے پر کہ خدائے تعالیٰ جو کہ خیر ہے کسی کے لئے فاعل اس شر کا ہے تو ہم اس کہنے والے سے جنگ کریں گے اور ہرگز راضی نہ ہوں گے ہم اصول کے لئے لڑیں گے کہ جھوٹے قصے جس میں ایسا مسئلہ شامل ہو جس کا مذکور ہوا خواہ وہ نظم ہو خواہ نثر شہر میں نہ پڑھا جائے گا نہ سنا جائے گا نہ کوئی جوان اس کو پڑھ سکتا ہے نہ بوڑھا بشرطیکہ شہر کما حقہ منظم ہو کیونکہ ایسی گفتگو بے ادبی سے خالی نہیں اور ایسی عبارت ہمارے لئے مضر بھی ہے اور تناقض بھی رکھتی ہے۔

اس قانون کے متعلق میری رائے تمہارے ساتھ ہے اور مجھ کو اس قانون سے مسرت ہوتی ہے۔

پس الہیات کے قوانین یا سانچوں میں سے ایک یہ ہوگا جس کے موافق ہم تقریر کرنے والوں سے تقریر کرنے کی درخواست کریں گے کہ تقریر کریں اور مصنفوں سے فرمائش کریں کہ تحریر کریں ایک اس مضمون پہ ہوگا کہ خدائے تعالیٰ جملہ اشیاء کا فاعل نہیں ہے بلکہ صرف ان چیزوں کا فاعل ہے جو خیر ہیں۔

تم اس مسئلہ کو قابل اطمینان طریقہ سے ثابت کرنا۔

اچھا اب ایک دوسرا مسئلہ تمہارے غور کے لئے پیش کرتا ہوں۔ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ (نعوذ باللہ) خدائے تعالیٰ ساحر ہے اور خاص خاص مقاصد سے مختلف اشکال سے ظاہر ہوتا ہے مختلف اوقات میں بعض اوقات فی الواقع ایسی صورتیں اختیار کرتا ہے اور خود اپنی ذات کو مختلف اشکال میں تبدیل کرتا ہے اور بعض اوقات ہم کو دھوکا دیتا ہے اور ہم کو یقین دلاتا ہے کہ ایسا انقلاب واقع ہوا یا تم یہ خیال کرتے ہو کہ وہ بسیط جوہر ہے اور یہ بالکل ان ہونی بات ہے کہ وہ اپنے خاص صورت سے نکل کے باہر چلا جائے؟

میں اس سب کا جواب فوراً نہیں دے سکتا۔

لو اس کا جواب مجھ کو دو: اگر کوئی چیز اس خاص صورت سے نکل جاتی ہے

70

تو یہ تبدیلی یا تو بذات خود ہوتی ہے یا کسی اور چیز سے ہوتی ہے؟
ضرور ہے کہ ایسا ہو۔
اور کیا یہ صورت نہیں ہے کہ یہ انقلابات اور تحریکات کسی اور چیز سے اس کو پہنچائی جاتی ہیں اور بہترین اشیاء میں بہت ہی کم اثر کرتی ہیں؟ مثلاً بدن میں تغیر ہوتا ہے کھانے پینے اور ورزش سے اور ہر ایک پودا سورج کی روشنی اور ہوا سے اور ایسی ہی لیکن کیا تغیر بہت ہی خفیف نہیں ہوتا جبکہ پودا یا بدن بہت صحیح اور قوی ہو؟
بلاشک۔
یہی حال ذہن کا بھی ہے کیا بہت ہی شجاع اور بڑا عقلمند نہ ہوگا جس پر بہت ہی کم پریشانی یا تغیر عارض ہو کسی بیرونی اثر سے؟
ہاں۔
میں تصور کرتا ہوں کہ اسی اصول کا اور چیزوں پر بھی اطلاق ہوسکتا ہے جو چیزیں دستکاری سے بنائی جائیں مثلاً اثاث البیت اور مکانات اور لباس وہ جو خوب بنائی گئی ہیں اور اچھی حالت میں ہیں ان میں بہت ہی کم تغیر ہوتا ہے بسبب زمانے کے یا اور اثرات سے۔
یہ سچ ہے۔
پس ہر چیز جو اچھی ہے خواہ قدرت سے خواہ فن سے یا دونوں سے اس میں بہت ہی کم تغیر کی قابلیت ہے کسی اور چیز سے۔
ایسا ہی معلوم ہوگا۔
مگر یقیناً خدائے تعالیٰ یا خدائی چیزیں ہر صورت سے نہایت عمدہ ہیں۔
لاکلام۔
پس غالباً خدائے تعالیٰ تغیر پذیر نہیں ہے بیرونی اثرات سے۔
بالکل خلاف عقل ہے بلاشک۔
کیا وہ بالذات متغیر ہوسکتا ہے یا بدل سکتا ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ

ایسا ہی ہے اگر اس کا تغیر ممکن ہو۔
کیا وہ بذات خود متغیر ہونے سے کوئی صورت بہتر اور زیادہ جمیل حاصل کرسکتا ہے؟
کیا کوئی شئے بدتر اور کم جمیل بہ نسبت اپنی ذات کے (نعوذ باللہ)؟
کوئی شئے بدتر ضرورتاً اگر اس کا تبدل ممکن ہو کیونکہ میرے خیال میں، ہم ہرگز نہ کہیں گے کہ کوئی نقصان اس کے جمال میں یا خدا کی نیکی میں ممکن ہے۔

71

تم بالکل صحیح کہتے ہو اور جب یہ صورت ہے کیا ایدیمانٹس تم یہ خیال کرتے ہو کہ کوئی دیوتا یا کوئی انسان عمداً اپنے آپ کو بدتر بنالے گا بہ نسبت اپنی حالت موجودہ کے کسی اعتبار سے بھی؟
یہ غیر ممکن ہے۔
تو پھر یہ بھی غیر ممکن ہے ایک دیوتا کے لیئے کہ وہ اپنی تبدیلی پر راضی ہو۔
لہذا یہ معلوم ہوگا کہ ہر دیوتا جس حد تک وہ کامل ہے حد نہایت تک جمال میں یا نیکی میں کہ وہ ہمیشہ صرف بغیر کسی تغیر کے اپنی صورت پر قائم رہے۔
میں خیال کرتا ہوں کہ یہ استدلال ناگزیر ہے۔ بس اے میرے عزیز دوست کسی شاعر کو یہ نہ کہنا چاہیئے۔

"دیوتا اجنبی سیاح کی صورت میں
متعدد اشکال میں شہر بشہر پھرا کرتے ہیں"

چاہیئے کہ کوئی (شاعر) پروطیوس اور تھیطیس کو بدنام نہ کرے اور نہ کسی ٹریجیڈی (قصہ غم انجام) میں یا کسی اور نظم میں ہیرا کو اس طرح داخل کریں کہ وہ ایک پجارن کے بھیس میں خیرات مانگتی پھرتی ہے۔
خیرات واسطے حیات بخش پسران اناکوس دریائے آرگس کے۔
اسی طرح کی اور دروغ بافیوں کا کیا ذکر ہے ہم کو لازم ہے کہ ان کو ممنوع قرار دیں۔ اور اس کے ساتھ ہی حکم امتناعی ہونا چاہیئے کہ بچوں کی مائیں شاعروں کی کہی ہوئی کہانیاں کہہ کے بچوں کو نہ ڈرائیں چنانچہ کہیں کہ بعض دیوتا راتوں کو اجنبی لوگوں کے بھیس میں مختلف مقامات پر پھیری لگاتے ہیں اس طرح دیوتا بدنام کیئے جاتے ہیں اور بچے بودے ہوجاتے ہیں۔

نہیں ضرور ان کو منع کرنا چاہئیے۔
میں نے کہا۔ مگر شاید اگرچہ دیوتا تبدیل صورت کی طرف مائل نہ ہوں لیکن ہم کو فریب اور جادو سے یقین دلاتے ہیں کہ وہ مختلف بھیس بدلا کرتے ہیں۔
شاید ایسا کرتے ہیں۔
کیا تم خیال کرتے ہو کہ دیوتا جھوٹ پر راضی ہوتے ہیں خواہ بذریعۂ الفاظ کے یا بذریعہ کسی فعل کے مثلاً کسی بھوت کی مہیب شکل آنکھوں کے سامنے لائیں؟
مجھے یقین نہیں۔
کیا تم کو یقین نہیں ہے کہ ایک واقعی دروغ۔ (اگر میں اس عبارت سے اس مضمون کو ادا کر سکتا ہوں۔ کہ اس سے کل دیوتا متنفر ہیں اور کل انسان بھی۔

72

میں نہیں جانتا تم کیا مراد لیتے ہو۔
میری یہ مراد ہے کہ جھوٹ بولنا اپنے اعلیٰ ترین جز سے اور اعلیٰ ترین مضامین کے متعلق کوئی بھی عمداً ایسے جھوٹ پر نہیں راضی ہوتا جبکہ اس کے برخلاف ہر شخص سب چیزوں سے بڑھ کے جھوٹ کو ایسے مقام پر جگہ دینے سے ڈرتا ہے
اب بھی میں تمھارا مطلب نہیں سمجھا۔
کیونکہ تم یہ خیال کرتے ہو کہ میرا مطلب کوئی بھید ہے۔ درحالیکہ میرا مطلب صرف یہ ہے کہ جھوٹ بولنا یا جھوٹ میں گرفتار ہونا یا بے علم رہنا اور ذہن میں متعلق مطلق حقائق اور اس چیز میں جھوٹ کو جگہ دینا اور اپنے قبضہ میں رکھنا سب سے آخری امر ہے جس پر کوئی انسان راضی ہوگا کیونکہ کل آدمی خاص تنفر رکھتے ہیں جھوٹ سے ایسے مقام پر۔
ہاں بہت خاص الخاص تنفر۔
اچھا میں جو ابھی کہہ رہا تھا یہ وہی ہے جس کو صحت کے ساتھ اصلی جھوٹ کہہ سکتے ہیں یعنی وہ جہالت ذہن میں ایک فریب خوردہ شخص کے جاگزیں ہو۔ کیونکہ کہا ہوا جھوٹ ایک قسم کی تقلید ہے اور مجسم ہے سابق کے ذہنی

اثر کا یہ خالص اور بے غش جھوٹ نہیں ہے ورنہ کیا میں غلطی پر ہوں ؟
نہیں تم بالکل صحت پر ہو ۔
پس حقیقی جھوٹ سے نہ صرف دیوتا متنفر ہیں بلکہ انسان بھی متنفر ہیں ۔
ایسا ہی میرا بھی خیال ہے ۔
پھر ایک بار کب اور کس کے لئے لفظی جھوٹ مفید ہے لہذا نا قابل نفرت کے ہے ؟ کیا ایسا نہیں ہے جبکہ ہمارا معاملہ دشمن سے ہو ؟ یا جبکہ وہ لوگ جو ہمارے دوست کہے جاتے ہیں کسی قسم کے جنون یا شوریدگی دورے میں کچھ شرارت کرتے ہیں کیا ایسی صورت میں جھوٹ مفید نہیں ہوتا مثل ایک دوا کے تاکے ان کو ان کے مقصد سے پھیر دیں ؟ اور افسانوں میں جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں کیا یہ ہماری جہالت قدیم عہد کی حقیقی تاریخ سے نہیں ہے ۔ جو جھوٹ کو ہمارے لیے مفید بنا دیتی ہے اس حیثیت سے کہ وہ تقریبی نقل سچ کی ہے جو ممکن الحصول ہو ؟
ہاں ٹھیک یہی صورت ہے ۔
پس ان میں سے کن وجوہ سے جھوٹ بولنا مفید ہے دیوتا کیلئے ؟ کیا وہ تقریب کے لئے جھوٹ بولے گا ۔ کیونکہ وہ قدیم اشیا کو نہیں جانتا ؟
نہیں ۔ یہ تو بلاشک مضحکہ ہے ۔
پس الوہیت میں کوئی گنجائش شاعر کے جھوٹ کی نہیں ہے ۔
میرا خیال ہے کہ نہیں ۔
پس کیا وہ اپنے دشمنوں کے خوف سے جھوٹ کہے گا ؟
یہ بسا بعید ہے ۔
یا اس سبب سے کہ اس کے دوست احمق اور مجنون ہیں ۔
نہیں اس نے کہا کوئی احمق یا دیوانہ دیوتاؤں کا دوست نہیں ہوتا ۔
پس دیوتا کے لئے کوئی ترغیب جھوٹ بولنے کے لئے نہیں ہے ۔
نہیں ہے ۔

پس ہر طریقہ سے ماہیت دیوتاؤں کی اور خدائی ہستیوں کی ناقابل
دروغگوئی کے ہے۔
ہاں بالکل ایسا ہی ہے۔
پس خدا ایک موجود ہے جس میں کامل بساطت[1] اور حقیقت ہے فعل اور
قول دونوں میں اور نہ اس کی ذات میں تغیر ہے اور نہ وہ تغیر کو دوسروں پر منکشف
کرتا ہے خواہ بذریعہ اشباح کے یا بذریعہ الفاظ کے یا علامات نازل کرکے خواہ
بذریعہ خواب کے خواہ بیداری کے اوقات میں۔
اس نے کہا میں بھی اس کو اس طرح یقین کرتا ہوں جیسا کچھ تم نے
بیان کیا ہے۔
تو پھر تم تسلیم کرتے ہو کہ ایک دوسری اصل جس کے موافق تمام گویائی
اور تحریر دیوتاؤں کے باب میں وضع کی جاتی ہے یہی ہے کہ دیوتا نہ خود تغیر تشکل کرتے
ہیں مثل ساحروں کے نہ ہم کو بذریعہ دروغ کے لفظاً یا فعلاً بہکاتے ہیں؟
میں تسلیم کرتا ہوں۔
پس درآنحالیکہ ہم ہومر کے کلام میں اکثر کی تعریف کرتے ہیں ہم اس افسانہ
کی تعریف نہ کریں گے جس میں خواب کو زیوس نے اگامیمنن پر مسلط کیا تھا یا وہ
فقرہ جو اسقلیوس کا جس میں تھیطس کہتی ہے کہ اپالو نے اس کی شادی میں
گایا تھا۔
میری مبارک مادری حالت کا ذکر کیا تھا۔
ایسی زندگی جو بیماری سے مبرا تھی اور سالہائے دراز کی تھی۔
پس اس نے سب پر شامل میرے نصیب کو برکت دی
فلک کی نوازی ہوئی ایسے سرود ایسا جنھوں نے میری روح کو خوش کیا
اور میں بھی ان لبوں کو شوق سے خداداد سمجھی۔
جو سچائی کے لئے مقدس اور پیشین گوئی کے ہنر سے معمور تھے۔

[1] بساطت۔ سادگی وہ جس کی ماہیت میں سوائے اس کی ذات کے کوئی اور چیز شریک نہیں ہے ۱۲

گر وہی جو گا یا تھا شادی میں مہمان تھا
وہی جس نے سب کچھ کہا تھا وہی تو تھا
جس نے میرے بیٹے کو قتل کیا۔

اگر کوئی شخص ایسی زبان دیوتاؤں کے لئے استعمال کرتا ہے تو ہم اس پر خفا ہوں گے اور اس کو طائفہ میں شریک نہ کریں گے اور ہم معلموں کو اجازت نہ دیں گے کہ اس کی تحریرات کو نوجوانوں کی تعلیم میں داخل کرے۔ ہم اپنے محافظوں کو خدائی شان اور خدا ترسی میں نشو و نما پانے دیں گے جس حد تک انسان کے لیے ممکن ہے۔ 74

اس نے کہا کہ میں ان اصول کی عمدگی پر راضی ہوں اور ان کو قانون کی حیثیت سے اختیار کروں گا۔

75
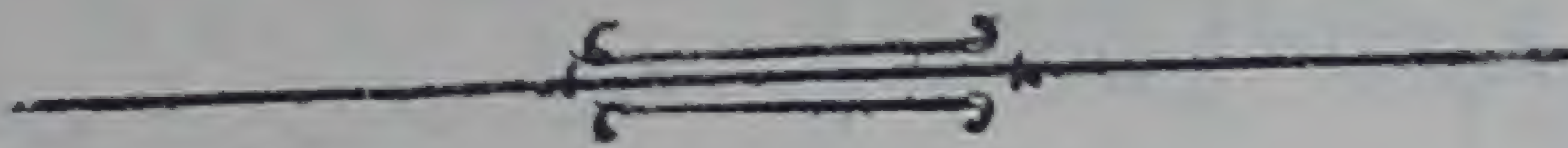
مقالہ سوم

پس میں نے کہا دیوتاؤں کے باب میں ایسی زبان اختیار کی جائے اور اس قسم کی زبان ممنوع قرار دی جائے جس کو سب سنتے رہیں بچپن سے لیکے بڑے ہونے تک جو من بعد دیوتاؤں کی عزت کریں گے اور اپنے ماں باپ کی اور باہمی دوستی کی بہت قدر کریں گے۔

ہاں۔ اس نے کہا ہماری رائیں بالکل درست ہیں۔

تقریر کو جاری رکھنے کے لئے: اگر ہم چاہتے ہوں کہ ہمارے شہری بہادر ہوں کیا ہم کو نہ چاہئے کہ اس تعلیم کے ساتھ ان کو ایسے سبق دیں جن کا غالباً یہ اثر ہو کہ وہ موت کے خوف سے محفوظ رہیں؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ ایسا شخص بہادر ہو سکتا ہے جس کو موت کا خوف گھیرے رہے؟

نہیں بیشک میں ایسا نہیں خیال کرتا۔

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جو شخص دوزخ اور اس کے ہول پر اعتقاد رکھتا ہے وہ کیا موت کے اندیشہ سے آزاد رہیگا اور جنگ کے دن شکست اور غلامی کو موت پر ترجیح دے گا۔

یقیناً۔ نہیں۔

پس ظاہراً ہم کو لازم ہے کہ ایسے لوگوں پر قابو رکھیں جو ایسے قصے وضع کیا کرتے ہیں اور ایسے ہی اور لوگ اور ان سے درخواست کریں کہ دوسرے عالم کی بلا کسی تخصیص کے فضیحت نہ کریں بلکہ اس کو بہ نیکی یاد کریں کیونکہ ایسی زبان نہ

سچ ہے نہ مفید ہے ایسے لوگوں کے لیے جو مرد میدان ہونا چاہتے ہیں۔۔
یقیناً ہم کو لازم ہے۔
پس ہم کو چاہیے کہ مذکورۂ ذیل فقرہ کو محو کر دیں اور اسکے ساتھ ہی اور بھی ایسے ہی جملے
کاش میں غلام ہوتا اور ایسے آقا کی اراضی پر سخت محنت کرتا۔
جس کے انبار خانہ میں غلہ بہت کم ہو۔
بہ نسبت اس کے کہ مُردوں کے ملک میں جو فنا ہو چکے ہیں بادشاہی کروں۔
اور یہ۔
اور وہ کمرے جن کو فانی اور غیر فانی دونوں دیکھتے ہیں۔
وحشت انگیز نمناک اور بوسیدہ جن سے دیوتا بھی متنفر ہیں۔
اور
وائے افسوس! ہیڈیز میں ارواح اور بھوتوں کی سی صورتیں موجود ہیں مگر ان کو فہم سے بہرہ نہیں ہے۔
اور
ان گریزپا ظلّی صورتوں کے درمیان عقل صرف اسی سے مخصوص ہے۔
اور
روح اعضا سے غائب ہو گئی اور سب سے نیچے کے طبقہ میں عالم ارواح کے اڑ کے پہنچی۔
اپنی قسمت پر نوحہ کرتی ہوئی کہ عین پختہ عمری میں وہ جسم سے جدا ہو گئی۔
اور
اس کی روح بکتی، بڑبڑاتی زمین کے نیچے مثل ایک ابخرہ کے اڑ گئی۔
اور
اور جب چمگادڑیں غار کی دہشت ناک خلوت میں ہوتی ہیں اور اتفاقاً ایک ان میں پہاڑ سے گر پڑتی ہے جہاں سے ان کے گچھے لٹکتے ہیں سب چیختی پھڑپھڑاتی ہیں مگر پھر بھی ایک دوسرے سے چمٹی ہوئی رہتی ہیں اسی طرح بھوت بھی چیختے پھرتے ہیں۔

یہ اشعار اور دوسرے بھی ان کے مثل ہیں ہم بہ منت ہومر سے اور دوسرے شعرا سے عذر خواہ ہوں گے کہ وہ خفا نہ ہوں اگر ہم ان کو چھیل ڈالیں نہ اس سبب سے کہ وہ شاعرانہ مذاق سے عاری ہیں۔ اکثر انسانوں کے کانوں کو خوشگوار نہیں ہیں بلکہ اس سبب سے کہ جس نسبت سے وہ شاعرانہ لطف سے مالا مال ہیں اسیقدر کم ان کو پڑھنا چاہئے تاکہ نوجوان اور دوسرے انسان ان کو نہ سنیں جن کو ہم چاہتے ہیں کہ آزاد ہوں اور موت سے زیادہ غلامی سے ڈرتے ہوں۔

بہرطور ہم کو ایسا کرنا لازم ہوگا۔

77 پس ہم کو اسی طرح وہ سب ہولناک اور دہشت انگیز ناموں کو دور کردینا چاہئے جو ان مضامین سے تعلق رکھتے ہیں۔ کوسی ٹیوس اور اسٹائیکس ایسے اور جہنمی اور تشریحی اور جملہ الفاظ جو اس نمونہ پر ڈھالے گئے ہیں جن سے لوگ خائف ہوتے اور لرز جاتے ہیں۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ اور کسی مقصد سے چاہے وہ مفید ہو مگر ہم کو خوف ہے کہ ہمارے محافظ ایسا نہ ہو کہ اس ہول سے ایسے بیدل ہو جائیں اور بزدلی کریں جو ان کے شایاں نہیں ہے۔

اور ہمارے خوف بلا وجہ نہیں ہوتے۔

ہم کو چاہئے کہ ان محاورات کو خارج کر دیں کیا ایسا چاہئے؟

ہاں۔

اور تحریر و تقریر میں ایسا نمونہ اختیار کریں جو اس کے برعکس ہو؟

صاف صاف ایسا ہی۔

پس کیا ہم شجاعان نامور کی نوحہ وزاری اور ماتم داری کو ترک کردیں؟

ہاں ہم کو ایسا ہی کرنا چاہئے کہ سابق مذکور شدہ کو ترک کردیں؟

اچھا غور کرو ہم اس کے ترک کرنے میں حق پر ہوں گے یا ناحق پر۔

جس بات کا ہم اعتقاد کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ محافظ کو چاہئے کہ موت کو ہولناک نہ سمجھے کسی دوسرے نیک آدمی کے لئے۔ جس کا وہ خود بھی دوست ہے۔ کہ وہ برداشت کرے۔

ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔

پس اگر ایسا ہے تو وہ ایسے شخص کی ماتم داری نہ کرے گا کہ اس پر کوئی بڑی مصیبت پڑی ہے۔

یقیناً نہیں۔

اس کے ماورا ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ ایسا آدمی اپنی ذات میں وہ صفت اعلیٰ درجہ کی رکھتا ہے جو ایک سعید زندگی کے لیے درکار ہے اور اپنے ذاتی استقلال خارجی ذرائع کے لیے تمام عالم سے ممتاز ہے۔

سچ ہے۔

پس اس کے لیے کمتر ہولناک ہے بہ نسبت کسی اور کے کہ اس کا لڑکا فوت ہو جائے یا بھائی یا دنیوی دولت یا کوئی اور چیز اس قسم کی۔

بیشک ایسا ہی ہے۔

78 اگر ایسا ہے پس کمتر مظنہ ہے کہ وہ شکایت کرے۔ اور جب اس پر ایسی مصیبت پڑے تو اس کو کمال تحمل سے برداشت کرے۔

ہاں بالکل ایسا ہی ہے۔

پس مناسب ہے کہ ہم نوجوان جو افواہ عوام پر جاری ہو گئے ہیں محو کردیں اور ان کو عورتوں کے حوالے کریں وہ عورتیں جو اپنی جنس میں اعلیٰ نہ ہوں اور ادون درجے کے مردوں کو تاکہ وہ لوگ جن کو ہم حفاظت ملک کے درجے کی تعلیم دینا چاہتے ہیں وہ ایسے لوگوں کے فعل سے متنفر ہوں۔

یہ بہت خوب ہوگا۔

پھر ایک بار ہم ہومر سے یہ درخواست کرینگے کہ اکیلیس (Achilles) کو جو ایک دیوی کا لڑکا ہے اس طرح ظاہر نہ کرے کہ کبھی وہ ادھر کی کروٹ لیتا ہے کبھی چت ہو جاتا ہے کبھی پٹ اور کبھی اُٹھ کھڑا ہوتا ہے اور دیوانہ وار ایک سنسان اور قہار سمندر کے کنارے ٹہلتا ہے اور دونوں ہاتھوں سے سیاہ خاکستر اٹھا کے اپنے سر پر ڈالتا ہے اور ایسی ہی گریہ وزاری ہومر نے پرائم سے منسوب کی ہے جس کے قریب کے بزرگوں سے ایک دیوتا تھا کہ وہ التجا کرتا ہے۔

کہ وہ گوبر میں لوٹتا ہے اور ایک ایک آدمی کا نام لے لے کے فریاد کرتا ہے اور بھی منت کے ساتھ ہم ان (شعرا) سے عرض کریں گے کہ وہ دیوتاؤں سے ایسے کلام کو منسوب نہ کریں۔

مجھ سا بدبخت اور کون ہے جو ایسے دلاور فرزند کے ماتم میں نوحہ وزاری کرتا ہو۔

یا یہ کہ اگر وہ تمام دیوتاؤں کی ایسی تعظیم نہ کرتے ہوں کم از کم ہم ان سے عرض کریں گے کہ ایسی لایعنی تصویر سب سے اعلیٰ درجہ کے دیوتا کی تو نہ بنائیں کہ وہ یہ کہہ رہا ہے۔

"وائے افسوس! وہ جس کو میں چاہتا ہوں اور اس شہر کے حصار تک اس کا تعاقب کیا۔
انھیں آنکھوں سے میں دیکھ رہا ہوں اور میرا دل اندر سے گھبرا رہا ہے۔"

اور

"آہ! وائے ہو مجھ پر کہ سب سے زیادہ انسان فانی
سارپیڈن Sarpedon پیٹروکلس Patroclus
پسر مینی سیتس Menestuis کے ہاتھ سے جنگ میں قتل ہو"

79

کیونکہ اے میرے عزیز ایڈیمانٹوس (Adeimantus) جب نوجوان سنجیدگی سے ایسے بیانات سنیں گے تو اس خرافات پر بجائے خندہ زن ہونے کے بسا بعید ہے کہ کوئی ان میں سے اپنے آپ کو محض انسان تصور کرے بلکہ اگر اس حالت میں فعلاً یا قولاً مبتلا ہو تو اپنے کو ملامت کرے تو کیا شرم اور حمیت مانع نہ ہوگی کہ وہ خفیف مصیبت پر نوحہ وزاری کرے۔

تم بڑی سچی بات کہتے ہو۔

لیکن اس کو ایسا نہ کرنا چاہیے جیسا کہ ہمارے گزشتہ استدلال سے ثابت ہوتا ہے ہم اسی پر قائم رہیں گے جب تک کوئی اس سے بہتر حجت لائے اور ہم کو فہمائش کردے اس کو ایسا نکرنا چاہیے۔

پھر ہمارے محافظوں کو چاہیئے کہ وہ ہنسوڑ نہ ہوں کیونکہ جب کوئی بے تحاشا قہقہے لگاتا ہے تو اس افراط کا عموماً ردعمل بھی ویسا ہی شدید ہوتا ہے۔

میں ایسا ہی خیال کرتا ہوں۔

پس اگر کوئی شاعر کسی ذی عزت انسان کو بھی ایسا ظاہر کرتا ہے کہ ہنسی اس پر غالب ہے تو ہم اس کی ستائش نہیں کرتے اس سے بڑھ کے یہ ہے دیوتا ایسے ظاہر کئے جائیں۔

بلاشک بہت بڑھ کے۔

جب یہ صورت ہے تو ہم جائز نہ رکھیں گے کہ ہومر کسی دیوتا کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کرے جو حسب ذیل ہیں۔

"براہ مستقیم مبارک دیوتاؤں میں بے تحاشا قہقہے اڑنے لگے جب انھوں نے ہیفیسطوس (Hepheestus) کو دیکھا کہ وہ ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں دوڑتا پھرتا ہے"۔

ہم کو چاہیئے کہ اس گفتگو کو موافق تمھارے اصول کے منظور نہ کریں۔

اس نے جواب دیا کہ اگر تم پسند کرتے ہو کہ اس (اصول) کو میرا کہو تو ہم کو نہ چاہیئے کہ ان کو منظور کریں۔

معہذا یہ کہ سچائی کی بھی بڑی قدر کریں کیونکہ اگر ہمارا یہ قول صحیح ہے جو ہم نے ابھی کہا تھا اور جھوٹ دیوتاؤں کے لئے غیر مفید ہے اور صرف انسانوں کے لئے مفید ہے بطور دوا کے تو یہ صاف ظاہر ہے کہ ایسے عامل کو طبیبوں کے ہاتھ میں رکھیں اور جو لوگ اس پیشہ سے ماہر نہیں ہیں وہ اس میں نہ پڑیں۔

ظاہر ہے۔

پس حکام ریاست سے اگر کسی کو یہ حق معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹ سے کام لیں خواہ دشمنوں کو فریب دیں خواہ اپنے ہی اہل شہر کو ریاست کی بہبود کے لیے اور کوئی دوسرا شخص اس استحقاق میں دخل نہ دے۔ نہیں بلکہ اگر کوئی ذی اختیار آدمی صاحب اختیار مجسٹریٹوں سے جھوٹ بولے تو ہم ایسی ہی غلطی سمجھیں گے جیسے کوئی بیمار اپنے طبیب کو دھوکا دے یا شاگرد اپنے

80

معلم کو اپنے بدن کی حالت کے متعلق یا ملاح جھوٹ بولے جہاز کے ناخدا سے جہاز کے متعلق یا مانجھوں کے بارے میں اپنی حالت کے بیان میں یا کسی ساتھی ملاح کے بارے میں۔

بہت ٹھیک۔

پس اگر حکام شہر میں کسی اور شخص کو دروغ گوئی کا مجرم پائیں۔

"کوئی ان میں سے جو اہل حرفہ سے ہو
پیشین گو یا غیب داں یا کمنگر یا
چوبینہ ساز"

تو حکام اس کو سزا دیں گے کیونکہ وہ ایک ایسا عمل جاری کرتا ہے جو مہلک اور برباد کن ہے ریاست میں ہو خواہ جہاز میں"

اس نے کہا ہاں۔ اگر یہ عمل پیشہ کے بعد واقع ہو۔ اور بھی کیا ہمارے (شہر کے) نوجوانوں کو چاہئے کہ معتدل مزاج ہوں؟

بلاشک وہ ایسے ہی ہوں۔

کیا پرہیزگاری کے (جیسا کہ عموماً سمجھا جاتا ہے۔) مفہوم میں یہ خاص عناصر داخل ہیں اولاً یہ کہ لوگ اپنے حکام اعلیٰ کے تابع ہوں اور ثانیاً یہ وہ بذات خود ان لذات پر حاکم ہوں جو اکل و شرب و نکاح سے تسلی پاتے ہیں؟

میرا یہی خیال ہے۔

پس تو ہم جملہ گفتگو سے اس گفتگو کو پسند کرتے ہیں جو ہومر نے دایومیدیس (Diomedes) کی زبان سے کہوائی ہے۔

"دوست خاموش بیٹھو اور میری باتوں پر خوب توجہ کرو"

اور وہ مصرعے جو اس کے بعد آتے ہیں۔

"گرم نفسی نے اکیان والوں کو روانہ کیا۔
چپ چاپ اپنے کپتانوں سے ڈرتے ہوئے:۔"

اور ہر چیز دوسری اسی قسم

ہاں ہم ایسا ہی کریں گے۔

لیکن کیا ایسی زبان کو پسند کر سکتے ہیں جیسی یہ ہے۔
"دائم الخمر بدست جو چہرہ کتے کا دل ہرن کا رکھتا ہے"
اور جو اس کے بعد ہے اور جملہ گستاخانہ کلام خواہ نثر خواہ نظم ان لوگوں کی زبانی جو محکوم ہیں حکام سے مخاطب ہیں ؟
نہیں ہم ایسا نہیں کر سکتے۔
کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ایسے کلام سے نوجوانوں کی پرہیزگاری کو ترقی نہیں ہوتی اگر اور طرح سے تسلّی دیتے ہیں تو ہم کو تعجب نہ کرنا چاہئے۔
کیا یہ تمہاری رائے ہے ؟
ہاں ہے۔
میزیں معمور ہیں۔
روٹی اور گوشت سے اور ساقی پیمانے سے چمکتی ہوئی شراب نکالتے ہیں
اور خالی پیالوں کو بھر دیتے ہیں۔
کیا تم خیال کرتے ہو کہ اگر ایک نوجوان سے یہ کہا جائے تو اس کی خودداری حاصل کرنے میں اعانت ہوگی ؟ یا یہ۔
بڑی کم بختی ہے قحط سے مرنا اور اپنی قسمت کا مقابلہ کرنا۔
یا تم خیال کرتے ہو کہ زیوس کی نسبت ظاہر کیا جائے کہ وہ اپنی خواہش کے جوش میں فوراً بھول جائے گا جو کچھ وہ خلوت میں غور و فکر سے تجویز کر رہا تھا جب وہ اکیلا پاسبانی کرتا تھا اور سب دیوتا اور انسان سو رہے تھے اور ہیرا کو دیکھ کے ایسا مدہوش ہو گیا اور اپنی خواہش کی تسکین کے لئے یہ بھی انتظار نہ کیا کہ اپنے کمرے میں پہنچ جائیں۔ یہ کہہ کے کہ اس کا جوش مستی اس وقت اُسوقت سے زیادہ زوروں پر ہے جب پہلی ملاقات ہوئی تھی اور ان کے پیارے والدین کو علم نہ تھا ؟
اور تم اس کہانی کے بارے میں کیا کہتے ہو جبکہ ایرس (Ares) اور افرودائٹ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے ہیفیسطوس کے ہاتھوں کسی ایسی ہی کارروائی کے نتیجہ میں۔

قسم اپنی عزت کی ایسی کہانیاں کہنا مجھ کو سخت ناگوار ہے
لیکن جو افسانے شجاعت کے سخت مصائب کے عالم میں قولاً و فعلاً
نامور انسانوں کے بیان کئے جاتے ہیں ان پر غور کریں گے اور سنیں گے۔ مثلاً

اپنے سینہ کو کوٹ کے اس نے اپنے دل سے
ملامت کے لہجہ میں اے میرے دل
میں تجھ سے التجا کرتا ہوں صبر تو نے اس
سے اشتعال کو برداشت کیا۔

ہاں ہر طور سے۔
میرے خیال میں ہم اپنے لوگوں کو اس کی اجازت نہ دیں گے کہ
وہ رشوت وصول کریں یا روپیہ پر مفتوں ہوں؟
یقیناً نہیں۔
پس ہم کو چاہئے کہ ان کے سامنے ایسے راگ نہ گائیں۔
دیوتا نذرانوں سے پھسلائے جاتے ہیں تا ہر بادشاہ نذرانوں سے
پھسلائے جاتے ہیں ہم کو نہ چاہئے کہ فینکس کی جو اکیلیس کا اتالیق تھا تعریف
کریں نہ اس کو جائز رکھیں کہ اس کا قول دانشمندانہ تھا جب اس نے یہ
فہمائش اس کو کی تھی کہ اگر ایکیا کے باشندے اگر نذرانے دیں تو ان کی مدد
کرنا چاہئے اور اگر نذرانہ نہ دیں تو غصہ کو نہ فرو کرنا چاہئے۔ اور ہم نہ یقین کریں گے
کہ اکیلیس ایسا حریص تھا کہ اس نے اکاممنن سے ہدیہ لیا اور ایک موقع پر
ایک لاش کا دینا اس شرط پر منظور کیا کہ اس کا معاوضہ دیا جائے۔
نہیں ایسے افسانوں کی تعریف کرنا جائز نہیں ہے۔
میں نے کہا ہومر کی خاطر سے میں اس بات کے کہنے میں تاخیر کرتا
ہوں کہ اکیلیس کے بارے میں ایسی باتیں کہنا واقعی گناہ ہیں۔ یا جیسا دوسرے
کہیں تو اس کو یقین کرنا یا دوبارہ یقین کرنا کہ اس نے اپالو سے کہا۔
"اے بعید از کار تو نے مجھ کو ضرر پہنچایا کوئی دیوتا ایسا برباد کن
نہیں ہے جیسا تو ہے"

یقیناً اگر مجھ کو قوت ہوتی تو میں تجھ سے انتقام لیتا۔
اور اس نے دریا سے ایسی سرکشی کی جو کہ ایک دیوتا تھا اور اس سے لڑنے پر تیار ہو گیا۔ اور اس نے بالوں کی نسبت کہا جو کہ ایک اور مقدس دریا اسپرکیوس سے متعلق تھے۔
میں خوشی سے یہ بال بطور ہدیہ کے غازی پیسٹروکلس کو دیتا۔
یہ اس وقت ایک نعش تھی اور اس نے اپنا مقصد پورا کیا۔ ان تمام افسانوں کو نہ یقین کرنا چاہئے۔ یا یہ کہانیاں کہ اس نے ہکٹر کو پیٹروکلس کی قبر کے گرد گھسٹوایا۔ یا قیدیوں کا ارتھی پر چڑھاوا چڑھایا۔ ہم ان سب کو بلا تردد جھوٹ کہیں گے۔ اور نہ ہم نوجوانوں کو بہکائیں گے کہ اکیلیس جو کہ ایک دیوی اور پیلیوس سے تھا جو کہ ایک نہایت عاقل شہزادہ تھا اور زیوس کی تیسری پشت میں تھا اور کیرون کا شاگرد تھا سب سے دانا معلم اور ایسا معجون مرکب تھا جس نے اپنی خلاف دو آزار جمع کئے تھے جو ایک دوسرے کے نقیض تھے کمینہ لالچ اور مغرور تنفر دیوتاؤں اور انسانوں سے۔
تم سچ کہتے ہو۔
پس ہم کو یقین نہیں کرنا چاہیے اور نہ کہنے دینا چاہئے کہ تھیسیوس پوسیدن کا لڑکا اور پیریتھوس زیوس کا لڑکا ایسے ہیبت ناک زنا بالجبر کے ارتکاب کے لیے گئے۔ نہ کوئی خدا زاد بہادر ایسے ہولناک بے دینی کے افعال کے مرتکب ہوتے جو اس زمانہ تک ان سے منسوب کئے جاتے ہیں اور ان پر تہمت لگائی جاتی ہے۔ شعرا کو مجبور کرنا چاہئے کہ یا وہ تسلیم کریں کہ افعال مذکورہ ان کے افعال نہ تھے یا وہ خدا زاد نہ تھے مگر خبردار وہ دو مقولوں کو خلط نہ کرنے پائیں اور نوجوانوں کو یقین دلائیں کہ دیوتا بدی کے پیدا کرنے والے ہیں اور یہ کہ ہیرو عام آدمیوں سے بہتر نہیں ہیں یہ بیانات خلاف احترام بھی ہیں اور جھوٹ بھی ہیں۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ برائیاں دیوتاؤں سے نہیں پیدا ہوتیں۔
بلاشک ہم ثابت کر چکے ہیں۔

83

علاوہ ازیں ایسی زبان سننے والوں کے لیے مضر ہے کیونکہ ہر شخص بذات خود بدی میں مشغول ہوگا جب ان کو یقین ہوگا کہ یہ افعال ایسے لوگوں کے تھے اور اب بھی ہیں۔

دیوتاؤں کے قرابت دار جو خود زیوس
سے دور نہیں ہیں جنکی قربانگاہ مورث
اعلیٰ زیوس کی ہے۔ ایدا کی پہاڑی پر آسمان ہیں
اور اب تک ان کی رگوں میں دیوتاؤں کا خون دوڑتا ہے

ان وجوہ سے لازم ہے کہ ہم ان قصوں کو دبادیں ایسا نہ ہو کہ یہ قصے نوجوانوں میں صلاحیت بدکاری کی پیدا کریں۔

میں بالکل تم سے اتفاق کرتا ہوں۔

84 میں نے کہا پس کونسا درجہ اب تک باقی رہتا ہے جس سے ہمارا بیان حکایات کے اقسام کا کامل ہو جن کو مشتہر کرنا چاہئیے یا نہ مشتہر کرنا چاہئیے ہم بیان کر چکے ہیں کہ دیوتاؤں نیم دیوتاؤں اور بہادروں اور ارواح اشخاص متوفی کے بارے میں کلام کرنے میں کن قواعد کی رعایت کرنا چاہئیے۔

ہم بیان کر چکے ہیں۔

پس طریقہ انسانوں کے بارے میں کلام کرنے کا ہمارا آئندہ مضمون ہوگا۔ کیا یہ نہ ہوگا؟

ہاں ظاہر ہے۔

میرے دوست یہ بالکل غیر ممکن ہے کہ ہماری تحقیقات کے اس موقع پر اس کا فیصلہ ہو سکے۔

یہ کس طرح؟

کیونکہ میں خیال کرتا ہوں کہ فی الواقع شعرا اور نثر کے لکھنے والے جب انسانوں کے حال کا بیان کرتے ہیں تو سب سے اہم واقعات میں یکساں غلطی کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ اکثر خوش نصیب ہیں اگرچہ ظالم ہیں اور

اکثر عادل ہیں مگر بدنصیب ہیں اور ناانصافی نافع ہے اگر شناخت نہ کی جائے درحالیکہ عدل سودمند ہے تمھارے ہمسایہ کے لیے مگر تم کو نقصان پہنچاتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس قسم کی گفتگو کو منع کرینگے اور جملہ مصنفوں کو حکم دینگے کہ اپنے گیتوں اور حکایتوں میں بالکل اس کے برعکس اعتقادات کا اعلان کریں کیا تم ایسا خیال نہیں کرتے؟

نہیں مجھ کو اس کا یقین ہے۔

پس جیسے ہی تم اس کو تسلیم کروگے کہ میں اس باب میں حق پر ہوں توکیا میں یہ نہ مان لوں کہ تم نے اسی قضیہ کو تسلیم کرلیا جو ہماری تحقیقات کا موضوع ہے؟

اس نے جواب دیا تمھارا مقولہ درست ہے۔ انسانوں کے باب میں کلام کرنے کے لیے جو الفاظ استعمال کئے جائیں گے ان پر اتفاق ہوجانے تک ملتوی نہ کرنا چاہیئے جب تک کہ ہم پہلے حقیقی ماہیت عدل کی دریافت نہ کرلیں اور ثابت کردیں کہ صاحب عدل کو یہ بالطبع نافع ہے خواہ وہ سیرت عادل ہونے کی رکھتا ہو خواہ نہ رکھتا ہو؟

تم بالکل حق پر ہو۔

پس یہاں قصّوں کے موضوع پر بحث ہورہی تھی اس کو ہم موقوف کرتے ہیں: ہمارا اس کے بعد والا کام میرے خیال سے یہ ہوگا کہ ان کی صورت کے مسئلہ پر بحث کریں اور جب یہ ہوجائے تو پھر اس امر پر خوب غور کریں گے کہ کیا کہنا چاہیئے۔

اور ان کے کہنے کا طریقہ۔

اس مقام پر ایدیمانٹس نے کہا میں نہیں سمجھتا تم اس سے کیا مراد لینے ہوئے

میں نے کہا لیکن یہ ضرور ہے کہ تم کو سمجھنا چاہیئے۔ شاید تم اس کو بہتر خیال کروگے۔ جب میں اس کو اس طور سے ادا کردوں گا کیا جملہ تصنیفات

شعرا یا افسانہ نویسوں کے واقعات زمانہ گزشتہ یا موجودہ یا آئندہ کے ہیں ؟

اس کے سوا کیا ہوں گے ؟

پس مصنف اپنا مقصد محض حکایت سے حاصل کرتا ہے یا ایسی حکایت جو بذریعہ تقلید کے ادا کی جائے یا دونوں کی آمیزش سے ؟

اس کو بھی چاہئے کہ صاف صاف کہو جس کو میں سمجھ سکوں۔

ظاہر ہے کہ میں وہ معلم ہوں جس کے مطلب کا فہم ایک مضحکہ ہے۔ پس میں اس طرح کلام کروں گا جیسے وہ لوگ جن کو کلام کا سلیقہ نہ ہو۔ میں کلی مطلب کے ادا کرنے کا قصد نہ کروں گا بلکہ اس کے ساتھ ایک تمثیل جزئی لگادونگا اور اس ذریعہ اپنا مطلب تم کو سمجھانے کی کوشش کروں گا۔ پس مجھ سے کہو کیا تم ایلیڈ کے افتتاح سے واقف ہو جس میں شاعر ہم سے کہتا ہے کہ فریسس نے اکاممنن سے التجا کی کہ میری بیٹی کو رہا کردو اور اکاممنن اس پر خفا ہوا جب فریسس نے معلوم کیا کہ میرا سوال رد کیا گیا تو اس نے اپنے دیوتا سے دعا کی اکییا والے اس کا انتقام لیں۔

میں جانتا ہوں۔

پس تم ان ابیات تک جانتے ہو۔

اس نے عرض کی تمام اکییا والوں سے
خصوصاً وہ دونوں جنھوں نے فوجوں کو روانہ کیا تھا بچے اٹریس کے

شاعر بذات خود کلام کرتا ہے اور ہمارے خیالات دوسری طرف متوجہ کرنے کی کوشش نہیں کرتا کہ یہ سمجھیں کہ متکلم سوا شاعر کے کوئی اور ہے لیکن اس کے بعد وہ فریسس کی زبانی کلام کرتا ہے اور جہاں تک ممکن ہے وہ یہ کوشش کرتا ہے کہ ہم یہ نہ سمجھیں کہ ہومر کلام کر رہا ہے بلکہ حسن مو بد متکلم ہے۔ اور اس طرز سے تا حد امکان تقریباً اس نے معتبر افسانہ ٹروجن کے محاربہ کا نظم کیا ہے اور وہ امور جو کہ اتھاکہ میں واقع ہوئے اور تمام اودیسی میں۔

بالکل یہی ہے۔

یہ بھی ویسا ہی افسانہ ہے یا نہیں خواہ شاعر وقتاً فوقتاً جو گفتگوئیں ہوئی ہیں ان کو ذکر کرتا ہے یا درمیانی واقعات کو بیان کرتا ہے؟

بلاشک ایسا ہی ہے۔

مگر جب وہ ایک تقریر ادا کرتا ہے کسی شخص کی حیثیت سے تو کیا ہم نہ کہیں گے کہ ہر ایسے موقع پر اس شخص سے نہایت قریبی مشابہت کی کوشش کرتا ہے جو مقرر کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے۔

ہم بیشک ایسا ہی کریں گے۔

اور جب ایک انسان دوسرے کی مشابہت آواز یا صورت میں اختیار کرتا ہے تو کیا اس کو تقلید نہیں کہتے؟

بیشک یہی ہے۔

پس ایسی صورت میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہومر اور دوسرے شاعر بھی افسانہ گوئی کو تقلید کے ذریعہ سے جاری رکھتے ہیں۔

یقیناً ایسا ہی کرتے ہیں۔

لیکن شاعر نے اگر اپنی شخصیت کو کہیں نہیں چھپایا تو وہ اپنی خفیف افسانہ نویسی کو کلیۃً بغیر تقلید کے تمام کرے گا۔ تاکہ تم یہ پھر نہ کہو کہ تم یہ نہیں سمجھتے کہ یہ کس طرح ہوگا میں تم سے کہوں گا۔ اگر ہومر۔ یہ کہنے کے بعد کہ کریسیس اپنی لڑکی کا زر فدیہ لے کے ایکیا والوں اور سب سے بڑھکے بادشاہوں کے سامنے ایک سائل کے بھیس میں آیا اور تقریر کرنے لگا نہ کریسیس کی حیثیت سے بلکہ ہومر کے انداز سے اس پر بھی تم جانتے ہو کہ وہ تقلید نہ تھی بلکہ سادہ افسانہ گوئی تھی۔ کہانی کچھ اس طرح جاری رہی جو حسب ذیل ہے میں اس کو نثر میں کہتا ہوں کیونکہ میں کوئی شاعر نہیں ہوں۔ موبد آیا اور عرض کیا کہ دیوتا یونانیوں کو ٹرائے کی فتح (تاراج) نصیب کریں اور بخیر و عافیت واپس ہوں بشرطیکہ وہ میری لڑکی کو رہا کریں فدیہ قبول کر لیں اور اس کے دیوتا کا احترام کریں۔ جب اس نے اس طرح تقریر کی سب متاثر ہوئے اور رعب طاری ہوگیا اور التماس کے قبول کرنے پر راضی تھے مگر اگامنن غضبناک

ہوا اور چلے جانے اور پھر کبھی نہ آنے کا حکم دیا۔ عصا اور دیوتا کے مالے اس کے کام نہ آئیں گے اور اس کی لڑکی بڑھیا ہو جائے گی اس وقت رہا ہو تو ہو مگر اس کو آرگس میں رہنا ہوگا میرے ساتھ۔ بس چل دو اب کبھی نہ آنا مجھے غصہ نہ دلا نہیں تو صحیح سلامت گھر تک نہ پہنچے گا۔ جب بڈھے نے یہ سنا وہ ڈرا اور چپ چاپ چلا گیا مگر جب وہ ان کے لشکر گاہ سے نکل آیا اس نے اپالو کی بڑی منت سماجت کی اس نے دیوتا کے القاب و آداب سے اس کو یاد کیا اور اپنی خدمت گزاریاں یاد دلائیں اور عرض کیا کہ اگر کبھی میں نے کوئی نذر قابل قبول گزرانی ہے یا اس کے نام پر قربانیاں کی ہیں تو اس کے صلے میں چاہتا ہوں کہ میرے اس گریہ و زاری کا انتقام اس طرح لے کہ ان آگیا والوں پر اپنے تیر چلائے۔ عزیز من یہ سب مساوی افسانہ گوئی ہے بغیر تقلید کے اس سے کہ میں سمجھتا ہوں اس سے زیادہ میں تم کو سمجھاؤں گا کہ بالکل برعکس نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ جب تم شاعر کے خاص الفاظ جو مابین تقریروں کے ہیں ان کو محو کردو۔ اور متبادل گفتگو کو بحال رکھو۔

ہاں میں سمجھتا ہوں ٹریجیڈی (قصۂ غم انجام) اس قسم کی ایک صورت ہے۔

ہاں تمہارا خیال بالکل درست ہے۔ اب میں خیال کرتا ہوں کہ میں تم پر صاف طور پر واضح کر سکتا ہوں جو پیشتر میں نہ کر سکتا تھا کہ ایک شعبہ شاعری اور افسانہ نویسی کا بالکل تقلید پر شامل ہے۔ یعنی جیسے تم کہتے ہو ٹریجیڈی (قصہ غم انجام) اور کمیڈی (قصہ مسرت انجام) ایک اور شعبہ میں سادہ بیان ہوتا ہے شاعر کا ذاتی اور وہ خصوصیت کے ساتھ میرے نزدیک غیر مرتب نظم میں پایا جاتا ہے۔ ایک اور قسم میں بیان اور تقلید (نقل) دونوں پائے جاتے ہیں جیسا کہ رزمیہ اشعار کی تالیف میں دیکھا جاتا ہے اور اکثر دوسری مثالوں میں اگر میں تم کو اپنا مافی الضمیر سمجھا سکا ہوں۔

ہاں میں تمہارے پہلے بیان کا مطلب بالکل سمجھتا ہوں۔

پس اب یاد کرو کہ ہم نے پہلے کیا کہا تھا۔ جو یہ تھا۔ مسئلہ مضمون تصنیف

87

کا فیصلہ کرکے اب صرف یہ رہگیا ہے کہ طریقہ پر غور کیا جائے۔
مجھے یاد ہے۔
پس یہ ٹھیک وہی ہے جو میری مراد تھی کہ یہ ہم پر فرض ہے کہ اس بات پر اتفاق کرلیں کہ آیا ہم اپنے شعرا کو اجازت دیں کہ قصہ کے بیان میں وہ تقلید کو بالکلیہ کام میں لائیں یا کسی حد تک (اور اگر ایسا ہو تو کس معیار سے ان کی رہنمائی ہو) یا بالکل نہ ہو۔
میں پیشین گوئی کرتا ہوں کہ۔ اس نے کہا۔ تم اس بات پر غور کر رہے ہو کہ آیا ہم ٹریجیڈی اور کمیڈی کی ہم اپنے شہر میں اجازت دیں یا نہ دیں۔
شاید ایسا ہی ہو۔ میں نے جواب دیا۔ اور یہ بھی ہو کہ دوسرے دعوے سوا ٹریجڈی اور کمیڈی کے پیدا ہوں اور ان پر گفتگو کی جائے۔ واقعی میں خود نہیں جانتا مگر ہم اس راہ پر چلیں گے جس راہ پر دلیل ہم کو لے چلے جیسے جہاز ہوا پر چلتا ہے۔
تم بالکل ٹھیک کہتے ہو
ایڈیمانٹس اس مقام پر ایک مسئلہ تمھارے غور کے لیے موجود ہے۔ آیا ہمارے محافظ لائق نقال ہوں یا نہ ہوں؟ یا ہمارے سابق کے مسلمات سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ ہر شخص کامیابی کے ساتھ ایک پیشہ اختیار کرے نہ کہ بہت سے اگر وہ اکثر سے مل کے یہ کوشش کرے تو سب میں ناکامیاب ہوگا اس حد تک کہ کسی میں امتیاز نہ حاصل ہوگا۔
بلاشک یہی صورت ہوگی۔
کیا اس اصول کا نقالی پر اطلاق نہیں ہوتا یا ایک شخص چند چیزوں کی نقالی کرسکتا ہے۔ جیسے وہ ایک کی نقالی کرتا ہے؟
یقیناً وہ نہیں کرسکتا۔
پس یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی شخص جو کسی اہم پیشہ میں مشغول ہے اسی وقت اس کو معلوم ہوگا کہ چند مختلف چیزوں کی نقالی کس طرح ہوتی ہے اور اس نقالی میں کامیاب ہوتا۔ کیونکہ نقالی کے دو شعبوں میں بھی جو ایک دوسرے

88

سے تعلق رکھتے ہیں میں یقین کرتا ہوں کہ ایک ہی شخص کی کامیابی کے لیے زاید ہیں کہ ان کی نقالی کما حقہ ہو سکے مثلاً کمیڈی اور ٹریجڈی کا لکھنا جن کو تم ابھی نقالی کہہ چکے ہو۔ کیا تم نے نہیں کہا تھا۔

میں نے کہا تھا اور تم نے صحیح کہا کہ ایک ہی شخص دونوں میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

اور نہ ایک شخص رزمیہ اشعار کے پڑھنے اور ایکٹر کے پیشیوں کو ملا سکتا ہے۔

سچ ہے۔

نہیں بلکہ ایک ہی ایکٹر ٹریجڈی اور کمیڈی دونوں نہیں کھیل سکتا اور یہ سب فنون نقالی کے ہیں کیا نہیں ہیں؟

ہیں۔

ایڈیمانٹس معلوم ہوتا ہے کہ انسانی فطرت ان سے بڑھ کے باریک قسموں میں تقسیم ہو سکتی ہے لہذا ایک ہی شخص اکثر چیزوں کی نقالی کے قابل اچھی طرح نہیں ہے یا خود ان چیزوں کو عمل میں لانا جنکی یہ تشبیہیں ہیں۔

بالکل سچ ہے۔

پس اگر ہم پہلی رائے پر قائم رہیں کہ ہمارے محافظوں کو جملہ پیشوں سے سبکدوش کر دینا چاہیے تاکہ وہ اپنے ملک کی آزادی پیدا کرنے کا کامل فن حاصل کریں اور کوئی دوسرا پیشہ اختیار نہ کریں الّا ایسا پیشہ جس کا یہ نتیجہ ہو ان کو ضرور نہیں ہے کہ وہ کسی اور چیز کی مزاولت یا نقالی کریں اور اگر نقالی کریں تو بچپن سے جوان کے پیشہ کے مناسب ہو۔ بہادر، پرہیزگار، مذہبی، صاحب عزت اور مثل اس کے۔ لیکن کمینہ پن یا کسی اور قسم کی فرومایگی نہ عمل میں لائیں نہ نقل کریں ایسا نہ ہو کہ نقالی ان میں اصلیت کی جانب سے ہٹ کر متعدی ہو جائے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ نقل خواہ حرکات جسمانی یا لہجہ یا آواز یا طرز خیال کی اگر ابتدائے عمر سے جاری رکھی جائے تو عادت بن جائے گی اور طبیعت ثانیہ ہو جائے گی؟

89

یقیناً میں نے ملاحظہ کیا ہے۔

پس ہم ان لوگوں کو جن کی طرف ہماری توجہ مبذول ہے اور جن کو ہم چاہتے ہیں کہ نیک آدمی ہو جائیں اجازت نہ دیں گے کہ وہ عورت کی نقل کریں اور خود مرد ہوں خواہ عورت جوان ہو خواہ بوڑھی ہو یا کسی انسان کی فضیحت کریں یا لڑجھگڑ کے اور دیوتاؤں کے بارے میں لاف زنی کریں درآنحالیکہ (اس عورت کو) اپنی اقبالمندی کا یقین ہو یا مصیبت اور آلام مکافات میں مبتلا ہو اس سے زیادہ ہم ایسے شخص کی نقل کرنے سے مانع ہوں گے جو بیمار ہو یا عاشق ہو یا مصیبت میں ہو۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

پھر ہم ان کو اجازت نہ دیں کہ لونڈی غلاموں کی نقل کریں جو غلامانہ خدمت میں مصروف ہوں۔

نہیں ان کو ایسا نہ چاہئے۔

نہ بد آدمیوں کی (نقل کرنے دیں گے) یہ ظاہر ہو گا جیسے مثلاً بزدل اور عموماً وہ جن کا چال چلن اس کے برعکس ہو گا جس کو ہم نے بالفعل بیان کیا ہے وہ لوگ جو دوسروں کو گالیاں دیتے ہوں یا ہجو کرتے ہوں ایک دوسرے کی اور گالی گلوچ بکتے ہوں خواہ نشہ میں ہوں خواہ نہ ہوں یا ایسے کسی جرم کا ارتکاب کرتے ہوں دوسروں کے ساتھ خواہ آپس میں ایسے جرائم جن کے یہ لوگ قولاً یا فعلاً عادی ہوں۔ میں یہ بھی خیال کرتا ہوں کہ ہم کو نہ چاہئے کہ دیوانوں کی مشابہت کریں قول یا فعل سے۔ کیونکہ اگرچہ یہ جائز ہے کہ دیوانوں اور شریروں کو خواہ مرد ہوں خواہ عورتیں جانتے ہوں مگر نہ چاہیے کہ ان کے مثل کام کریں نہ ان کی نقل بنائیں۔

بالکل راست ہے۔

پھر کیا وہ آہن گروں کی یا دوسرے اہل حرفہ کی نقل کریں ان کے پیشہ کی یا جہاز کے کھینے والوں کی ڈانڈ کو ہاتھ میں لے کے یا ان کے ماجھوں کی یا اور کوئی مثل ان کے؟

غیر ممکن ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کیونکہ اجازت نہیں ہے کہ ان میں سے کسی کے کام کی طرف توجہ کریں۔

بار دیگر۔ کیا وہ گھوڑوں کے ہنہنانے بیلوں کے بمبانے یا دریاؤں کے تلاطم اور سمندروں کے آواز کی صدا یا دل کی گرج یا ایسے آثار کی نقالی کرے گا؟

نہیں ہم نے ان کو منع کر دیا ہے کہ وہ خود دیوانے بن جائیں یا دیوانوں کی نقالی کریں۔

پس اگر میں تمھارے مفہوم کو سمجھتا ہوں تو افسانہ گوئی میں ایک قسم کا طرز تحریر ہے جس کو ایک ذی عزت اور صاحب فضیلت اختیار کرتا ہے! جب اس سے کسی چیز کی محاکات کی درخواست کی جاتی ہے اور ایک قسم (طرز تحریر) کی جو اول کی مثل نہیں ہے جس کو ایسا شخص جو از روئے طبیعت اور تعلیم بالکل اول کے مخالف حریت رکھتا ہے ہمیشہ اختیار کرے گا۔

مہربانی کر کے بیان کیجئے دونوں قسمیں کیا ہیں؟ اس نے سوال کیا۔

90 پہلا یعنی نہایت منتظم سیرت کا شخص جب کوئی افسانہ کہنے لگتا ہے خواہ وہ تقریر ہو یا فعل ہو کسی نیک آدمی کا میرے خیال میں اس طرح بیان کرے گا گویا وہ اس قصہ کا موضوع ہے۔ اور اس قسم کی نقالی سے شرم نہ کرے گا اور نیک آدمی کی افسانہ گوئی کو ترجیح دے گا جب کہ اس کا چال چلن مستقل اور عاقلانہ ہو اور کمتر اس کا وقوع ہوگا اور دیانت کے ساتھ ہوگا جب وہ میزان سے گرا دیا جائے گا علالت کی وجہ سے یا عشق کے باعث سے یا سکر کی وجہ یا کسی اور طرح کی بدبختی سے مگر جب ایسی سیرت سے ملاقات ہوگی جو اس کے سزاوار نہیں ہے وہ اس کی نقالی پر راضی نہ ہوگا جو اس سے فروتر ہے الا لایعتد بہ وقت کے لیے جبکہ وہ آدمی نیک کرداری میں مصروف ہوگا اس کو نقالی سے شرم دامنگیر ہوگی۔ کچھ تو اس لیے کہ اس کو نقالی کی مزاولت نہیں ہے اور کچھ اس لیے کہ وہ اس عمل کو قطعاً

حقیر جانتا ہے اور ایسے لوگوں کی نقالی سے اور ذلیل لوگوں کے سانچے میں ڈھلے سے متنفر ہے البتہ محض دل بہلانے کے طور سے ہو تو اور بات ہے۔ ایسی ہی توقع رکھنا چاہیئے۔

تو کیا وہ اس طرز کو افسانہ گوئی کے کام میں نہ لائے گا جس کا ہم نے ابھی ذکر کیا تھا اور اسی اثنا میں ہومر کا حوالہ دیا تھا۔ پس اس کے طرز میں نقالی کو دخل ہوگا اور محض محاکات کو بھی اول اس کے طولانی بیان کا ایک چھوٹا سا حصہ ہوگا؟

کیا میرا یہ بیان بالکل غلط ہے؟

نہیں تم بالکل درست کہتے ہو کہ اس مقرر کا نمونہ کیسا ہوگا۔

مگر یہ ہے کہ اگر وہ شخص اس وضع کا نہ ہوگا تو وہ اور بھی حقیر ہے۔ اس کا میلان اس امر کی طرف ہوگا کہ افسانہ میں کسی بات کو فروگزاشت نہ کرے اور اس کے لیے کوئی شئے فرومایگی کی نہ ہوگی وہ سنجیدگی سے اس کی کوشش کرے گا کہ سامعین کے ایک جم غفیر کی موجودگی میں ہر چیز کی نقالی کی جائے گی بلا استثنا۔ بلکہ اُن آثار کی بھی جن کا مذکور ہوا۔ بادل کی گرج اور ہوا کا شور اور پہیوں اور چرخیوں کی گڑگڑاہٹ بگل اور بانسری کی آواز اور ہر قسم کے آلات ہی کی نہیں بلکہ کتوں کا بھونکنا بھیڑیوں کا ممیانا اور چڑیوں کا چہچہانا اس کے انداز تقریر میں یا تو محض آوازوں کی نقالی ہوگی یا افسانہ کا بھی شائبہ ہوگا۔

اس نے کہا ضرور یہی صورت ہوگی۔

پس یہ دو قسمیں طرز بیان کی ہیں جن کا میں نے ذکر کیا۔

سچ ہے یہی دونوں قسمیں طرز بیان کی ہیں۔

تم دیکھتے ہو کہ انتقالات جو واقع ہوتے ہیں ان دونوں سے ایک میں وہ خفیف ہیں اور اگر تم مناسب تالیف اور وزن میں طرز کے توافق پیدا کرو گے تو یہ تقریباً ممکن ہے صحیح خوانندگی کے لیے بغیر اندازہ مقررہ کو تبدیل کیے ہوئے ایک اسلوب پر جاری رہے۔ انتقال ناقابل غور ہے۔ اور اسی طرح

وزن کلام بھی باقی رہیگا ؟

ٹھیک یہی صورت ہے ۔

اچھا ۔ اور کیا دوسرے طرز میں جملہ اقسام کے اسالیب اور اوزان درکار نہیں ہیں بشرطیکہ وہ بجائے خود اچھی طرح پڑھا جاسکے کیونکہ اس میں لاتناہی انتقالات ہوتے ہیں ؟

قطعاً ایسا ہی ہے ۔

آیا کل شاعر اور افسانہ گو ان دو قسموں میں سے طرز بیان کے کسی ایک میں نہیں آتے یا اس طرز میں جو دونوں سے مرکب ہو کے بنا ہے ۔

ضرور ہے کسی ایک میں آئے ۔

پس ہم کیا کریں گے ؟ کیا ہم ان تینوں نمونوں کو اپنی ریاست میں داخل ہونے دیں گے یا ان میں سے صرف ایک کو یعنی یا تو مرکب قسم میں یا دونوں سے ایک یا دوسرے میں بسیط قسموں سے ؟

اگر میرا فیصلہ بکار آمد ہو تو صرف بسیط قسم میں جو کہ خالص ہے جس میں نیک آدمی کی نقل کی جاتی ہے ۔

تاہم اے ایدیا نطس مخلوط نمونے میں دلکشی ہے اور سب سے زیادہ دل کشی بچوں کے لیے اور ان کے کھلانے والوں کے لیے اور عوام کالانعام کے لیے اس کے برعکس ہے جس کو تم ترجیح دیتے ہو ۔

یہ سچ ہے ۔

مگر شاید تم کہو کہ یہ ہماری مشترکہ حکومت کی جودت کے لیے مناسب نہیں ہے کیونکہ ہمارے پاس دو قسم کے یا متعدد اقسام کے انسان نہیں ہیں کیونکہ ہر ایک کا صرف ایک ہی شیوہ ہے ۔

تم بالکل ٹھیک کہتے ہو ۔ یہ طریقہ مناسب نہیں رکھتا ۔ اور کیا یہ سبب نہیں ہے کہ ایسی ریاست میں جیسی ہماری ریاست ہے کسی اور ریاست میں نہ ہو ہم دیکھیں گے کہ موچی ہی ہے اور اسکے ساتھ ہی وہ ملاح نہیں ہے اور کسان کسان ہی ہے اور اس کے ساتھ ہی جوزی والا نہیں ہے اور سپاہی سپاہی ہے اور اس کے ساتھ ہی اہل حرفہ نہیں ہے اور اسی طرح

کل کا حال ہے؟

سچ ہے۔

پس یہ گمان غالب ہے کہ اگر کوئی آدمی ہمارے شہر میں وارد ہو ایسا ہوشیار جو اس قابل ہو کہ کوئی بھیس اختیار کرے اور کسی چیز کی نقل کرے اور تجویز کہ عوام الناس کو کوئی تماشہ اپنی ہنرمندی کا اور اپنی طبعزاد تصنیف کا دکھائے تو ہم اس کی عزت کریں گے کہ وہ ایک مقدس اور قابل قدر اور محبوب شخص ہے مگر ہم اس سے کہینگے کہ ہماری ریاست میں کوئی مثل اس کے نہیں ہے۔ اور ہمارا قانون ایسے شخصوں کو خارج کر دیتا ہے اور اس کے سر میں خوشبودار تیل ڈال کے اور اونی سربند اس کے سر پر رکھکر کسی اور شہر کو روانہ کر دیں گے مگر ہم خود اپنی حقیقی بہبود کے لیے ایسے شخص کو کام میں لائیں گے جو نفس کش اگرچہ اس کی شاعری چنداں دلفریب نہ ہو خواہ شاعر خواہ افسانہ نویس ہو جو ہمارے لیے نیکوں کے طرز بیان کی نقالی کرے اور اپنی تصنیف کو ایسے سانچے میں ڈھالے گا جن کا مذکور اولاً ہو چکا ہے۔ جب ہم اپنے سپاہیوں کی تعلیم میں مصروف تھے۔

ہم یقیناً ایسا ہی کریں گے اگر ہمارے مقدور میں ہو۔

پس اے میرے عزیز دوست معلوم ہوگا کہ ہم نے بتمامہ اس شعبۂ موسیقی کا بھی فیصلہ کر لیا ہے جو قصہ کہانی اور دوسرے حکایات سے متعلق ہے کیونکہ ہم نے بیان کر دیا ہے کہ کیا کہنا چاہیئے اور کس طرح کہنا چاہیئے۔

میں بھی یہی سمجھتا ہوں۔

پس میں نے کہا ہمارا دوسرا مضمون نغمہ اور ترانوں (گیتوں) کے بارے میں ہوگا۔ کیا ایسا نہیں ہے؟

یقیناً ایسا ہی ہے۔

پس اب کیا یہ مشکل ہوگا کسی شخص کے لیے کہ وہ دریافت کرلے کہ کیا کہنا چاہیئے ان کے بارے میں اور ان کی خاص کیفیت اگر ہم کو اپنے سابق نتیجہ کی مناسبت کا خیال ہو۔

92

اس موقع پر گلاکن نے تبسّم کیا اور یہ کہا مجھ کو یہ خوف ہے سقراط کہ میں لفظ "کوئی" میں داخل نہیں ہو سکتا یعنی میں اس وقت قابل تشفی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا اس باب میں کہ کن قسموں کو منظور کرنا چاہئے حالانکہ مجھکو بعض شبہات ہیں۔

میں مانتا ہوں کہ بہر طور تم بالکل اس قابل ہو کہ اس قدر کہہ سکو کہ ہر گیت کے تین جز ہوتے ہیں الفاظ، تال، میل۔

ہاں یہ میں کہہ سکتا ہوں۔

93

پس میں مانتا ہوں کہ کسی گیت کے الفاظ میں اور ایسے الفاظ میں جو موسیقی پر نہیں بٹھائے گئے ہیں کچھ فرق نہیں ہے اس حد تک کہ ان کی تالیف ان اصول کے موافق ہو جو ہم بیان کر چکے ہیں اور جن کے نمونے ہم نے مقرر کئے ہیں۔

سچ ہے۔

اور اس کو تسلیم کرو گے کہ تال میل الفاظ کے تابع ہوں۔

بلاشک۔

مگر ہم نے کہا تم جانتے ہو کہ الفاظ کی صورت میں ہم کو نوحہ اور شکائتیں مطلوب نہیں ہیں۔

نہیں ہم کو مطلوب نہیں ہیں۔

پس ماتمی تال کیا ہیں؟ بیان کرو کیونکہ تم موسیقی کا مذاق رکھتے ہو۔

مخلوط لڈیہ والے اور فوق لڈیہ والے اور یہ انھیں کی مثل ہیں۔

پس ان کی طرف ضرور التفات نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ بے سود ہیں حتیٰ کہ عورتوں کے لیے بھی جو نیک بختی کی خوگر ہیں مردوں کا کیا ذکر ہے۔

بالکل ایسا ہی ہے۔

اور تم اس کو تسلیم کرو گے کہ شراب خواری زنانہ پن اور کاہلی محافظوں میں بالکل نازیبا ہیں۔

بلاشک ہیں۔

پس کونسی تالیں زنانی اور خوش طبعی کے لیے ہیں؟
ایونانی اور للڈیہ والی جن کو لیکس (Lax) کہتے ہیں (یعنی آوارہ یا بیکار)
تو کیا اے دوست یہ تالیں اہل سیف کو سکھائی جا سکتی ہیں؟
کسی طرح نہیں۔ اور اگر میں غلطی نہ کرتا ہوں تو ان کے لیے ڈوریہ اور فریجنہ والے تم سے چھوٹ گئے ہیں۔
تالوں سے میں خود آگاہ نہیں ہوں۔ میں نے کہہ دیا تھا۔ پس یہ دیکھو کہ تم میرے لیے صرف اس تال کو چھوڑ دو جو مناسبت کے ساتھ لب و لہجہ بہادروں کا ظاہر کرتی ہے جو مبارزت میں مصروف ہو یا کسی سخت اور دشوار شغل میں جو کامیاب نہ ہو یا زخم کھائے یا مقتول ہو یا کسی اور مصیبت میں گرفتار ہو جائے ان تمام اتفاقات میں بغیر دبکے یا جھجکے ہوئے تقدیری صدمات کو برداشت کرے۔ ایک اور تال میرے لیے چھوڑ دو جو ایسے شخص کے احساسات کو ظاہر کرتی ہو جو کسی ایسے پیشہ میں مصروف ہو جو سخت اور شدید نہ ہو۔ سلامت روی کے ساتھ بلا کسی مجبوری کے۔ خواہ یہ ترغیب و تحریص عرض معروض ہو یا مناجات ہو کسی دیوتا سے یا تعلیم و نصیحت ہو کسی انسان کو یا بطور دیگر یا نصیحت یا ترغیب میں دوسرے شخص کے مصروف ہونا اور من بعد اپنی خواہش میں کامیاب ہونا اور غرور سے کام نہ کرنا بلکہ نصیحت ان جملہ واقعات میں سنجیدگی اور اعتدال سے کام روا ہونا اور اسی مزاج سے ہر نتیجہ پر ثبات و سکون سے کام لینا۔ یہ دونوں تالیں میرے لیے چھوڑ دو ایک ان میں سے شدید ہے دوسری میں سکون و وقار ہے چنانچہ بہترین نقالی کرنا ایسے لوگوں کے آہنگ سے ہم آہنگی کرنا جو مصیبت یا فراغت میں ہوں اعتدال اور شجاعانہ طریقہ ہے۔
اس نے کہا اچھا تم مجھ سے سفارش کرتے ہو کہ ٹھیک انھیں کو ترک کروں جن کا ابھی میں نے ذکر کیا
پس ہم کو ان گیتوں اور ساز کی سنگت کے لیے مختلف اقسام کے تار مطلوب نہ ہوں گے یا ایسا باجہ جس میں جملہ تال موجود ہوں مجھے یقین نہیں۔

94

پس ہم بربط کے اور دیس مریا کے اور ساز (جس میں متعدد تار ہوں اور اکثر تالوں کی سنگت کرتے ہوں) کے بنانے والوں کی پرورش نہ کرینگے۔
بظاہر نہیں۔
لیکن کیا تم اپنے شہر میں بانسلی بنانے والوں کو اور بانسلی بجانیوالوں کو داخل کرو گے؟ یا میں اپنے اس قول میں راست گو ہوں کہ بانسلی میں زیادہ تار ہوتے ہیں بہ نسبت کسی اور باجے کے اور یہ کہ خود پان ہارمونیم محض ایک نقل ہے بانسلی کی؟
بظاہر تم سچے ہو۔
پس تو سرود اور ستار باقی رہے جو شہر میں بکار آمد ہوں گے اور مضافات شہر میں چرواہوں کے پاس کسی قسم کی نے کام دیگی۔
پس کم از کم حجت ہم کو اسی پر دلالت کرتی ہے۔
پس یقیناً کسی بدعت کے مجرم نہیں ہوتے میرا دوست اپالو اور اپالو کے باجوں کو مرسیاس اور اس کے باجوں پر ترجیح دیتا ہے۔
نہیں میں درحقیقت خیال کرتا ہوں کہ ہم مجرم نہیں ہیں۔
اچھا تو میں نے کہا میں اقرار کرتا ہوں ہم نادانستہ شہر کو عیش پسندی کی حالت سے صاف و پاک کرتے رہے ہیں۔
اور یہ طرز عمل ہمارا عاقلانہ تھا۔
پس میں نے کہا آؤ ہم اپنے اس تصفیہ کو ختم کریں۔ تالوں کے بعد قانون اوزان بحور کی باری آتی ہے اس غرض سے کہ ہم ان کے انواع مختلفہ کا ارادہ نہ کریں یا یہ کہ بلا امتیاز جملہ حرکات کا مطالعہ کریں بلکہ یہ دیکھنا چاہئے کہ طبیعی اوزان کون سے ہیں جو ایک منتظم اور مردانہ زندگی کے لئے سزاوار ہیں اور جب ہم ان کو دریافت کرلیں تو چاہئے کہ رقص اور سرود کو اس سے مناسبت دیں تاکہ اس قسم کی زندگی کا احساس پیدا ہو نہ یہ کہ احساس کو اس رقص اور سرود کا تابع کریں۔ مگر وہ اوزان کیا ہیں یہ تمھارا کام ہے کہ ان کو بیان کرو جس طرح تم نے تالوں کو بیان کیا تھا۔

اس نے کہا نہیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ میں نہیں بیان کر سکتا۔ میں یقین کے ساتھ اپنے مشاہدات سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ خاص قسمیں تین ہیں جن میں جملہ حرکات کی تحلیل ہو سکتی ہے جیسا کہ آوازیں چار قسم کی ہیں جن میں تمام تالیں تحلیل ہوتی ہیں مگر کن اقسام کے اوزان کس قسم کی زندگی کو ظاہر کرتے ہیں میں نہیں کہہ سکتا۔

اچھا۔ میں نے کہا۔ ہم ڈیمن کو اپنے مشوروں میں اس مسئلہ کے لیے طلب کریں گے کہ کون سے حرکات مشابہ ہیں کمینہ پن اور تمسخر سے یا دیوانگی اور دوسری برائیوں کے ساتھ اور کن اوزان کو ان کے مقابل صفات کے لیے چھوڑ دینا چاہیے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے اس کو سنا ہے کہ اجمالاً ایک مخلوط رزمیہ وزن کا حوالہ دیتا ہے اور ایک اور وزن ہے جو تین مقطعوں (ایک ثقیل اور دو خفیف مقطعوں) سے مرکب ہے اور ایک تیسرا ہے جو شجاعانہ ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کس طرح مرتب کیے جاتے ہیں اور یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ہر رکن کا اتار چڑھاؤ ایک دوسرے کے متوازن ہے ان کو مقطعہ ممدودہ اور مقصورہ میں تحلیل کرتے ہیں اور ایک رکن کا نام ایامبس ہے اگر میں غلطی نہ کرتا ہوں اور ایک کا نام ٹروکی ہے اور ان کے ساتھ علامت مد اور قصر کی لگاتے ہیں اور ان میں سے بعض کے ساتھ پیادہ کی رفتار کو بھی الزام دینگے یا تعریف کرینگے نہ کہ وزن کو یا دونوں کو میں ٹھیک نہیں کہہ سکتا۔ لیکن ان مسائل کو ڈیمن کے حوالے کرو جیسا کہ میں نے قبل اس کے کہا تھا کیونکہ ان کا فیصلہ کرنے کے لیئے مختصر بحث کافی نہ ہو گی یا تم اس کے خلاف خیال کرتے ہو؟

نہیں بیشک میں ایسا نہیں کرتا۔

لیکن اس نکتہ کو تم طے کر سکتے ہو کہ حسن و قبح اچھے یا برے وزن کا خاصہ ہے؟

بلاشک ایسے ہی اوزان ہیں۔

اور اچھے اور برے وزن تمثیل کے عمل سے نتائج ہیں اچھے طرز کے یا اسکے مقابل کے حسب ترتیب اور یہی حال اچھی یا بری تال کا ہے یعنے اگر وزن اور تال الفاظ سے مناسبت رکھتے ہوں نہ کہ الفاظ ان کے مناسب ہوں جیسا کہ

ابھی کہا گیا تھا بلاشک وہ خود الفاظ کے ساتھ مناسب ہوں۔
لیکن تم طرز بیان اور الفاظ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ کیا ان کا
نفس کے اخلاقی مزاج سے تعین نہیں ہوتا؟
بلاشک ان کا تعین ہوتا ہے۔
اور باقی سب کا طرز بیان سے ہوتا ہے؟
ہاں۔ 96
پس عمدہ زبان اور اچھی تال اور شان اور عمدہ وزن یہ سب موقوف
ہیں نیک طبیعت پر جس سے میری مراد وہ سادہ لوحی نہیں ہے جس کو ہم
حسن اخلاق سے نیک طبعی کہتے ہیں بلکہ ایسا ذہن جو درحقیقت نیکی اور شرافت
اس کی اخلاقی ساخت میں داخل ہے۔
ٹھیک ایسا ہی ہے۔
پس کیا ہمارے نوجوانوں کو ہر موقع پر ایسے صفات کی پیروی نہ
چاہئے اگر ہم یہ چاہتے ہوں کہ وہ اپنا وظیفہ بجا لائیں؟
ہاں ان کو ایسا ہی لازم ہے۔
اور یہ صفات میں سمجھتا ہوں کہ مصوری اور ایسے ہی دوسرے فنون میں
کماحقہ دخل رکھتے ہیں۔ لور بافی اور زردوزی اور تعمیرات میں اور تمام ظروف
سازی میں عموماً نہیں بلکہ جملہ ذی حیات اجسام میں اور تمام نباتات میں کیونکہ
ان سب میں زیبائش اور بد زیبی کی جگہ پاتی ہے۔ اور عدم زیبائش اور
وزن اور تال کو قریبی تعلق ہے خراب طرز اور بدخصلت سے در آنحالیکہ
ان کی موجودگی تعلق رکھتی ہے اور مظہر ہے ان کے مقابل صفات
یعنی شجاعت اور اعتدال مزاج کی۔
تم بالکل درست کہتے ہو۔
جب یہ صورت ہے تو کیا ہم کو شعرا کی تنظیم پر حصر کرنا چاہئے اور
ان کو مجبور کرنا چاہئے کہ اپنی تصنیفات میں عمدہ اخلاقی سیرت کی تصویر کشی کریں
ورنہ تصنیف کرنا ہم لوگوں میں ترک کر دیں یا ہم کو چاہئے کہ اپنے انتظام کو

ہر پیشہ کے استادوں تک بھی وسعت دیں اور ممنوع قرار دیں کہ بدطینتی اور آوارگی اور فرومائگی اور بدزیبی خواہ تصویروں پر حیوانات کی یا عمارات پر یا ایسی کسی دست کاری پر؛ بالکلیہ روک دیں اگر وہ باز نہ آئیں تو ان کو اپنے شہر میں کام نہ کرنے دیں تاکہ ہمارے محافظ بدکاری کی تصویروں میں پرورش نہ پائیں یا ناقابل ہضم چراگاہوں میں کم از کم ہر جگہ انتخاب کرکے بہت کچھ ذخیرہ کرلیں اور اس کو کھاتے رہیں یہاں تک کہ وہ نامعلوم طور سے برائی کی ایک کثیر مقدار بدی کی باطن میں اپنے نفس کیلئے جمع کرلیں؟ کیا اس کے برخلاف ہم کو لازم ہے کہ دوسری وضع کے کاریگر تلاش کریں جو اپنی جودت طبع کی قوت سے حسن اور شان وشوکت کا سراغ لگائیں تاکہ ہمارے نوجوان جو صحت بخش مقامات میں سکونت رکھتے ہیں ہر مقام سے شراب خوشگوار نوش کرتے رہیں جہاں نیک کاموں سے فیضیاب ہوں اور اس کے انوار سے ان کی آنکھیں روشن ہوں یا ان کے کانوں میں خوش آیند آوازیں پہنچیں جیسے صحت بخش ہوا کے جھونکے صحت بخش زمینوں سے صحت بخشتے ہیں اور ریعان حیات سے اس طرح ان کو نفع بخشتے ہیں کہ ان کو خبر تک نہیں ہوتی اور مماثلت سے محبت اور یکاری ان میں سما جاتی ہے اور حقیقی حسن عقلی کے مرتبہ پر فائز ہوتے ہیں۔ 97

اس نے جواب دیا کہ ایسی طبیعت کا کیا کہنا۔

پس لے گلاکن ان وجوہ سے ہم موسیقی کی تعلیم کو ایسی اعلیٰ درجہ کی اہمیت دیتے ہیں۔ کیونکہ وزن اور تال نفس کے باطنی طبقوں میں سرایت کرتے ہیں اور نفس پر قابض ہو جاتے ہیں اور زیب و زینت ان کے ساتھ ہوتی ہے اور انسان کو شاندار بنادیتی ہے اگر اس کی طبیعت مستقیم ہو اور اگر نہ ہو تو اس کے خلاف ہوگا؟ اور بھی اس سبب سے کہ اس کی پرورش عمدگی سے ہوئی ہے تو عیوب پر اسکی نظر پہنچیگی خواہ فنون کی ناکامی سے ہو خواہ طبیعت کی کجی سے ہو اور یہ عیوب اسکو مکروہ نظر آئیں گے وہ خوبصورت چیزوں کا معرف ہوگا اور اس کا نفس ان کو قبول کرلے گا اور وہ اس کے نفس کی غذا ہوگی اور وہ شریف اور نیک ہو جائیگا۔ درحالیکہ وہ نفرت انگیز چیزوں کی مذمت کرے گا بچپنے ہی سے قبل اس کے کہ

وہ ان پر عقل آرائی کر سکے اور جب عقل آئے گی تو وہ اس کا خیر مقدم دل و جان
سے کرے گا اور کون اس طرح اس کا عارف ہو سکتا ہے جیسے عزیز کو عزیز پہچانتا
ہے اس کی تو پرورش ہی اس طریقہ سے ہوئی ہے؟
مجھے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ اس نے کہا۔ کہ موسیقی کی تعلیم کے ایسے
ہی اسباب ہیں۔ میں نے کہا پڑھنا سیکھنے کے لیے ہم حد اعتدال تک کامل سمجھے
گئے تھے جوں ہی ہم حرف شناس ہو گئے چند ہی حرف ہیں جو موجودہ الفاظ میں منتشر
ہیں اور ہم نے کبھی ان کی تحقیر نہیں کی خواہ چھوٹے سے لفظ میں ہوں خواہ بڑے
لفظ میں جس سے گویا یہ ظاہر نہ ہو کہ ہم نے ان کو نہیں پہچانا بلکہ ہم کو یہ شوق
تھا کہ وہ جہاں کہیں ہوں ہم ان کی شناخت کر لیں ہم کو یقین تھا کہ اگر ہم نے
ان کو نہ پہچانا تو ہم خواندہ نہ ہوں گے
سچ ہے۔
کیا یہ سچ نہیں ہے کہ اگر ہم حرفوں کی صورت کے عکس کو ٹھیرے ہوئے
پانی میں خواہ آئینہ میں نہ شناخت کر سکیں گے اگر ہم حرفوں کو نہ جانتے ہوں گے
کیونکہ علم خواہ عکس کا ہو خواہ اصل شئے کا ایک ہی فن اور ایک ہی تحصیل (مطالعہ)
سے تعلق رکھتا ہے؟
یہ بالکل صحیح ہے۔
پس براہ عنایت تمثیل سے گزر کے ممثل کی طرف رجوع کر کہ ہم اسی طرح
حقیقتاً موسیقی داں نہیں ہو سکتے نہ ہم خود اور نہ وہ محافظین جن کو ہم تعلیم دینا چاہتے ہیں
جب تک کہ ہم حقیقی صورتیں اعتدال کی اور شجاعت کی اور سخاوت کی اور خیرات
کی نہ جانتے ہوں اور ان سب چیزوں کی جو ان کی مماثل ہیں اور ان چیزوں کی بھی جو
ان کے مقابل ہیں جہاں کہیں وہ منتشر ہوں اور پہچان لیں جہاں کہیں وہ خود پائی
جائیں یا ان کی صورتیں اور ان کو حقیر نہ جانیں خواہ چھوٹی چیزوں میں ہوں
خواہ بڑی چیزوں میں اور یقین کریں کہ علم ان کی صورتوں کا اور ان کی تصویروں
کا ایک ہی فن اور تحصیل سے تعلق رکھتا ہے؟
لامحالہ ایسا ہی ہونا چاہیے۔

پس یقیناً ایسے شخص کے لئے جو دیکھنے کی آنکھ رکھتا ہے کوئی نظارہ اس سے خوبصورت نہ ہوگا جیسا کہ ایک انسان کا جو جمال سیرت اخلاقی حسن کے ساتھ ہی جمال صورت بھی نفس میں رکھتا ہے اور دونوں میں مطابقت اور موافقت ہے کیونکہ ایک ہی بڑا نمونہ دونوں میں دخل رکھتا ہے۔

کوئی نظارہ اس سے زیادہ خوبصورت نہیں ہو سکتا۔

اور تم تسلیم کروگے کہ جو سب سے زیادہ خوبصورت ہے وہی سب سے زیادہ محبوب ہے۔

بلاشک، ایسا ہی ہے۔

پس درحقیقت موسیقی سے آراستہ شخص ایسے لوگوں کو دوست رکھے گا جس میں کامل طور سے جمال معنی (اخلاق) اور جمال صورت (طبعی حسن) دونوں جمع ہوں اور ایسے شخص کو دوست نہ رکھے گا جس کے ظاہر اور باطن میں اختلاف ہو۔

نہیں دوست نہ رکھے گا اگر نفس میں کوئی نقصان ہو لیکن ظاہر میں کوئی داغ ہو تو وہ برداشت کرلے گا اور خوش خلقی سے اس پر نظر کرے گا۔ میں نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ تم اب رکھتے ہو یا بیشتر ایسا کوئی دوست رکھتے تھے

پس میں نے تمہارا غلبہ مان لیا۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ آیا افراط مسرت اعتدال کے ساتھ موافقت رکھتی ہے؟

کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ یہ ذہن کو بیقرار کر دیتی ہے جیسے الم؟

کیا نیکی کے ساتھ عموماً کوئی موافقت ہے؟

ہرگز نہیں۔

اچھا تو پھر سیہ مستی اور آوارگی کے ساتھ کوئی اشتراک ہے؟

بلاشک اس کو تعلق ہے۔

کیا تم کسی ایسی مسرت کا نشان دے سکتے ہو جس میں جوشش عشق کی کارفرمائی سے زیادہ لذت ہے؟

میں نہیں نشان دے سکتا نہ ایسی کوئی لذت جو دیوانگی کی شورش کی حد تک پہنچی ہو۔ مگر کیا جائز محبت کا یہ اقتضا نہیں ہے کہ ایک باقاعدہ

صاحب۔ حسن محبوب کی جستجو کی جائے جو سلامت روی اور معتدل مزاج رکھتا ہو
پس جو چیز دیوانگی کے مثل ہے اور شہوت پرستی جائز محبت کو نہیں پہنچی۔
اس کو نہ پہنچنا چاہئے۔
پس جو لذت زیر بحث ہے اس کو نہ پہنچنا چاہئے۔
نہ کوئی عاشق یا اس کا معشوق جس کی صحبت کا مبادلہ جائز طور پر ہو
اس دیوانگی یا شورش سے کوئی تعلق نہیں رکھتے ہیں۔

99

سقراط نہ چاہئے کہ ایسا تعلق ہو۔
پس بظاہر اس ریاست میں جس کو ہم ترتیب دے رہے ہیں تم کو
چاہئے کہ ایسا قانون نافذ کرو کہ کوئی جو کسی معشوق کا گرویدہ ہو اور اس کی صحبت
میں اکثر جاتا ہو اور اس سے بغل گیر ہو جیسے باپ بیٹے ملتے ہیں اس کی خوبصورتی
کی نظر سے بشرطیکہ اس کی رضامندی حاصل ہو تاہم دوسرے معاملات میں
وہ اس طرح اپنے راہ و رسم کو اس طور سے اپنے محبوب کے ساتھ منتظم کرے
کہ اس کی بے تکلفی کا حد سے زیادہ تجاوز کرنا مشتبہ نہ ہو ورنہ بد مذاقی اور ناشائستگی
کے لئے ملامت کیا جائے گا اگر وہ اس کے خلاف عمل کرے۔
ہم ایسا ہی کریں گے۔
تو کیا تم میرے ساتھ اس امر پر اتفاق کرو گے کہ ہمارا نظریہ موسیقی کا تکمیل
کو پہنچ گیا۔ بہرطور وہیں پر ختم ہوا جہاں ختم ہونا تھا۔ کیونکہ موسیقی کا خاتمہ
حسن دوستی پر ہونا چاہئے۔
اس نے کہا میں تم سے اتفاق کرتا ہوں۔
جمناسٹک (ورزش) موسیقی سے دوسرے مرتبہ پر ہے نوجوانوں کی تعلیم
میں۔
بلاشک۔
بلاشبہ ایک باخبر تعلیم جمناسٹک اور موسیقی میں ان کے بچپن سے
شروع ہونا چاہئے اور عمر بھر جاری رہنا چاہئے۔ مگر میری رائے میں رائے
صائب یہ ہے۔ تم بھی غور کرو کہ تم کیا خیال کرتے ہو۔ میرا الیقین یہ ہے کہ

اچھا بدن اپنی خوبی سے نفس کو عمدہ نہیں کر سکتا بلکہ بخلاف اس کے عمدہ مہذب نفس اپنی خوبی سے بدن کو کامل بنا سکتا ہے تا حد امکان تمھاری کیا رائے ہے۔
ٹھیک اسی طرح ہے۔
ہم کہہ چکے ہیں کہ اشخاص زیر بحث، چاہیے کہ نشے سے اجتناب کریں کیونکہ میری رائے میں محافظ دنیا میں سب کے بعد ایسا شخص ہے جس کو ایسی حالت سکر میں ہونے کی اجازت دی جا سکے کہ اس کو یہ نہ معلوم ہو کہ وہ کہاں ہے۔
سچ ہے کہ یہ مضحکہ کی بات ہے کہ محافظ کو خود ایک محافظ کی ضرورت ہو۔
لیکن کھانے کے بارے میں:۔ ہمارے آدمی مبارز ہیں ایک عظیم الشان دنگل میں۔ کیا نہیں ہیں؟

100

ہیں۔
پس بدن کی عادت جو کہ تعلیم یافتہ مبارز کسی اکھاڑے کے پیدا کرتے ہیں وہ ایسے لوگوں کے لئے مناسب ہے؟
شاید یہی ہو۔
اچھا تو یہ ایک خواب آلودہ قسم کی تدبیر غذا ہے اور ایک مشکوک حالت صحت کی پیدا کرتی ہے۔ کیونکہ کیا تم یہ نہیں مشاہدہ کرتے کہ لوگ باقاعدہ تعلیم میں تمام عمر سوتے رہتے ہیں اور اگر وہ مجوزہ خوراک سے ذرا سا بھی اختلاف کرتے ہیں تو ان پر امراض کا حملہ ہوتا ہے سب سے بدتر صورتوں میں؟
میں نے مشاہدہ کیا ہے۔
پس اسی تدبیر کی ضرورت جس پر اچھی طرح غور ہو چکا ہے ہمارے جنگی پہلوانوں کیلئے درکار ہے جو پاسبان کتوں کی طرح بیدار ہوں اور ان میں انتہا کی چستی اور چالاکی ان کی نظر بھی تیز ہو اور کان بھی اور وہ محنت کے عادی ہوں کہ جب خدمت پر ہوں تو آب و غذا میں ہر تبدیلی کے معتاد ہوں اور انقلابات ہوائے گرم امس اور طوفان سرمائی سے ان کی صحت پر خراب اثر

نہ پڑے۔

مجھے یقین ہے کہ تم حق پر ہو۔

پس بہترین جمناسٹک (ورزش) اور موسیقی دونوں بہنوں کی طرح رفیق ہوں جس کا ذکر ابھی ہو چکا ہے؟

تمھاری کیا مراد ہے؟

میں خیال کرتا ہوں کہ یہ ایک سادہ معتدل نظام ہو گا جو مجاہدین کے لیے تجویز کیا گیا ہے۔

یہ کس طرح کا ہو گا؟

اس مقصد پر ہم ہومر سے بھی سبق لیں گے۔ تم جانتے ہو کہ وہ پہلوانوں کی دعوتوں میں وہ کبھی مچھلی اُن کے آگے نہیں رکھتا اگرچہ وہ ہلسپانٹ (Hellespont) کے ساحل پر ہیں اور نہ ابلا ہوا گوشت بلکہ صرف کباب جس کو سپاہی فوراً پا سکتے تھے کیونکہ ہر جگہ کھا سکتے ہیں صرف آگ کے استعمال میں نہایت سہولت ہے بنسبت اس کے کہ پتیلے اور ماہی تابے لئے پھریں۔

یقیناً

اور نہ ہومر نے جہاں تک مجھکو ٹھیک یاد ہے ایک لفظ بھی چٹنی کے بارے میں نہیں کہا بہر طور جو لوگ تعلیم سے تعلق رکھتے ہیں ان سب کو اور ہومر کو بھی کہ جو شخص اچھی حالت میں رہنا چاہتا ہے چاہئے کہ جملہ تکلفات سے اجتناب کرے کیا ایسا نہیں ہے؟

وہ سب جانتے ہیں اور ان چیزوں سے اجتناب کرنے میں حق پر ہیں۔

101 پس اے میرے نیک دوست ظاہر ہے کہ تم سراکوسہ کی ضیافت کو پسند نہیں کرتے اور صقلیہ کے الوان طعام کو اگر تم اس اجتناب کو برحق تصور کرتے ہو۔

میں سمجھتا ہوں کہ میں پسند نہیں کرتا۔

پس تم ایسے مردوں کے لئے جو اچھی جسمانی حالت میں رہیں کارنتھ کی

کنواری عورتوں کے ساتھ ذوق شوق کو بھی ناپسند کرتے ہو۔
یقیناً میں ناپسند کرتا ہوں۔
پس تم اثینہ کی مشہور مٹھائیوں کو بھی بُرا سمجھتے ہو؟
بے شک میں ایسا ہی کرتا ہوں۔
فی الواقع میں سمجھتا ہوں کہ یہ ناواجب نہ ہوگا اگر یہ کل نظام خوراک اور بسر اوقات کا اس موسیقی اور گانے بجانے سے مقابلہ کیا جائے جو پان ہارمونیم سے مناسبت رکھتا ہے اور ہر قسم کے اوزان پر کہا جاتا ہے۔
بلاشک یہ نہایت درست مقابلہ ہے۔
پس کیا یہ درست نہیں ہے کہ جس طرح موسیقی کا اختلاف نفس میں برہمی کا باعث ہوتا ہے اسی طرح اس صورت میں جسمانی بیماری پیدا ہوتی ہے درحالیکہ جمناسٹک کی سادگی صحت پیدا کرتی ہے جس طرح موسیقی کی سادگی اعتدال پیدا کرتی ہے؟
بالکل درست۔
لیکن جب برہمی اور بیماری کسی شہر میں بکثرت ہو جاتی ہے تو کیا قانونی محکمے اور بیمارستان متعدد کھل جاتے ہیں اور قانون اور طب اپنا سربلند کرتے ہیں اور ایک تعداد کثیر شریف زادوں کی بھی ان پیشوں کو شوق سے اختیار کر لیتے ہیں؟
اس کے سوا ہم کیا توقع کر سکتے ہیں؟
اس سے زیادہ کیا نمایاں ثبوت اس امر کا ہو سکتا ہے کہ کسی ریاست میں خراب تعلیم جاری ہے جبکہ اعلیٰ درجہ کے طبیب اور اہل جوری کی مانگ ہے نہ صرف ادنیٰ ذات کے مزدوروں میں بلکہ ان لوگوں میں بھی جو بزرگ خاندان اور شرافت کا دعویٰ کرتے ہیں؟ کیا تم کو یہ رسوائی نہیں معلوم ہوتی اور قوی ثبوت ناقص تعلیم کا اور بمجبوری انصاف دوسروں سے طلب کیا جاتا ہے امرا اور قضاۃ کے مرتبہ پر کیونکہ وطن میں انکی کمیابی ہے؟
اس سے زیادہ کیا فضیحت ہوگی۔

کیا تم اس کو کم رسوائی خیال کرتے ہو جبکہ ایک شخص نہ صرف ایک بڑا حصہ اپنی زندگی کا محکموں میں مدعی یا مدعا علیہ کی حیثیت سے گزارے بلکہ فی الواقع اس میں یہ فرومایگی ہو اور اس بات پر کہ وہ ارتکاب جرائم میں کامل ہے فخر کرے اور وہ مکر و فریب میں کمال رکھتا ہو اور نئی نئی چالیں چلکے تعذیر سے بچتا رہے اور انصاف کی گرفت سے نکل جاتا ہو اور سزا سے بچ جاتا ہو اور ان نکمی باتوں میں پڑکے یہ نہ جانتا ہو کہ کسقدر شریفانہ اور بہتر ہوتا اگر اس کی زندگی اس طرح کی ہوتی کہ اس کو کبھی کسی خواب آلودہ (غفلت شعار) قاضی کی ضرورت نہ ہوتی؟

نہیں یہ اس سے زیادہ فضیحت ہے؟

اور کیا تم طبی امداد کو قابل شرم خیال نہیں کرتے اگر زخم کے لئے یا فصلی بیماری کے لئے نہ ہو۔ اور اس کا مطلوب ہونا میرے نزدیک ہماری سستی اور کاہلی کے سبب سے اور اس زندگی کی وجہ سے جو ہم بسر کرتے ہوں اور ہم میں ایسے مواد جمع ہوجائیں رطوبت اور ریاح مثل دلدلوں کے جس کو ایسکلیپیوس کے چالاک فرزند بمجبوری بیماریاں کہتے ہیں اور نفخ اور زکام ان کے نام رکھتے ہیں۔

یقیناً یہ نہایت عجیب اور نوایجاد نام بیماریوں کے ہیں۔

یہ بیماریاں ایسکلیپیوس کے عہد میں نہ تھیں جیسا کہ میرا خیال ہے میں اس سے قیاس کرتا ہوں کہ ٹرائے میں جب یوریپیلوس زخمی ہوا تو اس کے لڑکوں نے عورتوں کو الزام نہیں دیا جب انھوں نے اس کو پرامنیہ کی شراب پلادی اور اس پر بکثرت جو کا دلیہ چھڑک دیا اور اوپر سے پنیر ٹھونس دیا جسکو تم ایسا مرکب خیال کروگے جو سوزش پیدا کرتا ہے اور نہ انھوں نے پیٹروکلس کو ملامت کی جس نے خود اپنے زخم باندھ لیے۔

یقیناً اس نے کہا یہ ایک عجیب قسم کا شربت تھا جو ایک انسان کو ایسی حالت میں دیا گیا۔

نہیں اگر تم اس بات پر غور کرو کہ اگلے زمانے میں ہیروڈکس کے

عہد تک ہم نے سنا ہے کہ اسکلیپیوس کے شاگرد موجودہ طریقہ طب کا نہیں کام میں لاتے تھے جس میں امراض کی اسی طرح تیمارداری کی جاتی تھی جیسے امراز دول کے خادم اپنے آقا کی خدمت کرتے ہیں مگر ہیروڈکس خود معلم استاد تھا اور اس کی صحت خراب تھی اس نے اس طرح طب اور جمناسٹک کو ترکیب دیا اس نے پہلے خود اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالا اور پھر اپنے بعد اور بہت سے لوگوں کو۔ یہ کیونکر؟

اس نے موت کے زمانے کو طول دیا اور مرض کے ساتھ جو مہلک تھا قدم بقدم چلتا رہا اور چونکہ وہ میری رائے میں صحیح وسالم نہیں ہو سکتا تھا زندگی بھر عذاب میں رہا اگر کبھی اس نے اپنی معمولی غذا میں تغیر کیا گویا وہ موت سے لڑتا رہا اس چالاکی سے وہ بڑھاپے تک جھیل لے گیا۔

اس نے اپنی ہنرمندی کا کیا خوب انعام پایا۔

میں نے کہا یہی امید ہو سکتی ہے ایسے شخص سے جو یہ: جانتا ہو کہ اسکلیپیوس اس قسم کے علاج سے ناواقف تھا یا اس نے اس پر عمل نہ کیا تھا، کہ اس نے اپنی اولاد کو یہ نہیں بتایا۔ بلکہ اس وجہ سے کہ وہ باخبر تھا کہ تمام منتظم 103 جماعتوں میں ہر کارے وہر مردے ریاست میں ہر شخص کا ایک معینہ کام ہے جو اس کو کرنا چاہیئے اور کسی کو اتنی فرصت نہیں ہے کہ وہ طبیب کے پاس پڑا رہے اس واقعہ کو محنت کش آبادی میں ہم ملاحظہ کرتے ہیں البتہ ایسے لوگوں میں جو دولت مند اور خوشحال مشہور ہیں یہ بے ترتیبی جو لغویت سے خالی نہیں ہم اس کو نہیں پاتے۔

اس نے دریافت کیا یہ کس طرح؟

میں نے جواب دیا جب ایک نجار بیمار ہو تو اس کو توقع ہوتی ہے کہ اس کا طبیب اس کو دوا پلائے گا جس سے مرض دفع ہو جائے گا استفراغ اور مسہل سے یا آخر الدواء الکئی (داغ دیا جائے گا) یا کوئی عمل جراحی ہوگا لیکن اگر کوئی اس کے لئے ایک طولانی تدبیر غذا کی تجویز کرے اور سر میں پٹیاں بندھوائے اور اس کے ساتھ اور معالجات جو مناسب ہوں تو

وہ ایسے طبیب سے بہت ہی جلد یہ کہے گا کہ مجھ کو بیمار رہنے کی مہلت نہیں ہے اور مجھ کو زیبا نہیں ہے کہ اس طرح زندہ رہوں اور اپنے ذہن کو مرض میں مصروف کروں اور اپنے پیشہ سے غفلت کروں وہ طبیب کو سلام کر کے اپنے کام میں مشغول ہو جائے گا یا تو اس کو صحت ہو جائیگی اور اپنا کام کرتا رہیگا اور اگر اس کا جثہ برداشت کے قابل نہ ہوگا تو موت اس کی تکلیفوں کا خاتمہ کر دے گی۔

ہاں۔ اور ایک انسان کے لیے جو اس رتبہ پر زندگی کے ہو طبّی امداد کا یہ مناسب استعمال ہے۔

یہ اس لئے کہ وہ ایک کام کرتا ہے۔ اگر وہ اس کام کو نہ کر سکا تو اسکا جینا بیکار رہے؟

بالکل ظاہر ہے۔

مگر امیر آدمی کو ایسا کوئی کام نہیں ہے جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں کہ وہ اس کام کو پورا نہ کر سکے اور ادھورا چھوڑ دے تو زندگی اس کی بیکار رہے۔

نہیں یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس کی زندگی بے سود ہے۔

کیا تم نے فوسیلیدس کا قول نہیں سنا وہ کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص معاش رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ نیکی کی مزاولت کرے۔

ہاں اور میں خیال کرتا ہوں کہ اس سے پیشتر بھی۔

میں نے کہا اس مضمون پر ہمارے اس کے کوئی مناقشہ نہیں ہے مگر ہم کو اس سے باخبر ہونا چاہئے کہ آیا امیروں کو نیکی کی مزاولت لازم ہے اس طرح کہ اگر وہ ایسا نہ کریں تو زندگی ان کی بیکار رہے یا یہ کہ دائم المرض ہونا اگرچہ نجار کے کام کی مانع ہے اور دوسرے فنون کی بھی لیکن فوسیلیدس کے حکم کی بجا آوری کی مانع نہیں ہے۔

نہیں سچ تو یہ ہے کہ مجھے یقین ہے بدن کے غور و پرداخت سے جو جمناسٹک کی حد سے تجاوز کر جائے اس سے زیادہ کوئی چیز موجب پریشانی نہیں ہے خواہ انسان خانگی کام میں مصروف ہو خواہ میدان میں ہو خواہ قاضی کی مسند

پر وطن میں متمکن ہو۔

مگر سب سے بدتر یہ ہے کہ یہ تکلیف دہ حارج ہے سب قسم کی تحصیل کے لئے اور تامل کے لیے اور باطنی غوص کے لئے ہمیشہ یہ توہم رہتا ہے کہ درد سر ہے یا دوران سر ہے اور فلسفہ کو مجرم قرار دیتا ہے کہ اس سے پیدا ہوتا ہے لہٰذا ایسکی کی مزاولت اور ثبوت جو عقلی مطالعہ سے ہوتا ہے یہ اس کا صریحی مانع ہے کیونکہ اس کی وجہ ہر شخص اپنے کو بیمار خیال کرتا ہے اور صحت کی طرف سے وہ کبھی تشویش سے خالی نہیں رہتا۔

ہاں یہ اس کا طبیعی اثر ہے۔

تو کیا ہم یہ مانیں کہ اسکلیپیوس ان امور سے باخبر تھا اور اس نے صحت بخش فن کو ان لوگوں کے فائدہ کے لیے جس کی ساخت از روئے طبیعت سالم تھی پیدا کیا اور جو زندگی بسر کرنے کی عادتوں سے مرض عارض نہ تھا لیکن کوئی خاص شکایت رکھتے تھے اور اس نے اس کے مرض کو دواؤں سے اور نشتر کے استعمال سے دور کردیا اور ان کے معمولی پیشہ میں کوئی ہرج نہیں واقع ہوا کہ اس سے ریاست کے کام میں خلل پڑتا لیکن جس صورت میں کہ ساخت میں بالکل خرابی تھی اس نے ایسی بدبخت زندگی کے طول دینے کی کوشش نہیں کی ایسی تدابیر سے کہ نظام بدن سے کچھ خارج کیا اور کچھ داخل کیا اور مریضوں کو بچہ کشی کی اجازت دی کہ جیسے وہ علیل تھے ویسی ہی اولاد پیدا کریں اور طبی علاج کو ایسے مریض کے لیے جو اپنی خدمت مفوضہ کو انجام نہ دے سکے ایسا شخص نہ خود اپنے لئے مفید ہے اور نہ ریاست کے لئے۔

تم یہ خیال کرتے ہو کہ اسکلیپیوس بڑا مدبر سلطنت تھا۔

صاف ظاہر ہے کہ ایسا ہی ہے۔ اور چونکہ وہ اس قسم کا انسان تھا اسکے لڑکے ٹرائے کے میدان میں جو جنگ ہوئی تھی کیسے بہادر ثابت ہوئے اور وہ صحت بخش فن کو اسی طرح کام میں لائے جس طرح میں نے بیان کیا تھا۔ کیا تم بھول گئے جب مینلاس پنڈارس کے نیزہ سے زخمی ہوا

خون کو زخم کاری سے چوس کر ہلکی بوٹیاں اس پر لگادیں۔"

مگر اس کے بعد اس کے کھانے یا پینے کے لیئے نہ اس صورت میں کچھ تجویز کیا نہ یوریپیلوس کے لئے۔ یہ سمجھ کے کہ جڑی بوٹیاں ایسے لوگوں کے شفا بخشنے کے لیئے کافی ہیں جو زخمی ہونے سے پہلے صحیح و سالم تھے اور ان کی زندگی کا طریقہ باقاعدہ تھا اگرچہ انھوں نے اتفاقاً دوسرے وقت ایک مرکب جو کے دلیہ اور شراب اور پنیر کا پیا ہو مگر وہ جن کی ساخت میں علالت اور بے اعتدالی تھی ان کے بارے میں انھوں نے خیال کیا کہ ایسے شخص کی زندگی نہ اس کی ذات کو کوئی نفع ہے نہ دوسروں کے لیے ان کو یقین تھا کہ ان کا ہنر ایسے لوگوں کے لیے نہیں ہے اور ایسے لوگوں کو تندرست کرنے کی کوشش کرنا غلطی ہے اگرچہ وہ میڈس سے زیادہ دولت مند ہوں۔

105

اسکلیپیوس کے لڑکے تمھارے حساب سے بڑے ہوشیار تھے۔

اور ضرور تھا کہ وہ ایسے ہوتے۔ پھر بھی ٹریجڈی کے مصنف اور پنڈارہم سے اختلاف رکھتے ہیں۔ اور جبکہ وہ بیان کرتے ہیں کہ اسکلیپیوس اپالو کا لڑکا تھا یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ اس کو سونا رشوت میں دے کے ترغیب دی کہ امیر آدمی کو جو مر گیا تھا زندہ کیا وہ صاعقہ سے ہلاک ہوا تھا مگر ہم اپنے اصول کے موافق ان کے ان دونوں بیانوں کو یقین نہیں کر سکتے بلکہ بخلاف اس کے ہم اس بات کو مانیں گے کہ اگر وہ دیوتا کا بیٹا تھا تو لالچی نہ تھا اور اگر لالچی تھا تو دیوتا کا بیٹا نہ تھا۔

اس بات میں۔ اس نے کہا۔ ہم بالکل سچے ہوں گے مگر تم سقراط اس معاملہ میں کیا کہتے ہو؟ کیا ہم اچھے طبیبوں کو اپنے شہر میں نہ رکھیں؟

بہترین طبیب وہ ہوں میرے خیال میں جنھوں نے مدت تک عمل کیا ہے صحیح و سالم لوگوں میں بھی اور بیماروں میں بھی جس طرح بہترین اہل جوری وہ ہیں جنھوں نے مختلف قسم کی سیرت کے لوگوں سے میل جول رکھا ہے۔

قطعاً۔ میں نے جواب دیا۔ میری رائے ہے کہ اچھے رکھے جائیں۔

مگر تم جانتے ہو کہ میں کن لوگوں کو ایسا سمجھتا ہوں؟
مجھے معلوم ہوگا جب تم اطلاع دو گے۔
میں ایسا کرنے کی کوشش کروں گا مگر میں سمجھتا ہوں تم نے دو مختلف چیزوں کو ایک ہی الفاظ سے بیان کیا ہے۔
یہ سچ ہے کہ طبیب اعلیٰ درجہ کی مہارت حاصل کریں گے اگر انھوں نے بچپنے سے لے کے زیادہ عمر تک نہ صرف اپنے پیشہ کو حاصل کیا ہے بلکہ ان کو بدترین قسم کے مریضوں سے کام پڑا ہے اور ذاتی تجربہ ہر مرض کا حاصل کیا ہے اور وہ خود اعلیٰ درجہ کی صحت پر از روئے طبیعت فائز نہ تھے۔ کیونکہ میں خیال کرتا ہوں کہ طبیبوں کا بدن نہیں ہے جو دوسروں کے بدن کو صحت بخشتا ہے اگر ایسا ہوتا تو کبھی ایسا نہ ہوتا کہ کوئی بیمار ہوتا یا ہو جاتا۔ بلکہ طبیب کا ذہن جو ہوشیاری سے کوئی تدبیر نہ کر سکتا اگر اس میں خرابی آجاتی یا ہمیشہ سے خراب ہوتا۔
تم ٹھیک کہتے ہو۔
مگر جو رائے میرے دوست ذہن سے ذہن پر کارفرما ہے لہذا یہ نہیں ہو سکتا کہ اس نے چھوٹے سے سن سے خراب ذہن کے لوگوں میں پرورش پائی ہو اور ان کے ساتھ ہم نشین رہا ہو اور جملہ اقسام کے جرائم بہ نفس خود تجربہ رکھتا ہو تاکہ وہ جلدی سے دوسروں کے جرم کی شناخت کر لے اپنے ذاتی علم سے گو کہ یہ جائز ہے جسمانی خرابیوں کی صورت میں بلکہ بخلاف اس کے چاہیے کہ ابتدا سے بچپن کے جملہ تجربات اور بدعادتوں کے لوث سے پاک و صاف ہوں تاکہ نصفت شعاری کی صفت سے موصوف ہوں اور اپنی پاکی طینت سے عدل فرما سکیں۔ اور یہی سبب ہے کہ نیک آدمی جب کہ کمسن ہوں تو سادہ مزاج ہوں اور برے آدمیوں سے اور دھوکا کھا جائیں۔ کیونکہ ان کے شعور میں بدی کی مثالیں جو بد آدمیوں کے دلوں میں جاگزیں ہوتی ہیں موجود نہیں ہوتیں۔
ہاں۔ ان میں بدرجۂ غایت فریب میں آجانے کی صلاحیت ہوتی ہے۔
لہذا اچھا جو ر بنانے کے لئے نوجوان سزاوار نہیں ہے بلکہ بوڑھا۔

106

اور ناانصافی کا علم اس کو سن درازہ ہو کے حاصل ہو نہ اس طرح کہ خود اسکے نفس میں اس کا مسکن تھا بلکہ اس کی تباہی کا تجربہ ایک مدت تک دوسروں کے نفوس میں ملاحظہ کر کے ہوا ہو۔ بالفاظ دیگر ذاتی تجربہ سے اس کا علم نہ ہوا ہو۔

یقیناً یہ شریف ترین وضع جور کی ہو گی۔

ہاں اور اچھا جور بھی وہ ہو گا جو کہ زیر بحث ہے۔ کیونکہ وہ جس کا نفس اچھا ہے اچھا ہے۔ مگر آپ کا چالاک اور شکی جوری ہی جو خود اکثر جرائم کا مجرم ہو چکا ہے اور اپنے آپ کو دانستہ دار اور ہوشیار سمجھتا ہے جبتک اس کو اپنے مانند لوگوں سے کام پڑتا ہے اس سے تعجب انگیز احتیاط کا ظہور ہوتا ہے شکر گزار ہونا چاہئے باطنی مثالوں کا جو ہمیشہ اس کے پیش نظر رہتی ہیں مگر جب اس کو دیرینہ نیک لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے تو وہ ایک بیوقوف آدمی سے بہتر نہیں ظاہر ہوتا مع اپنی بے ہنگام احتیاط اور جہالت صحیح سیرت کے کیونکہ اس کے پاس اس آثار کی مثال موجود نہیں ہے مگر چونکہ اس کو اکثر شریر آدمیوں سے کام پڑتا ہے نہ کہ نیک آدمیوں سے لہذا وہ اپنے آپ کو اور دوسروں کو بھی ہوشیار نظر آتا ہے نہ کہ بے وقوف۔

یہ بالکل درست ہے۔

پس اس نمونہ کے آدمی میں ہمیں اپنے نیک اور دانشمند جور کو نہ دیکھنا چاہئے بلکہ پہلے طبقہ کے لوگوں میں۔ کیونکہ بدی ہرگز اپنی ذات کو اور نیز نیکی دونوں کو نہیں جانتی۔ البتہ نیکی ایک اچھی تعلیم یافتہ طبیعت میں ایک وقت اپنی ذات کا علم اور بدی کا علم بھی حاصل کر لے گی۔ پس میری رائے میں نیک خصلت انسان نہ کہ بد عمدہ قاضی ہو سکتا ہے۔

107

میں تم سے بالکل اتفاق کرتا ہوں۔

تو کیا تم اپنے شہر میں دو مستند جماعتیں ایک طب کی اور دوسری قانون کی نہ مقرر کرو گے ہر ایک کی سیرت اسی طرح کی ہو گی جس کو میں نے بیان کیا ہے وہ صرف ایسے شہریوں کی خدمت کریں گے جن کے جسمانی اور ذہنی

ساخت صحیح و سالم ہوگی اور جن لوگوں کے جسمانی قوی ضعیف ہوں گے ان کو مرنے دیں گے اور ایسے لوگوں کو جو از روئے طبیعت فاسد ہوں گے اور ان کا علاج ممکن نہ ہوگا واقعی قتل کریں گے؟

اس نے کہا ہاں ثابت ہو چکا ہے کہ یہ بہترین طریقہ ہوگا خود مریضوں کے لیے اور ریاست کے لیے بھی۔

میں نے کہا اور نوجوانوں کے لیے وہ احتیاط کریں گے کہ ان کو کوئی ضرورت قانون کی نہ ہوگی جب وہ اس سادہ موسیقی کا استعمال کریں گے جس کے بارے میں میں نے بیان کیا ہے کہ وہ پرہیزگاری کو نفس میں پیدا کرے گی۔

بلاشک۔

پس اگر فاضل طالب علم موسیقی کا وہی راستہ جمناسٹک کی تحصیل کے لیے اختیار کرے گا تو کیا وہ اگر اس کی مرضی ہوگی تو وہ اس حد تک کامیاب ہوگا کہ اس کو احتیاج طب کی نہ ہوگی الا انتہائی صورتوں میں؟

میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایسا ہو سکتا ہے۔

مزید برآں وہ مشق اور محنت جو وہ اپنے اوپر لازم کرے گا اس کا مقصد یہ ہوگا کہ وہ اپنی طبیعت کے روحانی عنصر کو تحریک دے نہ یہ کہ قوت حاصل کرے اور وہ عموماً پہلوانوں کو پسند نہ کرے گا جو خاص غذا کھاتے ہیں اور صرف اس لئے کثرت کرتے ہیں تاکہ عضلاتی قوت حاصل ہو۔

تم بالکل حق پر ہو۔

پس گلاکن اس قول میں بھی سچا ہوں کہ جو لوگ موسیقی اور جمناسٹک کی تعلیم کے لیے ایک طریقہ مقرر کرتے ہیں اور اس مقصد سے وہ کام نہیں کرتے ہیں جو بعض لوگوں نے ان کی طرف منسوب کیا ہے کہ ایک سے تو ان کا مطلب روحانی ترقی ہے اور دوسرے سے جسمانی؟

کیوں تو پھر اور کیا مقصد ہو سکتا ہے اگر یہ نہیں ہے؟

ظن غالب ہے کہ انھوں نے دونوں کو خصوصاً نفس کی ترقی کے لیے

داخل کیا ہے۔

یہ کیونکر؟

کیا تم ان لوگوں کے ذہن کی امتیازی خصلتوں کو مشاہدہ نہیں کرتے جو تمام عمر جمناسٹک سے مانوس رہے اور موسیقی کی معرفت نہیں حاصل کی؟ 108

اور پھر ایسے لوگوں کو بھی جن کی حالت بالکل اس کے برعکس تھی؟

تم کس بات کا حوالہ دیتے ہو؟

وہ خشونت اور سختی جو ایک میں پائی جاتی ہے اور وہ نرمی اور شرافت جو دوسرے کی علامت ہے۔

ہاں وہ جو صرف جمناسٹک میں مشغول رہے وہ اس سے زیادہ اوجڈ ہوجاتے ہیں جتنا ان کو ہونا چاہئے اور وہ جو موسیقی سے مالوف رہے وہ اس سے زیادہ نرم ہو جاتے ہیں جتنا ان کے لئے سزاوار ہے۔

بہر طور ہم جانتے ہیں کہ اجڈپن ما حصل جیائے عنصر کا ہے اگر صحیح طور سے اس کی پرورش ہو تو بہادر ہو گا لیکن اگر غیر مناسب درجے تک بڑھایا جائے تو گمان غالب ہے کہ درشت اور ناخوشگوار ہو جائے۔

میں ایسا خیال کرتا ہوں۔

اچھا تو کیا ملائمت (شرافت) فلسفیانہ مزاج کی صفت نہیں ہے؟ اور ایسی خصلت ہے کہ اگر حد سے زیادہ اس میں مشغولیت ہو تو نرمی زیادہ پیدا کرے اور مناسب طور سے اس کی پرورش کی جائے تو شرافت اور باقاعدگی کی موجب ہو گی؟

سچ ہے۔

مگر ہم کہتے ہیں کہ ہمارے محافظوں میں یہ دونوں مزاج ہونا چاہئیں

پس ان میں باہمدیگر میل اور مناسبت نہ ہونا چاہئے؟

بلاشبہ۔

اور جہاں کہیں میل پایا جاتا ہے تو نفس معتدل بھی ہے اور شجاع

بھی ؟
یقیناً۔
اور جہاں ان میں نقص ہو تو نفس میں بزدلی اور ناشائستگی ہو گی ؟
بالکل اسی طور سے۔
لہذا جب کوئی انسان اپنے آپ کو موسیقی نے نوازی کے سپرد کر دیتا ہے اور
اس کا نفس کانوں کی قیف سے بہ نکلتا ہے شیریں اور نرم اور
غمگین نغموں کے ساتھ جس کا ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں اور اپنی تمام عمر شادکام ہو کر
نغمہ اور غزل میں بسر کرے ایسا آدمی ابتدا میں مثل فولاد کے کس بل رکھتا ہے جو کچھ
حصہ جیالے پن کا اس میں ہوتا ہے وہ مفید ہوتا ہے نہ کہ بیکار اور زود شکن ہو
وہ طاعت میں سست نہیں ہوتا مگر افسوں گری سے متاثر ہو جاتا ہے پھر وہ
پگھلنے لگتا ہے اور فنا ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اس کی روح گداختہ ہو کر خارج ہو جاتی
ہے اور اُس کے نفس کی قوت کا استیصال ہو جاتا ہے اور نیزہ برداری میں
کمزور ہو جاتا ہے۔
ٹھیک ایسا ہی ہوتا ہے۔
اور اگر اس نے کم قوت نفس طبیعت کے ہاتھوں پائی ہو تو یہ نتیجہ بہت
جلد ظاہر ہوتا ہے لیکن برخلاف اس کے وہ اپنی روح کو ایسا ضعیف کر دیتا ہے
کہ وہ بہت جلد مغلوب ہو جائے اور فوراً برافروختہ ہوا ور خفیف اسباب سے
خاموش ہو جائے۔ نتیجہ اس کا یہ ہے کہ ایسے اشخاص جیالے ہونے کے بدلے صفراوی
اور زود خشم ہو جاتے ہیں اور ترش روئی ان پر غالب آجاتی ہے۔
ٹھیک ایسا ہی ہے۔
لیکن اگر بطور دیگر وہ جمناسٹک میں سخت محنت کا عادی ہوتا ہے
اور حسب دلخواہ اچھی زندگی بسر کرتا ہے اور موسیقی اور فلسفہ سے کنارہ کرتا
ہے تو کیا اچھی حالت اس کے جسم کی ابتدا میں خوداعتمادی اور جیالے پن سے
اس کو بھر دیتی ہے اور وہ دلیر اپنے آپے سے گزر جاتا ہے ؟
ہاں ایسا ہی ہوتا ہے۔

109

لیکن صرف اس ایک پیشہ میں مصروفیت کا کیا نتیجہ ہوتا ہے اور موسیقی کے دیوتا کا اس پر مطلق اثر نہیں پڑتا؟ یہ فرض کر کے بھی کہ ابتدا میں تحصیل علم کا اس کو فی الجملہ ذوق تھا لیکن اگر اس ذوق کو معلومات یا تحقیق سے غذا نہیں ملی اور عقلی بحث سے بے بہرہ رہا تو کیا ایسا شخص کمزور اور بہرا اور اندھا نہ ہو جائے گا بہ سبب مفقود ہونے تحریک اور پرورش کے اور اس سبب سے کہ اس کے حواس کا کبھی کماحقہ تنقیہ نہیں ہوا ہے۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

نتیجہ اس کا یہ ہے کہ ایسا شخص مباحثہ سے بالکل نفرت کرتا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ بالکل انپڑھ رہتا ہے اور عقلی ترغیب کو کلیۃً ترک کر دیتا ہے اور کل اپنے کاروبار کو مثل ایک وحشی بہیمہ کے شدت اور درشتی سے بجالاتا ہے اور جہالت اور بیہودگی سے زندگی بسر کرتا ہے جس میں کوئی تناسب اور شان نہیں ہے۔

ٹھیک یہی حالت ہے۔

پس اس کے درست کرنے کے لیے جیسا کہ ظاہر ہوگا یہ دو خالص مزاج جیالا پن اور فلسفیانہ کوئی دیوتا ہے جس کو میں بجائے خود مانتا ہوں۔ انسانوں کو دو ہنر بخشتے ہیں موسیقی اور جمناسٹک نہ واسطے نفس اور بدن کے جداگانہ اِلّا ایک ثانوی طریقہ سے بلکہ صریحًا ان دو مزاجوں کے لیے تاکہ کھینچاؤ کی زیادتی یا کمی سے ٹھیک ایسے درجہ پر اتار چڑھاؤ کے لائیں تاکہ دونوں میں صحیح مناسبت حاصل ہو جائے۔

ایسا ہی معلوم ہوگا۔

پس جو کوئی جمناسٹک کو موسیقی کے ساتھ بہترین طریقے سے خلط کر سکتا ہے اور دونوں کا اثر ذہن پر نہایت دانشمندانہ ہوتا ہے ایسے شخص کو ہم موسیقی میں کامل کہیں گے اور وہ نہایت سچی لے پر حاکم ہے بہ مقابلہ ایسے شخص کے جو بربط کے تاروں کو خوب ملا سکتا ہے۔

ہاں سقراط اور یہ بخوبی موجہ ہے۔

پس اے گلاکن کیا ایسا کوئی نگرانکار ہمیشہ ہماری ریاست کے لئے مطلوب نہ ہوگا اگر ہماری مشترکہ ریاست کو پائدار رہنا ہے؟

ہاں بیشک ایسا ایک افسر نہایت ضروری ہوگا؟

پس ہمارے نظام تعلیم اور تربیت کے ایسے ہی حدود ہوں گے۔ کیونکہ ہم کو تفصیل سے اس رقص کی جس کا ریاست میں دستور ہے اور شکار اور قواعد یا جمناسیم میں جو تماشے ہوا کرتے ہیں یا گھڑ دوڑ سے کیا سروکار ہے؟ یہ صاف ظاہر ہے کہ یہ جملہ امور موافق ان حدود کے ہوں گے جن کا ذکر کیا گیا ہے اور ان کے دریافت کرنے میں کوئی دشواری نہ ہوگی۔

اس نے کہا شاید ایسا نہ ہو۔

بہت خوب اب دوسری کون سی بات ہوگی جس کو ہمیں طے کرنا ہے؟ کیا یہ نہیں ہے کہ جن لوگوں کو ایسی تعلیم دی گئی ہے ان میں سے حاکم کون ہونگے اور محکوم کون ہونگے؟

ہاں لاکلام یہی ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ جو لوگ مسن ہونگے وہ حاکم ہوں گے اور جو نو عمر ہوں گے وہ محکوم ہوں گے۔

سچ ہے۔

اور یہ بھی کہ ان میں سے جو سب سے اچھے ہوں وہ حاکم ہوں گے۔

یہ بھی سچ ہے۔

کیا بہترین کاشتکار وہ نہیں ہیں جو سب سے زیادہ کاشتکاری میں مہارت رکھتے ہیں۔

ہاں۔

صورت موجودہ میں چونکہ ہم کو بہترین محافظ درکار ہیں تو کیا ہم ان کو ان میں نہ پائیں گے جو سب سے زیادہ قابلیت ریاست کی حفاظت کی رکھتے ہیں؟

ہاں۔

پس اس مقصد کے لیے کیا ان کو صاحب عقل اور قوی اور ریاست سے خبردار نہ ہونا چاہیئے۔

ضرور ہونا چاہیئے۔

اور ایک انسان سب سے زیادہ اس چیز سے باخبر ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے؟

بیشک۔

اور بلاشک انسان اس چیز سے سب سے زیادہ محبت کریگا جس کے اغراض اس کے اغراض کے مماثل ہوں گے اور جس کی خوشحالی یا بدحالی میں وہ اپنی قسمت کو شامل سمجھتا ہے۔

111

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

پس پوری جماعت سے محافظین کی ہم ان افراد کو منتخب کریں گے جن کو یہ شہرت حاصل ہے کہ انھوں نے تمام عمر نہایت شوق سے ایسا کام کیا ہے جو ریاست کے لیے مفید ہے اور نہایت سختی کے ساتھ ایسے کام کے کرنے سے انکار کیا ہے جس کو وہ اس کے برعکس سمجھے۔

ہاں اس نے کہا ایسے ہی لوگ اس کام کے مناسب ہیں۔

پس میں خیال کرتا ہوں کہ ہم کو چاہیئے کہ ہر مرحلہ حیات میں ایسے لوگوں کو دیکھتے رہیں کہ وہ استواری کے ساتھ اس اعتقاد پر قائم رہیں اور وہ فریفتگی یا زور وزاری سے کبھی نہیں بھولے نہ اس یقین سے دست بردار ہوئے کہ ریاست کے ساتھ بہترین سلوک ان کو کرنا چاہیئے۔

یہ دست برداری کیا ہے جس کا تم ذکر کرتے ہو؟

میں تم سے بیان کروں گا۔ مجھ پر ایسی رائیں ظاہر ہوتی ہیں کہ ذہن کو خواہ عمداً خواہ سہواً چھوڑ دیا جاتا ہے جھوٹی رائے کو عمداً جبکہ صاحب رائے اپنی غلطی کو معلوم کرلیتا ہے اور سچی رائے بلاارادہ سہواً ترک ہوجاتی ہے میں عمداً ترک کرنے کے معنی سمجھ گیا مگر بلاارادہ ترک کرنے کے معنی مجھ کو سمجھنا ہیں۔

اچھا تو کیا اس بات میں تم مجھ سے اتفاق نہیں کرتے کہ لوگ اچھی چیزوں سے محروم ہو جاتے ہیں اپنی مرضی کے خلاف اور بری چیزوں سے اپنی مرضی کے موافق ؟ اور کیا یہ بری بات نہیں ہے کہ جھوٹ میں مبتلا ہو جائے اور سچائی پر قابض ہونا اچھی بات ہے ؟ اور کیا تم یہ خیال نہیں کرتے کہ سچائی پر قابض ہونے سے یہ مراد ہے جبکہ اس کی رائیں چیزوں کو اس طرح بیان کرے جیسی وہ ہیں ؟

ہاں تم ٹھیک کہتے ہو۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ لوگ سچی رائے سے محروم ہو جاتے ہیں خلاف اپنی مرضی کے۔

پس جب ایسا واقع ہوتا ہے تو یا چوری کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے یا جادو سے یا زبردستی سے ؟

اب بھی میں نہیں سمجھا۔

مجھے خوف ہے کہ میں ایسی زبان میں اظہار مطلب کرتا ہوں جیسے ٹریجڈی کی زبان ہوتی ہے۔ ان لوگوں سے جن پر چوری کا عمل ہوا میں ایسے لوگ مراد لیتا ہوں جو حجت سے بہکا دئے گئے یا اپنا اعتقاد بھول گئے کیونکہ ایک صورت میں حجت اور دوسری صورت میں وقت نے چپکے سے ان کی رائے کو اڑا دیا۔ میرا خیال کہ اب تم سمجھ گئے۔

ہاں۔

جن لوگوں پر زبردستی کی گئی وہ ایسے لوگ ہیں جن کی رائیں درد یا رنج سے بدل گئیں۔

یہ بھی میں سمجھتا ہوں اور خیال کرتا ہوں تم حق پر ہو۔

اور وہ جن پر جادو کیا گیا تم خود میری رائے میں یہ بیان کرو گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی رائے خوشی کے اغوا یا خوف کے دباؤ سے بدل گئی۔

ہاں۔ ہر چیز جو دھوکا دیتی ہے کہہ سکتے ہیں کہ اس نے جادو کیا۔

پس جیسا کہ میں نے ابھی کہا تھا اس باطنی اعتقاد کے بہترین حافظ کون لوگ ہیں کہ وہ ہمیشہ وہی کریں گے جس کو وہ ریاست کے لئے سب سے

112

بہتر خیال کرتے ہیں۔ ہم کو چاہئے کہ ابتدائے طفولیت سے ان پر نظر رکھیں ان کو ایسے کام کرنے کو دیں جس میں غالبًا لوگ فراموش کر دیں گے یا اس اعتقاد سے بہلائے جائیں گے اور بعدہ ہم ایسے لوگ انتخاب کریں جن کا حافظہ مضبوط ہے اور فریب ان پر چل ہی نہیں سکتا اور باقی کو خارج کر دیں گے کیا ہم ایسا نہ کریں؟

ہاں (ایسا کریں)

ہم ان کے لیے محنت کے کام اور تکلیفات اور نزاعیں مقرر کریں اور ان کی سیرت کے آثار کو ملاحظہ کرتے رہیں۔

ٹھیک ایسا ہی چاہئے۔

اور تیسری قسم کا امتحان چاہئے کہ مفتونی سے ان کی جانچ کریں اور انکا راہ و روِیہ دیکھیں اور جس طرح ناکتنا بچھیرے کو غل شور اور اژدحام میں لاکے یہ دیکھتے ہیں کہ وہ بزدل تو نہیں ہے اسی طرح نوجوانوں کو خوف اور دہشت کے سامنے لائیں اور فوراً عیش و عشرت کے مقامات میں منتقل کر دیں اور جس طرح سونے کو تاؤ دے کے کستے ہیں اس سے زیادہ نوجوانوں کو جانچیں اور دیکھیں کہ وہ ہر حالت میں مفتونی سے دور رہتے ہیں اور ان کی وضع مناسب ہے اور وہ اپنی ذات کی اور موسیقی کی جو ان کو سکھائی گئی ہے حفاظت کرتے ہیں جس کو خود انھوں نے پسند کیا ہے اور ہر موقع پر قوانین اوزان محور اور تال میل کے سچے ہیں اور اس طریقے سے کارفرما ہوتے ہیں جس سے وہ اپنی ذات کے لئے اور ریاست کے لئے بھی بہت مفید ہو جاتے ہیں اور جو کوئی وقتاً فوقتاً بچپن جوانی اور سن تمیز میں امتحان میں پورا اترتا ہے چاہئے کہ حاکم اور حافظ شہر کا مقرر کیا جائے اور حیات اور ممات میں اسکو عزت بخشی جائے اور اس کو اعلی درجہ کے امتیاز تجہیز و تکفین اور اس کی یادگار بطور خراج اس کی تعظیم کے لئے قائم کی جائے اور جن لوگوں کا چال چلن اس کے خلاف ہو وہ خارج کر دیے جائیں اے گلاکن مجھ کو یہ طریقہ حکام اور محافظوں کے انتخاب اور تقرر کا درست معلوم ہوتا ہے۔ یہاں صرف اس طریقے کے حدود

بیان کر دیئے گئے ہیں اور تفصیل کی صحت کا خیال نہیں رکھا گیا ہے۔

113

قریب قریب میری بھی یہی رائے ہے۔

پس در حقیقت ان لوگوں کو کامل محافظ کے نام سے نامزد کرنا نہایت درست ہے۔ وہ اس صفت سے موصوف ہیں کہ دوست وطن میں صلح و آشتی سے رہیں اور دشمن بیرونی کوئی شرارت نہ کر سکیں۔ اور ہم نوجوانوں کو اب تک محافظ قرار دیتے آئے ہیں ان کو معاون کہیں گے ان کا یہ فریضہ ہوگا کہ حکام کے مقاصد کی تائید کریں؟

اس نے کہا میں بھی یہی خیال کرتا ہوں۔

جب یہ صورت ہے۔ میں نے کہا۔ تو کیا ہم عاقلانہ طریقے سے ایک برمحل افسانہ ایجاد کریں جس کا ہم نے تذکرہ کیا تھا ایسا دلچسپ اور دل آویز قصہ پیش کریں کہ اگر ممکن ہو تو حکام بھی اس کو یقین کر لیں اور اگر وہ نہ مانیں تو شہر کے اور لوگ تو اس کو تسلیم کر لیں؟

کس قسم کا قصہ؟

کوئی جدید افسانہ نہیں بلکہ فنیشیہ کی ایک کہانی شعرا کہتے ہیں کہ اس کا وقوع اکثر مقامات میں پیشتر ہو چکا ہے اور لوگ اس کو مانتے ہیں لیکن ہمارے عہد میں اس کا وقوع ہو سکتا ہے اس کے منوانے کے لیے اعلیٰ درجہ کی ترغیب درکار ہوگی کہ لوگ اس کو مانیں۔

تم اس کو کہتے ہوئے کچھ جھجکتے سے ہو۔

جب میں اس کا بیان کروں گا تو تم خیال کرو گے کہ میری جھجک بالکل طبیعی تھی تم دلیرانہ اس کو کہہ ڈالو اور کچھ خوف نہ کرو۔

اچھا تو میں کہتا ہوں۔ مگر مجھے نہیں معلوم کہ ایسی جرات کہاں سے پیدا کروں اور الفاظ کہاں سے لاؤں کہ اپنا ما فی الضمیر ادا کر سکوں۔ میں کوشش کروں گا۔ میں کہتا ہوں پہلے حکام کے ذہن نشین کروں گا اور پھر فوجی طبقہ کو اور ان کے بعد باقی اہل شہر کو کہ جب ہم تم کو تعلیم و تربیت کر رہے تھے تو تم کو محض وہم تھا جیسے خواب میں کہ یہ سب کچھ تم پر یا تمہارے

گردوپیش گزر رہا ہے درحقیقت تم بنائے جا رہے تھے اور تعلیم پا رہے تھے شکم زمین میں جہاں تم خود اور تمھارے سلاح اور ضروریات بن رہے تھے جب تم اور تمھارے ضروریات بنکر تیار ہو گئے تو تمھاری حقیقی ماں نے تم کو اپنی بالائی سطح پر بھیجدیا پس اب تم اس سرزمین کو جہاں تمھاری سکونت ہے اپنی ماں اور دایہ تصور کرو اور اس پر اگر کوئی حملہ آور ہو تو اس کو دفع کرو اور اپنے ہم شہریوں کو اپنا بھائی سمجھو اسی زمین کی اولاد۔

یہ امر بلا وجہ نہ تھا کہ تم اتنی دیر تک اپنا افسانہ کہتے ہوئے پس وپیش کرتے 114 تھے تاہم میرا باقی قصہ سنو۔ ہم اپنے لوگوں سے قصہ کی زبان میں کہیں گے تم بلاشک سب بھائی ہو جتنے شہر میں سکونت رکھتے ہیں مگر خدا نے جو تمھارا خالق ہے ان لوگوں کو جو حکمرانی کی صفت سے موصوف ہیں ان کی ترکیب میں سونا ملا دیا ہے جس کی وجہ سے وہ اعلیٰ درجہ کی قیمت رکھتے ہیں اور معاون حکام میں چاندی کا جز شریک کیا ہے اور کاشت کاروں اور اہل حرفت میں لوہے اور تانبے کو داخل کیا ہے۔ پس چونکہ تم باہم دیگر قرابت رکھتے ہو اگرچہ تمھاری اولاد عموماً ماں باپ کے مشابہ ہوگی تاہم بعض اوقات سونے کے والدین سے چاندی کا بچہ پیدا ہوگا اور چاندی کے والدین سے سونے کا بچہ ہوگا قس علیٰ ہذا۔ ہر ایک سے ہر ایک پیدا ہوگا۔ حکام کو سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کے دیوتاؤں کی جانب سے یہ کام سپرد ہوا ہے کہ بیدار مغز حاکم کی حیثیت سے کہ اولاد کو نہایت ہوشیاری سے ملاحظہ کریں کہ کون سی دھات ان کے نفس کی ترکیب میں داخل ہے اور ایک بچہ ان کے طبقہ کا تانبے یا لوہے کے میل سے پیدا ہوا ہے تو اس پر ہرگز رحم نہ کریں بلکہ اس کی وہی قیمت قرار دیں جو اس کی فطرت کا مقتضا ہے اور اس کو اہل حرفت یا کاشتکاروں کے طبقہ میں داخل کر دیں اور اگر ان میں کوئی بچہ پیدا ہو جس میں سونے یا چاندی کا میل ہو کسنے کے بعد اس کو بلند مرتبہ پر محافظ یا معاون کے پہنچا دیں کیونکہ ایک فال سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب شہر کی حفاظت لوہے یا تانبے سے ہوگی تو شہر تباہ ہو جائے گا۔ کیا تم ایسی کوئی تجویز بتا سکتے ہو جس سے لوگ اس قصہ پر

یقین کرلیں ؟

نہیں کوئی نہیں جس سے ہم ان لوگوں کو جن سے جدید ریاست کی ابتدا کی جاتی منوا سکیں مگر میرا خیال ہے کہ باشندگان حال کی اولاد اور انکے بعد جو نسل آئے گی اور دوسری آنے والی نسلیں تعلیم کی جا سکتی ہیں شاید کہ اس پر یقین لائیں۔

اچھا میں نے کہا شاید کہ اس کا بہتر اثر ہو کہ وہ شہر کی زیادہ خبرداری کریں اور باہمدگر ایک دوسرے کی حفاظت کریں کیونکہ میں تمھارا منشا بخوبی سمجھا ہوں۔ بہرطور قصہ کو اس کی تقدیر پر چھوڑ دو لیکن ایک حصہ کیلئے جبکہ ہم نوجوانوں کو جو اس زمین کے بچے ہیں ہم نے مسلح کیا ہم ان کو ان کے افسروں کے ماتحت کردیں کہ وہ آگے بڑھیں یہاں تک کہ شہر میں پہنچ جائیں پھر وہ اپنے گرداگرد دیکھ کے ایک عمدہ مقام اپنی چھاؤنی کے لیے دیکھیں جہاں سے وہ باشندگان شہر پر اپنا رعب داب قائم کریں اگر کوئی قانون کی خلاف ورزی کی جانب مائل ہو اگر کوئی غنیم بیرونی جو مثل بھیڑیئے کے چرواہے کے گلے پر آتا ہو اس کو دفع کریں۔ اور جب وہ اپنی چھاؤنی ڈال چکیں اور جن دیوتاؤں کو قربانیاں چڑھانا مناسب ہو چڑھا چکیں تو ان کو اپنی خواب گاہوں کا بندوبست کرنا چاہئے۔ کیا یہ سب درست ہے ؟

درست ہے۔

اور یہ خواب گاہیں ایسی کہ جاڑے اور گرمی کے موسموں میں محفوظ رہیں کیا ایسا نہ ہو ؟

بے شک تمھاری مراد سکونت کے مکانوں سے ہے اگر میں غلطی نہ کرتا ہوں۔

ہاں یہی میری مراد ہے مگر سکونت کے مکان سپاہیوں کے نہ دولتمندوں کے ان دونوں میں کیا فرق تم قرار دیتے ہو۔

میں نے جواب دیا تمھیں سمجھانے کی کوشش کروں گا میں سمجھتا ہوں کہ چرواہوں کے لئے یہ نہایت خباثت اور فضیحت کی کارروائی ہوگی اگر وہ اپنے گلے کی حفاظت کے لیے ایسی نسل کے کتے رکھیں یا ان کے ساتھ ایسا

415

سلوک کریں کہ بسبب سرکشی یا بھوک یا کسی خراب میلان کی وجہ سے خواہ وہ کچھ ہی ہو سکتے خود ہی بھیڑوں کو پریشان کرنے لگیں اور بھیڑیوں کا چلن اختیار کریں نہ کتوں کا۔ بلاشک یہ سخت خباثت ہوگی۔

تو کیا ہم کو ہر طرح کی احتیاط نہ کرنا چاہیے کہ ہمارے معاونوں کا طبقہ جو بہ نسبت اور شہریوں کے زیادہ قوی ہے وہ اس طرز کا سلوک کرے اور وحشی عفریتوں کے مثل ہو نہ کہ دوست دار معین؟

احتیاط کرنا چاہئے۔

اور ان کے لیے بہترین حفاظت مہیا کرنا چاہئے اگر وہ واقعی اچھے تعلیم یافتہ ہوں؟

اس نے زور سے کہا اچھے تعلیم یافتہ تو وہ خود ہی ہیں۔

جس کا میں نے یہ جواب دیا میرے پیارے گلاکن تو پھر اس امر پر زور دینا ضروری نہیں ہے۔ لیکن اس بات کو ماننا زیادہ ضروری ہے جس کو ہم نے ابھی کہا تھا کہ ان کو درست تعلیم پانا چاہئے۔ وہ تعلیم کچھ ہی ہو اگر وہ اس صفت سے موصوف ہونا چاہتے ہوں کہ ایک دوسرے سے بہ آشتی اور بہ نرمی پیش آئیں اور ان لوگوں کے ساتھ جن کی وہ حفاظت کرتے ہیں۔

سچ ہے۔

لیکن ماورا اس تعلیم کے ایک ذی عقل انسان کہے گا کہ اُن کے مکانات اور ان کے دوسرے حالات عموماً اس طرح پیمانے سے منظم ہوں کہ ان کو کامل محافظ ہونے سے مانع ہو سکیں اور نہ ان کو دوسرے شہریوں کے ساتھ شرارت کرنے پر برانگیختہ کریں۔

وہ سچائی کے ساتھ ایسا کہے گا

میں نے کہا اس بات پر غور کرو آیا مذکورۂ ذیل تجویز ان کی زندگی اور سکونت کے لیے درست ہوگی اگر ان کی ایسی سیرت ہو جو میں نے بیان کی ہے۔ اولاً یہ کہ کسی کے پاس ذاتی جائداد نہ ہو اگر اس سے بچانا ممکن ہو تا نیاً کسی کے پاس ایسا مکان یا کوئی گودام جس میں اگر اور لوگ چاہیں

116

تو نہ بچا سکیں جس قدر ضروریات ایک معتدل اور جری شخص کے لئے درکار ہوں جو جنگ کے لیے تعلیم دیئے گئے ہوں چاہیے کہ ان کو باقاعدہ طریقہ سے اپنے ہم شہریوں سے وصول ہوتے ہوں بطور معاوضہ ان کی خدمت کے اور وہ مقدار اس قدر ہو کہ نہ تو سال کے مصرف کے بعد اس میں سے پس انداز ہو اور نہ کمی ہو اور وہ شریک ہو کر خورد نوش کریں جس طرح سے لوگ چھاؤنیوں میں بسر اوقات کرتے ہوں اور سونے چاندی کے باب میں ہم ان سے کہدیں کہ ان کا دائمی قبضہ ایک قسم کی نفیس خدائی دھات پر ہے جن کو خود دیوتاؤں نے اُن کے نفس میں ودیعت رکھا ہے لہذا ان کو اس زمینی معدن کی حاجت نہیں ہے فی الواقع یہ اولیٰ ہے کہ ان کی روحانی دولت اس زر فانی کے ساتھ ملا کے ناپاک کی جائے۔ کیونکہ دنیاوی سکہ بے شمار بے دینیوں کا باعث ہوا ہے درحالیکہ ان کا سکہ بے غش ہے لہذا ان کے لئے بمقابلہ اور لوگوں کے یہ امتیاز حاصل ہے ان کے لئے اس سونے چاندی کا رکھنا اور چھونا ممنوع قرار دیا گیا ہے یا ان کے ساتھ ایک چھت کے نیچے قیام کرنا یا سونے چاندی سے اپنے لباس کو آراستہ کرنا یا ظروف میں پینا اگر وہ ان قواعد کے پابند ہوں گے تو وہ خود بھی محفوظ رہیں گے اور شہر کے نجات بخشنے والے ہوں گے۔ اور اگر وہ ذاتی اراضی اور مکانات اور زر پر قابض ہوں گے تو وہ مکان دار اور کاشتکار ہوں گے بجائے محافظ ہونے کے اور وہ معاندانہ مالک اپنے ہم شہریوں کے ہو جائیں گے نہ کہ ان کے معین۔ اور وہ تمام زندگیاں اپنی نفرت کرنے اور نفرت کئے جانے اور سازشیں کرنے اور ان کے خلاف سازشیں کئے جانے میں بسر ہوں گی اور ہمیشہ گھر ہی کے دشمنوں سے ڈرتے رہیں گے بہ نسبت بیرونی دشمنوں کے اور اسی وقت میں وہ خود اور تمام شہر معرض تباہی میں رہے گا۔ ان وجوہ سے میں نے دریافت کیا۔ کیا ہم کہیں کہ گزشتہ بیان جائز انتظام مکانات کا ہے اور

ہمارے محافظوں کے ضروریات کا ہے اور ہم اسی کے موافق قانون نافذ کریں۔ یا نہ کریں۔

گلاکن نے کہا ہاں بہر طور یہ انتظام درست ہے۔

مقالۂ چہارم

اس موقع پر ایدیمانٹس نے دخل دیکے یہ سوال کیا، سقراط تم اس اعتراض
۴۱۹ کا کیا جواب دوگے اگر کوئی ۔کہے کہ تم اس طبقہ کے لوگوں کو کچھ بہت خوش نہیں کرتے؟
اور یہ انھیں کا قصور ہے اگر وہ خوش وقت نہیں ہیں۔ کیونکہ شہر تو درحقیقت
انھیں کا ہے مگر ان کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا جیسا دوسروں کو پہنچتا
ہے جن کے پاس زمین کے قطعے ہیں اور وہ خوبصورت عالیشان مکان تعمیر
کرتے ہیں اور ان کو مکانوں کی شان کے لائق سمجھتے ہیں اور بطور دیوتاؤں
کی نذر و نیاز کرتے ہیں اور دوستوں کی ضیافت کرتے ہیں اور فی الواقع جیسا
تم نے ابھی کہا تھا ان کے پاس سونا چاندی ہے اور ہر چیز جو خوشحالی کے لیے
ضروری ہے اور ہمارے غریب شہری مثل کرایہ کی فوج کے ہیں جو قلعہ کی سپاہ
کی طرح ہر وقت خدمت کرتے رہتے ہیں۔
ہاں میں نے کہا تھا اور اسی خدمت کے لیے ان کو صرف خوراک
دی جاتی ہے اور اپنے راتب کے علاوہ ان کو اور کچھ نہیں ملتا۔ مثل اور
لوگوں کے ان کو یہ مقدور نہ ہوگا کہ جب ان کی خوشی بطور خود ہو سفر کریں
یا آشناؤں کو تحفے دیں یا کسی اور نفسانی خواہش کے لئے روپیہ صرف
کریں مثل ان لوگوں کے جو دنیا میں خوش کہے جاتے ہیں یہ اور بہت سے
ایسے ہی الزام اس فرد جرائم میں تم نے چھوڑ دئے ہیں۔
اچھا۔ اس نے کہا۔ فرض کرو کہ یہ سب اس الزام میں داخل ہیں۔
تو پھر تم یہ پوچھتے ہو کہ اس کا دفاع ہم کس طرح کریں؟

118

ہاں۔

اسی راستہ پر مثل سابق کے چلے جائیں تو ہم کو معلوم ہو جائے گا کہ کیا جواب دینا چاہئے۔ ہم یہ جواب دیں گے اگرچہ ہم کو تعجب نہ ہوگا کہ اگر یہ طبقہ حالات مفروضہ میں بہت خوش ہو۔ لیکن ہمارا مقصد اس ریاست کے بنانے سے یہ نہیں ہے کہ کوئی طبقہ سب سے بڑھ کے خوش ہو بلکہ تمام ریاست اس قدر خوش ہو جس قدر ممکن ہے۔ کیونکہ ہم نے یہ خیال کیا کہ ایسی ریاست میں ہم غالباً عدالت کو پائیں گے جیسا کہ بطور دیگر ہم اس ریاست میں جہاں کا نظم و نسق خراب ہو ہم ظلم کو پائیں گے اور جب ہم دونوں کا مشاہدہ کر کے اس مسئلہ کو حل کر سکیں گے جس کی ہم تحقیق کر رہے ہیں۔ بالفعل ہم یقین کرتے ہیں کہ ہم خوشحال ریاست بنا رہے ہیں نہ یہ کہ چند ارکان کا انتخاب کر کے ہم ان کو خوش کر دیں بلکہ کل ریاست کا خوش ہونا چاہتے ہیں۔ اب ہمیں ایک ایسی ریاست کو جانچنا چاہیئے جو اس کے برعکس ہو۔ فرض کرو کہ ہم مورتوں میں رنگ بھر رہے ہوں اور کوئی شخص ہمارے پاس آئے اور ہم کو الزام دے کہ ہم نے سب سے زیادہ خوبصورت اجزائے بدن کو سب سے زیادہ خوبصورت رنگ کیوں نہ دیا کیونکہ آنکھیں سب سے خوبصورت عضو ہیں ان کو قرمزی رنگ کیوں نہ دیا بلکہ سیاہ رنگا تو ہم اس کے دماغ کے لیے یہ کافی سمجھیں گے اور یہ جواب دیں گے جناب یہ نہ سمجھو کہ ہم آنکھوں کو ایسا خوبصورت بنائیں کہ وہ آنکھیں نہ معلوم ہوں اور دوسرے اعضا کو بھی ایسا ہی بنائیں بلکہ دیکھو اگر ہم ہر عضو کو ویسا ہی رنگ دیں جو اس کے لیے مناسب ہے تو کل شبیہ خوبصورت ہو جائے گی۔ اسی طرح موجودہ صورت میں ہم کو مجبور نہ کرو کہ محافظوں کو اس نوع کو خوشحالی بخشیں کہ ان کو سوائے محافظ کے کچھ اور بنا دیں کیونکہ ہم خوب جانتے ہیں کہ ہم اسی اصول سے کاشت کاروں کو لمبی دامندار قبائیں پہنائیں اور طلائی دستار ان کے سروں پر رکھیں اور ان سے ان کے حسب مرضی ہل جتوائیں اور کمہاروں کو کوچ پر لٹائیں اور آتش خانوں میں آگ ہو اور شراب کا دور چلتا ہو اور راگ رنگ کی صحبت ہو اور چاک پہلو میں

رکھا ہوا اور ان کو ہدایت کی جائے کہ اپنے حسب خواہش یا مرضی کام میں مشغول رہو جس حد تک خوشگوار ہو اور ہم اسی قسم کی راحت دوسرے باشندگان ریاست کو بھی عنایت کریں تاکہ کل ریاست اس طور سے خوش وقت ہو۔ مگر ہم کو ایسی نصیحت نہ کرو کیونکہ اگر ہم تمھاری سفارشوں پر عمل کریں تو نہ کاشت کار کاشتکار رہیں گے نہ کمھار کمھار ہوں گے اور کوئی ان اہل پیشہ اور حرفہ سے جو کہ ایک ریاست کے بناتے ہیں اپنی صنعت خاص پر باقی نہ رہیں گے۔ اور پیشوں کے لیے تو چنداں مضائقہ نہیں کیونکہ چمار اگر نکمے اور ان میں تنزل اور تکلف نے راہ پائی تو ریاست کو کچھ ایسا ضرر نہ پہنچیگا مگر جب محافظ قانون اور حفاظ ریاست فقط صورت میں ایسے اور درحقیقت نہ ہوں وہ ریاست کے استیصال کے باعث ہوں گے کیونکہ دوسری صورت میں وہی تو کل ریاست میں خوشوقتی اور خوش حالی کے موجب ہیں۔ پس جبکہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم اصلی حفاظ بنائیں جو تاحد امکان ریاست کے لیے فساد سے دور ہوں اور معترض کا یہ منشا ہے کہ وہ طبقہ جو کاشت کار ہے رنگ رلیاں مناتا ہوا اور اس کے لیے دن عید رات شب برات ہو نہ کہ ایک ریاست کے ارکان کی حیثیت سے اپنے فرائض ادا کرتا ہوا اس صورت میں یہ ریاست ریاست نہ ہوگی پس ہم کو دیکھنا چاہیئے کہ آیا ہمارا مطلب یہ ہے کہ حفاظ کو سب سے بڑھی ہوئی خوش وقتی نصیب ہو یا یہ کہ تمام ریاست عیش و راحت میں ہو اور ہمارے حفاظ اور معین یہ سمجھائے جائیں بلکہ مجبور کیے جائیں کہ وہ اس امر کو حاصل کریں کہ وہ اپنے فریضہ کو اس طرح بجا لائیں جیسے بہترین کاریگر اپنا کام کرتے ہیں اور سب کے ساتھ ایسا ہی سلوک کریں اور اس صورت پر شہر کا بہترین نظم ونسق ہو اور ہر شخص کو اس قدر خوش حالی نصیب ہو جو طبیعت نے اس کے لیے مقرر کی ہے۔

119

میں خیال کرتا ہوں جو تم کہتے ہو وہ بالکل بجا اور درست ہے۔

میں تعجب کرتا ہوں کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جو قضیہ گزشتہ قضیہ کیساتھ ویسی نسبت رکھتا ہے جو بہن کو بہن سے ہوتی ہے وہ بھی قابل اطمینان ہے۔

وہ کیا ہے ؟
غور کرو کہ دوسرے اہل حرفہ بھی ان عمال کی وجہ سے خراب اور تباہ ہو جائیں گے ان عمال سے کیا مراد ہے ؟
میں نے کہا دولت اور افلاس۔
یہ کیونکر ؟
اس طرح : کیا تم خیال کرتے ہو کہ ایک کمھار جب وہ دولتمند ہو جائیگا تو وہ اپنی حرفت کی پرواہ کرے گا ؟
ہرگز نہیں۔
بلکہ وہ بہ نسبت سابق کے زیادہ سست اور بے پروا ہو جائے گا۔
ہاں بہت زیادہ۔
تو کیا وہ بدتر کمھار نہ ہو جائے گا ؟
ہاں بہت ہی برا کمھار۔
بوجہ دیگر اگر بہ سبب افلاس نہ خود وہ اپنے لیے عمدہ اوزار یا دیگر ضروریات اپنے پیشہ کے مہیا کر سکے گا وہ ادنیٰ درجے کی چیزیں پیدا کرے گا اور اس کے لڑکے یا شاگرد اپنا پیشہ اچھی طرح سیکھ سکیں گے۔
لامحالہ۔
پس یہ دونوں حالتیں دولت اور افلاس کاریگروں کی پیداوار میں تنزل پیدا کریں گی اور خود کاریگروں میں بھی۔
ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے۔
پس ظاہر ہے کہ ہم نے اور کچھ امور اپنے محافظوں کی خبرداری کے دریافت کر لئے ہیں تاکہ وہ ہر طرح کی احتیاط کریں ایسا نہ ہو کہ ان کی آنکھ بچا کے وہ شہر میں داخل ہو جائیں۔
وہ کیا ہیں ؟

120

میں نے جواب دیا دولت اور افلاس کیونکہ اول (دولت) تعیش اور کاہلی اور جدت اور دوسرا (افلاس) فرومایگی اور بری کاریگری اور جدت بھی۔

ٹھیک اسی طرح۔ لیکن بوجہ دیگر سقراط غور کرو ہمارا شہر جنگ پر کس طرح جانے کے قابل ہوگا اگر اس کے پاس دولت نہ ہو خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ بمقابلہ ایک دولتمند اور آباد شہر کے جنگ پر مجبور ہو۔

میں نے جواب دیا ظاہر ہے ایسی ایک ریاست کے مقابلہ میں جنگ کرنا اس کے لیے دشوار ہوگا لیکن بمقابلہ دو کے آسان ہوگا۔

یہ کیونکر؟

اولاً اگر وہ لڑنے پر مجبور ہوں تو کیا ان کے حریف دولتمند ہوں گے مگر وہ خود قواعدداں سپاہی ہوں گے؟

ہاں اس حد تک یہ سچ ہے۔

تو پھر اے یمانطس کیا تم یقین نہیں کرتے کہ ایک مشت زن جس کو اپنے کام کی کامل تعلیم دی گئی ہو دو آدمیوں سے جو دولتمند اور فربہ ہوں جو مشت زنی کو نہیں جانتے لڑنا سہل ہوگا۔

شاید دونوں سے ایک ساتھ ہی نہ ہو۔

کیوں نہیں اگر وہ میدان دے دے جب تک ایک حریف دوسرے سے آگے بڑھے اور اب اس کو گھیر لے اور حملہ کرے اور سخت تیز دھوپ میں اسی طرح چند بار صف آرا ہو؟ کیا ایسا مبارزدو ایسے بلکہ زیادہ حریفوں کو زیر کرسکے گا۔ اس نے جواب دیا بے شک اس میں کوئی بڑی تعجب کی بات نہ ہوگی۔

اور کیا تم نہیں خیال کرتے کہ دولتمندوں کو مشت زنی کے علم و عمل سے زیادہ تر وقوف ہوگا نہ کہ فن جنگ سے؟

میں خیال کرتا ہوں۔

پس گمان غالب ہے کہ ہمارے قواعدداں سپاہیوں کو اپنی تعداد سے دوچند سہ چند کے ساتھ جنگ کرنے میں کوئی دشواری نہ ہوگی۔

میں تمہاری بات مانے لیتا ہوں کیونکہ مجھ کو یقین ہے کہ تم سچے ہو۔

لیکن فرض کرو کہ ان کو دو میں سے ایک شہر کو سفارت بھیجنا ہو

اور حقیقت حال کہدی جائے کہ ہم سونے چاندی سے کام نہیں لیتے اور نہ ہم میں یہ جائز ہے ہاں تمھارے یہاں جائز ہے لہٰذا اپنی فوجیں ہماری فوج کے ساتھ ملا لو اور دوسرے لوگوں کی ملکیت (لوٹ) تم لے لو کیا تم سمجھتے ہو کہ کوئی جماعت جب اس بات سے آگاہ ہو جائے گی تو وہ پسند کرے گی کہ ان دبلے قاتے کتوں سے جنگ کرے بلکہ وہ لوگ ان کتوں کے ساتھ مل کے موٹی اور نرم بھیڑوں پر دوڑ پڑیں گے؟

121 میرے قیاس میں نہیں آتا۔ مگر دوسرے فریق کی دولت کا اجتماع ایک شہر میں اس شہر کے لیے خوفناک ہوگا جو دولت مند نہیں ہے؟

میں تمھارے خیال پر تم کو مبارک باد دیتا ہوں کہ تم ایسے اجتماع کو شہر کہتے ہو جو ہمارے شہر کا مثنیٰ نہیں جس کو ہم نے مرتب کیا ہے۔

کیوں تو پھر تم کیا کہو گے

دوسرے شہروں کو کسی بڑے نام سے پکارنا چاہیے کیونکہ ہر ایک ان میں سے چند شہروں کا مجموعہ ہے نہ کہ ایک شہر جس طرح کھیل[1] میں کہتے ہیں۔ بہر صورت دو شہر کہو نہ ایک ایک دوسرے کا دشمن ایک غریبوں کا شہر اور دوسرا امیروں کا شہر اور ہر ایک میں انہیں سے متعدد شہر ہیں اگر تم انکو ایک سمجھتے ہو تو تم بالکل غلطی پر ہو۔ اگر تم ان کو متعدد سمجھو اور ایک طبقہ کو ملکیت اور قوت یا بلکہ لوگ بھی دوسرے کے تو تم کو ہمیشہ بہت سے معین ملیں گے اور چند دشمن اور جب تک تمھارے شہر پر ہوشیار حکمرانی کی جائے گی ان اصول پر جو فی الحال بیان کیئے گئے ہیں تو یہ شہر بہت بڑا شہر ہوگا یہ میں نہیں کہتا کہ اس کو یہ شہرت حاصل ہوگی بلکہ درحقیقت وہ بہت بڑا شہر ہوگا۔ اگرچہ اس کی فوج میں ایک ہزار سے زائد سپاہی نہ ہوں کیونکہ

[1] اس کتاب کے شراح لکھتے ہیں کہ ایک کھیل تھا جس کو مدائن (مدینہ کی جمع) کہتے تھے جس کو گوٹوں سے کھیلتے تھے مگر اس کے کھیلنے کا طریقہ ہم کو نہیں پہنچا ۱۲ مترجم

تم ایسا عظیم الشان شہر آسانی سے نہ پا سکو گے نہ یونانیوں میں نہ بربرستان (وحشیوں) میں۔ اگرچہ تم کو ایسے بہت شہر ملیں جو حسب ظاہر اس شہر سے چند مرتبہ بڑے ہوں۔ کیا تمھارا خیال اس کے خلاف ہے؟

نہیں ہرگز اس کے خلاف نہیں ہے۔

میں نے کہا پس یہ ہمارے حکام کے لیے بہترین معیار ہوگا جس کو وہ اختیار کریں ریاست کے رقبہ کے لیے اور مقدار زمین جس کو وہ ریاست کے لیے نشان کریں جس کا رقبہ مناسب ہو اور امور کو وہ بجائے خود چھوڑ دیں۔

اس نے پوچھا وہ معیار کیا ہے؟

میں تصور کرتا ہوں کہ حسب ذیل ہو جب تک کہ شہر بغیر ترک کرنے اپنی وحدت کے نشوونما پائے۔ اس نقطہ تک اُس کو اجازت نشوونما کی دی جا سکتی ہے نہ اس سے زائد۔

یہ نہایت عمدہ دستور ہے۔

پھر ہم اپنے محافظوں کو یہ ہدایت کریں گے کہ شہر نہ چھوٹا ہو نہ دیکھنے میں بڑا ہو بلکہ متصف ہو کفایت اور وحدت سے۔ 122

شاید یہ ایک خفیف فریضہ ہے جو ان کے لیے مقرر کیا جائے۔

میں نے کہا ایک اور فریضہ اس سے خفیف تر اس پر اضافہ کروں گا جس کا ذکر میں اس سے پہلے کر چکا ہوں جب ہم نے کہا تھا کہ یہ درست ہوگا کہ جو ادنیٰ درجہ کا بچہ محافظوں میں پیدا ہو اس کو کسی اور طبقہ میں بھیجد ینگے اور اگر کوئی بچہ خاص خوبی کے ساتھ کسی اور طبقہ میں پیدا ہو اس کو محافظوں میں رکھیں گے۔ اس کا یہ مطلب تھا کہ اور شہری بھی اس کام پر لگائے جائیں جن کے لیے طبیعت نے ان کو فرداً فرداً متصف کیا ہے ہر ایک کسی ایک مخصوص کام پر لگایا جائے تاکہ ہر شخص اپنا مخصوص پیشہ کرے اور وہ بہت سے آدمی نہ ہو جائے بلکہ ایک ہی رہے اور یہ کہ اس صورت سے پورا شہر ایک ہی شہر کی حیثیت سے نشوونما پائے نہ بہت سے شہروں کی طرح۔

ہاں۔ اس نے کہا یہ ایک چھوٹا سا کام ہے بہ نسبت پہلے کے۔
اے میرے نیک ایڈیمانٹس درحقیقت یہ احکام ہمارے ایسے نہیں ہیں جن کو کوئی کہے کہ وہ متعدد سخت کام ہیں لیکن وہ نامعلوم سے ہوں گے اگر محافظ ہوشیاری سے ایک بڑے نکتہ پر نظر رکھے ضرب المثل کے موافق اگرچہ اس نکتہ کو کافی کہنا لازم ہے نہ بڑا۔

وہ کیا ہے؟
میں نے کہا تعلیم اور تربیت کیونکہ اگر عمدہ تعلیم سے وہ صاحب عقل آدمی ہو جائیں تو وہ ان کو جملہ مسائل پر بلکہ ایسے ہی اور مسائل پر بھی غور کریں گے (جن کو ہم بالفعل فروگزاشت کرتے ہیں جیسے عورت مرد کے تعلقات ازدواج اور بچوں کی پیدائش) ان سب چیزوں میں حتی الامکان ضرب المثل کے موافق عمل کرنا چاہیے جس کا یہ منشا ہے کہ دوستوں کی جملہ ملکیت مشترکہ ہے۔

ہاں یہ بہت صحیح منصوبہ ہے۔
اور بے شک اگر کوئی ریاست ایک بار عمدہ طریقہ پر چل نکلی ہے تو اسی سے اپنی نشو و نما میں ایک معدّی ترقی ظاہر ہوگی عمدہ طریقہ پر پرورش اور تعلیم کے ثابت رہنے سے اچھی فطرت کے لوگ پیدا ہوں گے اور اچھی فطرتیں اچھی تعلیم کی مدد سے جیسی ہیں اس سے اور اچھی ہو جائیں گی ان کی نسلی صفتیں اور سب میں ترقی کریں گی اور اس کا مشاہدہ ادنیٰ درجہ کے جانوروں میں بھی دیکھا جاتا ہے۔

ہاں طبیعت اسی کی مقتضی ہے۔ بس مختصر یہ ہے کہ نگرانِ کار ریاست کے اس اصول کو مضبوط پکڑیں گے اور اپنی لاعلمی سے خراب نہ ہونے دینگے بلکہ سب چیزوں سے زیادہ اس کی حفاظت کریں گے۔ اصول سے میری مراد یہ ہے جو جمناسٹک خواہ موسیقی میں مقررہ قاعدہ پر جدت کو منع کرتا

۱؎ پہیہ کی طرح جس کی تمام قوت مرکز میں مجتمع ہے ۱۲۔

123 ہے۔ بلکہ بخلاف اس کے چاہئیں گے نہایت سختی سے برقرار رکھیں۔ اس خوف سے کہ ایسا نہ ہو جب یہ کہا جاتا ہے کہ لوگ زیادہ ترکیب کی طرف متوجہ ہیں۔

"چونکہ وہ بالکل جدید ہے تو گایا جاتا ہے اور اس کی دھن
گانے والوں کو گھیر لیتی ہے"
شاید یہ سمجھا جائیگا کہ شاعر نے نئے گیتوں کو نہیں کہا ہے بلکہ موسیقی کے جدید طرز کو کہا ہے اور اس کی مطابقت سے جدت کی تعریف ہوگی نہ الفاظ سے ایسا سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ جدید قسم کی موسیقی کے دخل سے بچنا چاہئے کیونکہ وہ تمام ریاست کو خطرہ میں ڈال دیتی ہے۔ چونکہ موسیقی کے طریقے جب بگاڑے جاتے ہیں تو وہ اہم تمدنی ادارات پر موثر ہوتے ہیں۔ کم از کم یہ ہے کہ ڈیمن کہتا ہے اور میں اس کی بات مانتا ہوں۔

ایڈیمانٹس نے کہا مجھ کو بھی اس کے پیرووٴں میں داخل کرو۔
میں نے کہا پس بہر طور ظاہر ہے کہ موسیقی پر حفاظت خانہ کی بنا ہونا چاہیئے۔

بہر طور اس نے کہا کہ یہاں سے خلاف ورزی قانون کی چپکے سے داخل ہو جاتی ہے اور ہم کو خبر نہیں ہوتی۔
ہاں تفریح کے پردے میں اور بظاہر بے خطر معلوم ہوتی ہے۔
نہیں کچھ ایسا نقصان نہیں کرتی الاّ یہ کہ رفتہ رفتہ اپنی جگہ بنا لیتی ہے۔ اور بتدریج رسم و رواج میں دخل کر لیتی ہے اور یہاں سے بڑی قوت کیساتھ ظہور کرتی ہے اور باہمی معاہدات میں راہ پیدا کرتی ہے اور اس حد سے گزر کے قوانین اور ادارات پر حملہ کرتی ہے اور اس سے سقراط انتہائی بے شرمی کا ظہور ہوتا ہے یہاں تک کہ آخر کار ہر چیز کو تباہ کر دیتی ہے عوام میں بھی اور نج میں بھی۔

میں نے کہا خوب۔ ایسا ہوتا ہے؟
میں ایسا ہی خیال کرتا ہوں۔

پس جیسا کہ ہم نے ابتدا میں کہا تھا چاہیے کہ ہمارے بچے وہ کھیل کھیلیں جو قانون کے موافق ہوں کیونکہ جب کھیل خلاف قانون ہوں گے اور بچے اُن کے عادی ہوں گے تو غیر ممکن ہے کہ ایسے بچے بڑے ہو کے وفادار اور نیک ہوں ؟

اس میں کیا کلام ہے۔

اسی لیے جب بچے ابتدا ہی سے جائز کھیل کھیلیں گے ان کے دلوں میں وفاشعاری سما جائے گی موسیقی کے وسیلے سے تو نتیجہ اس کا سابق کے بیان کے خلاف ہوگا۔ اور ہر چیز میں وفاداری ان کے ساتھ رہے گی اور زیادہ ترقی ہوگی اور اگر کوئی ریاستی ادارہ ٹوٹ بھی جائے گا تو پھر سے اس کی عمارت بلند ہو گی۔

ہاں یہ سچ ہے

لہٰذا ایسے لوگ ان خفیف قاعدوں کو بھی دریافت کرتے ہیں جو خفیف سمجھے جاتے ہیں جو سب کے سب ان لوگوں نے گم کر دیئے ہیں جن کا میں نے بیشتر ذکر کیا تھا۔

کن قاعدوں سے تمھاری مراد ہے ؟

مثلاً وہ جن کا یہ مقصود ہے کہ نوجوان ادب کے ساتھ خاموش رہیں اپنے بڑوں کے سامنے اور سر جھکائے رہیں اور جب وہ داخل ہوں تو اُٹھ کھڑے ہوں اور والدین کا ہر طور سے لحاظ کریں مع ان قاعدوں کے جیسے بالوں کا رکھنا اور طریقہ لباس اور پا پوش پوشی کا اور شخصی شائستگی۔ عموماً اور ہر شئے جو اس کے شامل ہو۔ کیا یہ تمھاری رائے نہیں ہے ؟

یہی ہے۔

مگر ایسی چیزوں کے قانون بنانا میرے نزدیک حماقت ہوگی میں یقین کرتا ہوں کہ ایسا کبھی نہیں ہوا ہے اور نہ ایسے قوانین کی عبارت دائمی ہو سکتی ہے۔

کیوں کر ہو سکتی ہے ؟

بہر طور ایڈیمانٹس تعلیم سے ایک سمت لگا دینا آیندہ کے لیے سب

درست کرے گا کیونکہ مثل کو مثل چاہتی ہے؟

بلاشک یہی ہوتا ہے۔

بالآخر ہم اپنے نظام سے ایسی ہی توقع رکھتے ہیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ انجام اس کا کامل اور عظیم الشان ہوگا۔ خواہ یہ نتیجہ نیک ہو خواہ برعکس۔

ایسی ہی یقیناً توقع رکھنا چاہیئے۔

ان وجوہ سے ہم قانون سازی کو ان امور کے بارے میں طول دینے کی کوشش نہ کریں گے۔

معقول وجہ ہے۔

پھر اب مجھ سے کہو۔ عام کاروباری معاملات جو باہمدیگر بازاروں میں ہوا کرتے ہیں اور اسی میں آپ کی عنایت سے شامل ہیں معاہدے کاریگروں کے ازالۂ حیثیت ماربیٹ قانونی کارروائیاں اہل جوری کی فہرست یا وہ مسائل جو محصولی مال کی فہرست کے متعلق ہوں اور وصول کرنا کروڑگیری کا جو بازاروں یا بندرگاہوں میں ہو اور عموماً تمام قواعد متعلقہ بازار و پولیس و محکمہ کروڑگیری اور اس کے مثل کیا ہم ان چیزوں کے قانون بنانے پر توجہ کریں؟

نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے کہ نیک اور تعلیم یافتہ لوگوں کو انکے بارے میں ہدایات دئے جائیں۔ کیونکہ اکثر صورتوں میں قانون کے پیدا کرنے میں ان کو بہت کم دشواری ہوگی۔

نہیں میرے دوست اگر خدا ان کو توفیق دے کہ جن قوانین پر ہم نے بحث کی ہے ان کو برقرار رکھیں۔

ورنہ۔ اس نے کہا وہ تمام تر ان امور کے متعلق قانون کے بنانے اور ان کی ترمیم کرنے میں صرف کر دیں گے اور ہمیشہ توقع کرتے رہینگے کہ قانون کامل ہو جائے۔

تمھاری یہ مراد ہے کہ ایسے لوگ اس طرح زندگی بسر کریں گے

125

جیسے وہ لوگ جن کی صحت درست نہیں ہے تاہم بہ سبب نقص خودداری کے وہ اس بات پر آمادہ نہ ہوسکیں گے کہ اس فاسد طریقۂ زندگی سے دست بردار ہوں۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

اور حقیقتاً ایسے لوگ دلفریب حیات بسر کرتے ہیں! ہمیشہ طبیب کے زیر علاج رہتے ہیں وہ کبھی صحت میں ترقی نہیں کرتے اور ہمیشہ اپنے امراض کو پیچ در پیچ کرتے اور بڑھاتے رہتے ہیں اور ہمیشہ اس امید میں رہتے ہیں کہ کوئی نہ کوئی ایسی دوا بتائے گا جس سے وہ شفا پا جائیں گے۔

ہاں ایسے مریضوں کا یہی حال ہے۔

پھر کیا یہ لطف نہیں ہے کہ جو ان سے سچی بات کہتا ہے اس کو وہ اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتے ہیں۔ اور جو شخص ان کو یقین دلاتا ہے کہ جب وہ شراب خواری سیرخوری عیاشی اور کاہلی سے دست بردار نہ ہوں گے کوئی دوا کوئی تیزاب یا نشتر اور نہ افسوں تعلیق یا تعویذ یا کسی قسم کا کوئی علاج ان کو مفید نہ ہوگا؟

اس نے جواب دیا کہ اس میں کچھ ایسی دلفریبی تو نہیں ہے کیونکہ ان کے غصہ میں کیا دلفریبی ہے ایسے شخص کے ساتھ جو ان کو نیک نصیحت کرتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے تم ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتے

نہیں میں ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔

پس اگر ایسا ہے۔ تو پورا شہر جیسا کہ میں ابھی کہہ رہا تھا ایسے ہی طریقہ پر عمل کرے تو تم اس کو پسند نہ کروگے اور کیا تم کو ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ ریاستیں بھی مثل ان افراد کے عمل کرتی ہیں جبکہ ان کی فرمانروائی کی صورت خراب ہے وہ اپنے اہل شہر کو پہلے سے تنبیہ کرتے ہیں کہ دستور میں خلل انداز نہ ہو اور جو کوئی ایسا کرے گا اس کو سزائے موت دی جائے گی۔ اور جو کوئی حسب انتظام موجودہ ان کی موافقت کرے اور خوشامد اور چاپلوسی سے

پیش آئے اور ان کی خوشی خواہاں کام کرے اور ایسا چالاک ہو کہ اپنی مطلب براری کرے وہ بلاشک بہت اچھا آدمی سمجھا جائے گا اور وہ بڑا دانا کہا جائے گا اور اس کی بڑی عزت ہوگی؟

ہاں اس نے جواب دیا میں بجائے خود ان دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہیں ہے اور میں کسی طرح ایسی خصلت کو پسند نہیں کر سکتا

بطور دیگر کیا تم ایسے لوگوں کی جرأت اور چالاکی کی قدر نہیں کرتے جو ایسے شہروں کی خدمت پر راضی ہیں اور شوق رکھتے ہیں؟

میں قدر کرتا ہوں الا یہ کہ جب وہ اس دھوکے میں ہوں کہ وہ حقیقی مدبر سلطنت ہیں اس لیے کہ اکثر لوگ ان کی ثنا کرتے ہیں۔

تم کیا کہتے ہو؟ تم اس کا پاس نہیں کرتے؟ کیا تم سمجھتے ہو یہ ممکن کہ ایک شخص پیمائش نہیں جانتا اور ویسے ہی چند ناواقف آدمی اس سے کہتے ہیں کہ تم چھ فٹ اونچے ہو کیا وہ خود اس کو یقین کر سکتا ہے؟

نہیں غیر ممکن ہے۔

پس ان پر خفا نہ ہو کیونکہ بے شک وہ بڑے خوش طبع ہیں دنیا بھر میں وہ خیال کرتے ہیں کہ ان کی دائمی قانون سازی اور ترمیمات سے ان معاملات میں جن کا میں نے ذکر کیا تھا وہ ایسا کوئی طریقہ دریافت کر لیں گے جس سے معاہدات میں جو جعل و فریب ہوتا ہے وہ موقوف ہو جائے گا اور اضطراب اور پریشانیاں دفع ہو جائیں گی جن کو میں نے تفصیل دار ابھی بیان کیا تھا وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اس عمل سے وہ صرف بحری عفریت ہئڈرا[۱] کے سر کاٹ رہے ہیں۔

یہ سچ ہے کہ ان کا طرز عمل اس سے بہتر نہیں ہے۔

میں بجائے خود یہ سمجھتا کہ سچے مقنن کا یہ فریضہ نہیں ہے کہ وہ قانون

---

[۱] - ہئڈرا ایک بحری دیو تھا کہ جب اس کا ایک سر کاٹا جاتا تھا تو اس کی جگہ دو پیدا ہو جاتے تھے بالآخر اس کو ہرقلس نے قتل کیا تھا ۱۲ ھ

اور فرمانروائی کے ان شعبوں میں دست اندازی کرے خواہ اس کی ریاست کا نظام اچھا ہو خواہ برا۔ صورت اولیٰ میں اس لیے کہ ایسے ضوابط غیر مفید ہیں اور کچھ نفع نہیں پہنچاتے اور صورت ثانیہ میں اس لیے کہ بعض ان میں سے کسی نہ کسی کو خود بخود دریافت ہو جائیں گے اور باقی اس کے بعد خود بخود پیدا ہو جائیں سابق کی تعلیم کا یہی نتیجہ ہے۔

اس نے دریافت کیا تو پھر مقنن کی حیثیت ہمارے لیے کیا باقی رہے گا؟

اور میں نے جواب دیا ہمارے لیے کچھ نہ رہے گا۔ لیکن ڈیلفیہ کے اپالو کے لیے سب سے زیادہ اہم اور سب سے اشرف اور سب سے اعلیٰ امور قانونی رہ جائیں گے۔

وہ کیا ہیں؟

مندروں کی تعمیر اور قربانیوں کا تعین دیوتاؤں اور نیم دیوتاؤں اور نامور پہلوانوں کی نذر و نیاز اور اسی طور سے طریقہ مردوں کے جلانے کا اور جملہ رسوم دوسری دنیا کے رہنے والوں کو رضامند کرنے کے لیے۔ یہ مضامین ایسے ہیں جن کو ہم خود نہیں سمجھتے اور ریاست کے بنا کرتے ہیں ان امور کے لیے اگر ہم کو عقل ہو تو ہم اور کسی کی شرح و تفسیر پر عمل نہ کریں گے سوا اپنے قدیم قومی مفسر کی نصیحت یا تفسیر کے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہی دیوتا تفسیر ہے جس کا اجلاس اومفیلس میں مرکز زمین سے متصل ہے۔ یہی تمام انسانوں کا قومی مقنن ہے ان مضامین کے لیے۔

127

تم بالکل ٹھیک کہتے ہو ہم کو ایسا ہی کرنا چاہیئے۔

اے ارسطن کے بیٹے، انتظام ہماری ریاست کا پورا ہو گیا: اس کے بعد تم کو یہ کرنا چاہیئے کہ اس کا امتحان کرو اور جس گوشہ سے تم کو روشنی دستیاب ہو اور اپنی مدد کے لیے اپنے بھائی اور پولی مارکس وغیرہ کو بلاؤ تاکہ یہ کوشش کی جائے کہ عدالت کہاں سے مل سکتی ہے اور ظلم کہاں سے اور ان دونوں میں کیا فرق ہے اور جو لوگ سعید ہونا چاہتے ہیں ان دونوں

سے کس کو حاصل کریں خواہ کل دیوتا اور انسان اس سے واقف ہوں خواہ نہ ہوں۔

گلاکن نے کہا یہ کافی نہ ہوگا۔ تمھیں نے تو تحقیق کے لیے سب کو مصروف کیا تھا اس بنیاد پر کہ اگر تم عدالت کو جو مدد دے سکتے ہو نہ دو گے تو گناہگار ہوگے۔

میں نے جواب دیا مجھے بھی یاد آیا کہ جو تم کہتے ہو وہ ہوا تھا اور میں ایسا ضرور کروں گا مگر تم کو بھی لازم ہے کہ مجھ کو مدد دو۔

ہم مدد دیں گے۔

مجھے امید ہے کہ ہم کو جو چیز مطلوب ہے اس کو اس طرح پا جائیں گے۔ میں فرض کرتا ہوں کہ ہماری ریاست کا انتظام اگر درحقیقت ہوا تو یہ کامل طور سے نیک ریاست ہوگی۔

ضرور ہوگی۔

پس صریحاً یہ ذی عقل اور شجاع اور عفیف اور عادل ہوگی

صریحاً۔

پس اگر ہم ان صفات سے بعض ریاست میں پا سکیں تو جو صفتیں دریافت نہیں ہوئی ہیں وہ باقی رہ جائیں گی۔

فرض کرو کہ کوئی اور چار چیزیں ہوں جو کسی مضمون میں ہوں اور ہم ان میں سے ایک کی تلاش میں ہوں۔ اگر ہم نے اس کو قبل ان تین کے دریافت کر لیا تو ہم کو مطمئن ہونا چاہیے۔ لیکن اگر ہم نے ان تین کو پہچان لیا تو وہ چوتھی بھی اس واقعہ سے دریافت کر لی جائے گی کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ یہ وہی ہو سکتی ہے جو باقی ہے۔

تم ٹھیک کہتے ہو۔

128

کیا ہم بھی طریقہ تحقیق کا صورت موجودہ میں اختیار کریں کیونکہ جو صفتیں زیر بحث ہیں وہ بھی تعداد میں چار ہیں؟

صاف ظاہر ہے کہ یہی چاہیئے۔

ابتدا کرنے کے لیے اولاً حکمت معلوم ہوتا ہے کہ اس مضمون میں

شناخت ہوجائے گی۔ اور اس کے متعلق کہ بعید از قیاس واقعہ در پیش ہوتا ہے۔

وہ کیا ہے؟

جس ریاست کا ہم نے بیان کیا ہے درحقیقت دانشمند ہے اگر میں غلطی نہ کرتا ہوں چونکہ یہ ہوشیار ہے مشاورت میں کیا نہیں ہے؟

ہے۔

اور یہی صفت مشاورت میں ہوشیاری بداہتہً ایک قسم کا علم ہے۔ کیونکہ یہ جہل نہیں ہے میں سمجھتا ہوں بلکہ علم ہی ہے وہ انسانوں کو عاقلانہ تدبیر کے قابل کرتا ہے۔

بداہتہً۔

مگر ریاست مختلف اقسام کے علوم ہیں۔

بلاشک ہیں۔

تو کیا نجاروں کے علم کے سبب سے ریاست کو دانشمند یا مشاورت میں ہوشیار کہہ سکتے ہیں؟

یقیناً نہ کہیں گے۔ کیونکہ اس علم کی جہت سے شہر کو نجاری میں اچھا کہینگے۔

تو کیا وہ علم جس میں اس بات پر غور کیا جاتا ہے کہ چوبی ظروف کس طرح سب سے اچھے تیار رہوں گے اور اس وجہ سے ہم اپنے شہر کو دانا کہہ سکیں گے۔

یقیناً نہیں۔

تو کیا وہ علم جو ظروف برنجی یا دوسرے قسم کے ظروف بنانے میں کام آتا ہے؟

نہیں کوئی نہیں۔

نہ وہ علم جو زمین سے پیداوار کے نکالنے میں کام آتا ہے یہی ریاست کو دانا کے خطاب کا مستحق کرتا ہے لیکن صرف اس ریاست کو جو زراعت میں کامیاب ہو۔

میں یہی خیال کرتا ہوں۔
پس مجھ سے کہو کہ یہ ہماری ریاست جس کا جدید نظم ہوا ہے کسی کا علم رکھتی ہے جو اہل شہر کے کسی طبقہ میں ہے جو کسی ایسی چیز کی تدبیر کیلئے نہیں ہے جو ریاست میں موجود ہے بلکہ کل ریاست کے لیے مجموعی حیثیت سے وہ ایسی تجویز کرتا ہے جس سے اندرونی اور بیرونی تعلقات شہر کے کماحقہ منتظم ہوں؟
یقینا یہی کرتا ہے۔
یہ علم کیا ہے اور کن لوگوں میں موجود ہے؟
یہ ہمارا محافظ علم ہے اور یہ اس فرمانروا طبقہ میں ہے جس کو ہم نے

129

ابھی کامل محافظوں کے نام سے نامزد کیا ہے۔
تو پھر اس علم کے باعث سے تم شہر کو کیا کہو گے؟
میں اس کو مشورت میں ہوشیار اور حقیقتاً دانا کہوں گا۔
تم کس زمرہ کے لوگوں کو شہر میں از روئے شمار زیادہ سمجھتے ہو۔ کسیرے یا یہ حقیقی محافظ؟
کسیروں کی تعداد اوروں سے بہت زیادہ ہوگی۔
تو پھر محافظوں کا طبقہ سب سے کم ہوگا جو علمی شعبہ رکھتے ہیں یا وہ شعبہ اور ان شعبوں کے اعتبار سے ہر ایک کا جدا گانہ نام ہوگا۔
ہاں محافظوں کا بہت ہی چھوٹا طبقہ ہوگا۔
پس یہ علم جو سب سے چھوٹے فرقے یا طبقہ کو حاصل ہے یعنی غالب اور فرمانروا جماعت میں جو ایسی ریاست کو جس کا نظام موافق فطرت کے ہے اس علم کے اعتبار سے ریاست کو دانا کہیں گے مجموعی حیثیت سے۔ اور یہ طبقہ جس کا حق اور فریضہ اس علم سے بہرہ یاب ہوتا ہے اور یہی علم صرف حکمت کہے جانے کا سزاوار ہے بمقابلہ دوسرے علموں کے از روئے طبیعت یہی فرقہ تعداد میں سب طبقوں سے کم ہے۔
بالکل سچ ہے۔

اس محل پر ہم نے کسی نہ کسی طرح چار صفتوں سے ایک صفت کو دریافت کر لیا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ کون سے حصہ میں شہر کے وہ صفت پائی جاتی ہے۔

اس نے کہا میرے ذہن کے موافق یہ مقدمہ قابل اطمینان طور سے محقق ہو گیا اس کے بعد یقیناً صفت شجاعت کے دریافت کرنے میں بھی چنداں دشواری نہ ہو گی اور نہ اس طبقہ کے معلوم کرنے میں جس میں یہ صفت موجود ہے جس کے اعتبار سے ریاست کو شجاع کہتے ہیں۔

یہ کیونکر

کسی شہر کو بزدل یا بہادر کہنے کے لیے کوئی کسی اور طبقہ کی طرف توجہ نہ کرے گا بلکہ صرف اس زمرہ کی طرف جو دفاع کے لیے شہر کی طرف سے جنگ کرتا ہے اور اس کی طرف سے میداں داری کرتا ہے؟

نہیں کوئی کسی اور طرف توجہ نہ کرے گا۔

نہیں اور اس سبب سے میں سمجھتا ہوں۔ بزدلی یا بہادری خود ریاست کی ضرور نہیں ہے کہ اور طبقوں میں شہر کے مضمر ہو۔

نہیں اور طبقوں میں نہیں ہے۔

پس شہر شجاع اور دانا ہے ایک جز شہر کے اعتبار سے کیونکہ اس جز میں ایک قوت ہے جو بلا توقف سچی رائے کی حفاظت کرتی ہے ان اشیاء کے متعلق جن سے خوف کرنا چاہیے جو یہ سکھاتی ہے کہ وہ چیزیں ویسی ہی ہیں جس طرح مقنن نے مجوزہ تعلیم میں اعلان کر دیا ہے کیا یہ وہ نہیں ہے جس کو تم شجاعت کہتے ہو؟

130 میں جو تم نے کہا اس کو اچھی طرح نہیں سمجھا مہربانی کر کے مکرر کہدو۔

میں کہتا ہوں کہ شجاعت ایک طور کی حفاظت ہے۔

کس قسم کی حفاظت؟

حفاظت اُس مظنہ کی جس کو قانون نے پیدا کیا ہے بذریعہ تعلیم کے جو یہ سکھاتی ہے کہ کون سی چیزیں اور کس نوع کی چیزیں خوفناک ہیں اور

جب میں نے ان کی حفاظت کو کہا بغیر توقف کے تو میری یہ مراد تھی کہ سر تا سر محفوظ رکھنا چاہیئے حالت الم اور لذت میں یکساں آرزو اور خوف اور کبھی ضائع نہ کرنا چاہیئے۔ اور اگر تم چاہو تو میں اس کی ایک تمثیل بیان کروں تقابل کے ذریعہ اور یہ تمثیل مجھ کو برجستہ معلوم ہوتی ہے

میں پسند کروں گا۔

پس تم جانتے ہو کہ رنگریز جب اون رنگنا چاہتے ہیں اور سچا بحری کبود رنگ دینا منظور ہوتا ہے تو اولاً متعدد رنگوں سے ایک خاص قسم کو چن لیتے ہیں یعنے سفید اون اور اس کو بڑی ہوشیاری سے درست کرتے ہیں اور ایسی تہ دیتے ہیں کہ اس پر حتی الامکان نہایت چمکدار رنگ چڑھ سکے پھر رنگنا شروع کرتے ہیں، اور جب اون پر اس طریقے سے رنگ چڑھ جاتا ہے تو پکا رنگ چڑھتا ہے اور کسی طرح دھونے سے صابون کے ساتھ یا بغیر صابون کے رنگ نہیں کٹتا نہ اس کی چمک جاتی ہے اور یہ طریقہ نہیں اختیار کیا گیا تو تم جانتے ہو جو نتیجہ ہوتا ہے خواہ یہ رنگ رنگا گیا ہو یا کوئی دوسرا رنگ بغیر پہلے سے درست کرنے کے۔

میں جانتا ہوں کہ رنگ ایک مضحک طور سے اتر جاتا ہے۔

تم اس سے سمجھ سکتے ہو کہ ہم کیوں اپنے مقدور بھر محنت کر رہے تھے کیا کرنا چاہتے تھے جب ہم نے اپنے سپاہیوں کا انتخاب کیا تھا اور ان کو موسیقی اور جمناسٹک کی تعلیم دی تھی۔ خیال کرو کہ ہم کیا منصوبہ کر رہے تھے کہ کیونکر ان کو عمدہ بنائیں تاکہ وہ قانونی رنگ قبول کریں تاکہ ان کا گمان خوفناک چیزوں کے بارے میں اور دوسرے مضامین پر زوال پذیر نہ ہو بہ سبب ان کی مناسب فطرت اور مخصوص تعلیم کے وہ رنگ جو ان پر چڑھ گیا ہے وہ ایسے قوی کٹاؤ سے بھی جیسے خوشی ان کا رنگ نہ کٹ سکے جس کی قوت جو اکھار اور سجی کے پانی سے بھی زیادہ قوی ہے اور رنج اور خوف اور خواہش جو دنیا بھر کے قوی محللوں سے بھی زیادہ موثر ہیں۔ پس اس قوت کو جو قانونی تجویز کو خوفناک چیزوں کے بارے میں

اور وہ چیزیں جو خوفناک نہیں ہیں مضبوطی سے گرفت کرے اسی کو میں شجاعت کہتا ہوں اور میں نے اسی نام سے اس کو نامزد کیا اگر تم کو کوئی اعتراض نہ ہو؟

نہیں مجھ کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کیونکہ جب صحیح رائے ان معاملات پر بغیر تعلیم کے اختیار کی جاتی ہے جیسے وحشی جانور اور غلام تو میرا خیال ہے کہ تم اس کو جائز نہ سمجھو گے اور تم سوائے شجاعت کے اس کا کچھ اور نام رکھو گے۔

131

بالکل سچ ہے۔

پس میں یہ بیان شجاعت کا تسلیم کرتا ہوں۔

ایسا ہی کرو۔ کم از کم شہریوں کی شجاعت کے بیان کی حیثیت سے تسلیم کر لو اور تمھاری رائے درست ہوگی۔ آئندہ کے موقع پر اگر تم پسند کرو تو ہم اس مسئلہ پر مفصل نظر کریں گے۔ بالفعل یہ ہماری تحقیقات سے علٰحدہ ہے۔ کیونکہ ہماری تحقیق کا موضوع عدالت ہے۔ ہم نے کافی بحث کی ہے اس موضوع پر۔

تم ٹھیک کہتے ہو۔

میں نے کہا دو چیزیں باقی رہتی ہیں چاہئے کہ ریاست میں ان کو تلاش کریں عفت اور وہ جو ان تمام بحثوں کی علت ہے عدالت۔

ٹھیک یہی ہے۔

اچھا تو اب عفت کے باب میں زیادہ تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے کوئی طریقہ ایسا ہے کہ جس سے ہم عدالت کو دریافت کر سکیں؟

اس نے کہا میں تو نہیں جانتا نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ پہلے عدالت روشنی میں لائی جائے۔ اگر ہم مزید تحقیق عفت کی نہ کریں۔ پس اگر تم مجھ کو مطمئن کرنا چاہتے ہو تو دوسرے کی جانچ کرو قبل اس کے کہ اول کی طرف متوجہ ہو۔

ہاں میں یہ چاہتا ہوں کیونکہ میں دیانت دار آدمی ہوں۔

پس امتحان شروع کرو۔
میں شروع کروں گا اور میرے اور ہمارے موجودہ نقطہ نظر سے عفت کی صورت زیادہ تر ہم آہنگی یا مناسبت کی ہے بہ نسبت پہلی صفتوں کے۔
یہ کیونکر؟
عفت میرے خیال میں ایک قسم ترتیب کی ہے اور حکومت ہے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں بعض لذتوں اور خواہشوں پر۔ جس طرح ہم صاف صاف لوگوں کو کہتے ہوئے سنتے ہیں کہ فلاں اپنے اوپر حاکم ہے ایک یا دوسرے معنی سے اور ایسی ہی اور عبارتیں بھی استعمال کی جاتی ہیں جس میں ہم ایک علامت اس چیز کی پاتے ہیں۔ کیا یہ نہیں ہے؟
یقیناً ایسا ہی ہے۔
مگر یہ عبارت اپنا حاکم مضحک ہے؛ کیونکہ جو شخص اپنا حاکم ہے وہ میرے خیال میں اپنا محکوم بھی ہے اور محکوم حاکم ہے۔ کیونکہ موضوع ان سب جملوں کا ایک ہی شخص ہے۔
بلاشک۔

132

میں نے کہا اچھا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ معنے اس عبارت کے یہ ہیں کہ خود اس آدمی یا اس کے نفس میں ایک نیک اصل مسکن پذیر ہے اور ایک بد اور جبکہ از روئے طبیعت نیک اصل بد پر حاکم ہے اس صورت میں کہا جاتا ہے کہ اپنے اوپر حاکم ہے۔ یقیناً یہ عبارت مدح ہے۔ مگر جب خراب تعلیم یا صحبت کے اثر سے اکثر قوت نیک اصل کی مغلوب ہو جاتی ہے کثرت تعداد سے بد کے تو ایسے شخص کی زجر و توبیخ کی جاتی ہے اس کو کہتے ہیں نفس کا غلام ہے اور آوارہ شخص ہے۔
ہاں معلوم ہوتا ہے اس کی توجیہ یہی ہے۔
اب اپنی آنکھوں کو ہماری جدید ریاست کی طرف پھیرو اور تم کو معلوم ہوگا کہ ان حالتوں سے ایک اس میں حاصل ہو گئی ہے تم جائز رکھو گے کہ اس ریاست کو اپنا حاکم کہہ سکیں اگر عفت اور اپنے اوپر حکومت اس

ریاست پر محمول ہو سکے جس میں نیک اصل بری اصل پر فرمانروا ہو۔
میں حسب ہدایت تمہارے نظر کر رہا ہوں اور جو تم کہتے ہو اس کا صدق میں تسلیم کرتا ہوں۔
یہ بھی تسلیم کیا جائیگا کہ یہ خواہشیں اور لذات اور آلام خصوصیت کے ساتھ بچوں اور عورتوں اور غلاموں میں پائے جاتے ہیں اور عوام الناس کے جم غفیر میں جو برائے نام آزاد لوگوں میں ہیں۔
ٹھیک ایسا ہی ہے۔
دوسری طرف وہ سادہ اور معتدل خواہشیں جو عقل اور سچے گمان کے ساتھ رہتی ہیں زیر ہدایت عقل وہ قلیل جماعت میں انسانوں کی پائی جائے گی وہ جن کی طبیعت میں وہبی خوبیاں ہیں اور جنھوں نے بہترین تعلیم پائی ہے۔
سچ ہے۔
کیا تم نہیں دیکھتے کہ اسی کے موازی تمہاری ریاست میں موجود ہیں ہے دوسری لفظوں میں جم غفیر عوام کی خواہشیں محکوم ہیں جماعت قلیل کی خواہشوں اور عقل کی؟
میں دیکھتا ہوں۔
اگر کوئی ریاست اپنی حاکم کہی جا سکے تو اس کی لذتیں اور خواہشیں عقل کی محکوم ہوں تو ہماری ریاست بھی اس صفت سے موصوف ہوگی۔
یقیناً۔
تو کیا ہم اس ریاست کو عفیف نہ کہیں وجوہ مذکورہ سے؟
یقیناً ہم کہہ سکتے ہیں۔
پھر اگر کوئی شہر جس میں حاکم اور محکوم متفق ہوں اس مسئلہ پر کہ کس کو فرمانروا ہونا چاہیئے ایسا اتفاق ہمارے شہر میں پایا جائے گا۔ کیا تم یہ خیال نہیں کرتے؟
یقیناً میں خیال کرتا ہوں۔

133

شہریوں کے کس طبقہ میں عفت کو تم کہتے ہو موجود ہوگی جب شہریوں کی یہ حالت ہو؟ حکام میں یا رعایا میں؟

میں خیال کرتا ہوں دونوں میں۔

کیا تم دیکھتے ہو کہ ہم بڑے پیشین گو نہ تھے جب ہم نے یہ ارشاد کیا تھا کہ عفت ایک تال میل کے مثل ہے؟

کیوں جناب؟

اس لیے کہ یہ مثل شجاعت اور حکمت کے عمل نہیں کرتی جو مختلف طبقوں میں رہ کے علی الترتیب شجاع اور دانشمند بنا دے۔ بلکہ صحیح لے کی طرح کل میں سما جائے اور ہم آہنگی پیدا کرے سب سے ضعیف اور سب سے قوی اور متوسط میں خواہ تم ان کو عقل کے معیار سے اندازہ کرو یا قوت جسمانی سے خواہ تعداد خواہ دولت سے یا کوئی اور شئے اسی قسم کی پس ہمارا یہ بیان بالکل جائز ہوگا کہ عفت وہ اتحاد ہے جس کو ہم نے تال میل سے ظاہر کیا ہے جو کہ درمیان ان لوگوں کے جو طبعاً بہتر عنصر میں ہو یا طبعاً بدتر میں خواہ ریاست میں ہو خواہ فرد واحد میں ہو یا یہ کہ دونوں میں سے کون حکمرانی کا حق رکھتا ہے۔

میں بالکل تم سے اتفاق کرتا ہوں۔

بہت خوب۔ میں نے کہا۔ ہم نے اپنی ریاست میں منجملہ چار کے تین اصلیں شناخت کر لی ہیں کم از کم بالفعل ہمارا یہی خیال ہے۔ اب وہ باقی اصل کونسی باقی ہے جس کے ذریعہ سے ریاست اور بھی فضیلت سے بہرہ یاب ہوگی؟ کیونکہ یہ یقیناً عدالت ہے۔

بداہتہ یہی ہے۔

پس اب اے گلاکن ہم لوگ مثل شکاریوں کے ہیں شکار کے پوشیدہ چھپنے کی جگہ کو گھیرے کھڑے ہیں اور خوب خبردار رہنا چاہیے ایسا نہ ہو عدالت کسی طرف سے نکل بھاگے اور ہماری نظر سے اوجھل ہو جائے کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ وہ یہیں کہیں ہے۔ خبردار رہو اور کوشش کرو کہ ایک نظر دیکھ لیں

کیونکہ شاید تم مجھ سے پہلے دریافت کرلو اور مجھ کو ہوشیار کردو۔
اس نے جواب دیا کاش میں ایسا کرسکوں مگر تم مجھ سے اس طرح کام لو تو اچھا ہو اگر بجائے اس کے تم مجھ کو ہیرو کار بناؤ میں تمھارے قدم بقدم چلا چلوں گا اور جب مجھ کو دکھاؤ تو دیکھ لوں۔

134

پہلے میرے ساتھ مل کے دعا کرو پھر میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔
میں ایسا ہی کروں گا تم فقط راستہ بتاؤ۔
سچ ہے۔ میں نے کہا۔ اس زمین کو عبور کرنا دشوار معلوم ہوتا ہے اور جنگل بے پوشیدہ ہے بہر طور تاریکی ہے اور شکار کا دریافت کرنا دشوار ہے۔ تاہم ہمکو تلاش کرنا چاہیے۔
ہاں یہ تو ہم ضرور کریں گے۔
یہاں مجھ کو ایک جھلک دکھائی دیتی ہے اور چلا کے کہا ہو! ہو! یہاں کوئی چیز پگڈنڈی سی معلوم ہوتی ہے۔ اور یقین ہے کہ شکار ہم سے بچکے نہ جاسکے گا

یہ اچھی خبر ہے
میں نے کہا میں قسم کھاتا ہوں ہم ایک احمقانہ نازک حالت میں ہیں۔
یہ کیونکر؟
ہاں میرے مہربان یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ جس کو ہم تلاش کر رہے تھے وہ اس وقت تک ہمارے قدموں کے پاس لوٹ رہا تھا اور ہم نے ہرگز نہیں دیکھا بلکہ ایک نہایت ہی مضحک بات کی۔ جیسے لوگ اکثر کبھی کبھی کسی چیز کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں اور وہ چیز ان کے ہاتھوں[1] میں ہوتی ہے اسی طرح ہم بھی بجائے اس کے کہ اس چیز پر نظر کو جما دیتے ایک دور کے نقطے کو دیکھتے رہے اور یہی وجہ تھی کہ وہ ہماری تلاش سے بچ کے نکل گیا۔
تمھاری کیا مراد ہے؟

---

[1] ع ڈھنڈورا شہر میں لڑکا بغل میں ۱۲

یہ : کہ میں یقین کرتا ہوں ہم اس کے باب میں گفتگو کرتے تھے اور یہ نہ سمجھے کہ ہم خود ایک طور سے اسی کا بیان کر رہے تھے۔
تمھاری تمہید اس شخص کو طولانی معلوم ہوتی ہے جس کو اس کی توضیح کا شوق ہے۔ اچھا تو پھر سنو اور فیصلہ کرو کہ آیا میں ٹھیک کہتا ہوں یا نہیں۔ وہ جس کو ہم نے ابتدا میں ضابطہ یا کلیہ عمل تجویز کیا تھا جب ہم اپنی ریاست کی بنا کر رہے تھے یہی اگر میں غلطی نہ کرتا ہوں یا اس کی کوئی ترمیم شدہ صورت عدالت ہے۔ میں خیال کرتا ہوں ہم نے اقرار کیا تھا۔ اگر تم کو یاد ہو۔ اور اکثر اس کی تکرار کی۔ کہ ہر شخص کو چاہیئے کہ ریاست میں ایک پیشہ اختیار کرے جو ایسا ہو جس کے لیئے اس کی طبعی استعداد بہترین طور سے مناسب ہو۔
ہم نے ایسا کہا تھا۔
اور پھر ہم نے لوگوں کو اکثر کہتے سنا ہے کہ اپنا مخصوص کام کی طرف متوجہ ہونا اور ناحق دخل در معقولات نہ کرنا عدالت ہے۔ اور یہی بات ہم نے بھی اکثر کہی ہے۔
ہم نے ایسا کہا ہے۔
پس اے میرے دوست کہ اپنا مخصوص کام کرنا کسی نہ کسی صورت میں عدالت ہے۔ کیا تم جانتے ہو ہم نے کہاں سے یہ نتیجہ نکالا ہے؟
نہیں۔ مہربانی کرکے مجھے بیان کرو۔
میں خیال کرتا ہوں کہ بقیہ بعد منہائی ان صفتوں کے جن پر ہم نے غور کیا ہے یعنی عفت اور شجاعت اور حکمت کے وہ ہوگی جس نے ان کا داخلہ ریاست میں ممکن کیا اور وہ ان کو محفوظ رکھتی ہے جبتک وہ وہاں موجود رہیں۔ اب ہم نے اقرار کیا کہ باقی ماندہ صفت جبکہ تین منجملہ چار کے دریافت ہوگئیں عدالت ہے۔
ہاں لاکلام وہ ہوگی۔
اگر بہر طور اگر اس کا فیصلہ مطلوب ہو کہ کونسی ان صفات سے

135

بہت موثر ہے کہ اپنی موجودگی سے ریاست کی نیکی کو کمال پر پہنچائے اس کا دریافت کر لینا دشوار رہے آیا یہ اتفاق رائے ہے درمیان حاکم اور محکوم کے یا وفادارانہ ثابت قدمی سپاہیوں کی اس قانونی اعتقاد پر کہ وہ کونسی چیزیں ہیں جن سے خوف کرنا چاہیئے یا جن سے نہ خوف کرنا چاہئیے۔ یا موجودگی دانش اور خبرداری کی حکام میں یا آیا یہ کہ نیکی ریاست کی کیا منسوب نہیں ہوسکتی خصوصیت کے ساتھ موجودگی سے اسی چوتھی اصل کے ہر بچے اور عورت ہر غلام اور آزاد ہر کاریگر حکام میں اور رعایا میں جو ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اپنا خاص کام کرے، اور بہت سی چیزوں میں دخل نہ دے۔

لاکلام اس مسئلہ کو حل کرنا دشوار ہوگا۔

اس طرح یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کسی ریاست کی نیکی کی ترقی کے لیئے وہ قوت جس سے ہر رکن ریاست کا اپنا ہی کام کرے مقابلہ کر سکتا ہے اس کی حکمت اور عفت اور شجاعت سے۔

قطعاً کر سکتا ہے۔

لیکن اگر ایک اصل ہو جو ہمسر ہے ان صفات کی ترقی دینے میں ایک ریاست کی نیکی کو تو کیا تم یہ یقین نہ کروگے کہ وہ عدالت ہے؟

بالکل یقین کے ساتھ

ایک اور روشنی میں اس مسئلہ پر نظر کرو اور دیکھو کہ تم اسی نتیجہ پر آتے ہو کیا تم قانونی مقدمات کے فیصلہ کو حکام سے منسوب کروگے؟

یقیناً۔

کیا ان کے فیصلے سب سے بڑھ کے اس خواہش سے ہدایت نہ پائیں گے کہ کوئی شخص دوسروں کی کسی چیز پر تصرف نہ کرے اور نہ اس سے محروم رہے جو اس کا ہے؟

ہاں یہ ان کا خاص مطالعہ ہوگا؟

کیونکہ یہ عادلانہ ہے؟

ہاں۔

136 پس اس نظر سے بھی یہ مانا جائیگا کہ لینا اور کرنا اس چیز کا جو ہم سے تعلق رکھتی ہے اور ہماری ہے عدالت ہے۔

سچ ہے۔

اب مشاہدہ کرو آیا تمھاری بھی وہی رائے ہے جو میری ہے۔ اگر نجار موچی کا کام اختیار کرے یا موچی نجار کا کام خواہ ایک دوسرے سے آلات اور امتیازات کا تبادلہ کرلیں یا ایک ہی شخص دو پیشوں کو اختیار کرے کیا جو تبدیلیاں اس طرز عمل میں شامل ہیں کیا تم خیال کرتے ہو کہ اس سے ریاست کو بہت نقصان پہنچے گا؟

نہیں بہت کچھ۔

لیکن وہ شخص جس کو طبیعت نے کاریگر بنایا ہے یا کسی قسم کا پیدا کرنے والا دولت یا تعلقات دور و دراز یا جسمانی طاقت یا ایسے ہی کسی فوائد کے ذریعہ سے ایسا بڑھ چڑھ جائے کہ اپنے آپ کو مبارزوں کے زمرے میں داخل کرلے یا مبارز بزرگان ریاست اور محافظوں کے طبقہ میں دخیل ہو جس کے وہ لائق نہیں ہے اور جب یہ لوگ اپنے آلات اور امتیازات کا تبادلہ کرلیں اور جبکہ ایک ہی شخص بعینہ ان جملہ فرائض کے بجالانے کی کوشش کرے تو میں خیال کرتا ہوں کہ تم میرے ساتھ اتفاق کروگے کہ ایسا تبادلہ اور مداخلت مابین خود ہار ریاست کی تباہی کے باعث ہوگا

یقیناً وہ تباہی کے بانی ہوں گے۔

پس مداخل ان طبقات ثلثہ میں ایک سے دوسرے میں بدل جانا ریاست پر آفت لائے گا اور کامل مناسبت کے ساتھ نہایت سخت مفہوم میں بدی کرنے کے معنی میں استعمال ہوسکتا ہے۔

بالکل ایسا ہی ہے

اور کیا تم تسلیم نہ کروگے کہ سب سے بدتر قسم کی بدی کرنا اپنی ہی ریاست کے حق میں ظلم ہے؟

بلا اعتراض۔

پس یہ ظلم ہے۔ بجائے دیگر اس کا عکس یہ ہے کہ اپنے ہی کام پر ثابت قدمی کرنا محنت کرنے والوں سپاہیوں اور محافظوں کے طبقوں کا کہ ریاست کا ہر فرقہ اپنا خاص کام کرے عدالت اور ریاست کو عادل کر دیتا ہے۔

میں اس رائے میں بالکل تمہارے ساتھ موافق ہوں۔

اب بھی ہم اس کو بالکل یقین کے ساتھ نہ کہیں گے بلکہ اگر ہم اس مفہوم کو شخص واحد پر جاری کر کے دیکھیں کہ اس صورت میں بھی یہ عدالت ہے تو پھر ہم منظوری دینے پر مجبور ہو جائیں گے۔ کیونکہ اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتے ہیں؟ ورنہ ایک جدید تحقیق قایم کریں گے۔ بالفعل بہر طور ہم اس تحقیقات کو پورا کریں جو ہم نے اس اعتقاد سے اختیار کیا ہے کہ اگر عدالت پر کسی طولانی مضمون میں غور کرنے کی کوشش کریں جس میں عدالت شامل ہو اس سے زیادہ سہل پائیں کہ اس کی ماہیت کو فرد واحد انسان میں شناخت کریں ایسا مضمون ہم نے ایک ریاست میں پہنچایا اور اسی لئے حتی المقدور ہم نے بہترین ترتیب دی ہم کو یقین تھا کہ عدالت ایک نیک شہر میں مسکن پذیر ہے پس وہاں جو منظر ہمارے پیش نظر ہوا اب ہم اس کا اطلاق فرد واحد میں کرتے ہیں اور اگر یہ تسلیم کر لیا جائے تو ہم کو اطمینان ہو جائیگا لیکن فرد واحد کی صورت میں ہم نے کچھ اختلاف پایا تو ہم پھر شہر کی طرف رجوع کریں گے اور اپنے نظریہ کا امتحان کریں گے اور شاید دونوں صورتوں کو برابر برابر رکھے گے اور ان دونوں کے تقابل سے عدالت چمک اٹھے جس طرح آگ سوکھی لکڑیوں کی رگڑ سے چمک اٹھتی ہے اور جب ہم کو دکھائی دے تو اس کو استواری سے اپنے ذہنوں میں قایم کریں گے۔

اس نے جواب دیا تمہاری تجویز باقاعدہ ہے ہم ایسا ہی کریں گے

لہٰذا میں نے سوال کرنا شروع کیا۔ جب دو چیزیں ایک بڑی دوسری چھوٹی مشترک نام سے پکاری جاتی ہوں وہ دونوں اس حد تک کہ ان کا نام مشترک ہے غیر مشابہ ہیں یا مشابہ ہیں؟

مشابہ۔

137

پس ایک عادل انسان ایک عادل ریاست سے متفاوت نہ ہوگا جس حد تک کہ تصور عدالت کا متضمن ہے بلکہ دونوں مشابہ ہوں گے؟

مشابہ ہوں گے۔

اچھا مگر ہم نے تجویز کیا تھا کہ ریاست عادل ہے جبکہ تین طبقے سیر تونکے جو اس میں موجود ہیں وہ جداگانہ طور سے اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہیں اور یہ عفیف ہے اور شجاع ہے اور حکیم ہے بعض تاثیرات حالات سے ان طبقوں کے۔

سچ ہے۔

پس اے میرے دوست تو ہم فرد انسان کے بارے میں بھی یہی فیصلہ کریں گے یہ فرض کرکے کہ اس کے نفس میں وہی جنسی اجزا موجود ہیں وہ اسی نام کا سزاوار ہے جیسے ریاست بہ سبب تاثیرات اور حالات ان اجزا کے جو مطابقت رکھتے ہیں ریاست کے طبقوں سے۔

لامحالہ ایسا ہی ہوگا۔

پھر ایک بار اے میرے فاضل دوست ہم نے ایک سہل سوال سے ماہیت نفس کے باب میں ٹھوکر کھائی یعنے آیا نفس میں یہ تینوں جنسی اجزا شامل ہیں یا نہیں۔

میں خیال کرتا ہوں کہ یہ سوال بہت سہل نہیں ہے بلکہ شاید سقراط عام مقولہ سچا ہے کہ خوبصورت دشوار ہے۔ (نیکی مشکل ہے)

138

ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے۔ اور میں گلاکن تم سے صاف کہتا ہوں میری رائے میں ہم اس مطلوب میں حقیقت کو ہرگز نہیں پاسکتے ان طریقوں سے جن کو ہم نے اس مباحثہ میں اختیار کیا ہے بہرطور رجوع راستہ منزل مقصود کو جاتا ہے نہایت دور و دراز و دشوار گزار ہے۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ ہم اپنے موجودہ طریقوں سے حقیقت تک پہنچ سکتے ہیں اس طور سے جو ہماری پہلی حجتوں اور فکروں کے نامناسب نہیں ہے۔

کیا ہم اس پر قناعت نہیں کرسکتے؟ میں بجائے خود اس بحث

سے مطمئن ہو جاؤں گا۔
ہاں یقیناً یہ بحث میرے لیے بالکل کفایت کرتی ہے۔
پس افسردہ خاطر نہ ہو بلکہ تحقیق شروع کرو۔
پس میں نے کہا مجھ سے کہو کیا ممکن ہے کہ ہم اس بات سے انکار کریں کہ ہم میں سے ہر ایک میں وہی جنسی اجزا اور خصلتیں موجود ہیں جو ریاست میں پائی جاتی ہیں؟ کیونکہ میں خیال کرتا ہوں کہ ریاست نے ان کو کسی اور ذریعہ سے نہیں پایا ہے۔ یہ خیال مضحک ہوگا کہ موجودگی کہ عنصر ہے سرگرمی کا شہر دل میں افراد سے منسوب نہیں ہوسکتا جہاں کہیں یہ خصلت منسوب ہوتی ہے لوگوں سے جیسے باشندگان تھریس وسی تھیہ اور عموماً شمالی ممالک میں۔ یا جب علم جو خصوصاً ہمارے ملک سے منسوب ہے اور جب دولت جس کو لوگ منسوب کرتے ہیں فینیشیہ اور مصر والوں سے۔
یقیناً
اس حد تک یہ واقعہ ہے اور یہ ایسا ہے کہ اس کا سمجھنا چنداں دشوار نہیں ہے۔
نہیں مشکل نہیں ہے۔
مگر یہاں ایک مشکل شروع ہوتی ہے۔ کیا ہمارے کل افعال ایک ہی طرح سے ہماری ایک ہی غالب قوت بجالاتی ہے۔ یا تین قوتیں ہیں جو الگ الگ ہمارے مختلف کاموں میں کام کرتی ہیں؟ کیا ہم ایک قوت سے علم حاصل کرتے ہیں اور دوسری سے غضب اور تیسری سے جملہ لذات متعلقہ طعام و شراب اور تولید نوعی کی خواہش کرتے ہیں اور ہر فعل کی تحریک پر ہم چند کام کل نفس سے بجالاتے ہیں؟ مشکل اس میں ہوگی کہ یہ مطالب قابل اطمینان طور سے طے ہو جائیں۔
میں بھی یہی خیال کرتا ہوں۔
پس ہم کو چاہیئے کہ اس طریقہ کا امتحان جو عنقریب بیان ہوگا۔ تاکہ یہ دریافت ہو کہ جو قوتیں کام میں لائی گئی ہیں الگ الگ ہیں یا ایک ہیں۔ تمھارا

منصوبہ کیا ہے ؟

یہ ظاہر ہے کہ ایک ہی چیز بعینہ دو متقابل چیزیں نہیں ہو سکتی یا دو متقابل حالتوں میں ہوں اپنے ایک ہی جز میں اور باعتبار ایک ہی شئے کے اس طرح کہ اگر ہم ان آثار کا واقع ہونا پائیں تو ہم یہ جانیں گے کہ موضوع ان کا بعینہ واحد نہیں ہے بلکہ ایک سے زیادہ ہے۔

بہت خوب۔

اب غور کرو میں کیا کہتا ہوں۔

کہے جاؤ۔

کیا یہ ممکن ہے کہ ایک ہی چیز کہ بعینہ ایک چیز ایک ہی وقت اور اپنے ایک ہی جز میں ساکن بھی ہو اور متحرک بھی ؟

ہرگز نہیں۔

ہم کو اس سے زیادہ درست سمجھنا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم میں اتفاقاً آگے بڑھ کے اختلاف ہو جائے۔ اگر ایک آدمی کی نسبت کہا جائے جو ساکن کھڑا ہوا ہے لیکن اپنے ہاتھوں اور سر کو حرکت دے رہا ہے کہ ایک ہی شخص ایک ہی وقت ساکن بھی ہے اور متحرک بھی تو ہم کہیں گے کہ یہ صحیح طریقہ گفتگو کا نہیں ہے بلکہ کہیں گے کہ اس طرح کہو کہ ایک حصہ آدمی کا ساکن ہے اور ایک حصہ متحرک کیا ہم نہ کہیں گے ؟

ہم کو کہنا چاہیے۔

اور اگر معترض اس سے زیادہ خوش طبعی میں مشغول ہو اور باریکی پیدا کرے اور کہے کہ لٹو ساکن بھی ہے اور متحرک بھی ایک ہی وقت جب وہ گھومتا ہو اور اس کی میخ ایک مفروض مقام پر قائم ہو یا کوئی اور چیز جو ایک ہی جگہ پر گھومتی ہو اسی چیز کی مثال ہے تو ہم اس تمثیل کو رد کر دیں گے کیونکہ ان صورتوں میں یہ چیزیں ساکن اور متحرک نہیں ہیں ان کے ایک ہی جز کے اعتبار سے اور جواب دیں گے کہ یہ چیزیں محور رکھتی ہیں اور محیط اور باعتبار محور کے ساکن ہیں کیونکہ محور کسی طرف مائل نہیں ہے اور باعتبار محیط کے متحرک ہیں گرداگرد

لیکن جبکہ مت پر حرکت جاری ہو محور اسی حالت میں داہنے یا بائیں مائل ہو یا آگے پیچھے پس ان کو کسی اعتبار سے ساکن نہیں کہہ سکتے۔

یہ سچ ہے۔

پس کوئی اعتراض اس قسم کا ہم کو پریشان نہ کرے گا یا اس کا میلان رکھتا ہو کہ یہ یقین کرا دے کہ کبھی ایک چیز ہی کے لیے ممکن ہے کہ وہ ایک ہی وقت اور اپنے ایک ہی جز میں اور بہ نسبت ایک ہی شے کے منفعل ہو دو متقابل طریقوں سے یا دو متقابل چیزیں ہو یا دو متقابل اثر پیدا کرے۔

میں بجائے خود جواب دیسکتا ہوں۔

140 بہر طور ہم مجبور نہ کئے جائیں گے کہ ایسے اعتراضات پر بحث کر کے وقت صرف کریں اور ہم کو یقین کرایا جائے کہ وہ اعتراض نادرست ہیں اور اس واقعہ کو تسلیم کرلیں اور بحث کو جاری رکھیں یہ سمجھ کے کہ اگر ہم نے کوئی اور رائے اختیار کی تو جو نتائج اس مسلمہ پر موقوف ہیں وہ سب ساقط ہو جائیں گے۔

ہاں یہ بہترین طریقہ ہوگا۔

پھر میں نے کہا تو کیا تم رضا مندی اور نارضا مندی ایک شے کی طلب اور اس سے انکار جاذب و ہرب اور ان کے امثال متقابل چیزوں میں رکھو گے یا نہیں؟ خواہ وہ فاعل ہوں یا منفعل طریق عمل اس سوال پر اسکا کچھ اثر نہیں ہے۔

ہاں مجھ کو ایسا کرنا چاہیے۔

اچھا تو کیا تم بلا استثنا بھوک اور پیاس اور عموماً خواہشیں اور اسی طرح رضا مندی اور چاہنا کسی جگہ ان عام اصطلاحوں سے پہلی چیزوں کو جن کا ذکر ابھی ہو چکا ہے داخل کرو گے یا نہیں؟ مثلاً کیا تم نہ کہو گے کہ ایک انسان کا ذہن خواہش کے زیر اثر ہمیشہ تلاش کرتا ہے خواہش کے موضوع کو یا اس چیز کو جسے وہ حاصل کرنا چاہتا ہے اپنی طرف کھینچتا ہے یا یہ کہ جس حد تک کہ وہ

کسی چیز کو قبضہ میں لانا چاہتا ہے تو وہ باطناً اس کو قبول کرتا ہے ایک سوال کے جواب کے طور سے اور اپنی خواہش کے پورا کرنے کا اس کو شوق ہوتا ہے۔

مجھے داخل کرنا چاہیئے۔

پھر کیا ہم عدم میلان اور نارضامندی اور ناپسندیدگی کو ذہنی نامنظوری اور نفرت کے تحت میں داخل نہ کریں گے اور عام اصطلاحوں کو جو سابق کی اصطلاحوں کے مقابل ہیں؟

بلا کسی اعتراض کے۔

جب یہ صورت ہے تو ہم کہیں گے کہ خواہشوں کی ایک جماعت ہے اور ان میں سب سے نمودار وہ ہیں جن کو ہم پیاس اور بھوک کہتے ہیں؟

ہم کہیں گے

ایک خواہش پینے کی ہے اور دوسری خواہش کھانے کی ہے؟

ہاں۔

کیا پیاس جس حد تک کہ وہ پیاس ہے کیا اندرونی خواہش کسی اور چیز کی ہوسکتی ہے سوا پینے کے؟ یعنی پیاس پیاس کی حیثیت سے گرم شراب[۱] یا سرد کی۔ زیادہ کی یا کم کی یا مختصراً یہ کسی خاص قسم کے شراب کی؟ یا کیا یہ صحیح نہ ہوگا کہ اگر گرمی پیاس کے ساتھ مرکب ہو تو سرد شراب کا اس کے اوپر اضافہ ہوگا اور اگر سردی پیاس کے ساتھ مرکب ہو تو گرم شراب کی اور اگر خواہش زیادہ کی پیاس کے ساتھ ہو تو خواہش بہت کی ہوگی اور اگر کم ہو تو کم کی۔ لیکن پیاس بذاتِ خود کسی اور چیز کی خواہش نہیں ہوسکتی سوا اپنے طبیعی موضوع کے جو سادی پینے کی چیز ہے یا بھوک کسی اور چیز کی سوا کھانے کے؟ 141

اس نے جواب دیا تم ٹھیک کہتے ہو ہر خواہش بذاتِ خود تعلق رکھتی ہے اپنے طبیعی معروض سے اپنی سادہ مجرد صورت میں لیکن جو چیزیں معین خواہش

[۱] شراب یہاں یعنی پینے کی چیز پانی ہو یا اور کوئی چیز۔

کی ہیں معروض کی صفت کا تعین کرتی ہیں۔
میں نے کہا بغیر غور کئے ہوئے ہماری حالت پر کوئی ہم کو اس اعتراض سے پریشان نہ کرے کہ کوئی سادہ شراب کی خواہش نہیں رکھتا الا اچھی شراب نہ خوراک سادہ بلکہ اچھی خوراک کی۔ کیونکہ ہر شخص اچھی چیز کی خواہش رکھتا ہے خواہ وہ کوئی چیز جس کی خواہش ہو اگر پیاس کی خواہش ہو تو یہ خواہش کسی اچھی چیز کی ہوگی خواہ وہ چیز جو معروض ہے شراب ہو خواہ کچھ اور ہو۔ یہ حجت جملہ خواہشوں پر جاری ہو سکتی ہے۔
سچ ہے۔ اس اعتراض میں کچھ اور بھی معلوم ہوتا ہے۔
یاد کرو کہ درصورت جملہ اضافی اصطلاحوں کے اگر پہلا رکن کسی صفت سے موصوف ہے تو دوسرا بھی ہوگا اگر میں غلطی نہ کرتا ہوں اگر پہلا رکن مجرد ہے تو دوسرا بھی مجرد ہوگا۔
میں تمہاری بات نہیں سمجھتا۔
کیا تم نہیں سمجھتے کہ بڑا ایک اضافی اصطلاح ہے جس میں ایک اور اصطلاح مضمر ہے؟
یقیناً۔
اس میں مضمر ہے چھوٹا کیا نہیں ہے؟
ہاں۔
اور بہت بڑا میں بہت چھوٹا؟
ہاں۔
اور کبھی بڑا میں مضمر ہے کبھی چھوٹا اور آیندہ بڑا میں مضمر ہے آیندہ چھوٹا؟
لامحالہ۔
یہی استدلال جاری ہو سکتا ہے متضائفین زیادہ اور چند، دوچند اور نصف اور جملہ اضافات کمی پر اور حدود "بھاری" "ہلکا" "جلد" اور "سست" اور اسی طرح "سرد" اور گرم اور سب ایسے ہی وصفوں پر؟

142

یقیناً یہی ہوتا ہے۔
لیکن صناعی علوم کے متعدد شعبوں پر کیوں کر ہے؟ کیا یہی اصول جاری نہیں ہے؟
یعنی علم مجرد علم ہے معلوم کا یا اور جو کچھ کہیں علم کے معروض کو۔ مگر خاص علم خاص قسم کا ایک خاص معروض رکھتا ہے خاص قسم کا۔ توضیح میرے مقصد کی یہ ہے۔ جونہی علم تعمیر مکانات کا پیدا ہوا تو کیا اور علوم سے اس کا امتیاز نہ ہوا تھا لہذا اس کا نام علم تعمیر ہوا؟
بلاشبہ۔
اور یہ نہیں کیونکہ یہ خاص صفت کا ہے جو اور کوئی علم نہیں رکھتا؟
ہاں۔
اور یہ خاص صفت کیا اس کے معروض کی خاص صفت سے نہیں اخذ کی گئی ہے؟
اور یہی بات ہم اور دوسرے فنون اور علوم کے بارے میں نہ کہیں؟
ہم کہہ سکتے ہیں۔
پس تم سمجھ لو کہ میرے معنی پہلے سے یہی تھے۔ بشرطیکہ تم اب سمجھے کہ کل اضافی حدود میں اگر پہلا رکن اضافت کا مجرد ہے تو دوسرا بھی مجرد ہے اگر دوسرا موصوف ہے تو پہلا بھی موصوف ہے میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ صفتیں دونوں کی یکساں ہیں مثلاً علم صحت کا بذات خود صحت رکھتا ہے اور علم بیماری کا بیمار ہے یا یہ کہ علم بد چیزوں کا بد ہے اور نیک چیزوں کا نیک ہے:۔
لیکن جیسے ہی علم خود کو اپنی مجرد غرض تک محدود رکھنے کے بجائے خاص قسم کی غرض سے مربوط کر لیتا ہے، جو موجودہ صورت میں صحت و مرض کی حالتیں ہیں تو وہ خود بھی ایک خاص طریق پر محدود ہو جاتا ہے۔
میں سمجھتا ہوں اور خیال کرتا ہوں کہ جو تم کہتے ہو سچ ہے۔

میں نے کہا اب میں پھر پیاس کی حالت کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ کیا تم غور نہیں کرتے کہ یہ ان چیزوں سے ہے جو از روئے طبیعت ایک اور چیز اپنے ساتھ مضاف رکھتی ہیں اگر اس کو تسلیم کریں کہ ایسی چیز موجود ہے جس کو پیاس کہتے ہیں؟

میں غور کرتا ہوں اور اس کا معروض شراب ہے۔

پس ہر خاص قسم کی شراب کے لیے ایک خاص قسم کی پیاس موجود ہے مگر پیاس مجرد ہے نہ یہ بہت پینے کے لئے ہے نہ کم پینے کے لیے نہ اچھی شراب (پینے) کے لیے ہے نہ بری شراب کے لیے مختصر یہ کہ کسی قسم کی شراب کے لیے بلکہ صرف اور مجرداً پیاس واسطے پینے کے کیا یہ نہیں ہے؟

قطعاً ایسا ہی ہے۔

143 پس نفس پیاسے انسان کا جس حد تک کہ وہ پیاسا ہے کوئی اور خواہش نہیں رکھتا مگر پینا: بلکہ اسی کی وہ خواہش رکھتا ہے اور اسی کی طرف وہ مجبور کیا جاتا ہے۔

صاف صاف یہی ہے۔

اور جب کبھی کوئی چیز نفس کو باز رکھتی ہے پینے سے جبکہ وہ پیاس کے زیر اثر ہے پس وہ کوئی چیز نفس میں ایسی ہے جو متغائر ہے اس اصل سے جس سے پیاس لگی ہے اور یہ اصل اس کو کھینچے لئے جاتی ہے مثل ایک جانور (بہیمہ) کے پینے کے لیے۔ کیونکہ ہم اس کو غیر ممکن جانتے ہیں کہ ایک ہی چیز ایک ہی وقت اور اپنے ایک ہی جز سے ایک معروض کے حوالے سے دو متقابل کام کرتی ہو۔

یقیناً غیر ممکن ہے۔

جیسے میں فرض کرتا ہوں کہ یہ کہنا درست نہ ہوگا کماندار کے لیے کہ اس کے ہاتھ ایک ہی وقت میں کمان کو اس کی طرف کھینچ بھی رہے اور اس کی طرف سے دھکیل بھی رہے ہیں واقعہ یہ ہے کہ ایک اس کا ہاتھ اس کی طرف سے

دھکیلتا ہے اور دوسرا اس کی طرف کھینچتا ہے۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ لوگ بعض اوقات پیاسے ہوتے ہیں اور پھر بھی پینا نہیں چاہتے ؟

ہاں - یہ اکثر لوگوں کو اتفاق ہوتا ہے۔

تو کوئی کیا کہہ سکتا ہے سوا اس کے کہ اس کا نفس ایک اصل ایسی رکھتا ہے جس سے حکم کرتا ہے (پینے کا) اور دوسری اصل مانع آتی ہے پینے سے۔ دوسری جدا گانہ ہے اور زیادہ طاقتور ہے پہلی سے ؟

یہ میری رائے ہے۔

جب کبھی یہ حکومت جو مانع ہے ایسے تناولات سے نفس میں نشوونما پا جاتی ہے تو کیا اس کو عقل نے نہیں پیدا کیا ہے جبکہ وہ قوتیں جو راہبری کرتی ہیں اور ذہن کو ان کی طرف کھینچتی ہیں ان کی موجب انفعالی اور علیل حالتیں ہیں ؟

ایسا ہی معلوم ہوگا۔

پس وجوہ موجہ موجود ہیں اس امر کے ماننے کے لیے کہ نفس میں دو اصلیں ہیں جو ایک دوسرے سے متغائر ہیں وہ حصہ نفس کا جو تعقل کرتا ہے اس کو اصل عقلی کہنا چاہیئے اور وہ حصہ جو خواہش کرتا ہے اور بھوکا ہوتا ہے اور پیاسا ہوتا ہے اور دوسری خواہشوں کے اضطراب محسوس کرتا ہے اس کو غیر عقلی اور شہوانی اصل کہنا چاہیئے وہ متفرق رعایتوں اور لذتوں کا رفیق ہے۔

ایسا خیال کرنا غیر معقول نہیں ہے۔

ہم کو سمجھنا چاہیے کہ یہ مطلب طے شدہ ہے کہ یہ دو نوعی جز نفس میں موجود ہیں۔ پس اب مرضی روح یا وہ اصل جس سے ہم غضبناک ہوتے ہیں وہ تیسرا جدا گانہ جز نفس کا ہے ؟ وگرنہ پہلے دونوں سے کس کے ساتھ اس کو طبیعی موانست ہے ؟

144

شاید شہوانی اصل کے ساتھ۔

مگر ایک مرتبہ مجھ سے ایک قصہ کہا گیا تھا جسکو میں بالکل یقین کرتا ہوں اس کا مضمون یہ تھا کہ لیونطیس بیٹا ایگلیئن کا پیریوس سے چلا اور قریب شمالی دیوار کے پہنچا باہر کی جانب سے تو اس نے دیکھا کہ چند مردے زمین پر پڑے ہوئے ہیں اور جلاد ان کے قریب کھڑا ہے۔ اس کا جی چاہا کہ ان کو دیکھنا چاہیے مگر اسی وقت اس کو اس خیال سے کراہت ہوئی اور چاہا کہ ان سے روگردانی کرے تھوڑی دیر تک اس کو تردد رہا اور اپنی آنکھوں کو بند کر لیا آخر کار خواہش اس پر غالب آئی اسنے انگلیوں سے اپنی آنکھیں کھولیں اور ان لاشوں کے پاس جا کے چلایا۔ "او کمبختو اس منظر کو خوب دیکھو"

میں نے بھی یہ لطیفہ سنا ہے۔

سچ ہے یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ غضب کبھی کبھی خواہشوں سے جنگ کرتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں جداگانہ اصول ہیں۔

سچ ہے اسی پر دلالت کرتا ہے۔

اور کیا ہم دوسری صورتوں میں مشاہدہ نہیں کرتے کہ جب انسان پر اس کی خواہشیں عقل کے ارشاد کے خلاف مستولی ہوجاتی ہیں تو وہ اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے اور جو شدت اس کو اپنے باطن میں محسوس ہوتی ہے اس سے ناخوش ہوتا ہے اور ان دونوں فریقوں کے تنازع میں روح عقل کا ساتھ دیتی ہے؟ مگر یہ کہ روح خواہشوں کا ساتھ دے اور ان کی شریک ہو جبکہ عقل اعلان کرتی ہو کہ خواہشوں کو لازم نہیں ہے کہ نفس کے خلاف کام کریں۔ یہ ایسی بات ہے کہ تم اس کے تجربے کا دعویٰ نہیں کر سکتے اور نہ میرے نزدیک کسی اور میں تم نے اس کا مشاہدہ کیا ہوگا۔

مجھے یقین ہے کہ میں نے اس کا تجربہ نہیں کیا۔

اچھا اور جب کوئی شخص تصور کرتا ہے کہ وہ خطاوار ہے تو کیا وہ اپنی سیرت کی شرافت کی مناسبت سے غضبناک نہیں ہوتا اگر اس کو بھوک یا سردی یا ایسی ہی اور کوئی تکلیف اس شخص کے ہاتھوں برداشت کرنا پڑے

جس کو وہ سمجھتا ہے کہ اسے تعذیر دینے کا حق ہے اس کی روح ہرگز اس کی مخالفت نہ کرے گی؟

سچ ہے۔

دوسری طرف جب کوئی شخص سمجھتا ہے کہ اس پر ظلم کیا گیا ہے تو اس کو جوش و خروش ہوتا ہے اور جس چیز کو وہ عدالت خیال کرتا ہے اس کے طرفداروں میں شامل ہو جاتا ہے اور چاہے کتنی ہی شدت کی بھوک اور سردی وغیرہ کی تکلیف اس کو برداشت کرنا پڑے اس کو برداشت کرے گا جب تک کہ وہ ظفریاب ہو اور اپنی شریفانہ کوشش سے نہ باز رہے گا اس حد تک کہ یا تو وہ اپنا مطلب حاصل کرے گا یا اس کوشش میں فنا ہو جائے گا یا واپس بلا لیا جائے گا اور عقل اس کی تسلی کر دے گی جس کی آواز اس کو اپنے باطن میں معلوم ہوتی ہے جس طرح کتے کو چرواہا بلا لیتا ہے؟ 145

ہاں اس نے جواب دیا یہ صورت تمھارے بیان کے مطابق ہے اور فی الواقع اپنے شہر میں ہم نے معاونین کو مثل شبانی کتوں کے بنایا ہے جو حکام کے تابع ہیں اور حکام گویا چرواہے ریاست کے ہیں۔

ہاں تم میرا مطلب خوب سمجھتے ہو۔ مگر کوشش کرو کہ میرا دوسرا مشاہدہ بھی تمھارے فہم میں آ جائے۔

وہ کیا ہے؟

ہماری نظر روحی اصل کے باب میں بالکل برعکس ہو گئی ہے۔ پس ہم نے خیال کیا کہ اس میں کسی قدر شہوانی خصلت بھی موجود ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ بہت بعید ہے کہ یہ صورت ہو یہ نہایت آمادگی کے ساتھ عقلی اصل کی طرفداری میں اس نفس کی فرقہ بندی کے تنازع میں سلاح جنگ اٹھاتی ہے

قطعًا ایسا کرتی ہے

تو کیا اس اصل سے بھی متغائر ہے یا یہ کہ اسی کی ترمیمی صورت ہے پس بجائے تین متغائر اصلوں کے نفس میں دو ہی ہیں یعنے عقلی اور شہوانی؟ یا ہم کو یہ کہنا چاہئے کہ از بسکہ ریاست تین بڑے طبقوں سے قائم ہے

ایک طبقہ وہ جو پیداوار مہیا کرتا ہے دوسرا معاون اور تدبیر کنندہ پس اسی طرح نفس میں روحی اصل ایک تیسرے عنصر کو شامل ہے جو کہ طبیعی رفیق ہے عقلی اصل کا اگر بری تعلیم سے خراب نہ ہو گیا ہو؟

اس نے جواب دیا تو یہ ضرور تیسرا ہوگا۔

میں نے کہا ہاں اگر یہ عقلی اصل سے جدا گانہ ظاہر ہو جس طرح شہوانی سے ہم نے اس کو مختلف پایا ہے۔

نہیں یہ نہایت سہولت سے ظاہر ہوگا۔ کیونکہ چھوٹے بچوں میں بھی ہر شخص ملاحظہ کر سکتا ہے کہ ابتدائے پیدائش سے غالب حصہ روح کا موجود ہے درآنحالیکہ عقل وہ اصل ہے جس پر اکثر انسان سالہائے دراز کے بعد فائز ہوتے ہیں اور بعض انسان کبھی نہیں بہرہ یاب ہوتے۔ قسم ہے اپنے قول کی تم نے خوب کہی۔ وحشی جانوروں میں بھی اس کی مثال ملتی ہے جس کو تم نے بیان کیا ہے۔ اور اس کے علاوہ ہومر کے اس جملہ میں جو ہم پہلے کسی موقع پر لکھ چکے ہیں ہماری نظر کی تائید ملتی ہے۔

146 اپنے سینہ کو کوٹ کے اس نے زجرو توبیخ کے لہجہ میں اپنے دل سے کہا۔

کیونکہ اس مصرعہ میں ہومر نے صاف صاف فرق دو اصلوں میں ثابت کیا ہے وہ اصل فعل کے جو نیک و بد پر غور کرتی ہے وہ دوسری اصل کو ملامت کرتی ظاہر کی گئی ہے جو بلا سوچے سمجھے خفگی دکھارہی تھی۔

تم بالکل حق پر ہو۔

میں نے کہا اس جگہ سخت کوشش اور دشواری سے ہم نے زمین کو پا یا اور ہم کو کامل اطمینان حاصل ہوا کہ ریاست میں بعینہ وہی تقسیم ہے جو نفس انسانی میں ہر شخص کے موجود ہے۔

سچ ہے۔

تو کیا اس کا ضروری یہ نتیجہ نہیں ہے کہ جہاں کہیں ریاست دانشمند ہے بس اسی طرح اور اسی باعث سے ہر شخص (ساکن ریاست) بھی دانشمند ہے؟

بلا شبہ ایسا ہی ہے۔

اور یہ کہ جہاں کہیں اور جس موجب سے شخص بہادر ہے اسی طرح اور اسی موجب سے ریاست بھی بہادر ہے۔ اور ہر شئے جو نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور وہ ایک (ریاست یا شخص) میں ہے اور وہ اس پر قابض ہے اس کا تکملہ دوسرے میں موجود ہے۔

ایسا ضرور ہونا چاہیئے۔

میں خیال کرتا ہوں گلاکن کہ انسان عادل ہے اسی طریقہ سے جس سے ہم نے ریاست کو عادل پایا۔

یہ بھی ضروری نتیجہ (فرع) ہے

ہم نے فراموش نہیں کیا کہ جو چیز ریاست کو عادل بنا دیتی ہے وہ یہ واقعہ ہے کہ اس کے تینوں طبقوں سے ہر ایک اپنا خاص کام کرتا ہے۔

نہیں ہم اس کو نہیں بھولے۔

ہم کو ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ ہم میں ہر شخص کی باطنی قوتیں اگر جدا جدا اپنا خاص کام انجام دیں اس باعث سے وہ عادل ہوگا اور اپنے خاص کام کا انجام دینے والا۔

یقیناً اس کو ذہن نشین رکھنا چاہیئے۔

کیا یہ منصب عقلی اصل کا نہیں ہے کہ وہ حکومت کرے چونکہ وہ دانا ہے اور کل نفس کے باب میں پیش بینی کو کام میں لا سکتا ہے اور روحی اصل کا یہ منصب ہے کہ اس کے تابع اور رفیق ہو؟

ہاں یقیناً۔

اور میل جول موسیقی اور جمناسٹک کا ان کو متفق کر سکتا ہے جو ہم کہہ چکے ہیں۔ تاکہ عالی درجہ تقریروں اور عالمانہ تعلیم سے ایک کے رتبہ کو بلند کرے اور اس کی پرورش فرمائے اور دوسرے کے لہجہ کو نرم گفتگو سے کو دھیما کرے تاکہ تال میل سے اس کی وحشت فرو ہو؟

ہاں ٹھیک اسی طرح ہے۔

اور یہ دونوں جب اس طرح تربیت پا چکیں اور اپنے فرائض کو بخوبی سیکھیں اور حقیقی تعلیم پائیں تو شہوانی اصل پر حکومت کریں گے جو ہر انسان میں سب سے بڑا حصہ نفس کا ہے اور بالطبع ایسا حریص ہے کہ اس کی حرص کی تسکین نہیں ہوتی اور وہ دونوں قوتیں نہایت سختی سے اس کی حفاظت کریں گی تاکہ لذات جسمانی سے وہ فربہ نہ ہوجائے اور دراز اور طاقت ور ہوجائے اور جو اس کا کام ہے اسکے کرنے سے انکار کرے بلکہ طبقوں پر مطلق العنان حکومت کا حوصلہ کرے جس کا اسکو کوئی حق نہیں ہے اپنی ماہیت کے لحاظ سے (اگر بالفرض وہ حاکم ہوجائے) تو سب کی زندگی کی اساس کو پلٹ دے۔

یقیناً وہ ایسا ہی کریں گے۔

اور کیا یہ دونوں اصلیں کامل نفس کی حفاظت کے لیے کماحقہ موصوف ہونگی تاکہ خارجی دشمنوں سے بچائیں ایک تو مشورہ لیگی اور دوسری اس کی جانب سے جنگ کریگی قوت حاکمہ کی مطیع ہوکے جس کی تجویزوں کو اپنی شجاعت سے تاثیر بخشے گی۔

سچ ہے۔

اسی طرح میں خیال کرتا ہوں کہ اس ہم شخص کو شجاع کہیں گے اس کی طبیعت کی روحی قوت کے باعث سے جبکہ یہ حصہ اس کا لذت اور الم کے مابین مضبوط گرفت کریگا ان ہدایات کو جو عقل سے وصول ہوں اس باب میں کہ کن چیزوں سے خوف کرنا چاہیے اور کن سے نہ چاہیے۔

ہاں اور یہ حق ہے۔

اور ہم اس کو دانشمند کہتے اس چھوٹے جز کے لحاظ سے جو اس کے باطن میں حاکم ہے اور جو یہ ہدایات جاری کرتا ہے اور وہ بھی بجائے خود اپنے باطن میں حقیقی علم مفید اور غیر مفید کا واسطے کل جماعت کے جو ان تین اصلوں سے مرکب ہے اور اس کے ہر رکن کے لیے۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

پھر کیا ہم ایک انسان کو بہ سبب درستی اور میل انہیں اصلیوں کے معتدل نہیں کہہ سکتے یعنی جو دو محکوم ہیں موافقت رکھتی ہیں اس ایک سے جو حاکم ہے اور عقلی اصل کو حقیقی بادشاہ سمجھتی ہیں اور اس کی حکومت سے مقابلہ نہیں کرتیں ؟

اس نے جواب دیا یقیناً عفت اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے خواہ ریاست میں ہو خواہ شخص میں۔ بالآخر اس طریقہ اور ان وسائل سے عادل ہوگا جن طرق اور وسائل کو ہم نے بار بار بیان کر دیا ہے۔

لاکلام وہ ہوگا۔

پس میں نے کہا مجھ سے کہو ہم کوئی بے امتیازی عدالت کے بارے میں پاتے ہیں جس کی وجہ سے ہم اس کو اس چیز سے جیسا ہم نے اس کو ریاست میں پایا ہے مختلف سمجھیں۔

148

میں ایسا نہیں خیال کرتا۔

اس سبب سے ہماری رائے کی مزید تصدیق ہو جائے گی اگر ہمارے دلوں میں اب تک کچھ شکوک و اوہام باقی رہ گئے ہونگے اگر ہم عامیانہ تمثیلیں اس پر جاری کریں۔

کس قسم کی تمثیلیں تم مراد لیتے ہو ؟

مثلاً اگر ہم اپنی مثالی ریاست کا اور ایک شخص کا جواز روئے طبیعت اور تربیت اس کے مثل ہو بیان کریں ہم سے درخواست کی جائے کہ ظاہر کرو آیا تم ایسا خیال کرتے ہو کہ شخص مذکور کے پاس کچھ سونا یا چاندی بطور امانت رکھا جائے تو کیا وہ نامنظور کرے گا کیا تم خیال کرتے ہو کہ کوئی آدمی اس پر غالباً اس کام کے کرنے کا گمان کرے گا بہ مقابلہ ان لوگوں کے جو اس کے مثل نہیں ہیں ؟

کوئی ایسا خیال نہ کرے گا۔

اور کیا وہ بھی اس ناپاکی اور چوری اور دوستوں کے ساتھ بیوفائی کرنے یا ملک کے ساتھ غداری کے شبہ سے مبرا نہ ہوگا ؟

ہوگا۔

مزید برآں وہ بالکلیہ اس بے ایمانی کے قابل نہ ہوگا در صورت قسم یا

ایسے ہی اور کسی قول و قرار کے باب میں۔
صاف ایسا ہی ہوگا۔
اور وہ دنیا میں آخر شخص ہوگا مرتکب زنا ہونے یا والدین سے غفلت کرنے یا خدا کی عبادت سے بے پروائی کرنے میں۔
یقیناً وہ ایسا ہی ہے۔
اور یہ سب کیا منسوب نہ ہوگا اس واقعہ سے کہ اس کے باطنی اصول سے ہر ایک اپنے خاص کام پر قیام کرتا ہے بلحاظ اضافات حاکم اور رعیت کے؟
ہاں یہ بالکلیہ اسی سے منسوب ہوگا۔
کیا ابھی تک تم کوئی اور توجیہ عدالت کی تلاش کرتے ہو سوا اس کے کہ یہ ایک قوت ہے جس سے ایسے انسان اور ایسی ریاستیں پیدا ہوتی ہیں؟
میں یقیناً کوئی نہیں تلاش کرتا۔
پس ہمارا خواب کامل طور سے پورا ہوا اور وہ شبہ جو ہم کو ہوا تھا یعنے جب ہم نے ریاست کی تعمیر شروع کی تھی کہ الٰہی مداخلت نے ہم کو ہدایت کی ہے اور عدالت کی کسی ابتدائی ہئیت سے ہم مستفیض ہوئے ہیں؟
ہاں یقیناً یہ ہے۔
149 اور رائے گلاکن در حقیقت ایک خام حد بندی عدالت کی (اور اس کا نفع) پیش نظر تھا کہ انسان کو لازم ہے کہ جس کام کے لیے طبیعت نے اس کو بنایا ہے اسی کام کو انجام دے مثلاً جو بالطبع موچی ہے وہ موچی کا کام کرے اور جو نجاری سے مناسبت رکھتا ہے وہ نجاری کرے علیٰ ہذا القیاس
ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔
مگر در حقیقت عدالت ویسی ہی ہے جیسی ہم بیان کرتے تھے کہ اسکو انسان کی بیرونی حالت سے تعلق نہیں ہے بلکہ اندرونی ماہیت سے جو

اس کی اصلی ذات ہے اور اُس کے ذاتی اغراض سے تعلق رکھتی ہے۔ اس طرح کہ انسان عادل اپنے چند باطنی اصول سے اپنا اپنا کام کریں اور جداگانہ طبقے ایک دوسرے کے کام میں دخل نہ دیں بلکہ اس کے گھر کا انتظام درست رکھیں اور وہ اپنی ذات پر حاکم ہو اور اپنی سیرت کو ایسا آراستہ کرے کہ اپنی ذات سے اس کا محاسبہ پاک ہو اور اس کے تینوں اصلی اصول میں موافقت اور موانست ہو گویا کہ وہ باجے تین تار ہیں جن کے سر ملے ہوئے ہیں جن میں سے ایک اعلیٰ اور دوسرا اوسط اور تیسرا ادنیٰ ہے اور ان کے درمیان میں جو کچھ ہے اور جب اس نے ان تینوں میں میل کر کے ایک حقیقی وحدت پیدا کر لی اور اس کی طبیعت شے واحد ہوگئی اور اس کی نظم و تالیف درست ہوگئی اس کے بعد جو کچھ اس کو کرنا ہے اس کی طرف متوجہ ہوا۔ اب وہ ملکیت کے اکتساب کا قصد کرے یا جسمانی ضرورتوں کی طرف توجہ کرے وہ ریاست کا کام ہو یا ذاتی کاروبار کا معاملہ ہو ان جملہ امور میں اس کو یقین ہوگا اور دعویٰ کرے گا کہ عادلانہ اور معزز طریقہ وہ ہے جس میں اس اخلاق کا عادی ہوتا ہے جس کا سابقاً مذکور ہوا اور حقیقی علم جو اس سیرت پر کارفرما ہے وہ حکمت ہے۔ درحالیکہ بطور دیگر وہ یقین کرے گا کہ ظالمانہ کام وہ ہے جو اس کی عادت کو تباہ کرتا ہے۔ اور محض ظن جو ظالمانہ کام پر حکومت رکھتا ہے حماقت ہے۔

سقراط جو تم کہتے ہو وہ سرتاپا صحیح ہے۔

بہت خوب اگر ہم کہیں کہ ہم نے عادل انسان کو دریافت کر لیا اور عادل ریاست کو اور جس کو عدالت کہتے ہیں وہ ان میں پائی جاتی ہے تو یہ ہمارا بیان غلط نہ سمجھا جائے گا۔

نہیں بلاشک ایسا نہ ہوگا۔

پس ہم ایسا کہیں؟

ہم کہیں گے۔

میں نے کہا ایسا ہی ہو۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اس کے بعد ہم یہ تحقیق

کریں گے کہ عدم عدل (ظلم) کیا ہے۔
ظاہراً ہم ایسا ہی کریں گے۔
پس کیا یہ عدالت کے عکس کی حیثیت سے ایک حالت نزاعی ہے درمیان تینوں اصلوں کے اور میلان مداخلت اور دست اندازی اور ذہن کے ایک جزو کی بغاوت بمقابلہ کل کے یہ جزء باغی قصد کرتا ہے حکومت اعلیٰ کے ذہن کے اندر جس کا اس کو حق نہیں ہے بخلاف اس قصد کے اس کی خاص جگہ اور منصب یہ ہے کہ کسی رکن کی خدمت کرے جو ارکان ازروئے استحقاق مقام حکومت میں ہوں؟
میں جانتا ہوں کہ ایسے افعال اور ابتری اور پریشانی اصول مذکورہ کی ہماری رائے میں ظلم ہے۔ اور شہوت پرستی اور بزدلی اور حماقت اور مختصر یہ کہ کل بدی۔
ہاں ٹھیک ایسا ہی ہے۔
اور کیا ابھی یہ بالکل صاف نہیں ہوا کہ ظالمانہ کام کیا ہے اور ظالم ہونا کیا ہے اور دوسری جانب عادلانہ کام کیا ہے۔ ہم کو ماہیت عدالت اور ظلم کی معلوم ہے؟
کیونکر؟
کیونکہ یہ آثار نفس میں بعینہٖ مثل آثار صحت اور مرض کے جسم میں ہیں۔
کس طریقہ سے؟
میں تسلیم کرتا ہوں کہ شرائط صحت کے صحت پیدا کرتے ہیں اور شرائط مرض کے مرض پیدا کرتے ہیں۔
ہاں۔
اسی طریق سے عمل عدالت کا عادت عدالت کی پیدا کرتا ہے اور عمل ظلم کا عادت ظلم کی پیدا کرتا ہے؟
لامحالہ۔
پس صحت پیدا کرنا جسمانی قوتوں کو اس طرح سے مقرر کرنا تاکہ وہ حکومت

کریں اور ان پر حکومت ہو باہم دیگر طبیعت کے موافق اور مرض پیدا کرنا کہ وہ باہمدیگر حاکم اور محکوم ہوں طبیعت کے منافی۔

سچ ہے۔

اسی طرح کیا یہ درست نہ ہوگا کہ عدالت کے پیدا کرنے کیلیے نفس کی قوتوں کو اس طرح معین کریں کہ باہمدیگر حاکم و محکوم ہوں طبیعت کے موافق اور ظلم کا پیدا کرنا اس کا حاکم اور محکوم ہونا ہے باہمدیگر طبیعت کے منافی۔

بالکل ایسا ہی ہے۔

151

پس ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ نیکی ایک قسم کی صحت اور حسن اور نیک خصلت نفس کی اور بدی مرض اور بدصورتی اور ناتوانی نفس کی ہے۔

سچ ہے۔

اور کیا ہم یہ نہ اضافہ کریں کہ تمام اچھی مشقیں راجع کرتی ہیں نیکی کے حاصل کرنے کی طرف اور تمام بری مشقیں بدی کی جانب مائل کرتی ہیں۔

بلاشک ایسا ہی کرتی ہیں۔

اب ہمارے لیے یہ تحقیق بظاہر باقی ہے کہ آیا عادلانہ کردار مفید بھی ہے یا نہیں اور معزز مقاصد کی جستجو اور عادل ہونا کیا ایک انسان نامور ہو جاتا ہے یا نہیں اور ظالمانہ کام کرنا اگر سزا یاب نہ ہو تو کیا تنبیہ سے بہتر ہو سکتا ہے؟

نہیں سقراط میرے نزدیک یہ تحقیق ایک مضحک صورت پیدا کرتی ہے اب جبکہ حقیقی ماہیت عدل اور ظلم کی ظاہر ہو گئی مذکورۂ بالا توضیح سے۔ کیا لوگ خیال کرتے ہیں جبکہ ساخت جسم کی خراب ہو گئی تو جینا بیکار سا ہو جاتا ہے گو کہ ہر قسم کے کھانے پینے کی مقدرت ہو اور لاانتہا دولت اور قوت حاصل ہو اور کیا ہم سے کہا جائیگا کہ جب ساخت اس اصل کی جس پر حیات کا مدار ہے تباہ اور برباد ہو گئی تو

زندگی جینے کے قابل رہی انسان اور جو جی چاہے کرے الّا بدی اور ظلم سے نجات نہ ہو اور نیکی اور عدالت نہ حاصل کر سکے ؟

میں نے جواب دیا ہاں یہ مضحک ہے تاہم جب ہم اس نقطہ پر پہنچ گئے ہیں تو ہم کو چاہیئے کہ ہمت نہ ہاریں جب تک کہ ہم کو اپنے نتائج کی صحت دریافت نہ ہو جائے۔

نہیں ضرور ہے اور جو کچھ ہو مگر ہمت نہ ہارنا چاہیئے۔

میرے ساتھ آؤ دیکھو کتنی مختلف قسمیں بدی کی ہیں میرے یقین کے موافق صرف انھیں کو ملاحظہ کرو جو ملاحظہ کے قابل ہیں۔

میں تمھاری پیروی کرتا ہوں : تم صرف مجھ سے کہدو۔ اب میں حجت کے اس بلند منظر پر پہنچ گیا ہوں میں دیکھ رہا ہوں جیسے کوئی بلند منارے سے دیکھے کہ نیکی کی تو صرف ایک صورت ہے مگر بدی کی لا انتہا قسمیں ہیں منجملہ چار خصوصیت کے ساتھ توجہ کے قابل ہیں۔

تمھاری کیا مراد ہے ؟

معلوم ہوگا کہ ذہن کی بھی اتنی ہی خصلتیں ہیں جتنی جداگانہ صورتیں حکومت کی ہیں۔

152

مہربانی کرکے بتاؤ کتنی ہیں ؟

پانچ قسمیں حکومت کی ہیں اور پانچ خصلتیں ذہن کی ہیں۔

بتاؤ وہ کیا ہیں۔

میں بتاؤں گا۔ ایک صورت حکومت کی وہ ہے جس کو ہم بیان کر رہے تھے اور اس کے دو مختلف نام ہیں۔ اگر حاکم جماعت ایک شخص ایسا پیدا ہو جو سب سے اچھا ہو تو اس کو بادشاہی کہیں گے اور اگر ایک سے زیادہ ہوں اور سب برابر فضیلت رکھتے ہوں تو اس کو حکومت شرفا کہیں گے۔

سچ ہے۔

اس کو میں ایک صورت کہتا ہوں۔ خواہ قوت اعلیٰ ایک کے ہاتھوں میں ہو خواہ چند کے۔ تو اہم قوانین ریاست کے ابتر نہ ہونگے اگر ان کی تربیت اور تعلیم ایسی ہو جس کو ہم نے بیان کیا ہے۔

اس نے جواب دیا ہم عادلانہ طور سے اسی کی توقع کریں گے۔

153

مقالہ پنجم

پس ایسی ریاست یا نظام ہے جس کو ہم نیک اور حق کہتے ہیں اور ایسا ہی نیک انسان بھی ہوتا ہے اور اگر یہ ایک حق ہے تو اور سب کو میں بد اور باطل کہوں گا۔ یہی حدود ریاست کے نظام اور فرد واحد کی سیرت کی ساخت پر اطلاق کئے جائیں گے۔ اور بد صورتیں چار قسموں پر باقی رہ جائیں گی۔

اس نے پوچھا وہ کیا ہیں؟

اس محل پر میں ان کو بہ ترتیب بیان کرنا چاہتا تھا جس طرح مجھ پر ظاہر تھیں جو کہ ایک دوسرے کے بعد بہ ترتیب تھیں کہ پولی مارخس جو ایڈیمانٹس سے کسی قدر دور بیٹھا تھا اس نے ہاتھ بڑھا کے اپنے بھائی کے لباس کو شانہ کے پاس سے پکڑا اور اپنی طرف کھینچا اور آگے کو جھک کے چند الفاظ اس کے کان میں کہے ان میں سے ہم نے یہ چند سن لیے۔

کیا ہم اس کو جانے دیں یا اور کیا کریں؟

یقیناً نہیں ایڈیمانٹس نے بلند آواز سے کہا۔ اس پر میں نے کہا مہربانی کر کے بتاؤ وہ کیا ہے جس کو تم نہیں جانے دینا چاہتے؟

اس نے جواب دیا تم کو۔

پھر میں نے پوچھا یہ کیوں جناب؟

ہم کو خیال ہے کہ تم تساہل کرتے ہو اور ایک پوری فصل تم غائب

کئے دیتے ہو اور وہ فصل نہایت اہم مضامین سے ہے تاکہ تم کو بحث نہ کرنا پڑے اور ہم سمجھتے ہیں تم نے یہ گمان کیا تھا کہ ہم تمھاری اس فروگذاشت پر نظر نہ کریں گے اور تم نے اس جملے پر کفایت کی کہ ہر شخص کی نظر میں یہ ضابطہ کہ "دوستوں میں کل جائداد مشترک ہے" عورتوں اور بچوں پر جاری ہوگا۔

اچھا۔ اور کیا میں اے ایڈیمانٹس حق پر نہ تھا؟

ہاں۔ لیکن لفظ حق مثل اور سب لفظوں کے توضیح طلب ہے۔ ہم سے کہنا چاہیئے کس تجویز سے جملہ ممکنات میں یہ اشتراک جائداد کو جاری کرنا چاہیئے۔ لہٰذا اس کو ترک نہ کرو ہم سے کہو کیا منصوبہ تم تجویز کرتے ہو۔ کیونکہ ہم کو دیر سے انتظار ہے اس توقع پر کہ تم ان شرائط کو بیان کرو گے کہ بچوں کی پیدائش کس طرح واقع ہوگی اور پیدائش کے بعد طریقہ پرورش کا کیا ہوگا اور فی الواقع تم عورتوں اور بچوں کے اجتماع کی پوری تفصیل بیان کرو گے جس کا تم نے ارادہ کیا ہے: کیونکہ ہماری یہ رائے ہے کہ اس منصوبہ کا نفاذ موافق حق اور باطل کے ضروری معاملہ ہے جس پر حیات کا مدار ہے مشترکہ حکومت میں پس یہ دیکھ کے کہ تم ایک اور صورت حکومت کی بیان کرنا چاہتے ہو قبل اس کے کہ ان امور کا قابل اطمینان فیصلہ کرو۔ ہم نے وہ قصد کیا ہے جس کو تم نے سن لیا کہ ہم تمکو نہ چھوڑینگے جب تک تم ان سوالات پر مثل اور امور کے پوری بحث نہ کرلو۔

گلاکن نے کہا میری رائے بھی اس تحریک کی تائید میں ہے۔

مختصر یہ کہ تھریسیمارخس نے کہا تم ہمکو اس تجویز میں متحد سمجھو۔

میں نے فریاد کی کیا کام تم نے کیا ہے! کہ مجھ کو گرفتار کرلیا تم نے ازسرنو پھر ایسا بڑا سوال پیدا کیا گویا کہ ہم حکومت مشترکہ کے مضمون کو پھر شروع کرتے ہیں! میں خوش ہو رہا تھا کہ یہ کام ہم نے پورا کرلیا اور بہت ہی خوش تھا کہ یہ سوالات چھوڑ دیئے جائیں اور جس طرح اس وقت پہنچے تھے ان کو قبول کرلیا۔ تم کو نہیں معلوم نہیں کہ ان مطالب

154

کے پیدا کرنے سے گویا مکھیوں کے چھتے کو تم نے چھیڑ دیا میں نے اسی وقت دیکھ لیا تھا کہ کیا ہوگا اسی لیے اس مضمون کا فروگزاشت کر دیا تھا ایسا نہ ہو کہ لاانتہا مشکل میں پڑ جائیں۔

تھریسیماکس نے کہا کیونکر؟ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم یہاں سونے کی تلاش میں آئے ہیں اور فلسفیانہ مباحثہ کی توضیح کے سننے سے کام نہیں ہے۔

میں نے جواب دیا اس تقریر کو مناسب طول ہوگا۔

گلاکن نے کہا سچ ہے سقراط ایسے مباحثہ کے سننے کے لئے باخبر آدمیوں کے نزدیک پوری زندگی مناسب وقت ہے۔ پس ہماری کچھ پروا نہ کرو مگر براہِ عنایت تم خود کاہلی نہ کرو اپنے خیالات ان مضامین کے متعلق جن کے بارے میں ہم نے پوچھا ہے بیان کرو میری مراد اس اجتماع کی ماہیت سے ہے جن میں بیبیاں اور بچے جو ہمارے محافظین کے ساتھ موجود رہیں گے اور بچوں کی تربیت اثنائے پیدائش سے لے کے زمانۂ تعلیم کی مدت کے درمیان یہ کاروبار سب کاموں سے بڑھ کے تکلیف دِہ سمجھا گیا ہے۔ صاف صاف بیان کرنے کی کوشش کرو کن اصول پر یہ کام چلایا جائیگا۔

اے میرے خداداد وصف سے موصوف دوست اس مسئلہ پر بحث کرنا سہل نہیں ہے کیونکہ اس کو زیادہ بے اعتقادی گھیرے ہوئے ہے بہ نسبت ہمارے پہلے مسائل کے۔ اولاً تو ہمارے منصوبہ کے قابل عمل ہونے کا یقین نہ کیا جائے گا دوسرے اس بات کو مان کے کہ وہ بخوبی چل سکے گا اس میں کلام کیا کہ یہ مطلوب بھی ہے۔ اسی سبب سے میں اس سے بحث کرتے ہوئے پس و پیش کرتا ہوں کہیں اے میرے عزیز دوست یہ نہ خیال کیا جائے کہ میں ایک وہمی بحث میں مشغول ہوں۔

اس نے جواب دیا تمھارے ہچکچانے کی کوئی وجہ نہیں ہے

اس لئے کہ تمھارے سامعین نہ بے وقوف ہیں نہ بے اعتبار ہیں نہ مخالف۔

اس بات پر میں نے پوچھا اے میرے فاضل دوست کیا اس طرح مجھ کو مطمئن کرکے تم جرائت دلاتے ہو؟

ہاں میں یہی کیا ہے۔

تو مجھے یہ کہنے دو کہ تم نے بالکل برعکس کام کیا۔ اگر مجھ کو اس مضمون کے علم پر اعتماد ہوتا تو تمھارا جرائت دلانا بجا اور درست ہوتا کیونکہ ایسے بھاری اور دلچسپ مطالب پر ذہین دوستوں کی جماعت میں گفتگو کرنا جرائت اور اطمینان کے ساتھ ممکن ہے اگر کوئی شخص درحقیقت اس مضمون کا علم رکھتا ہو مگر ایک قیاس کا پیدا کرنا ایسے شخص کا جو اب تک خود مشکوک ہو اور تحقیق کا طالب ہو جیسا میں ہوں ایک لغزش گاہ ہے مجھے خوف دلاتا ہے اس کا تو خوف نہیں کہ لوگ مضحکہ کرینگے کیونکہ یہ طفلانہ کام ہے۔ بلکہ اس لئے کہیں ایسا نہ ہو صدق پر میرا قدم ثابت نہ رہے اور میں گر پڑوں اور اپنے ساتھ دوستوں کو بھی گرادوں اور ایسی زمین پر گراؤں جہاں غلط قدم اٹھانا خصوصیت کے ساتھ خطرناک ہے میں عرض کرتا ہوں کہیں انتقام الٰہی مجھ پر نازل نہ ہو اس کلام پر اے گلاکن جو میں کہنا چاہتا ہوں کیونکہ حقیقتاً میں یقین کرتا ہوں کہ یہ جرم زیادہ قابل معافی ہے کہ کوئی شخص بلا ارادہ کسی کی موت کا باعث ہو بہ نسبت اس کے کہ کسی کو فریب دے کسی شریف اور نیک اور عادلانہ قانون کے متعلق۔

دشمنوں کے اندر ایسے خطرہ میں پڑنا بہتر ہوگا نہ کہ دوستوں میں پس اس جرأت دلانے کے لئے تمھارا انتخاب نہایت عمدہ ہے۔

گلاکن اس بات پر ہنس پڑا اور کہا سقراط اگر تمھارا نظریہ ہمکو نقصان پہنچائیگا تو ہمارا خون تمھاری گردن پر نہ ہوگا۔ ہم تم کو اس فریب دہی

156

کے جرم سے بری کرتے ہیں دلیری سے گفتگو کرو۔
میں نے جواب دیا یقیناً قانون سے واضح ہوتا ہے کہ اگر کوئی آدمی ایک جرم سے بری کر دیا گیا تو وہ عقبیٰ میں بھی اس جرم سے پاک ہو جاتا ہے اور غالباً دنیا میں بھی۔
بہت خوب پس یہ خوف تم کو تقریر کے جاری کرنے میں مانع نہ ہو۔
پس مجھ کو اپنے مضمون کے ایک جز کی طرف رجوع کرنا چاہیے شاید مجھ کو اس مضمون کو مناسب محل پر بیان کرنا لازم تھا۔ بہر طور موجودہ ترتیب ممکن ہے کہ سب سے بہتر ہو۔ جب مرد اپنا حصہ کام پورا کر چکیں تو ہم عورتوں کے کام کی طرف متوجہ ہوں خصوصاً یہ ترتیب ہمارے تقابل کی ہے۔ کیونکہ مردوں کی پیدائش اور تعلیم جس حیثیت سے ہوئی جس کو ہم نے بیان کیا ہے میری رائے میں صحیح طریقہ بچوں کے اور بیبیوں کے اختیار کرنے کا اس طرح ملے گا کہ ابتدائی تحریک کی پیروی کی جائے جس کا ہم نے ان کو افادہ کیا ہے۔ مقصد ہمارے نظریہ کا میرے یقین میں یہ تھا کہ مرد گویا گلہ کے محافظ بنائے جائیں۔
ہاں۔
ہم کو اسی جادہ پر چلنا چاہیے اور اسی کے مطابق نوع کی افزائش اور اطفال کی پرورش کے لیے ضابطے عطا کرنے چاہئیں۔ اور ہم کو دیکھنا چاہیے کہ وہ مناسب ہیں یا نہیں۔
تمھاری کیا مراد ہے؟
اس طرح۔ کہ پاسبان کتوں کی مادائیں گلہ کی نگہبانی کریں نر کتوں کے ساتھ اور ان کے ساتھ شکار کریں اور ان کے جملہ فرائض میں شریک ہوں یا یہ کہ ان کو گھر پر رہنا چاہیے کیونکہ وہ بہ سبب بچوں کی پیدائش اور پرورش کے اس قابل نہیں رہی ہیں اور نر محنت کریں اور جملہ گلوں کی نگاہبانی ان کی سپردگی میں ہو۔

ہم کو توقع ہے کہ جو کام کرنا ہے ان میں شریک ہوں صرف مادائوں کو ضعیف سمجھیں اور ان کے ساتھ ویسا ہی سلوک کریں اور نروں کو توانا سمجھیں۔

کیا یہ ممکن ہے کہ جانوروں کو اگر یکساں تربیت اور تعلیم نہ دی جائے تو ان سے وہی کام لیا جائے؟ 157

یہ نہ ہوگا۔

پس اگر ہم عورتوں کو انھیں کاموں میں لگائیں جن میں مرد لگائے جاتے ہیں تو ان کو ویسی ہی تعلیم بھی دینا چاہئے۔

ہاں۔

مردوں کو ہم نے موسیقی اور جمناسٹک کی تعلیم دی تھی۔

ہاں۔

پس چاہئے کہ ہم عورتوں کو بھی انھیں دو فنون کی تعلیم دیں اور اسکے ماوراان کو فوجی تعلیم بھی دینا چاہئے اور ان سے ویسا ہی سلوک کیا جائے جو مردوں سے کیا جاتا ہے۔

جو تم کہتے ہو اُس سے تو بالطبع یہی نتیجہ نکلتا ہے۔

شاید اکثر تفصیلات اس مسئلہ کے جو پیش نظر ہے عموماً مضحک معلوم ہوں اگر حسب تجویز مذکور ان سے کام لیا جائے۔

بلاشک ایسے ہی ہوں گے۔

ان میں سے کس کو تم زیادہ مضحک پاؤ گے؟ کیا بداہتہً یہ مفہوم نہیں ہے کہ وہ برہنہ اسکولوں میں مردوں کے ساتھ مشق کریں نہ صرف نوعمر عورتیں بلکہ سن تمیز کو پہنچ لے بھی۔ ٹھیک ان بڈھے مردوں کی طرح جمناسیا میں جن کے منھ پر جھریاں پڑی ہیں اور بدقوارہ ہوگئے ہیں مگر اب تک ذوق شوق سے مشق اور ورزش کیا کرتے ہیں؟

ہاں۔ بیشک آج کل یہ یقیناً مضحک معلوم ہوگا۔

پس چونکہ ہم نے اس مضمون کو شروع کیا ہے پس ہم کو متعددہنسی اور

نداق کی اُن باتوں سے ڈرنا نہ چاہئے جو ہوشیار آدمی جمناسا اور موسیقی کے اس انقلاب پر خاص کر سلاح جنگ لگانے اور گھوڑوں کی سواری پر کہیں گے۔

تم ٹھیک کہتے ہو۔

برعکس اس کے چونکہ ہم نے مباحثہ شروع کیا ہے ہم کو چاہئے کہ قانون کے نشیب و فراز پر گامزن ہوں اور ان خوش طبع لوگوں سے بہ منت عرض کریں کہ وہ اپنا یہ طریقہ ترک کریں اور وقار پیدا کریں اور ان کو یاد دلایا جائے گا کہ ابھی کچھ دن نہیں ہوئے ہیں کہ یونانیوں میں مردوں کا برہنہ ہونا برا سمجھا جاتا تھا اور مضحک معلوم ہوتا تھا اور آج بھی وحشیوں (غیر یونانی) قوموں میں یہی طریقہ ہے۔ اور جب کریت کے رہنے والوں نے پہلے اور ان کے بعد لیسی ڈیمونیہ والوں نے جمناسٹک کی ورزشیں شروع کیں تو زندہ دل لوگوں نے ان جدید رسوم پر خوب مضحکہ اور مذاق اوڑایا۔ کیا تم ایسا نہیں خیال کرتے؟

میں خیال کرتا ہوں

جب تجربے سے ثابت ہو گیا تھا کہ برہنگی بہتر ہے بہ نسبت لباس پوشی کے اور جبکہ مضحک اثر جو پیش نظر تھا دلیل سے مغلوب ہو گیا اور جب برہنگی کی فضیلت متعین ہو گئی میں خیال کرتا ہوں کہ اسی زمانے میں یہ بھی برہان سے ثابت ہو گیا کہ جو شخص سوائے بدکاری کے کسی چیز کو مضحک خیال کرتا ہے اور جو شخص سوا نادانی اور بدی کے اور کسی چیز کو مضحک قرار دیکے خندۂ بیجا کی کوشش کرتا ہے اور جو شخص کسی اور نشان کی سوائیکی کے سنجیدگی سے قدر شناسی کرتا ہے وہ بیوقوف ہے۔

158

بالکل یقین ہے۔

پس کیا ہم کو پہلے اس امر پر اتفاق نہ کر لینا چاہئے کہ جو ضوابط تجویز کئے گئے ہیں قابل عمل ہیں یا نہیں اور ہر شخص کو خواہ وہ خوش طبع ہے یا سنجیدہ مزاج ہے سوال کرنے کا موقع دینا چاہئے کہ آیا طبیعت انسانی

مونث کی ایسی ہے کہ وہ مردوں کے ہر کام میں شرکت کر سکے یا وہ کسی ایک کے مساوی نہیں ہے یا بعض کے مساوی ہے اور دوسروں کے مساوی نہیں ہے اور اگر ایسا ہے تو کس طبقہ کے متعلق فوجی خدمت ہے؟ کیا ابتدا کرنے کے لیئے یہ بہترین طریقہ نہ ہوگا اور گمان غالب ہے کہ بہترین انجام کے لیئے بھی؟

ہاں ٹھیک ایسا ہی ہے۔

کیا تم پسند کروگے کہ معترض کی جانب سے اپنے خلاف حجت لانا چاہیئے تا کہ خصم کا منصب بغیر دفاع کے نہ رہے ہمارے حملے کے خلاف؟

کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس کو پسند نہ کریں۔

پس ہم اے سقراط اور گلاکن اس کی جانب سے کہیں گے ضرور نہیں ہے کہ کوئی غیر تمہارے خلاف کچھ پیش کرے۔ کیونکہ خود تم نے ابتدا میں جبکہ ریاست کی تعمیر کا نظام پیش نظر تھا اس کو تسلیم کیا تھا کہ ہر شخص کو ریاست میں وہ کام کرنا چاہیئے جو اس کی طبیعت کے مناسب ہو وہی ایک کام جو اس کے متعلق ہو۔ مجھے خیال ہے کہ ہم نے اس کو تسلیم کیا تھا اور ہم کیا کر سکتے تھے؟ کیا تم کو اس امر سے انکار ہے کہ عورت اور مرد کی طبیعتوں میں نمایاں فرق ہے۔

بیشک فرق ہے۔ پس کیا یہ مناسب نہیں ہے کہ ہر جنس کیلئے مختلف کام مقرر کیا جائے جو اس کی مخصوص طبیعت کے لیئے مناسب ہو؟

بلاشک۔ پس اگر ایسا ہے تو اب تم ضرور خطا کرتے ہو اور خود اپنی نقیض پیدا کرتے ہو جب تم یہ کہتے ہو کہ مرد اور عورت ایک ہی کام میں مصروف ہوں درآنحالیکہ ان کی سرشتوں میں بیّن اختلاف ہے؟ کیا اے میرے ہوشیار دوست اس اعتراض کا کچھ جواب دے سکتے ہو؟

یہ آسان نہیں ہے کہ ایک لمحہ میں اس کا جواب پیدا کیا جائے۔

مگر میں تم سے درخواست کروں گا اور میں بالفعل یہی کرتا ہوں کہ ان حجتوں کو بیان کرو جو ہماری جانب ہیں اور ہمارے لئے ان کی توضیح کردو۔

159

یہ اعتراضات اور دوسرے ان کے میں نے پہلے ہی سمجھ رکھے تھے کہ ہوں گے اور اسی وجہ سے مجھ کو خوف تھا اور میں پس و پیش کرتا تھا کہ اس قانون میں دخل دوں جس کو عورتوں اور بچوں پر قابض ہونے سے اور بچوں کی پرورش سے تعلق ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ یہ کام ایسا آسان نہیں معلوم ہوتا ہے۔

کیوں نہیں: مگر حقیقت یہ ہے کہ خواہ تم ایک چھوٹے سے تناوری کے حوض میں گر پڑو خواہ کسی بڑے سمندر میں تم کو اسی طرح پیرنا ہی پڑے گا۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

پس صورت موجودہ میں سب سے بہتر نہیں ہے کہ ہاتھ پیر لگائیں (تناوری کریں) اور صحیح و سلامت نکلیں اس بحث سے اس امید پر کہ ولفین[1] ہم کو اپنی پشت پر سوار کر کے ہم کو (ساحل پر پہنچا دے) یا کوئی اور ذریعہ نجات کا موجود ہو جائے؟

ایسا ہی معلوم ہوگا۔

میں نے کہا پس آؤ دیکھیں ہم کوئی راستہ پا سکتے ہیں۔ تم کہتے ہو ہم نے تسلیم کیا ہے کہ مختلف طبیعتوں کے لوگ مختلف پیشے اختیار کریں اور طبیعتیں مردوں عورتوں کی مختلف ہیں اور اب ہم یہ مانتے ہیں کہ مختلف طبیعتوں کے لوگ ایک ہی پیشہ میں مصروف ہوں کیا یہ الزام تمھارا ہمارے خلاف ہے؟

ٹھیک ہی ہے۔

---

[1] یہ تلمیح ہے اریَن کے قصہ کی ہیرودوتس کی کتاب میں ۱۲۔ (مترجم)

سچ ہے کہ قوت فن مناظرہ کی عجیب و غریب ہے۔
کیوں ایسا ہے؟
کیونکہ مجھ کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اکثر لوگ اس میں خلاف اپنی مرضی کے گر پڑتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ وہ تحقیق کرتے ہیں حالانکہ محض تقریر کرتے ہیں کیونکہ وہ کسی حد کے معنی میں امتیاز نہیں کرتے کسی مسئلہ کے مباحثہ میں بلکہ جو کہا جاتا ہے اس کے خلاف کہتے ہیں صرف نزاع لفظی سے وہ فن مکالمت کو کام میں لاتے ہیں اور فلسفیانہ تحقیق سے کام نہیں لیتے۔ اکثر کا یہی حال ہے۔ بلاشک۔ کیا اس وقت یہ ہم پر عاید ہو سکتا ہے؟
یقیناً یہ ہوتا ہے: بہر طور ظاہرا ہم بلا قصد لفظی نزاع میں پڑ گئے ہیں۔
کیونکر؟

160

ہم محض تحکم کے حرف پر بہت زور دے رہے ہیں کہ مختلف طبیعتوں کو ایک ہی تلاش میں نہ مشغول ہونا چاہئے صرف لفظی بحث کے بالکل دلیرانہ عبارت سے اور بالکل بھول گئے ہیں کہ الفاظ ''یکساں طبیعت'' اور ''مخالف طبیعتیں'' کس مفہوم سے استعمال کئے جاتے تھے اور تعریف میں ہمارے پیش نظر کیا تھا۔ جب ہم نے مختلف اشغال مختلف طبائع کے لیے مقرر کئے تھے اور یکساں اشغال متحد طبیعتوں کے لئے۔
یہ سچ ہے کہ ہم نے اس پر غور نہیں کیا۔
جب یہ صورت ہے تو ہمارے لیے یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ از خود یہ سوال کریں آیا گنجے آدمی اور لمبے بالوں والے آدمی یکساں طبیعت رکھتے ہیں یا متقابل (مخالف) اور اگر ہم دوسری صورت کو اختیار کریں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر گنجے کفش دوزی کریں تو لمبے بالوں والوں سے یہ کام نہ لینا چاہیئے اور اگر لمبے بالوں والے جوتے بنائیں تو دوسروں مثلاً گنجوں کو اس کی ممانعت کرنا چاہیئے۔

نہیں یہ بات قابل مضحکہ ہو گی۔
کیا یہ قابل مضحکہ ہو گی الا اس سبب سے کہ ہم الفاظ "یکساں" اور مختلف عام مفہوم میں نہیں استعمال کرتے تھے ایک خاص نوع کے یکساں اور مختلف میں مشغول تھے جو براہ مستقیم تحقیقات زیر بحث پر جاری تھے؟ مثلاً ہم نے کہا کہ دو آدمی جو ذہناً طب کے پیشہ سے موصوف تھے وہ یکساں طبیعت رکھتے تھے کیا تم ایسا نہیں خیال کرتے؟
میں خیال کرتا ہوں۔
اور یہ کہ ایک انسان جو اچھا طبیب ہو سکتا ہے اس کی طبیعت اس شخص سے مختلف ہے۔ جو اچھا نجار ہو سکتا ہے۔
البتہ مختلف ہے۔
پس اگر مرد اور عورت ذات کسی فن یا پیشہ کے اعتبار سے مختلف معلوم ہوتے ہیں تو ہم کہیں گے کہ یہ پیشہ مخصوص ہونا چاہیے ایک سے یا دوسرے سے لیکن اگر دونوں ذاتوں (مرد و عورت) میں تولید نوعی کے اعتبار سے فرق پائیں تو ہم بیان کریں گے کہ ابھی تک برہانی طور سے نہیں ثابت ہو سکا کہ دونوں میں جو فرق ہے وہ ہمارے مقصد سے کوئی تعلق رکھتا ہے بخلاف اس کے ہم اس کو درست خیال کریں گے کہ محافظ اور ان کی بیبیاں یکساں مطالب میں مشغول ہوں۔
اور یہ حق ہے۔
کیا ہم اپنے مخالفوں سے یہ مطالبہ نہ شروع کریں گے کہ ہم کو آگاہ کرو کہ وہ کونسا فن یا پیشہ جس کو ریاست کے نظام سے تعلق ہو جس کے اعتبار سے طبیعت مرد اور عورت کی یکساں نہیں ہے بلکہ مختلف ہے؟
ہم کو یقیناً ایسا کرنے کا حق ہے۔
اچھا شاید دوسرے یہ عذر کریں جیسے اس سے کچھ پیشتر تم نے

161

عذر کیا تھا کہ قابل اطمینان جواب فوراً نہیں دیا جا سکتا لیکن اگر غور کرنے کی مہلت دیجائے تو جواب دینا دشوار نہ ہوگا۔

سچ ہے یہ عذر ممکن ہے۔

کیا تم پسند کروگے کہ ہم معترضین سے یہ درخواست کریں کہ اس امر کے ملاحظہ کے لیئے ہمارا ساتھ دو اور دیکھو کہ کوئی پیشہ جس کو نظم ریاست سے تعلق ہے وہ عورتوں سے مخصوص ہے۔

بہر طریق۔

پس ہم ان سے اس طرح خطاب کریں گے: مہربانی سے بیان کرو جب تم کہتے ہو کہ فلاں شخص ایک خاص مطالعہ کے لیے ذہن رکھتا ہے اور ایک دوسرا شخص ایسا ذہن نہیں رکھتا تو تمہارا یہ مفہوم ہے کہ پہلا شخص اس کو آسانی سے سیکھ سکتا ہے اور دوسرا شخص مشکل سے سیکھتا ہے اور یہ کہ ایک تھوڑی سی تعلیم سے بہت کچھ خود اس مضمون سے جس کا اس نے مطالعہ کیا ہے دریافت کر سکتا ہے درحالیکہ دوسرا بہت سی تعلیم اور مشق سے یاد بھی نہیں رکھ سکتا جو کچھ اس نے سیکھا ہے اور ایک کے ذہن کو جسمانی قوتوں سے مدد ملتی ہے اور دوسرے کی مخالف پڑتی ہے؟ کیا یہی نشانیاں نہیں ہیں جن سے تم طبیعی ذہانت یا اس کے مفقود ہونے کسی تحقیق کے باب میں شناخت کرتے ہو؟

ہر شخص کہے گا کہ ہاں۔

کیا تم کوئی ایسا شعبہ انسانی محنت کا ایسا جانتے ہو جس میں عورت ذات مرد سے ان خصوصیات میں کمتر درجہ پر نہیں ہوتی؟ تو کیا ہم تفصیل کے ساتھ فن پارچہ بافی یا پکوان تلنا (کچوریاں، سموسہ وغیرہ بنانا) یا مربے اچار بنانا تا ان کاموں میں خیال کیا جاتا ہے کہ عورتیں مردوں سے بہتر کام کرتی ہیں ان کاموں میں اگر وہ ہار جائیں تو بہت ہنسی ہوتی ہے؟

تم بالکل ٹھیک کہتے ہو ہر کام میں ایک ذات کو دوسری پر

بہت فضیلت ہوتی ہے۔ بلاشک اکثر عورتیں ہیں جو اکثر کاموں میں اکثر مردوں سے بہتر ہیں مگر عموماً وہ بات ہے جو تم کہتے ہو۔
پس میں اے دوست یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ کوئی پیشہ جو نظم ریاست سے متعلق ہے نہ عورت سے بحیثیت عورت کے تعلق رکھتا ہے نہ مرد بحیثیت مرد کے بلکہ طبیعی موہوبات جا بجا پائے جاتے ہیں دونوں ذاتوں میں یکساں طور سے اور جس قدر عورت کی سرشت سے تعلق ہے عورت ہر تلاش میں داخل ہو سکتی ہے اور مرد بھی اگرچہ ان سب میں عورت کمزور ہے بہ نسبت مرد کے۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔
تو کیا ہم ہر فریضہ کی مرد سے تخصیص کر دیں اور عورتوں سے کسی کو تعلق نہ ہو؟
ہم کیونکر ایسا کر سکتے ہیں؟
بلکہ بخلاف اس کے ہم یہ مانیں گے کہ عورت کی طبیعت علم طب سے مناسب ہے اور دوسری عورت کی طبیعت نہیں ہے اور ممکن ہے کہ ایک عورت موسیقی سے مناسبت رکھتی ہو اور دوسری نہ ہو۔
بلاشک۔
اور کیا ہم یہ نہ کہیں ممکن ہے کہ ایک عورت جمناسٹک کی ورزشوں کی صلاحیت سے موصوف ہو اور فن مبارزت سے اور دوسری کو مبارزت سے کوئی علاقہ نہ ہو اور نہ جمناسٹک کا ذوق رکھتی ہو۔
میں خیال کرتا ہوں کہ ہم ایسا ہی کریں گے۔
پھر یہ کہ ایک علم دوست ہو اور دوسری ناپسند کرتی ہو؟
اور ہو سکتا ہے کہ ایک جیدار ہو اور دوسری نہ ہو۔
یہ بھی سچ ہے۔

اگر ایسا ہو تو کچھ عورتیں ایسی ہیں جو محافظ کے عہدے کے لایق ہوں اور دوسری نا قابل ہوں۔ کیونکہ کیا اوصاف نہ تھے جنسے ہم نے مردوں کو منتخب کیا تھا اور ان کی قابلیت اس عہدے کے لیئے نمودار کی تھی ؟

ہاں ہیں۔

پس جہاں تک کسی ریاست کے محافظ کے عہدے کا تعلق ہے تو مرد اور عورت کی طبیعت میں کوئی فرق نہیں ہے البتہ مختلف درجے ضعف اور قوت کے متفاوت ہیں۔

بظاہر کوئی فرق نہیں ہے۔

پس ہم واجبی طور سے قابل عورتوں کا بھی انتخاب کریں گے تاکہ وہ زندگی اور فرائض میں قابل مردوں کے شریک ہوں چونکہ ہم کو معلوم ہوا ہے کہ وہ اس کام کے لائق ہیں اور ان کی طبیعت مماثل مردوں کے ہے۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

اور کیا ہم یکساں تحقیق یکساں طبیعتوں کے لیئے متعین نہ کریں؟

پس ہم چکر کھا کے ہم اپنے پہلے مقام پر پہنچ گئے۔ اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یہ امر طبیعت کے منافی نہیں ہے کہ جمناسٹک اور موسیقی ہمارے محافظوں کی بیبیوں کے لیے معین کی جائیں۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

پس ہماری مجوزہ قانون سازی ناقابل عمل یا وہمی نہیں ہے۔ کیونکہ مجوزہ قانون طبیعت کے موافق ہے: بلکہ موجودہ رسم و رواج اس ہمارے رسم کے مخالف ہے اور یہ بداہتہً طبیعت کے منافی ہے۔

ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔

ہماری تحقیق یہ تھی کہ آیا مجوزہ انتظام قابل عمل ہے اور یہ

163

بالکل مطلوب ہے۔ کیا نہیں ہے؟

ہے۔

کیا ہم اس بات پر متفق ہیں کہ قابل عمل ہے؟

ہاں۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ انتظام بالکل حسب دلخواہ بھی ہے

یا نہیں ہے؟

ہاں ظاہر ہے۔

بہت خوب اگر یہ سوال ہو کہ ایک عورت کو کس طرح محافظ کے عہدے کے قابل بنایا جائے۔ ہم ایک تعلیم مردوں کے لیے اور دوسری تعلیم عورتوں کے لیے نہ رکھیں گے خصوصاً جبکہ سرشت جس پر عمل کرنا ہے دونوں صورتوں میں ایک ہی ہو۔

نہیں تعلیم یکساں ہوگی۔

اچھا پھر میں چاہتا ہوں کہ تمھاری رائے سوال ذیل کے بارے میں چاہتا ہوں۔

مہربانی کرکے بتاؤ وہ سوال کیا ہے؟

کسی اصل پر تم اپنے ذہن میں ایک مرد کو دوسرے سے بہتر اندازہ کرتے ہو؟ یا سب کو یکساں سمجھتے ہو؟

یقیناً میں ایسا نہیں کرتا۔

پس تو ہماری مثالی ریاست میں تمھاری رائے میں ان دونوں طبقوں میں سے بہتر انسان بن گئے ہیں۔ محافظ تعلیم یافتہ جن کا تم نے بیان کیا ہے یا کفش دوز جن کو کفش دوزی کی تعلیم دی گئی ہے؟

اس کا پوچھنا تو مضحکہ ہے۔

میں تمھارا مفہوم سمجھتا ہوں مگر مجھ کو بتاؤ کہ تمام شہریوں میں وہ (محافظ) سب سے بہتر نہیں ہیں؟

ہاں بہت بہتر۔

اور وہ عورتیں اور سب عورتوں سے بہتر نہ ہوں گی؟

بہت بہتر یہ بھی۔

کیا کسی ریاست کے لیئے اس سے بہتر کوئی بات ہے جس میں حتی الامکان بہترین مرد اور عورتیں شامل ہوں؟

اس سے بہتر نہیں ہے۔

اور یہ نتیجہ موسیقی اور جمناسٹک کے کام میں لانے سے ہوا جس کا بیان ہم کر چکے ہیں؟

بلا شک۔

164 پس ہمارا مجوزہ ضابطہ صرف قابل عمل ہی نہیں ہے بلکہ ریاست کے لیے بہت حسب دلخواہ بھی ہے۔

ہے۔

پس بیبیاں ہمارے محافظوں کی ورزش کے لیئے کپڑے اُتاریں گی کیونکہ ان کا لباس کپڑا نہیں ہے بلکہ نیکی ہے اور وہ جنگ میں شریک ہوں گی اور دوسرے فرائض میں بھی جو ریاست کے محافظ کے عہدے میں شامل ہیں اور کسی دوسرے پیشوں میں مصروف نہ ہونگی البتہ فرائض میں جو سبک ہوں وہ کام ان کو دے جائیں بہ مقابلہ مردوں کے کیونکہ وہ ذاتی کمزوری رکھتی ہیں۔ لیکن وہ مرد جو جمناسٹک کی ورزشوں میں عورتوں کی برہنگی کے خیال پر ہنستا ہے اس نے حکمت کے درخت سے کچا پھل توڑ لیا ہے، اور وہ حسب ظاہر خود نہیں سمجھتا کہ کس بات پر ہنستا ہے یا کیا کرتا ہے کیونکہ یہ نہایت عمدہ مقولہ ہے اور ہمیشہ رہیگا کہ مفید اشرف ہے اور مضر ارذل ہے۔

یقیناً بہمہ وجوہ۔

میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ ایک موج ہے ہم سمجھتے ہیں کہ ہم اس پر غالب آئے قانون کی بحث میں دربارہ عورتوں کے اس موج نے ہم کو دریا برد نہیں کیا کہ محافظ مردوں اور عورتوں کا یہ ہے کہ جملہ اشغال

میں شریک رہیں یہ نظریہ ہمارا درست آیا قابل عمل اور موافق مصلحت ہوتے ہیں -
ہاں۔ اس نے جواب دیا۔ یہ ایسی ویسی لہر نہیں جس کو تم جھیل گئے اور پار ہو گئے -
ہاں میں نے کہا تم اس موج کو عظیم نکہو گے جب دوسری موج کو دیکھو گے -
ہاں کہے جایئے اور مجھے دیکھنے دیجئے -
اخیر قانون اور جو اس کے ماقبل ہیں ان میں میں خیال کرتا ہوں ایک اور قانون شامل ہے جس کا یہ منشا ہے -
کیا ہے؟
یہ عورتیں ان سب مردوں کی مشترک بیبیاں ہونگی اور کسی کی خاص بی بی کوئی نہ ہوگی اور جو بچے پیدا ہوں گے وہ بھی مشترک رہیں گے نہ والدین اپنی اولاد کو جانیں گے اور نہ بچہ والدین کو -

165

اس نے جواب دیا یہ قانون بہ نسبت سابق کے بے اعتباری پیدا کرے گا نہ یہ قابل عمل ہے نہ موافق مصلحت -
میں نے کہا دوسرے کی نسبت تو کوئی انکار نہ کریگا کہ یہ نہایت مفید ہے کہ بیبیاں اور بچے مشترک رہیں بشرط امکان مگر مجھے توقع ہے کہ اس نظام کے قابل عمل ہونے کے باب میں بہت بحث ہو گی -
دونوں شقوں پر خوب مناظرہ ہو سکتا ہے -
ایک مقام بحثوں کے اتفاق کی بھی ہے میں سوچ رہا تھا کہ بھاگ جاؤں اور ایک سے چھٹکارا ہو اگر تم اس منصوبہ کے مفید ہونے پر متفق ہو اس طرح کہ میں صرف اس کے امکان سے بحث کروں -
مگر تم اس بھاگ جانے کی کوشش میں دیکھ لئے گئے تھے بس مہربانی کر کے تم کو دونوں عنوانوں پہ توجیہ کرنا ہوگی -

مجھے عدالت کے آگے سر تسلیم خم کرنا ہوگا۔ صرف مجھ پر اس قدر مہربانی کرو۔ مجھے مہلت دو ان لوگوں کی طرح جن پر کاہلی سوار ہے جو اپنے خیالات میں مست ہوتے ہیں جب تنہا سفر کرتے ہیں۔ تم جانتے ہو ایسے لوگ قبل اس کے کہ ان کو جب اپنی خواہشوں کے پورا کرنے کا کوئی ذریعہ دستیاب ہو درگزر کرتے ہیں تاکہ محنت سے بچیں کہ یہ خواہشیں قابل عمل ہیں یا نہیں اور یہ فرض کر لیتے ہیں کہ جو کچھ ان کی خواہش ہے وہ ان کو بالفعل حاصل ہے اس کے بعد وہ باقی کاروبار کو ترتیب دیتے ہیں اور اپنا دل خوش کرنے کو جو کچھ فرضی حالات میں وہ کرنا چاہتے ہیں اس پر خیال دوڑاتے ہیں اس طرح سے وہ ایک کسلمند ذہن کی کاہلی کو اور بڑھا دیتے ہیں بس اس لمحہ میں میں بھی سستی کو راہ دیتا ہوں اور آیندہ کی بحث کے لیے امکان کے سوال کو ملتوی رکھتا ہوں اب میں امکان کو فرض کئے لیتا ہوں اور دریافت کروں گا اگر تم مجھ کو اجازت دو گے کہ حکام کیا بندوبست کریں گے جب ہماری حکمرانی نافذ ہو جائے گی اور اس کے ثابت کرنے کی کوشش کے عمل کے لئے منصوبۂ مذکورۂ بالا ریاست اور محافظ دونوں کے لیے سب سے زیادہ مفید ہوگا۔ میں تمھارے ساتھ پہلے ان شقوں کو کماحقہ جانچوں گا اور باقی امور پر تمھاری اجازت سے پھر غور کروں گا اس نے جواب دیا۔

تم کو میری اجازت حاصل ہے لہذا تحقیقات جاری رکھو میں نے کہا

میرا خیال ہے کہ ہمارے حکام اپنے نام کے اعتبار سے لائق ثابت ہوں اور ان کے معین بھی اسی طرح لائق ہوں تو جو احکام ان کو پہنچیں گے بخوشی ان کی تعمیل کریں گے اور حکام بھی ضمنی اطاعت قانون کی کریں گے اور اگر قانون میں تفصیلی احکام نہ ہوں گے تو وہ فحوائے قانون کے موافق عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔

ہم کو اسی کی توقع رکھنا چاہئیے۔

لہذا مقنن کی حیثیت سے یہ تمھارا فرض ہے کہ تم عورتوں کو انتخاب

166

کرو جس طرح تم نے مردوں کو انتخاب کیا اور ان کو ایک جگہ رکھو لیکن جہانتک ممکن ہو اس کی خبر داری رکھو کہ ان دونوں کی طبیعت مماثل ہو۔ اب چونکہ ان کے سکونت کے مکانات ان کا دستر خوان سب مشترک ہے اور کسی کے پاس کوئی چیز ذاتی ملکیت کی حیثیت سے نہیں ہے مرد عورت: دونوں ایک ساتھ رہیں گے اور چونکہ میل جول میں کوئی تفریق نہیں ہے زور آوری کو ورزشوں اور روزانہ زندگی میں شرکت ہے میرا خیال ہے کہ جبلت ان کو مجبور کر کے تعلق پیدا کرا دیگی کیا تم نہیں خیال کرتے کہ یہ ناگزیر ہو گا؟

یہ ضرورت ریاضی کے استدلال کی سی نہ ہو گی بلکہ عشق کی ضرورت ہو گی یہ ضرورت زیادہ مجبور کرنے والی ہے بہ نسبت اس دوسری ضرورت کے ترغیب کی قوت میں اور انسانوں کے مجمع کو اپنی طرف مائل کر لینے میں۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔ مگر بطور دیگر اے گلاکن بے قاعدہ میل جول بلکہ کسی قسم کی بے قاعدگی ایک مبارک شہر کے ارکان میں خباثت کا باعث ہو گی اور اس کو (حکام) مجسٹریٹ جائز نہ رکھیں گے۔

ٹھیک ایسا ہی ہو گا۔

ظاہر ہے کہ ہماری دوسری خبرداری ایسی مقتضی ہو گی کہ ازدواجی میل کو تا حدِ امکان پاک و پاکیزہ بنائیں۔ یہ پاکیزگی ان شادیوں سے مربوط ہو گی جو عوام الناس کی بھلائی کی غرض سے ہیں۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

پس اے گلاکن مجھ سے کہو کہ یہ غرض کس طرح حاصل ہو۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم اپنے گھر میں شکاری کتے بھی رکھتے اور اکثر شکاری چڑیاں بھی۔ میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ کبھی تم نے ان کے ملنے ملانے اور نسل کشی کے بارے میں بھی ان جانوروں کے توجہ کی ہے۔

کس اعتبار سے؟

اولاً اس لئے کہ اگرچہ اچھی طرح پرورش پاتے رہیں کیا بعض ایسے نہیں ہیں جو دوسروں سے افضل ہیں یا ہو جاتے ہیں؟

ایسے ہیں۔
کیا تم سب سے ایک ہی طرح نسل کشی کرتے ہو۔ یا تم اس کا شوق رکھتے ہو کہ حتی الامکان جو سب سے بہتر ہیں ان سے نسل کشی کی جائے؟
بہترین ہے۔
167 اور کس عمر میں؟ جب بالکل بچے ہوں یا بہت بوڑھے ہوں یا جوانی میں؟
جب وہ خوب جوان ہوتے ہیں!
اور اگر تم دوسرا طریقہ اختیار کرو تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ چڑیوں اور کتوں کی نسل بہت ناقص ہو جائیگی؟
میں سمجھتا ہوں۔
کیا تم خیال کرتے ہو کہ گھوڑوں کا اور طریقہ ہوگا یا اور دوسرے جانوروں میں؟
ہرگز نہیں۔ ایسا خیال کرنا لغو ہے۔
سبحان اللہ! میں نے بلند آواز سے کہا میرے پیارے دوست کیسے اول قسم کے انسان ہمارے حکام کو ہونا چاہئے اگر یہ تمثیل نسل انسانی پر بھی درست آتی ہے۔
ضرور درست آتی ہے۔ لیکن اول قسم کیوں؟
وہ بہت کچھ دواؤں کے استعمال پر مجبور ہوں گے۔ تم جانتے ہو جبکہ بیماروں کو دوا نہیں درکار ہوتی اور تدبیر غذا پر رضامند ہوتے ہیں تو ہم ایک معمولی حکیم کو اس کے لیے کافی سمجھتے ہیں۔ لیکن جب دوا دینے کی ضرورت ہوتی ہے تو ہم جانتے ہیں کہ ایک زیادہ لائق حکیم کو بلانا چاہیئے۔
یہ سچ ہے مگر اس معاملہ سے اس کو کیا تعلق ہے؟
اس طرح گمان غالب ہے کہ ہمارے حکام بہت کچھ جھوٹ

اور فریب سے کام لیں گے اپنی رعایا کے نفع کے لئے۔ اور اگر تم کو یاد ہو ہم نے کہا تھا کہ ایسے اعمال دوا کی صورت میں مفید ہوں گے۔

ہاں اور ہم حق پر تھے۔

اچھا تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سچا اصول خصوصاً مسائل ازدواج اور تولید پر جاری ہوتا ہے۔

کیونکر؟

اس کا یہ نتیجہ ہے کہ جو کچھ تسلیم کیا گیا ہے کہ دونوں ذاتوں (مرد و عورت) حتی الامکان جلد جلد قریب لائے جائیں اور جو بدترین ہیں ان کو شاذو نادر اور جو بچے اول کی مقاربت سے پیدا ہوں ان کی پرورش کی جائے اور دوسروں کے بچے چھوڑ دیئے جائیں اگر اس گلہ کو اعلیٰ درجہ کی خوبی حاصل کرنا ہے اور یہ عملدرآمد سب سے مخفی رکھی جائے بالاخود مجسٹریٹوں سے۔ اگر یہ جماعت محافظوں کی اندرونی مخالفتوں سے آزاد بھی رکھی جائے۔

تم بالکل حق پر ہو۔

پس ہم کو بعض دن عید کے مقرر کرنا ہوں گے ان میں دلھنوں اور دولھاؤں کو ایک جگہ کریں اور قربانیاں کریں اور شعرا مناجاتیں تصنیف کریں اور اس موقع کے مناسب دھنیں رکھیں۔ لیکن شادیوں کی تعداد پر مجسٹریٹوں کے اختیار میں رکھیں گے تاکہ جہاں تک ممکن آبادی اسی نقطہ پر رہے جنگ اور بیماریوں کے اثرات کو اور جملہ اسباب کو ملحوظ رکھیں گے تاکہ ہمارا شہر ہمارے مقدور بھر بہت بڑا اور بہت چھوٹا نہ ہو سکے۔

تم حق پر ہو۔

ہم ایک دانشمندانہ طریقہ قرعہ اندازی کا میں خیال کرتا ہوں کہ ایجاد کریں گے تاکہ ادنیٰ درجہ کے لوگ جن کا میں ذکر کر چکا ہوں مرد و عورت کے ملنے کو اتفاق سے منسوب کریں نہ حکام سے۔

168

یقیناً۔

اور وہ نوجوان جنھوں نے میدان جنگ میں یا کہیں اور امتیاز حاصل کیا ہے علاوہ اور انعامات اور اعزاز کے نہایت آزادی کیساتھ عورتوں سے مل سکیں گے تاکہ اس بہانے سے زیادہ تعداد ایسے ماں باپ کے بچوں کی پیدا ہوگی۔

تم ٹھیک کہتے ہو۔

اور جو بچے پیدا ہوں ان کو وہ افسر لے لیں جو اس مقصد کیلئے جو مقرر کئے گئے ہیں خواہ مرد ہوں خواہ عورتیں یا دونوں:- کیونکہ سرکاری عہدوں میں بھی مرد اور عورتیں دونوں شریک رہیں گی۔

وہ شریک ہوں گے۔

یہ افسر میں خیال کرتا ہوں اچھے ماں باپ کے بچوں کو اور ان کو عام پرورش خانہ میں خاص دائیوں کے سپرد ہوں گے جو شہر کے کسی خاص محلے میں سکونت رکھتی ہوں گی۔ اور ادنیٰ درجہ کے ماں باپ کے بچے اور تمام ناقص الخلقت بچے جو دوسروں سے پیدا ہوں۔ حسب مناسب چھپا دیئے جائیں کسی خاص مخفی اور نامعلوم مقام میں۔

ہاں اگر نسل محافظوں کی خالص رکھنا ہے۔

اور یہی افسر بچوں کی پرورش کا اہتمام کریں گے جو ماؤں کو پرورش خانہ میں لائیں گے جب ان کی چھاتیاں دودھ سے بھری ہونگی لیکن اس کی از حد احتیاط رکھیں گے کہ کوئی ماں اپنے خاص بچے کو نہ پہچان سکے اور دوسری عورتیں مہیا کریں گے جن کے دودھ ہوگا اگر مائیں کافی نہ ہوں گی۔ اور وہ اس وقت کو محدود رکھیں گے جس وقت تک ان کو دودھ پلانا ہے اور رات کو بیٹھنے کا کام اور دوسرے تکالیف جو بچوں کی پرورش میں ہوتے ہیں دائیوں اور ملازموں کے سپرد ہوگا؟

169

تم نے محافظوں کی بیبیوں کے لیے بچوں کا پیدا ہونا بہت آسان کام کر دیا ہے۔

ہاں اور ایسا ہی ہونا چاہیئے اب ہم کو اپنی غرض کے دوسرے معروض کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ ہم نے کہا تھا تم کو یاد ہوگا کہ بچے ایسے ماں باپ سے ہونا چاہتے ہیں جو ریعان شباب میں ہوں۔

سچ ہے۔

اور کیا تم مجھ سے اتفاق کروگے کہ ریعان شباب عقلاً عورتوں کے لیئے بیس برس اور مرد کیلیے تیس برس کا سن ہے؟

ان برسوں کو تم کہاں جگہ دیتے ہو؟

میں عورت کے لیے یہ ضابطہ قرار دوں گا کہ ریاست کے لیئے بچے پیدا کرنے کا زمانہ اس کی عمر کے بیس برس سے لے کے چالیس سال تک ہو۔ اور مرد کے لیئے زندگی کی دوڑ میں انتہائی شگفتگی کا زمانہ گزرنے پر اس وقت سے ریاست کے لیے بچے پیدا کریں پچپن سال کی عمر تک

بلا شک مرد عورت دونوں میں یہ عہد کمال شباب کا ہے جسم اور ذہن دونوں کے لیے۔

پس اگر کوئی مرد جو اس عمر سے زیادہ یا کم ہے اور وہ ریاست مشترکہ کے لیئے بچے پیدا کرنے کے کام میں دخل دیتا ہے تو ہم اس کے اس فعل کو جرم قرار دیں گے خلاف مذہب اور عدالت کے وہ ایسا بچہ ریاست کے لیے پیدا کرتا ہے کہ اگر گرفت سے بچ گیا تو بجائے اس کے کہ زاہد مرد اور عورتیں قربانیاں کریں اور مناجاتیں پڑھی جائیں جو رسوم ازدواج کے موقعوں پر بجالائی جاتی ہیں اور تمام شہر متاثر ہوتا تاکہ جو بچے پیدا ہوں وہ ماں باپ سے زیادہ نیک اور مفید ہوں۔ یہ بچے پردۂ ظلمت میں خوفناک نا پرہیز گاری کی مادہ سے عالم ہستی میں آئے ہوں گے۔

تم حق پر ہو
یہی قانون موثر ہوگا اگر کوئی مرد جس کی عمر اب تک بچہ کشی کے قابل ہے ایک عورت سے جس کی عمر بھی مناسب ہے تعلق پیدا کرے بغیر وساطت مجسٹریٹ کے ہم اس کا اس لئے مواخذہ کریں گے کہ اس نے ریاست میں ناجائز نامبارک اور ناپاک بچہ پیدا کیا۔
تم بالکل درست کہتے ہو۔
مگر بمجرد مقررہ عمر سے تجاوز کرنے کے عورتوں اور مردوں کو آزادی دیں گے کہ مرد جس سے چاہیں میل کریں بشرطیکہ لڑکی یا ماں یا نواسی یا نانی دادی نہ ہو اور اسی طرح عورتوں کو اجازت دیں گے جس مرد سے چاہیں تعلق کریں الّا بیٹا یا باپ یا جو ان کے قریبی رشتہ دار ہوں بخط مستقیم خواہ صعوداً خواہ نزولاً سخت احکام دینے کے بعد کہ نہایت کوشش کرے تا حدامکان کہ اگر اتفاقاً حاملہ ہو جائیں تو کوئی بچہ روشنی نہ دیکھے اور اگر بعض اوقات کسی طرح مجبوری ہو تو بچہ کو جدا کر دیں یہ سمجھ کے کہ ثمرہ اس مقاربت کا پرورش نہ کیا جائے گا۔

170

یہ بھی ایک معقول منصوبہ ہے مگر ان کو باپوں اور بیٹوں اور ان قرابتین میں جن کو تم نے ابھی بیان کیا ہے تمیز ہو سکے گی؟
میں نے جواب دیا ہرگز نہیں۔ صرف وہ تمام لڑکے درمیان ساتویں اور دسویں مہینے کے پیدا ہوئے ہیں اس تاریخ سے جب کہ اس تعداد سے کسی ایک کی شادی ہوئی وہ ان کو اگر مرد ہے تو اپنے بیٹے کہے گا اور اگر عورت ہے تو اپنی لڑکیاں کہے گا۔ اور وہ بچے اس کو باپ کہیں گے اور ان کی اولاد کو پوتے (پوتیاں) اور وہ بھی اس شخص کو اور جو اس کے ساتھ دولھا بنے تھے اور دولھنوں کو دادا اور دادیاں کہیں گے اسی طرح سب بھائی اور بہنیں سمجھی جائیں گی ان کو جس زمانے میں وہ پیدا ہوئے ان کے باپ اور مائیں ان کو عالم ہستی میں لا رہے تھے۔ اور جو ہم نے ابھی کہا تھا یہ سب ایک دوسرے کو چھونے سے پرہیز کریں گے۔ مگر

قانون ان بھائیوں اور بہنوں کی مقاربت کی اجازت دے گا اگر قرعہ کا اتفاق اس طریقہ پر ہو اور اگر دلفیہ کی پجارن بھی اپنی منظوری دے۔

اس نے کہا یہ بالکل درست ہے۔

گلاکن یہ خصلت اس عورتوں اور بچوں کی جماعت کی ہے جو تمہاری ریاست کے محافظوں میں جاری ہوگی۔ اب دلیل اس امر کے قیام کے لیے جاری ہونا چاہئے کہ یہ منصوبہ باقی دستور ریاست کے ساتھ موافقت رکھتا ہے اور بہترین انتظام ہے جو فہم میں آسکتا ہے۔ یا تم کوئی اور طریقہ تجویز کر سکتے ہو؟

بہر طور جو تم کہتے ہو وہی اُسی پر عمل کرو۔

پہلا قدم انتظام کی جانب اس نقطہ پر ہمارے آپس میں بجائے خود یہ سوال ہوگا کہ کس چیز کا نام اعلیٰ درجہ کا کمال کسی ریاست کے دستور کا ہے قانون کے بنانے میں مقنن کو جس کا قصد کرنا چاہیئے اور سب سے بڑھی ہوئی برائی کیا ہے اور اس کے بعد یہ سوال ہونا چاہیے کہ وہ منصوبہ جس کو ہم نے بالفعل بیان کیا ہے کمال کے حدود سے مناسبت رکھتا ہے اور بدی کے نقشے پر ٹھیک نہیں اترتا؟

171

قطعاً ایسا ہی ہے۔

کیا تم ریاست کے لیئے اس سے بڑھی ہوئی کوئی برائی سمجھتے ہو جو ریاست کے پرزے اڑا دے اور بجائے ایک ریاست کے متعدد ریاستیں بنا دے؟

یا اس سے بڑھا ہوا کوئی کمال ہو سکتا ہے جو ریاست کو ایسا اتصال بخشے کہ متحد ہو جائے؟

ہم نہیں جانتے۔

پس کیا شرکت احساس خوشی اور رنج میں شہریوں کے رشتۂ اتحاد کو مضبوط کرتی ہے جبکہ وہ سب تاحد امکان مسرت اور الم میں یکساں ہیں ان کے نفع اور نقصان ایک ہی ہیں؟

یقیناً ایسا ہی ہے۔

اور کیا تنہائی اُن احساسات کی عدم اتحاد نہیں پیدا کرتی جبکہ بعض بہت خوش ہوتے ہیں اور دوسرے اتنے ہی رنجیدہ ہوتے ہیں انھیں امور سے شہر اور اس کے باشندے متاثر ہوتے ہیں؟

بیشک ایسا ہی ہوتا ہے۔

اور یہ حالتیں چیزوں کی نہیں پیدا ہوتی ہیں جبکہ الفاظ 'میرا' اور 'نہیں میرا' شہر میں سب ایک ساتھ نہیں کہتے؟ اور جبکہ وہی اختلاف لفظ 'دوسرے کا' کے استعمال میں موجود ہے؟

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

اُس شہر کا انتظام بہترین ہے جس میں سب سے تناسب اہل شہر کا الفاظ 'میرا' اور 'نہیں میرا' ایک ہی طور سے یکساں چیزوں کیلئے استعمال کرتے ہیں۔

ہاں۔ بہت بہتر۔

یا بالفاظ دیگر وہ شہر جو تقریباً ایک شخص واحد انسان کی حالت پر آجائے۔ جیسے ہماری انگلی میں اگر چوٹ لگے تو تمام موانست جو تمام بدن میں پھیلی ہوئی ہے نفس تک اور اس سے ایک عضوی اتحاد زیر حکم اصل حاکم پیدا ہوگیا ہے اس چوٹ کو محسوس کرتا ہے اور ایک کلی اور متحد الزماں حس الم کا عضو مجروح کی ہمدردی میں پیدا ہے لہذا ہم کہتے ہیں کہ انسان کی انگلی میں درد ہے اور کسی حصہ بدن کے باب میں خواہ وہ کوئی جزو بدن ہو وہی بیان درد کا ہوسکتا ہے جو کہ اس جزو نے برداشت کیا اور جب سہولت ہوئی تو وہی خوشی ہوتی ہے۔

بلاشک یہی حالت ہے اور ہم اپنے سوال کی طرف رجوع کرتے ہیں نہایت قریب کی تمثیل ہے اس صورت میں اور ریاست کی حالت جس کا نظم ونسق بہترین ہے۔

پس میں گمان کرتا ہوں کہ جب کسی شہری کو کسی بھلائی یا برائی کا

172

اتفاق ہو تو ایسی ریاست جس کا ہم بیان کر رہے ہیں غالباً متاثر ہو گی نہ کوئی اور ریاست اور اس متاثر رکن کو اپنا ایک جز تصور کرے گی اور اس کی خوشی یا رنج سے کل کی حیثیت سے ہمدردی کرے گی۔
اگر ریاست کماحقہ منتظم ہے تو ایسا ہی کرے گی۔
میں نے کہا اب اس کا وقت ہے کہ اپنی ریاست کی طرف پھر متوجہ ہوں اور ملاحظہ کریں کہ آیا ریاست میں وہ صفتیں بدرجہ اتم موجود ہیں جن کو ہم نے تحقیق کیا ہے یا کوئی اور ریاست اس پر سبقت لے گئی ہے۔
بہتر ہے کہ ہم ایسا ہی کریں۔
پس دوسری ریاستیں اور ہماری بھی مثل سب کے مجسٹریٹ رکھتی ہے اور عوام الناس۔ کیا نہیں رکھتیں؟
رکھتی ہیں۔
اور وہ ایک دوسرے کو شہری کہہ کے خطاب کریں گے؟
بیشک۔
مگر سوا شہری کہنے کے عوام الناس اور شہروں میں مجسٹریٹوں کو کیا کہتے ہیں؟
اکثر صورتوں وہ ان کو آقا کہتے ہیں مگر جمہوریتوں میں صرف مجسٹریٹ کہتے ہیں۔
لیکن ہمارے شہر میں کیا نام سوا شہریوں کے عوام مجسٹریٹوں کو عطا کریں گے؟
عوام ان کو حافظ اور معین کہیں گے۔
اور وہ عوام کو کیا کہیں گے؟
وہ عوام کو تنخواہ بخشی اور پرورش کنندہ کہیں گے
اور دوسری ریاستوں میں مجسٹریٹ لوگوں کو کیا کہتے ہیں کیا؟
نوکر۔

اور مجسٹریٹ ایک دوسرے کو کیا کہتے ہیں؟

جوڑی دار مجسٹریٹ۔

اور ہمارے؟

جوڑی دار محافظ

کیا تم کہہ سکتے ہو کہ آیا دوسری ریاستوں میں جوڑی دار مجسٹریٹ اپنے جوڑی دار مجسٹریٹوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک کو عزیز اور دوسرے کو اجنبی کہے گا؟

اکثر کہیں گے۔

اور ایسا کرتے ہوئے کیا وہ مقدم کو سمجھے اور کہے گا کہ وہ اس کی ذات سے تعلق رکھتا ہے اور موخر کو کہ اس کی ذات سے تعلق نہیں رکھتا؟

ایسا ہی کرتا ہے۔

کیا تمھارا محافظ اپنے ایک جوڑی دار محافظ کو سمجھے اور کہے گا اجنبی؟

ہر گز نہیں کیونکہ ان کو لازم ہے کہ ہر ایک کو جس سے ملے بھائی یا بہن یا باپ یا ماں یا بیٹا یا بیٹی یا کوئی بچوں سے یا والدین سے ان کے۔

کیا خوب بات کہی ہے مگر مجھ کو ایک سوال کا اور جواب دو۔ 173
خاندانی ناموں کے مقرر کرنے سے تم کو اطمینان ہو جائے گا یا تم یہ بھی ان سے درخواست کرو گے کہ ہر صورت میں ناموں کے موافق عمل کریں۔ باپوں کے ساتھ سلوک جو کچھ معمولاً حکم دینا چاہیے، باپوں کے بارے میں یہ کہ لڑکے کو چاہیئے کہ اپنے والدین کی عزت کرے ان کا معین ہو اور ان کا مطیع ہو نہیں تو خدا کے اور بندوں کے سامنے ان کی خرابی ہو گی اگر وہ اس کے خلاف کام کرے تو مذہب اور عدالت پر ظلم ہو گا؟

یہ جملہ امور یا اور دوسرے شہری پہلے ہی سے بچوں کے کانوں میں

ڈال دیں ان لوگوں کے بارے میں جو ان کے باپ یا دوسرے رشتہ دار بتائے گئے ہیں؟

ان لوگوں کے بارے میں یقیناً کیونکہ یہ تو مضحکہ ہوگا اگر خاندانی نام صرف لبوں پہ جاری ہوئے اور افعال ان کے موافق نہ ہوئے۔

پس یہ حالت سب سے بالاتر ہے جس میں بھلائی یا برائی کسی شخص پر گزرتی ہے تو تمام رکن ایک دل ہو کے کہتے ہیں میرے لیے یہ اچھا ہے میرے لئے یہ برا ہے۔

بہت صحیح۔

اور ہم نے نہیں کہا کہ ایک عام ہمدردی خوشی اور رنج میں طرز خیال اور گفتگو کے ساتھ ساتھ چلتی ہے؟

ہاں اور یہ ہم نے ٹھیک کہا تھا۔

تو کیا ہمارے شہری اسی غرض میں شرکت کے لئے معروف نہ ہونگے جس کو وہ اپنا کہتے ہیں اور یہ غرض عام رکھتے ہوئے نمایاں درجے کی ایک جماعت رکھتے ہیں جو خوشی اور رنج کی شریک ہے؟

ہاں نہایت نمایاں درجے کی۔

اچھا منجملہ ہمارے دستور کی دوسری شکلوں کے یہ شرکت اس واقعہ کی وجہ سے ہے کہ ہمارے محافظ بیبیاں اور بچے مشترک رکھتے ہیں؟

ہاں خصوصاً اسی واقعہ پر موقوف ہے۔

لیکن اگر تم کو یاد ہو تو ہم نے تسلیم کر لیا تھا کہ یہ اعلیٰ تکمیل ایک ریاست کی ہے ایک کما حقہ منتظم ریاست کو ہم نے مقابلہ کیا تھا کہ بدن کو اعضا کے ساتھ یہی نسبت ہے خوشی اور رنج کے معاملہ میں۔

ہاں: اور یہ ہمارا تسلیم کرنا جائز تھا۔

پس ہم نے یہ دریافت کیا کہ سب سے اعلیٰ کمال ریاست کا بیبیوں اور بچوں کی شرکت پر منحصر ہے چاہیئے کہ طریقہ جاری ہمارے معینوں میں ٹھیک ایسا ہی ہے۔

174

اور یہ انتظام ہمارے سابق کے نتائج کے ساتھ موافق تھا کیونکہ میں یقین کرتا ہوں ہم نے کہا تھا کہ ذاتی ملکیت مکان یا اراضی یا کوئی اور چیز ممنوع قرار دی جائے محافظوں کے لیئے ان کو وجہ پرورش دوسرے شہریوں سے وصول ہونا چاہئے بطور معاوضہ ان کے عہدے کے اور اس کو مشترک رکھنا چاہیے اگر ان کا محافظ ہونا مقرر ہو چکا ہے۔

سچ ہے۔

پس وہ ضابطے جو پیشتر وضع کیے گئے تھے اور اس سے بڑھ کر وہ جنکو ہم اب بیان کرتے ہیں لوگوں کو اصلی محافظ بناتے ہیں اور ان کو روکتے ہیں کہ شہر کو ٹکڑے نہ کریں اس طرح کہ لفظ 'میرا' کو ہر ایک ایک مختلف چیز پر جاری کریں بالعوض اس کے کہ سب ایک ہی شئے کو کہیں اور علیحدہ علیحدہ اس چیز کو اپنے جداگانہ مکان کی طرف کھینچ کے لے جاتے ہیں جس چیز کو وہ بغیر مدد اور لوگوں کے وہ حاصل کرتے ہیں اور منجملہ اور چیزوں کے جداگانہ بیبیاں اور بچے بھی ہوتے ہیں؛ جنکی دلچسپی جداگانہ ہوتی ہے اور وہ لذتیں اور الم بھی جداگانہ رکھتے ہیں' وہ بخلاف اس کے متحد ہو کے ایک مرکز کی جانب رجوع کرتے ہیں اس واقعہ سے کہ ان کی رائے ان چیزوں کے متعلق جو ان کی ہیں ایک رائے رکھتے ہیں اور اس طرح تا حدِ امکان وقتِ واحد میں لذت اور الم سے متاثر ہوتے ہیں؟

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

اور اس کے تمام قانونی مقدمات اور استغاثے غائب ہو جائینگے ان میں سے یہ دیکھ کے کہ ایسی کوئی چیز نہیں ہے جس کو آدمی اپنا کہہ سکے سوائے اُس کے جسم کے اور جملہ اشیا جائداد مشترکہ ہے؟ اور یہ ان کو تمام تنازعات سے محفوظ رکھے گا جو جداگانہ زر اور بچوں اور عزیزوں کے رکھنے سے پیدا ہوا کرتے ہیں؟

وہ ان جملہ بکھیڑوں سے بری رہیں گے۔

مزید براں حقوق کے ذریعہ سے ایسے مقدمے نہ ہوں گے جن میں گرفتاری بزور قوت عمل میں آتی ہے یا مار پیٹ یا مورچہ بندی ان میں نہ ہوگی۔ کیونکہ ہم غالباً یہ مانیں گے کہ کسی ہم عمر کی مار پیٹ سے اپنی حفاظت کرنا عزت اور عدالت دونوں کے مناسب ہے اس بات کو سمجھ کے کہ ذات کی حفاظت ضروری ہے۔

ٹھیک ہے۔

میں نے کہا اس قانون میں یہ بھی فائدہ ہے اگر کسی کو اتفاقاً کسی دوسرے پر غصہ آجائے تو غصہ کو نکالنے کی یہ صورت پیدا کرے گا کہ اس سے خود مقابلہ کرے اس صورت وہ جنگ زیادہ سنگین نہ ہو سکیگی۔

یقیناً۔

175 ایک معمر آدمی مجاز ہوگا کہ اپنے سے کم عمر والے کو قابو میں لائے اور زجر و توبیخ کرے۔

صاف ظاہر ہے۔

اور یقیناً جو توقع کی جائے گی کہ کوئی نوعمر انسان اپنے سے بڑے کو نہ مارے اور نہ کسی اور طریق سے اس پر تشدد کرے جب تک کہ مجسٹریٹ اس کو اجازت دے۔ نہیں یہ خیال کرتا ہوں کہ نوعمر آدمی اپنے سے بڑے کی توہین کرے کسی اور طریقے سے کیونکہ دو نگاہباں ہیں جو بیچ بچاؤ کریں گے یعنی خوف اور شرم اس کو روکے گی کہ وہ تشدد کا ہاتھ ایسے شخص پر دراز کرے جس کو بجائے اپنے ماں باپ کے تصور کرتا ہے اور خوف اس لیے کہ ایسا نہ ہو کہ جس شخص پر حملہ کیا گیا ہے اس کی اور لوگ مدد کریں بیٹوں بھائیوں اور باپوں کی حیثیت سے۔

ہاں ہمارے ضابطوں کے یہ نتائج ہوں گے۔

پس ہر طریقے سے قوانین باہمی امن و صلاح ہمارے لوگوں میں حاصل کریں گے۔

ہاں اعلیٰ درجہ کی۔

اگر اس طبقہ کے لوگ اندرونی مناقشات سے آزاد رہے تو پھر کوئی خطرہ نہیں ہے کہ باقی شہری ان سے یا باہم گر جھگڑا کریں گے۔

نہیں خطرہ نہیں ہے۔

اس کے علاوہ برائیاں بہت ہی ادنیٰ درجہ کی ہیں اور ایسی ذلیل ہیں کہ میں اُن کے بیان کرنے میں بھی تکلف کرتا ہوں جس سے وہ مستثنیٰ ہو گی ہیں اُن خوشامدوں کی طرف اشارہ کرتا ہوں جو غریب امیروں کے حق میں کرتے ہیں۔ اور وہ پریشانیاں اور ایذائیں جو لوگوں کو خاندان کی پرورش میں ہوتی ہیں اور روپیہ حاصل کرنے کے لیے محض خانہ داری کے مصارف کے لئے اب قرض لینا اور اب کنارہ کش ہونا اور غیر امتیازی ذرائع سے املاک پیدا کرنا جس کو وہ اپنی بیبیوں اور نوکروں کے ہاتھوں میں رکھتے ہیں اور انھیں کے انتظام میں وہ املاک رہتی ہے۔ ان حوادث سے جو تکلیفیں میرے عزیز دوست وہ بالکل ظاہر ہیں اور علاوہ وہ ذلیل ہیں اور اس قابل نہیں کہ بیان کی جائیں۔

سچ اندھے بھی ان کو ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

جب وہ ان تمام برائیوں سے بری ہوں تو وہ نہایت مبارک زندگی بسر کریں گے بہ نسبت اس زندگی کے زیادہ مبارک ہو گی جو اولمپیا کے کھیلوں میں جیتنے والوں کو نصیب ہوتی ہے۔

یہ کیونکر؟

جو بہجت ان کی طرف منسوب ہے ان میں ایک جزو برکتوں کا شامل ہے جو ہمارے لوگوں کو میسر ہے ان کی ظفر یابی زیادہ شاندار ہے جیسی ان کی عام پرورش زیادہ کامل ہے۔ جو ظفر یابی ان کو حاصل ہوتی ہے وہ حفاظت پوری ریاست کی ہے اور زندگی میں تو اونکو تاج اور مراعات ملک کی طرف سے حاصل ہوتے ہیں بصورت پرورش اور جملہ مطلوبات زندگی خود ان کو اور ان کی اولاد کو اور مرنے کے بعد عزت سے ان کی تجہیز و تکفین ہوتی ہے۔

176

ہاں بیشک یہ شاندار رعایتیں ہیں۔
میں نے کہا پس ہمکو یاد ہے کچھ مدت پہلے کسی معترض نے یہ الزام لگایا تھا کہ ہم اپنے محافظوں کو خوش نہیں کرتے اس اختیار کے ساتھ کہ شہریوں کے پاس جو کچھ ہے وہ لے لیں کوئی ذاتی شے ان کی مقبوضہ نہیں ہے؟ جس کا مجھ کو یقین ہے ہم نے یہ جواب دیا تھا کہ اس بحث پر ہم پھر غور کریں گے اگر یہ ہمارے سامنے آئیگا۔ لیکن ہمارا مقصد یہ تھا کہ محافظوں کو حقیقی محافظ بنائیں اور خود ریاست کو تاحدامکان خوش کریں۔ بغیر اس خیال کے کہ کسی طبقہ پر ہم اپنی توجہ کو قایم کردیں اور اس کے خوش کرنے کا سامان مہیا کریں؟
مجھے یاد ہے۔
اچھا چونکہ اب ہم کو معلوم ہوا کہ زندگی معینوں کی زیادہ شاندار اور زیادہ مطلوب ہے بہ نسبت اولمپیا کے کامیاب کھیلنے والوں کے کیا یہ خیال ہوسکتا ہے کہ زندگی کفش دوزوں کی یا اور کاریگروں کی یا زراعت پیشہ لوگوں کی کسی معنی سے اس سے مقابلہ کی جاسکتی ہے؟
میں خیال کرتا ہوں کہ نہیں۔
بہرصورت یہ بھی بجا ہے کہ میں نے جو اس وقت کہا تھا اس کو دوبارہ کہا جائے کہ اگر کبھی ہمارے محافظ اپنے آپ کو خوش کرنے کی کوشش کریں کہ وہ محافظ نہ رہ سکیں اگر وہ ایسی زندگی سے مطمئن نہ ہوں جو صرف معتدل ہے اور مستقل اور جو ہمارے نزدیک بہترین ہے ان پر مسرت کا ایک احمقانہ اور طفلانہ مفہوم غالب ہوجائے جو اس کو مجبور کرے کہ اپنی قوت کو شہر کی کل اچھی چیزیں اپنی کرلینے میں صرف کریں تو ان کو دریافت ہوجائے گا کہ ہزیود کا یہ مقولہ نہایت دانشمندانہ ہے کہ بعض اعتبارات سے نصف زیادہ ہے کل سے، اگر وہ میری نصیحت مانیں تو وہ اسی زندگی پر کاربند ہوں جو ان کے لئے مقرر کی گئی ہے۔
تو تم یہ اصول تسلیم کرتے ہو کہ عورتیں مردوں کے قدم بقدم رکھی جائیں

ہمارے بیان کے موافق تعلیم میں بچے پیدا کرنے میں اور دوسرے شہریوں کی نگہبانی کرنے میں اور یہ کہ خواہ گھر پر رہیں یا میدان میں بھیجی جائیں وہ مردوں کے ساتھ حفاظت کے فرائض میں شریک رہیں گی اور ان کے ساتھ شکار میں مثل کتوں کے ساتھ ہوں گی اور ہر چیز میں مردوں کی شریک ہوں گی جس حد تک یہ امر ممکن ہے اور ایسا کرنے میں وہ ایسے طریقے کی پیرو ہونگی جو بہت مرغوب ہے اور وہ طبعی تعلق جو مرد و عورت کی باہمی موانست پر حاوی ہے شکست نہ کریں گی ؟

اس نے جواب دیا میں یہ سب تسلیم کرتا ہوں۔

میں نے کہا پس ہمارے لیے یہ دریافت کرنا باقی رہ جاتا ہے کہ آیا ایسی جماعت امکاناً مردوں میں قایم رہ سکتی ہے جس طرح دوسرے جانوروں میں ہے اور اس کے امکان کے کیا شرایط ہیں ؟

یہ مشورہ میں دینے کو تھا تم نے مجھ پر سبقت کی۔

ان کے جنگی کاموں کے بارے میں میں خیال کرتا ہوں کہ اس کا دیکھنا آسان ہے کہ ان کی رہنمائی کس طرح کی جائیگی۔

اُس نے دریافت کیا کس طرح ؟

مرد عورت دونوں ایک ساتھ میدان جنگ میں جائیں گے اور وہ اپنے ایسے بچوں کو جو توانا ہوں گے لڑائی پر ساتھ لیجائیں گے تاکہ اور اہل حرفہ کے بچوں کی طرح وہ اس مشغلہ کا معائنہ کریں جس میں بڑے ہوکے وہ خود مصروف اور صرف معائنہ نہیں بلکہ وہ خدام اور ملازموں کی طرح کام کریں گے جملہ جنگی فرائض میں اور اپنے باپوں اور ماؤں کی خدمت میں حاضر رہیں گے۔ تم نے بیشک مختلف حرفوں میں دیکھا ہوگا کہ کس طرح سے مثلاً کمھاروں کے بچے دیکھتے رہتے اور جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ان کو ماں باپ کے لیے مہیا کر دیتے ہیں اور اٹھا لاتے ہیں قبل اس کے کہ وہ خود باسن بنانا شروع کریں۔

بیشک میں نے دیکھا ہے۔

تو کیا کمھار ہمارے محافظوں سے زیادہ خبرداری دکھائیں گے اپنے بچوں کی تعلیم میں کہ وہ اپنے فرائض کو دیکھیں اور اپنے فرائض کی مزاولت کریں؟

نہیں یہ تو بیشک۔ ایک مضحکہ ہو گا۔

اس کے علاوہ اپنی اولاد کے سامنے ہر مخلوق زیادہ دلیری کیساتھ جنگ آزما ہو گا۔

سچ ہے: مگر اے سقراط اگر لڑائی بگڑی اور انقلاب رونما ہوا جو اکثر جنگ میں ہوا کرتا ہے تو بڑے خطرے کا سامنا ہے اور ماں باپ کے ساتھ بچے بھی تصدق ہو گئے لہذا پس ماندہ شہر کمزور ہو جائے گا اور تدارک امکان سے باہر ہو گا۔

میں نے جواب دیا یہ بالکل صحیح ہے۔ مگر اولاً میں یہ سوال کروں گا۔ آیا تم یہ خیال کرتے ہو کیا ہم اس کے پابند ہیں کہ ایسی تدبیر عمل میں لائیں کہ ہر ممکن خطرے سے محفوظ رہیں؟

کسی طرح نہیں۔

اگر خطرے سے ہمیشہ مقابلہ کرنا ہے تو کیا اس کو ایسی صورت میں نہ ہونا چاہئے جس میں کامیابی ایک ذریعہ ترقی کا ہو گا؟

صریحاً ایسا ہونا چاہئے۔

کیا تم اس امر کو ایسا غیر اہم سمجھتے ہو کہ اس کے لئے نقصان کا برداشت کرنا جائز نہیں خیال کرتے آیا وہ جن کا مردی کا زمانہ پیشہ سپاہگری میں صرف ہو گا وہ جنگ کا کچھ تماشا بچپن میں دیکھ لیں یا نہ دیکھیں؟

نہیں جس مقصد کو تم بیان کرتے ہو یہ بہت اہم ہے۔

پس یہ ضابطہ مقرر ہونا چاہئے کہ بچے جنگ کا معاینہ کریں اور کوئی تدبیر ایسی ہو کہ ان کی سلامتی یقینی ہو پھر سب درست ہو گا کیا نہ ہو گا؟

ہوگا۔

پس اولاً کیا ان کے باپ ایسے صاحب فہم اور ہوشیار ہوں جس قدر انسان کے لیے ممکن ہے کہ کونسا معرکہ خطرناک ہوگا اور کونسا اس کا عکس ہوگا؟

ظن غالب ہے کہ وہ ایسے ہوں۔

اگر ایسا ہو تو وہ اپنے بچوں کو ایسے معرکوں میں لیجائیں گے جو خطرناک نہ ہوں اور پہلی قسم کے معرکے میں لیجانے سے احتیاط کرینگے

ٹھیک ایسا ہی ہوگا۔

اور میں فرض کرتا ہوں کہ وہ ایسے افسران پر مقرر کریں گے جنکا انتخاب ان کے نکمے پن کے لیے نہ ہوگا بلکہ ایسے لوگ جو تجربہ کار اور ہوشیار ہوں گے اور عمر کے لحاظ سے بھی ان کے راہنما اور اتالیق ہوسکیں گے۔

مناسب ہے کہ ایسے ہی ہوں۔

پھر بھی ہم کو تسلیم کرنا چاہئیے کہ اکثر آدمی ایسے نتائج پاتے ہیں جو ان کی توقع کے خلاف ہوتا ہے۔

ہاں اکثر ایسا ہوتا ہے۔

پس ایسی ضرورتوں سے مقابلہ کرنے کے لیے اے یار عزیز ہم اپنے بچوں کے لیے پہلے ہی سے پر مہیا کریں گے تاکہ بروقت ضرورت اُڑ کے نکل جائیں۔

تمھاری کیا مراد ہے؟

جہاں تک ابتدائے عمر سے ممکن ہو ہم ان کو گھوڑے کی پیٹھ پر بٹھائیں اور جب ہم ان کو گھوڑے کی سواری سکھا دیں تو ہم سوار کرا کے لڑائی دکھائیں ایسے گھوڑوں پر نہیں جو شوخ ہوں عمدہ جنگی گھوڑے نہ ہوں اپنی رفتار اور شائستگی کے لیے انتخاب کئے جائیں۔ کیونکہ اس تدبیر سے ان کو بہترین نظر اپنے آیندہ کے پیشہ کی ہو جائیگی اور اسی وقت میں

محفوظ رہ سکیں گے اور ضرورت کے وقت بھاگ سکیں گے پختہ عمر کے قواد کے زمرے میں۔

میں خیال کرتا ہوں تمھارا منصوبہ بالکل درست ہے۔

میں نے کہا اب فوجی خدمت کے ضابطے بیان کئے جاتے ہیں کس بنیاد پر تمھارے سپاہی ہوں یا ہمدگرا اور دشمن کے اعتبار سے بھی؟ مجھ سے کہو کہ میری رائیں بجا ہیں یا نہیں۔

میں یہ تو سمجھ لوں کہ وہ ہیں کیا۔

اگر کوئی سپاہی اپنی قطار چھوڑ کے بھاگ جائے یا ہتھیار پھینک دے یا کسی ایسی ہی بزدلی کے فعل کا مجرم ہو تو اس کا تنزل کرکے اس کو اہل حرفہ کے زمرے میں یا کاشت کاری کے مزدوروں میں ملا دینا چاہیے؟

قطعاً۔

اور اگر کوئی سپاہی زندہ دشمن کے ہاتھوں میں پڑ جائے کیا ہم کو لازم نہیں ہے کہ اسے کسی ایسے شخص کے نذر کریں جو اس کو رکھنا چاہے وہ اس کی لوٹ کے ساتھ جو چاہے کرے۔

ہاں بہرطور۔

اور اگر کوئی سپاہی نہایت امتیاز اور عزت حاصل کرتا ہے کیا تم یہ نہیں خیال کرتے کہ ہمیں معرکۂ کارزار میں اس کو تاج پوش کیا جائے اور ہار پہنایا جائے جملہ نوجوان اور بچے باری باری سے جو اس کے ساتھ کے سپاہی ہوں اس رسم میں شریک ہوں؟

ہاں میرا یہی خیال ہے۔

اور مصافحہ کریں؟

ہاں مصافحہ کریں۔

مگر میں خیال کرتا ہوں کہ اس کے بعد جو قضیہ میں نے پیش کیا ہے اس سے تم موافقت نہ کروگے؟

وہ کیا ہے؟

یہ کہ اس کو بوسہ دینا چاہیئے اور سب اس کا بوسہ لیں۔

یقیناً میں موافق ہوں۔ اور میں قانون میں یہ اضافہ کروں گا کہ معرکۂ جنگ کے دوران میں وہ جس کا بوسہ لینا چاہے وہ اس طرح تسلی دینے سے انکار نہ کرے تاکہ اگر کوئی سپاہی اتفاقاً کسی جوڑی دار مرد یا عورت کا قدر شناس ہو تو اس کو صلۂ شجاعت کے حاصل کرنے کے لئے زیادہ تحریک دی جائے

میں نے جواب دیا خوب اور ہم یہ کہہ چکے ہیں کہ بہادر آدمی کو بہ نسبت اور لوگوں کے اکثر سے زیادہ ازدواجی تعلق کی اجازت دیجائے اور ان واقعات میں معمول سے زیادہ انتخاب کی آزادی کو کام میں لائے تاکہ اس سیرت کے باپ سے اتنے بچے حاصل ہو سکیں جس قدر ممکن ہیں۔

سچ ہے ہم نے ایسا کہا تھا۔

پھر اور عزتیں ہیں جن سے ہومر کے قول سے بھی یہ عین عدل ہے ان نوجوانوں کو انعام دیا جائے جو عمدہ سیرت سے امتیاز پیدا کریں۔ ہومر کہتا ہے کہ اجیکس نے معرکۂ جنگ میں شہرت حاصل کی اور بطور امتیاز کے گائے کی پشت کے گوشت کا انعام دیا گیا یہ سمجھا گیا تھا کہ اس عزت افزائی سے علاوہ شان و شوکت کے قوت میں بھی ترقی ہوگی لہذا خصوصیت کے ساتھ ریعان شباب میں بہادر آدمی کے لیے مناسب ہے۔

نہایت منصفانہ خیال ہے۔

پس اس نقطہ پر کم از کم ہم ہومر کے مشورہ کی پیروی کریں گے ہم بھی قربانیوں کی عیدوں اور دوسری ایسی ہی ضیافتوں میں اپنے لائق سپاہیوں کی عزت کریں گے حسب درجہ لیاقت جس کا ان سے ظہور ہوا ہے نہ صرف دعاؤں سے اور اور رعایتوں سے جن کا ہم نے ابھی ذکر کیا تھا بلکہ ساغر لبریز بھی عطا کریں گے اور عمدہ غذا اور مقامات عزت

سے اس کا منشا صرف یہ نہ ہوگا کہ بہادر مرد اور عورتوں کی عزت ہو بلکہ ان کی تعلیم میں بھی ترقی ہو۔
اس نے کہا کیا اچھا منصوبہ ہے۔
بہت خوب: اور جب کوئی میدان جنگ میں قتل ہوگا تو کیا ہم اولاً یہ شہرت نہ دیں گے کہ وہ جو عزت سے مقتول ہوئے ہیں وہ سنہری نسل سے ہیں؟
یقیناً ہم ایسا کریں گے۔
اور ہم ہزیود کے مسئلہ پر یقین نہ کریں گے کہ جب کوئی اس نسل کا مرتا ہے۔
"وہ روحوں میں بدل گئے ہیں زمین پر گھومتے پھرتے ہیں اہل کرم اور مقدس ہیں۔
ہم کو خطروں سے محفوظ رکھتے ہیں قوی ہیں اور جن کو خوبی گفتار عطا ہوئی ہے اُن کے حافظ ہیں"
ہاں یقیناً ہم ایسا کریں گے۔
اب ہم فال کے بارے میں دریافت کریں گے کیونکر اور کن امتیازات سے ہم کو چاہیئے کہ فوق انسانی اور خدائی قالب کے انسانوں کو دفن کریں اس طریقے سے اور ایسے رسوم کے ساتھ جو فال نے بیان کئے ہیں؟
ہاں یقیناً ہم ایسا ہی کریں گے۔
اور ان کے مقبروں کو اعلیٰ درجہ کے موجودات کا مقبرہ کہیں گے اور ان کی واجبی عزت کریں گے اور عظمت کریں گے اور انھیں رسوم کو جاری رکھیں گے جب کوئی شہری جس کی شجاعت کی وجہ سے حین حیات عزت کی جاتی تھی بوڑھا ہو کے یا کسی اور سبب سے فوت ہو؟
یقیناً ایسا کرنا عین انصاف ہے۔
اور ہمارے سپاہیوں کا چلن اپنے دشمنوں کے ساتھ سلوک کرنے میں کیا ہوگا؟

کس اعتبار سے؟

اولاً غلام بنانے کے رواج کو لو۔ کیا یہ قرین انصاف ہے کہ یونانی آزاد آدمیوں کو یونانی شہروں کے غلام بنائیں۔ کیا لازم نہیں ہے کہ حتی الامکان اس رسم کے روکنے کی کوشش کریں۔ اور خود اپنی نسل کے محفوظ رکھنے کا رواج جاری کریں اس دوراندیشانہ خوف سے کہ وحشیوں کے پاس خود نہ گرفتار ہو جائیں؟

مذکورۂ بالا بہتر طریقہ ہے جس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔

قطعاً ایسا ہی ہے: ان کے خیالات اس صورت میں زیادہ وحشیوں کی مخالفت کی جانب رجوع کریں گے اور اس طرح وہ غالباً ایک دوسرے کو کم ستائیں گے۔

پھر کیا یہ اچھا ہے کہ بعد فتح کے مقتولین کے سوائے ہتھیاروں کے کپڑے وغیرہ بھی اتار لیں؟ کیا یہ رواج بزدلوں کے لیے ایک بہانہ نہیں نکالتی کہ ان لوگوں کا مقابلہ نہ کریں جو اب تک لڑ رہے ہیں وہ بہانہ کریں گے کہ وہ اپنا فرض ادا کرنے کی راہ پر ہیں جبکہ وہ جنگ کے مردے کے کپڑے اتارتے ہوں گے اور کیا اب سے پہلے اکثر فوجیں لوٹ کی عادت سے ہلاک نہیں ہوئی ہیں؟

اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

اور اس لالچ میں نہایت ہی کمینہ پن ہے کہ مردے کو لوٹیں اور کیسا زنانہ پن اور رذالت کا نشان ہے کہ کسی کے مردے سے دشمنی کے خیالات رکھیں جبکہ حقیقی دشمن (روح) اُڑ گیا ہو اور صرف دشمنی کے آلہ کو چھوڑ گیا ہو جس سے وہ جنگ کرتا تھا؟ کیا ایسے لوگ جو یہ کام کرتے ہیں تمھارے خیال میں کتوں سے بہتر ہیں جو ان پتھروں پر غراتے ہیں جو ان پر پھینکے گئے ہوں اور اس شخص کو چھوڑ دیتے ہیں جس نے پتھر پھینکے تھے؟

نہیں ذرا بھی بہتر نہیں ہیں۔

پس مردوں کے کپڑے اتارنے کے رسم اور مردوں کے اٹھانے میں مزاحمت کرنے کے رواج کو ترک کردینا لازم ہے۔

ہاں ضرور یہی ہم کو کرنا چاہیئے۔

میں خیال کرتا ہوں کہ کیا ہم کو چاہیئے کہ اپنے دشمنوں کے اسلحہ مندروں میں لیجاکے نذر چڑھائیں خصوصاً یونانیوں کے اسلحہ اگر ہم باقی ماندہ یونانیوں کے ساتھ خوش فہمی پیدا کرنا چاہتے ہوں بلکہ بخلاف اس کے ہم کو خوف کرنا چاہیئے کہ مندر کے تقدس کو نقصان پہنچیگا اگر ہم ان میں ایسی فتح کی نشانیاں لیجائیں جن کو ہم نے اپنے بھائیوں سے لوٹا ہے جب تک کہ فال کا دیوتا ایک مختلف فیصلہ صادر نکرے۔

تم بالکل سچ کہتے ہو۔

اچھا میں نے کہا اور تمھارے سپاہی اپنے دشمنوں کی اراضی کے ساتھ کیا سلوک کرینگے یونانیوں کی زمینوں کا تباہ کرنا ان کے گھروں کا جلا دینا۔

اس نے جواب دیا میں خود تمھاری رائے اس مضمون کے متعلق دریافت کرنا چاہتا ہوں۔

پس میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں بجائے خود ان کارروائیوں کو ناپسند کرتا ہوں۔ میں صرف یہ اجازت دوں گا کہ فصل پر غلہ اٹھا لیا جائے کیا تم چاہتے ہو کہ اس کے وجوہ تم سے بیان کروں۔

ہاں میں یہ پسند کروں گا۔

مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دو نام استعمال میں ہیں ایک جنگ اور دوسرے بغاوت[1]۔ اسی طرح دو امر میں جو ناموافقت کی دو متباین

[1] لفظ یونانی اسٹیس (Stoxois) جس کا ترجمہ انگریزی میں سڈیشن (Sedition) یعنی بغاوت کیا گیا ہے باہمی فرقوں کی لڑائی کے لیے مشہور ہے جس کے لیے اردو میں خانہ جنگی ہے اس قسم کی جنگ یونان میں بہت سخت ہوا کرتی تھی جس میں شرفا اور عوام دو فریق ہوتے تھے۔ بہرطور

قسموں کو ظاہر کرتے ہیں۔ ایک صورت میں دونوں فریق باہم دوست اور عزیز ہیں دوسری میں غیر اور اجنبی۔ جب دشمنی قسم اول میں ہوتی ہے تو اس کو بغاوت کہتے ہیں اور جب غیروں اور اجنبیوں میں ہوتی ہے تو اس کو جنگ کہتے ہیں۔

جو تم کہتے ہو اس میں کوئی بات غیر معقول نہیں ہے۔

اب یہ دیکھو کہ اب جو میں کہنے والا ہوں وہ بھی ویسا ہی معقول ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جملہ ارکان یونانی نسل کے بھائی اور عزیز ہیں باہمدیگر لیکن غیر اور اجنبی وحشی (بربری) دنیا سے ہیں۔

سچ ہے۔

لہذا جب یونانی اور بربری باہمدیگر لڑ رہے ہوں تو ہم ان کو طبعی دشمن کہیں گے اور اس قسم کی دشمنی کو ہم جنگ سے نامزد کریں گے مگر جب یونانیوں کا یونانیوں سے مقابلہ ہو تو ہم کہیں گے کہ وہ طبعاً دوست ہیں لیکن صورت مفروضہ میں یونان کی حالت مریض کی سی ہے جو خانہ جنگی میں مبتلا ہے اور اس قسم کی دشمنی کو ہم بغاوت سے نامزد کریں گے۔

میں اس رائے سے بالکل موافق ہوں۔

میں نے کہا بس یاد رکھو یہ حالت جو بہ اقرار خود بغاوت کہی گئی ہے جب کبھی ایسی حالت پیدا ہو اور شہر میں تفرقہ پڑا ہو جبکہ ہر فریق دوسرے کی زمینوں کو اجاڑے اور گھروں کو جلائے تو یہ تنازع مجرمانہ خیال کیا جائے گا اور دونوں فریق وطن کے دشمن سمجھے جائیں گے کیونکہ اگر وہ وطن دوست ہوتے تو ان کا دل کس طرح تاب لاتا کہ اپنی دایہ اور ماں کو ذبح کر ڈالے۔ بلکہ یہ خیال کیا جائے گا کہ فاتح فریق الضافاً اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا کہ اپنے دشمنوں کے لاشوں کو اٹھا لیجائے اور یہ محسوس کرنا چاہیئے کہ ایک دن صلح ہو جائے گی اور ہمیشہ جنگ

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ۔ خانہ جنگی نہایت مناسب ترجمہ ہے ۱۲

نہ رہے گی

اُس نے کہا ہاں یہ احساس بہت کچھ انسانیت پر دلالت کرتا ہے بہ نسبت پہلے خیال کے۔

بہت خوب اور کیا وہ شہر جس کی تم بنا ڈالتے ہو کیا یونانی شہر نہ ہوگا؟

یقیناً ہونا چاہیئے۔

بس اس کے شہری کیا شرافت اور انسانیت نہ رکھتے ہونگے؟

یقیناً ہوں گے۔

اور کیا وہ وطن دوست یونانی نہ ہوں گے جو تمام ملک ہیلاس[1] کو اپنا ہی ملک تصور کرتے ہونگے اور اپنے اہل ملک کے ساتھ رسوم مذہبی میں شریک ہوں گے؟

بالکل یقین ہے کہ وہ ایسا ہی کریں گے۔

پس چونکہ وہ تمام یونانیوں کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں تو وہ اس لڑائی کو بغاوت (خانہ جنگی) کی نظر سے دیکھیں گے اور اس کو محاربہ کہنے سے منکر ہوں گے؟

وہ یہی کریں گے۔

اور اثنائے جنگ میں یہ خیال کرتے رہیں گے کہ ان لوگوں میں صلح ہوا چاہتی ہے؟

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

وہ دوستانہ سرگرمی سے ان کی اصلاح کریں گے اور ان کو ملامت کریں گے ان کو یہ خیال نہ ہوگا کہ ان کو غلام بنائیں یا تباہ کریں ان کا طرز عمل مدرسہ کے استاد کا سا ہوگا نہ دشمنوں کا سا۔

ٹھیک ہی ہے۔

---

[1] ۔ ہیلاس قدیم نام ملک یونان اور اہل ملک ۱۲

چونکہ وہ خود یونانی ہیں یونان کو تباہ نہ کریں گے نہ وہ ان کے مکانات جلائیں گے اور نہ اس امر کو تسلیم کریں گے کہ اہل شہر مرد عورت اور بچے ان کے دشمن ہیں۔ دشمن صرف انھیں کو کہیں گے جو لڑائی کے باعث ہوئے۔ اور ان وجوہ سے وہ زمین کو برباد کرنے سے پرہیز کریں گے اور مکانوں کے منہدم کرنے سے کیونکہ مالک زمین اور مکانات اکثر صورتوں میں ان کے دوست ہیں اور وہ جنگ کو صرف اس حد تک جاری رکھیں گے جب تک کہ بیگناہ لوگ مجرموں کو سزا دیں جو انکے وبال جان ہوئے تھے۔

اُس نے جواب دیا میں فوراً تسلیم کروں گا کہ ہمارے شہری اپنے اخلاق کا ضابطہ اسی کو مقرر کریں اور مخالفوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کریں اور میں وحشیوں کے ساتھ اُس سلوک کو جاری کروں گا جو بالفعل یونانی ایک دوسرے سے کرتے ہیں۔

پس ہم اپنے قوانین کے نفاذ میں اس قانون کا اضافہ کریں گے کہ ہمارے محافظ زمینوں کے برباد کرنے اور مکانات کے جلانے سے منع کئے جائیں؟

اُس نے جواب دیا ہی کرنا چاہیئے اور ہم کو تسلیم کر لینا چاہیئے کہ یہ قانون اور سابق کے قوانین بجا اور درست ہیں۔

مگر اس نے کہا سقراط میں حقیقتاً یہ خیال کرتا ہوں کہ اگر اس طرح تم کو بحث کے جاری رکھنے کی اجازت دی جائے تو تم ہرگز یاد نہ کر سکو گے اس چیز کو جو تم نے اس سے بیشتر ملتوی رکھا تھا قبل اس کے کہ تم ان سوالات کی بحث میں داخل ہوتے یعنے اس امر کے ثابت کرنے کا کام کہ چیزوں کی ساخت ممکن ہے اور اس کا تحقق کس طرح سے ہو کیونکہ اس بیان کے ثبوت میں کہ اگر اس کا تحقق ہو تو یہ شہر کے اقسام کے جملہ فوائد کا ضامن ہوگا جو شہر اس کا مقام ہے میں خود ایسے واقعات کو پیش کر سکتا ہوں جن کو تم نے ترک کر دیا تھا مثلاً ایسے سپاہی کامل طور سے دشمنوں سے

لڑیں گے اس لیے کہ وہ ایک دوسرے کے چھوڑ دینے پر رضامند نہ ہوں گے کیونکہ وہ ایک دوسرے کو بھائی یا باپ یا بیٹے سمجھتے ہیں اور بے تکلف یہ محبت کے لقب استعمال کرتے ہیں اور اگر عورتیں فوجوں میں کام کریں خواہ مردوں کے ساتھ صف بصف شریک ہوں یا بطور محفوظ فوج کے عقب میں رہیں اور دشمنوں پر عقب سے حملہ کریں اور جب ضرورت ہو کام پر مستعد رہیں اور مدد پہنچائیں میں جانتا ہوں کہ اس طور سے وہ ہرگز مغلوب نہ ہو سکیں گے۔ مزید براں یہ کہ جملہ فوائد جن کو تم نے فرو گذاشت کردیا جن سے وہ گھروں پر مستفید ہوتے ہیں لیکن میں ان تمام قابلیتوں کی موجودگی کو کلیتہً تسلیم کرتا ہوں اور دوسری ہزارہا اس ساخت میں اگر وہ پیدا کی گئی تھیں تم کو ضرور نہیں ہے کہ ان کو زیادہ تر بیان کرو۔ بلکہ ہم کو کوشش کرنا چاہیئے کہ ان کو یقین کریں کہ یہ چیز قابل عمل ہے اور دوسرے سوالات کو بجائے خود چھوڑ دیں۔ میں نے جواب دیا تم نے میری حجت کا کیا جلد قتل عام کیا ہے! تم کو میری مضطربانہ آوارگی پر رحم نہیں آیا۔ شاید تم نہیں جانتے کہ بعد اس کے کہ میں پہلی دو موجوں پر غالب آیا اب تم نے تیسری ٹکرانے والی موج کو میرے سر پر ڈال دیا جو تینوں سے بڑھی ہوئی کوہ شکن اور مہیب ہے۔ مگر جب تم اس کو دیکھو بلکہ سنو گے تو تم خیال کرو گے کہ میری کردار بالکل قابل عفو ہے اور تم اس بات کو مان لو گے کہ میرے پس و پیش کرنے اور لرزنے کی عمدہ وجہ موجود تھی کہ ایسا تعجب انگیز نظریہ چھیڑا جائے اور اس کی بحث اختیار کی جائے۔

اس نے کہا جتنا زیادہ اس دھن میں کلام کرو گے اتنا ہی کم ہم کو گمان ہوگا ہم تم کو بغیر توضیح اس امر کے جانے نہ دیں گے کہ یہ ساخت کس طرح ممکن ہے۔ لہذا اپنی توضیح جاری کرو اور زیادہ تاخیر نہ کرو۔

پس میں نے کہا اولاً ہم کو فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ ہم عدالت اور ظلم کی ماہیت کی تحقیق میں اس نقطہ پر پہنچے ہیں۔

سچ ہے: مگر اس کا کیا ذکر ہے؟

کیوں کچھ نہیں۔ لیکن اگر ہم کو دریافت ہو کہ عدالت کیا ہے تو ہم کو یہ توقع ہو گی کہ سیرت عادل انسان کی کسی وجہ سے عدالت سے متغائر نہ ہو گی اور وہ اس کا کامل مقابل ہو گا؟ یا ہم اس پر قانع ہوں گے بشرطیکہ عادل اسقدر اس کے قریب تر آجائے جسقدر کہ ممکن ہو اور تمام عالم سے زیادہ اس کا شریک بڑی مقدار سے ہو گا۔

وہ جس کا ذکر آخر میں کیا گیا ہے۔ ہم قانع ہوں گے۔

پس تجویز ہماری بحث کی بذات خود عدالت کی ماہیت میں اور سیرت کامل عادل کی اور اس کے ساتھ ہی امکان اس کے وجود کا اور اسی طرح ماہیت ظلم کی اور سیرت کامل ظالم کی اس نظر سے تھی کہ وہ دونوں بطور نمونوں کے استعمال کیے جائیں اس طرح سے کہ دو انسانوں پر نظر کرنے سے اور یہ دیکھنے سے کہ سعادت اور اس کے مقابل کے اعتبار سے وہ کیسے ہیں ہم اس امر کے تسلیم کرنے پر بجائے خود مجبور ہوں گے کہ وہ شخص جو ان سے تقریبی مشابہت رکھتا ہے بلحاظ سیرت کے اس کا حصہ تقریبی مشابہت ان کے حصہ سے رکھتا ہے۔ مگر ہمارا یہ ارادہ نہ تھا کہ عمل میں ان کا امکان ثابت کیا جائے۔

اس نے کہا یہ بالکل درست ہے۔

کیا تم کسی صناع کی لیاقت کا نقص تصور کرو گے اگر وہ انسانی حسن کے ایک کامل نمونے کی تصویر کھینچے اور تصویر میں کوئی کوتاہی نہ کرے مگر چونکہ وہ یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ ایسا انسان جس کی اس نے تصویر بنائی ہے ممکن ہے کہ موجود ہو؟

نہیں بیشک میں نقص نہ سمجھوں گا۔

اچھا تو کیا ہم اسی طرح ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم ایک ریاست کو بطور نظریہ کے بناتے ہیں جو ریاست کی کامل مثال ہو؟

ہاں یقیناً

پس کیا تمھاری رائے میں ہمارے نظریہ کو کچھ نقصان پہنچے گا

اگر ہم یہ نہیں ثابت کر سکتے کہ ایسے منتظم طریقہ کے ساتھ جیسا کہ مذکور ہوا کسی شہر کا ہونا ممکن ہے ؟

ہرگز نہیں۔

یہ صحیح حالت اس صورت کی ہے لیکن تمہاری تسلی کے لیے میں اس بات کے دکھانے کی کوشش کروں کہ کس خاص طریقے سے اور کن شرائط کے ساتھ ہمارے مثالیہ کا تحقق ہو سکتا ہے۔ بہ نظر اس برہان کے کہ جو تم نے پہلے تسلیم کیا تھا اس کو دوبارہ فرض کرو۔

تمہاری کیا مراد ہے ؟

ہر صورت کیا ایک نظری نقشہ کامل طور سے عملاً محقق ہو سکتا ہے ؟ یا یہ قانون قدرت ہے کہ عمل ایسا قریب قریب صدق کے نہیں ہو سکتا جس قدر کہ نظریہ ہو سکتا ہے ؟ اس کی کچھ پروا نہ کرو اگر بعض اس کے خلاف خیال کرتے ہوں۔ مگر مجھے یہ سمجھو کہ آیا تم واقعہ کو تسلیم کرتے ہو یا نہیں۔

میں تسلیم کرتا ہوں۔

پس تم یہ فرض مجھ پر نہ عائد کرو کہ تمام نظریہ پوری صحت کے ساتھ فی الواقع ظاہر کیا جائے بلکہ اگر ہم اس کے دریافت کرنے میں کامیاب ہوں کہ کس طرح ایک ریاست ہمارے بیان کیے مطابق منتظم ہو سکتی ہے تو تم کو تسلیم کر لینا چاہیئے کہ ہم نے اس منصوبہ کے تحقق کے امکان کو دریافت کر لیا ہے جس پر تم مجھے غور کرنے کو کہتے ہو۔ کیا تم قانع نہ ہو گے اگر اس حد تک کامیاب ہو ؟

میں تو بجائے خود قانع ہو جاؤنگا۔

علیٰ ہذا میں بھی۔

ہمارا دوسرا قدم بظاہر یہ ہونا چاہیئے اس کے تلاش کرنے کی کوشش کی جائے کہ ہماری ریاستوں کی عمل درآمد میں اب کیا نقص ہے جو حسب بیان مذکور انتظام کا مانع ہے۔ اور وہ کم از کم تغیر کیا ہے جس سے ریاست

اس ساخت کی صورت کو حاصل کر سکے اگر ممکن ہو تو صرف ایک ہی تغیر کیا جائے ورنہ دو یا زیادہ صرف اس شمار سے جو کم سے کم ہو اور ان کی تاثیر کی اہمیت بہت ہی کم ہو۔

بہرطور ہم کو ایسا کرنے کی کوشش کرنا چاہئے۔

میں نے کہا اچھا ایک تغیر ہے جس کے ذریعہ بموجب اپنے خیال کے ہم یہ دکھا سکتے ہیں کہ مطلوب انقلاب حاصل ہو سکتا ہے لیکن یہ انقلاب یقیناً نہ چھوٹا سا ہے نہ سہل تغیر ہے اگرچہ ممکن ہے۔

وہ کیا ہے ؟

اب میں عنقریب اسی بیان سے مقابلہ کیا چاہتا ہوں جس کو میں نے بڑی موج سے تشبیہ دی ہے۔ تاہم وہ بولا جائے گا اگرچہ وہ مجھ کو ڈبو ہی کیوں نہ دے مثل ایک قہار موج کے مضحکہ اور بدنامی سے۔ مہربانی کر کے جو میں کہتا ہوں اس کی طرف توجہ کیجئے۔

اس نے کہا کہہ ڈالئے۔

ورنہ یا تو فلاسفہ بادشاہی حکومت ریاستوں میں حاصل کر لیں یا وہ لوگ جو اب بادشاہ اور صاحب اختیار کہے جاتے ہیں کافی مقدار سے اصلی فلسفہ سے سیراب ہوں یعنے جب تک سیاسی قوت اور فلسفہ ایک ہی شخص میں جمع ہو جائیں تو اکثر ان اذہان سے جو پیروی کرتے ہوں ایک کی دوسرے کو خارج کرے یا تو وہ حکماً دونوں سے ممنوع ہو گا تو نجات نہ ہوگی میرے عزیز گلاکن شہروں کے لیے اور میرے یقین سے انسانی نسل کو بھی مخلصی نہ ہوگی نہ وہ حکومت مشترکہ جس کا بطور نظریے کے ہم نے نقشہ کھینچا ہے اس وقت عالم امکان میں نہ آئے گا اور دن کی روشنی کو دیکھے گا بلکہ ادراک تمام و کمال عام رائے کا نقص کرے میرے پس و پیش کرنے کا باعث ہوگا کہ اس کو ظاہر کروں کیونکہ مشکل ہے کہ کوئی اور طریقہ سعادت کے حصول کا نہیں ہے خواہ یہ حصول ریاست کے لیے ہو خواہ فرد واحد کے لیے۔

اس محل پر گلاکن نے کہا سقراط وہ عبارت اور اعتقادات جو تم نے ظاہر کئے ہیں ان کی یہ ماہیت ہے تم کو توقع رکھنا چاہیئے کہ ایک کثیر تعداد حملہ آوروں کی تم پر فوراً ٹوٹ پڑے گی۔ گویا کہ وہ اپنے پیراہن اتار کے پھینک دیں گے اور جو حربہ ان کے ہاتھ آجائے گا وہ خوب تم کو درست کریں گے۔ اس طرح سے کہ اگر تم حجت کے ہتھیاروں سے اُن کو دفع نہ کر سکو گے اور فرار نہ ہوجاؤ گے تو یقیناً یہ سزا دی جائے گی کہ تمھارا مضحکہ خوب سا ہوگا۔

تمھیں تو ہو جو یہ آفت میرے اوپر لائے ہو؟

ہاں اور میں نے بہت خوب کیا مگر برعکس اس کے میں اقرار کرتا ہوں کہ میں تم کو چھوڑ نہ دوں گا بلکہ تمھاری مدد کروں گا ایسے حربوں سے جو میرے قبضہ قدرت میں ہیں جو کہ خوشنودی اور دلیر کرنا ہے اور شاید میرے جوابوں میں زیادہ ہوشیاری ظاہر ہوگی بہ نسبت کسی دوسرے کے۔ پس اس اعانت پر بھروسا کر کے سست اعتقاد لوگوں کو کوشش کر کے دکھا دو کہ جو تم کہتے ہو وہ سچ ہے۔ میں نے کہا ضرور کوشش کروں گا کیونکہ تم مجھ سے قابل رفاقت کا وعدہ کرتے ہو۔ بس ہم کو حملہ آوروں سے جن کو تم بیان کرتے ہو اگر مخلصی کا موقع مل سکتا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ ضرور ہے ہم ان کو فلاسفے کی تعریف بتا سکیں اور یہ دکھائیں کہ ہماری مراد کن لوگوں سے ہے جب ہم یہ بیان کر سکیں کہ ایسے لوگوں کو حکومت کرنا چاہیئے تاکہ ان کی سیرت بالکلیہ ظاہر ہوجائے تو ہم اس دلیل سے اپنے آپ کو بچا سکیں کہ یہ احاطہ ان لوگوں کا ہے کہ وہ فلسفہ کو اختیار کریں اور کسی ریاست میں قاید کا منصب لیں اور دوسروں کا یہ کام کہ فلسفہ کو علیحدہ رکھیں اور ان لوگوں کی پیروی کریں۔

ہاں اس نے کہا یہی مناسب موقعہ ہے کہ تعریف مذکور بیان کی جائے۔

پس آؤ میرے قدم بقدم اور ہم تم کوشش کریں کہ کسی نہ کسی طرح

188

اپنے مفہوم کو واضح کردیں گے رہنمائی کرو۔

کیا تمھیں یاد دلانے کی ضرورت ہوگی یا تم کو بغیر یاد دہانی کے یاد ہے کہ جب ہم کہتے ہیں کہ کسی شخص کو فلاں چیز سے محبت ہے تو ہم کو ثابت کرنا چاہئے کہ اگر یہ بیان صحیح ہے کہ وہ شخص اس چیز کے ایک جزو کو دوست نہیں رکھتا اور جزو کو خارج کرکے بلکہ اس کو پوری شئے سے خوشی ہوتی ہے؟

مجھ کو یاد دہانی کی ضرورت ہوگی ایسا معلوم ہوتا ہے کیونکہ میں تمھارا مطلب اچھی طرح نہیں سمجھا۔

گلاکن یہ اعتراف کسی اور شخص سے زیادہ مناسب ہوتا۔ ایک آدمی جو تم سا عاشق مزاج طبیعت کا ہو اس کو بھولنا نہ چاہئے کہ ایک امرد پرست اثر پذیر شخص کسی نہ کسی طریقہ سے کشش رکھتا ہے اور متاثر ہوتا ہے سب کے حسن سے جو کہ ریعان شباب میں ہوں اور خیال کرتا ہے کہ وہ سب اس کے التفات اور خطاب کے سزاوار ہیں۔ کیا یہ طریقہ نہیں ہے جس سے تم اپنے محبوبوں سے سلوک کرتے ہو؟ تم ایک لڑکے کی تعریف کروگے کہ اس کی ناک خمدار ہے یا اس کا بشرہ دلفریب ہے۔ ہک دار ناک دوسرے کی تم شاہانہ سمجھوگے۔ جبکہ تیسرا جو درمیان دو انتہاؤں کے ہے اس کا چہرہ حسن میں متناسب ہے سانولے تم کہتے ہو مردانہ صورت رکھتے ہیں گورے دیوتاؤں کے بچے ہیں۔ اور تم کس کو سمجھے ہو جس نے یہ فقرہ ایجاد کیا ہے زیتونی[1] زردی۔ مگر ایک عاشق جو پردہ پوش ہو اور زرد رنگ کا آسانی سے متحمل ہو جبکہ یہ رنگ گالوں پر جوان معشوق کے پایا جائے؟ المختصر تم کس قسم کے عذر تراشتے ہو اور ہر قسم کی عبارت فوراً استعمال کرتے ہو۔ نہ کہ جو رنگ پھول ہیں یا عنفوان شباب کے ساتھ ہو اس کو خارج کردو۔

گلاکن نے جواب دیا میرے مقدمے پر ایک دعوے کی بنا کرتے ہو کہ

---

[1] ہماری زبان میں چمپئی رنگت ۱۲

عاشقانہ طرز سے اس فعل کا فیصلہ ہو تو میں تم کو اجازت دوں گا کہ استدلال کے لیے ایسا کر سکتے ہو۔

میں ایک اور تمثیل اختیار کرتا ہوں۔ کیا تم نہیں مشاہدہ کرتے کہ جو لوگ شراب کے شائق ہیں وہ بھی یہی روش اختیار کرتے ہیں کوئی نہ کوئی عذر ہر قسم کی شراب پسندیدگی کے لئے ڈھونڈھ لیتے ہیں ؟

ہاں بے شک۔

اور تم نے ضرور ملاحظہ کیا ہوگا کہ وہ لوگ جو عزت کو دوست رکھتے ہیں وہ ایک چھوٹی جماعت پر حکمرانی کریں گے اگر فوج کی سرداری ان کو نہ مل سکیگی اور اگر بڑے اور عالی مقدار اشخاص ان کی تعظیم نہ کریں گے تو وہ اسی پر رضا مند

189

ہو جائیں گے کہ چھوٹے درجہ کے اور غیر مشہور لوگ ان کی عزت کریں وہ عزت پر کسی نہ کسی صورت میں حریص ہیں۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

پس جواب میں اس کے ہاں یا نہیں کہو۔ جب ہم بیان کرتے ہیں کہ ایک انسان کسی چیز کا شوق رکھتا ہے کیا ہم یہ کہیں کہ وہ اس چیز کی کل قسم کا شائق ہے جو اس حد کی تعریف میں داخل ہے یا صرف ایک جزو کا دوسرا جزو اس سے خارج ہے۔

وہ کل کا شائق ہے۔

تو کیا ہم یہ اعتقاد کریں کہ فیلسوف۔ یا محب دانش وہ شخص ہے جو دانش کا دوست ہے نہ اس کے جز کا بلکہ کل کا۔

سچ ہے۔

اس طرح سے کہ اگر اپنی تحصیل میں مشکلات پیدا کرتا ہے جبکہ وہ جوان ہو اور مفید اور غیر مفید میں امتیاز نہ کر سکتا ہو ہم اس کو تحصیل علم یا دانش کا شائق نہ کہیں گے۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح کوئی شخص کھانے میں باریکیاں نکالتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ وہ بھوکا نہیں ہے یا خوراک کا آرزومند نہیں ہے اور بجائے اس کے کہ اس کو کھانے کا شائق کہیں بلکہ ہم

بد خوراک کہیں گے۔

ہاں اور یہ ہمارا فعل بجا ہوگا۔

دوسری طرف جب کوئی انسان ہر قسم کے علم کا ذوق رکھتا ہو اور مسرت کے ساتھ اپنے مطالعوں پر مستعد ہو ایسے شوق کے ساتھ جس کی تسکین کسی طرح ممکن نہ ہو ہم انصافاً ایسے شخص کو فیلسوف کہیں گے کیا نہ کہیں گے؟

گلاکن نے جواب دیا تمھارے بیان میں ایک جماعت کثیر داخل ہے اور وہ ایک عجیب جماعت ہوگی جو لوگ دیکھنے کی چیزوں کے شائق ہوں میں اُس کا یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ وہ فیلسوف ہیں کیونکہ وہ علم حاصل کرنے سے خوش ہوتے ہیں اور جو آوازوں سے خوش ہوتے ہوں یہ گروہ بھی ایک عجیب گروہ ہے جن کو فلاسفہ میں شمار کرنا چاہئے۔ میری مراد وہ لوگ ہیں کہ حتی الامکان وہ کسی فلسفیانہ مباحثہ میں شریک نہ ہوں گے یا ایسی ہی کسی ضیافت میں لیکن دیونسوس کی ہر عید میں بلا ناغہ حاضر ہوں گے خواہ ایسی ضیافت شہر میں ہو خواہ دیہات میں اور اس طرح ڈوریں گے گویا کہ انھوں نے اپنے کان اجارے پر دئے ہیں کہ موسم کی ہر سنگت میں شریک ہوں اور سنیں کیا ہم ان سب لوگوں کو فیلسوف کا خطاب عطا کریں اور ان لوگوں کو بھی جو کسی خاص تحصیل کا ذوق رکھتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے فنون کے کامل استادوں کو؟

میں نے جواب دیا۔ ہرگز نہیں ہم ان کو نقلی فیلسوف کہیں گے۔

اس نے پوچھا اور کن کو تم اصلی فیلسوف کہو گے؟

190

میں نے جواب دیا۔ وہ جو سچائی کا دیکھنا دوست رکھتے ہیں اس نے کہا اس بات میں تم غلطی پر نہیں ہو سکتے۔ لیکن واضح بیان کرو تمھارا مقصود کیا ہے؟

کسی اور سائل کے ساتھ تو یہ ہرگز سہل نہ ہوگا مگر میں خیال کرتا ہوں کہ تم ان چیزوں کا اقبال کرو گے جو میں چاہتا ہوں۔

وہ کیا ہے؟

چونکہ خوبصورتی مقابل بدصورتی کے ہے لہذا یہ دو چیزیں ہیں۔
بے شک وہ دو ہیں۔
پس چونکہ وہ دو ہیں ہر ایک اُن میں سے جو علیحدہ کی جائے ایک چیز ہے۔
یہ بھی سچ ہے۔
یہ بات بھی اسی طرح کہی جا سکتی ہے عدل اور ظلم خیر اور شر اور جملہ عام تصورات کے لیئے۔ ہر ایک ان میں سے بذات خود ایک چیز ہے لیکن امتزاج سے ساتھ افعال اور اجسام اور باہم دیگر جس کے وسیلہ سے وہ ہر جگہ نمایاں ہوتی ہیں ہر ایک ان میں سے کثیر اشیا معلوم ہوتی ہے۔
تم حق پر ہو۔
پس اس اصول کی مدد سے ہم ان چیزوں میں امتیاز کرتے ہیں جن کو تم نے ابھی بیان کیا تھا یعنے مبصرات کے شائق فنون کے شائق اور عملی اشخاص ایک طرف اور دوسری طرف وہ جن کے بارے میں اب ہم دریافت کر رہے ہیں جن کو ہم بہ تحقیق فلاسفہ سے نامزد کر سکتے ہیں۔
جو تم کہتے ہو اس کو واضح کرو۔
کیوں میں خیال کرتا ہوں کہ وہ جو دیکھنے اور سننے کو دوست رکھتے ہیں وہ جمیل آوازوں اور رنگوں اور صورتوں اور جملہ مصنوعات فنون جن میں وہ چیزیں داخل ہوتی ہیں لیکن بذاتہ حسن کی ماہیت کو ان کی سمجھ ناقابل دیکھنے اور حاصل کرنے کے ہے۔
ہاں یہ یقیناً ایسا ہی ہے جیسا تم کہتے ہو۔
لیکن جو لوگ مستقل ادراک تک مجرد حسن کے پہنچ سکتے ہیں شاذ مستثنٰی لوگوں میں ہیں کیا نہیں ہیں؟
ہیں بلاشک۔
لہذا اگر ایک انسان خوبصورت چیزوں کے وجود کو پہچانتا ہے لیکن مجرد حسن کا اعتقاد نہیں رکھتا اور ایسے شخص کی پیروی کی قوت

نہیں رکھتا جو اس کو مجرد حسن کے علم تک راہنمائی کرے وہ شخص اپنی حیات میں تمھارے نزدیک خواب میں ہے یا بیدار ہے؟ خوب غور کرو کیا یہ خواب نہیں ہے جبکہ ایک شخص خواہ سوتا ہو خواہ جاگتا ہو کسی چیز کی شبیہ کو دھوکے سے شئے حقیقی سمجھے یعنی وہ جس کی شبیہ ہے؟

191

میں اعتراف کرتا ہوں کہ مجھ کو کہنا چاہیے کہ جو شخص اس حالت میں ہو خواب میں ہے۔

اب جو صورت اس کے برعکس ہے اس کو ملاحظہ کرو ایک شخص مجرد حسن کو تسلیم کرتا ہے اور قوت رکھتا ہے کہ اس کے جوہر اور وہ شئے جس میں وہ جوہر داخل ہے اور وہ غلطی سے ان اشیاء کو جوہر نہیں سمجھتا اور نہ جوہر کو اشیاء تصور کرتا ہے تم کیا خیال کرتے ہو ایسا شخص خواب کی حیات رکھتا ہے یا بیداری کی؟

بلاشک بیداری کی زندگی۔

اگر ایسا ہے تو کیا ہم حق پر نہ ہوں گے کہ اس دوسرے کے ذہنی طریق عمل کو علم کہیں کیونکہ وہ درحقیقت جانتا ہے اور پہلے کے طرز عمل کو ظن کہیں کیونکہ وہ محض گمان ہے؟

ہاں بالکل حق۔

پس اگر وہ جس کو ہم ظن کرنے کہتے ہیں ہم سے خفا ہو اور جھگڑا کرے کہ جو ہم کہتے ہیں وہ سچ نہیں ہے کیا ہم اس کی تحقیر کو جو غصہ کا موجب ہے تسکین دے سکتے ہیں اور ملائمت سے اس کو یقین دلائیں اور اس واقعہ کو اس سے پوشیدہ رکھیں کہ وہ غیر صحیح حالت میں ہے؟

یقیناً یہی مطلوب ہے۔

بس آؤ اور اس بات پر غور کرو کہ اس سے کیا کہیں۔ کیا تم پسند کرو گے کہ اس سے بعض امور کو دریافت کریں اس تمہید سے کہ وہ درحقیقت کچھ جانتا ہے تو ہم کو اس کے علم سے کوئی ضد نہیں ہے؟

بلکہ برخلاف اس کے ہم خوش ہوں گے کہ واقعہ یہ ہے۔ مگر ہم کو

اس سوال کا جواب دو ہم کہیں گے : جب کوئی شخص جانتا ہے تو وہ کوئی چیز جانتا ہے یا کچھ نہیں جانتا ؟

مہربانی کرکے گلاکن تم اس کی طرف سے جواب دو۔

میرا جواب یہ ہوگا کہ وہ کوئی چیز جانتا ہے۔

کوئی شئے جو موجود ہے یا موجود نہیں ہے ؟

کوئی شئے جو موجود ہے : کیونکہ جو شئے موجود نہیں ہے وہ کیونکر معلوم ہوسکتی ہے ؟

پس ہم اس واقعہ کا بالکل یقین رکھتے ہیں خواہ کتنے ہی مختلف طریقوں سے ہم اس کو جانچیں۔ کہ جو شئے کامل طور سے موجود ہے وہ کامل طور سے معلوم ہوسکتی ہے۔ درحالیکہ وہ جو وجود نہیں رکھتی ضرور ہے کہ کلیتہً نامعلوم ہو ؟

ہم کو بالکل اس کا یقین ہے۔

خوب : اگر کوئی چیز اس ساخت کی ہو کہ ایک ہی وقت میں ہو بھی اور نہ بھی ہو۔ تو کیا وہ چیز کسی مقام پر خالص موجود اور قطعی غیر موجود کے درمیان میں ہوگی ؟

ہونا چاہیے۔

192 اچھا پس چونکہ علم اضافی ہے موجود کا اور سلب علم بالضرور غیر موجود کا ہم کو کوشش کرنا چاہئے کہ کوئی چیز درمیان علم (سائنس) اور جہل دریافت کریں اگر کوئی چیز اس قسم کی ہوگی تو وہ اس سے مطابق ہوگی کہ درمیان میں موجود اور غیر موجود کے ہو ؟

ہاں بہر طور۔

کیا ہم ظن کو کوئی چیز کہتے ہیں ؟

بلاشک ہم کہتے ہیں۔

کیا ہم اس کو ایک قوت علیحدہ علم (سائنس) سے مانتے ہیں یا اس کے مطابق ؟

اس سے جداگانہ۔

لہٰذا ظن ایک چیز سے متعین ہوتا ہے اور علم دوسرے چیز سے اور ہر ایک موافق اپنی قوت کے عمل کرتا ہے۔

ٹھیک یہی ہے۔

یہ ماہیت علم (سائنس) کی نہیں ہے جو کہ اضافت رکھتا ہے موجود سے کہ معلوم کرے کہ کس طرح موجود موجود ہے؟ مگر اولاً ایک امتیاز ہے جس کو میرے نزدیک پہلے متعین کرنا چاہئے۔

وہ کیا ہے؟

ہم اس بات کو مانیں گے کہ قوتیں بطور ایک عام طبقہ کے وہ اشیاء ہیں جن کے ذریعہ سے ہم اور ہر چیز جو کچھ وہ کر سکتے ہیں کرتے ہیں:- مثلاً ہم میں بصر اور سمع کو قوتیں کہتے ہیں اگر تم اس خاص مفہوم کو سمجھ لو جس کو میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔

میں سمجھتا ہوں۔

تو میں تم سے کہوں گا کہ میں کس نظر سے ان کو دیکھتا ہوں۔ قوت میں رنگ میں خواہ صورت یا اور صفتیں جن کو میں اور اکثر دوسری چیزوں میں مشاہدہ کرتا ہوں جس کے تعلق سے میں اکثر صورتوں میں تمیز کرتا ہوں اپنے لیے درمیان ایک چیز اور دوسری چیز کے۔ نہیں قوت میں میں صرف اسکے احاطہ کو اور اس کے فعل کو دیکھتا ہوں اور اس طرح میں ہر صورت میں اس کو اس نام سے پکارتا ہوں ان قوتوں کو مماثل کہتا ہوں جن کے احاطے اور افعال مماثل ہیں اور ان کو مختلف کہتا ہوں جن کے احاطے اور افعال مختلف ہیں۔ مگر براہ مہربانی کہو تم کس طرح چلتے ہو؟

ٹھیک اسی طریقے سے

پس اے میرے فاضل دوست میرے ساتھ واپس آؤ۔ کس عام حد کے تحت تم طبقہ علم (سائنس) کو رکھتے ہو؟ کیا تم اس کو قوت کہتے ہو؟

198

ہاں میں یہی کرتا ہوں یہ تمام قوتوں سے زیادہ قوی ہے۔
کیا ظن بھی ایک قوت نہ ہے یا ہم اس کو کسی اور اسم سے منسوب کریں
کسی اور لقب سے نہیں کیونکہ وہ چیز جس سے ہم ظن کرنے کے قابل ہیں
ظن ہی ہو سکتا ہے۔
اچھا لیکن تھوڑی دیر ہوئی تم نے تسلیم کیا تھا کہ علم اور ظن مماثل نہیں
ہیں۔
کیوں کوئی باحواس شخص اس چیز کو جس میں خطا ممکن ہے اسی چیز سے
مماثل قرار دے سکتا ہے جس میں خطا نہیں ہو سکتی؟
بہت خوب پس ہم صاف صاف متفق ہیں کہ ظن علم سے
متغائر ہے؟
یہ ہے۔
اگر ایسا ہے تو ہر ایک ان میں سے بلحاظ اپنی ماہیت کے ایک
مختلف احاطہ اور مختلف تاثیر رکھتی ہے۔
اس استدلال سے گریز ممکن نہیں ہے۔
علم (سائنس) میں یقین کرتا ہوں کے احاطہ میں موجود کی ماہیت
کا جاننا ہے۔
ہاں۔
مگر احاطہ ظن کیا یہ ہے۔ہم کہتے ہیں۔کہ ظن کیا جائے۔
ہاں۔
کیا ظن ٹھیک اسی مادہ کی شناخت کرتا ہے جس کو علم (سائنس) جانتا
ہے؟
بالفاظ مادہ معروض ظن کا مماثل ہے سائنس کے ایسے مادہ سے؟
یا یہ غیر ممکن ہے؟
غیر ممکن ہے اس اقرار کے بعد جو ہم نے کیا ہے یعنے اگر یہ فرض
کیا جائے کہ مختلف قوتیں مختلف احاطے رکھتی ہیں اور دونوں ظن اور علم

قوتیں ہیں اور دونوں میں فرق ہے۔ اس سب کا ہم اثبات کرتے ہیں۔ ان مقدمات کی بنا پر یہ غیر ممکن ہے کہ مادہ معروض علم اور ظن مماثل قرار دیا جائے۔

پس اگر موجود مادہ معروض علم کا ہے تو ظن کا کوئی اور چیز ہوگی ماورا موجود کے؟

ضرور ہونا چاہئے۔

تو کیا ظن غیر موجود پر عمل کرتا ہے یا یہ غیر ممکن ہے کہ ظن میں وہ چیز مفہوم ہو جو موجود نہیں ہے؟ غور کرو۔ کہ وہ شخص ظن کرتا ہے وہ اپنے خیالات کسی چیز کی طرف لے جاتا ہے؟ یا یہ ممکن ہے کہ ظن تو ہو مگر وہ ظن کسی چیز کا نہ ہو؟

یہ غیر ممکن ہے۔

پس وہ شخص جو ظن کرتا ہے ظن رکھتا ہے کسی ایک چیز کا؟

ہاں۔

لیکن غیر موجود کو کوئی ایک چیز نہیں کہہ سکتے؟ اس کو بخلاف امر مذکور کے نہایت صدق کے ساتھ لاشے کہہ سکتے ہیں۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

لیکن غیر موجود کو ہم مجبوراً جہل سے منسوب کر سکتے ہیں اور موجود کو علم سے۔

اور یہ حق ہے۔

پس نہ موجود معروض ظن کا ہے نہ غیر موجود؟

نہیں۔

لہٰذا ظن نہ جہل ہو سکتا ہے نہ علم۔

ظاہراً نہیں۔

تو کیا وہ ان دونوں کے ماورا واقع ہے تاکہ سبقت لے جائے علم پر یقین میں یا جہالت سے غیر یقین میں؟

194

یہ کچھ نہیں کرتا۔

پس مجھ سے کہو تم ظن کو زیادہ تاریک دیکھتے ہو بہ نسبت علم کے اور زیادہ منور دیکھتے ہو بہ نسبت جہل کے۔

ہاں اس کا امتیاز استحکام کے ساتھ ہوا ہے بہ نسبت دونوں کے۔

اور کیا یہ ان دونوں انتہاؤں کے درمیان واقع ہے ؟

ہاں۔

پس ظن ضرور ایسی چیز ہے جو درمیان ان دونوں حادوں کے ہو؟

ہاں۔

پس ظن ضرور ہے کہ کوئی چیز درمیان دونوں کے ہو ؟

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

اس سے کچھ پیشتر کیا ہم نے نہیں کہا تھا کہ اگر کوئی شے پائی جائے جس کی ساخت اس طرح کی ہو کہ ایک وقت میں ہو اور نہ بھی ہو ضرور ہے کہ وہ درمیان خالص موجود اور مطلق لاموجود کے درمیان ہو اور وہ نہ معروض نہ علم (سائنس) کی ہوگی اور نہ جہل کی بلکہ تیسری قوت سے متعلق ہوگی چاہئے کہ وہ دریافت ہو اس فاصلہ میں جو درمیان علم اور جہل کے ہے ؟

ہم نے کہا تھا۔

لیکن اب ہم نے دریافت کی ہے ایک قوت جس کو ہم ظن کہتے ہیں۔

ہم نے دریافت کی ہے۔

اب ہمارے لیے بظاہر یہ باقی رہتا ہے کہ اس چیز کو دریافت کریں کہ وہ کیا شے ہے جو وجود اور لاوجود دونوں میں مشترک ہے اور جس کو صحیح کہ وہ مطلقاً ان میں سے کوئی ایک ہے تاکہ اگر ہم کو دریافت ہو جائے تو ہم اس کو انصافاً معروض ظن کا کہہ سکیں تاکہ ہم طرفین کو طرفین سے اور اوساط کو اوساط سے منسوب کریں کیا میں حق کہتا ہوں ؟

تم حق کہتے ہو۔

195 جب یہ مقدمات طے ہو گئے تو میں آگے چلوں گا اور یہ سوال کرونگا کہ وہ لائق آدمی جو وجود سے مطلق جمیل کے منکر ہے یا کسی صورت سے مطلق جمال کے جو ہمیشہ یکساں رہتا ہے اور ناقابل تغیر ہے اگرچہ وہ مختلف جمیل چیزوں کو تسلیم کرتا ہے۔ عاشق مبصرات کا جس سے یہ کہا جائے تو وہ برداشت نہ کرے گا کہ جمال ایک ہے اور عدالت ایک ہے اور علیٰ ہذا القیاس باقی :- میرے نیک صاحب میں کہوں گا ان جمیل چیزوں میں کوئی ایسی ہے جو قبیح (بدصورت) نہ معلوم ہو؟ ان عادلانہ چیزوں میں کوئی ایسی ہے جو ظالمانہ نہ معلوم ہو؟ یا ان مقدس چیزوں میں کوئی ایسی ہے جو غیر مقدس نہ معلوم ہو؟

گلاکن نے جواب دیا نہیں وہ لامحالہ ایک خاص اعتبار سے اچھی بھی ہیں اور بری بھی عادلانہ بھی ہیں ظالمانہ بھی مقدس بھی ہیں غیر مقدس بھی ہیں۔

پھر کیا اکثر دوہری چیزیں نصف بھی سمجھی جائیں اور دوہری بھی؟

ٹھیک اسی طرح۔

اسی طریقہ سے کیا وہ چیزیں جن کو ہم بڑی چھوٹی ہلکی بھاری کہتے ہیں بہتر حق رکھتی ہیں اس لقب کا بہ نسبت ان کے متقابلوں کے؟

نہیں۔ وہ ہمیشہ دونوں لقبوں کے لئے مساوی طور سے سزاوار ہیں۔

پس کیا یہ زیادہ صحیح ہو گا کہ ان پر محمول کی جائیں اکثر اشیاء کہ ہر ایک ان میں سے ہے یا نہیں ہے وہ چیز جو کہی جاتی ہے کہ وہ ہے؟

تم کو مجھ کو وہ معمے یاد دلاتے ہو جن میں تناقض پایا جاتا ہے۔ جو تجویز کی جاتی ہے میز پر اور لڑکوں کی پہیلیاں نسبت خوجوں کے جنھوں نے چوگان

عہ مدرسین نے یہ پہیلی یوں بیان کی ہے: ایک قصہ کہا گیا ہے کہ ایک انسان اور لا انسان

مارا تاریکی سے نشانہ کر کے اُس چیز سے جس کا نشانہ کیا تھا یا جس چیز پر بیٹھا تھا کیونکہ وہ اشیاء جو زیر بحث تھیں وہی مبہم صفت رکھتی ہیں اور کوئی ایجاب کے طور پر سمجھ سکتا ہے کہ وہ ہیں یا نہیں ہیں یا دونوں ہیں بھی اور نہیں بھی ہیں یا کوئی بھی نہیں ہے۔

میں نے کہا کیا تم کہہ سکتے ہو ان سے کیا کرنا چاہیئے یا کہیں اور ان کا موقع ہو سکتا ہے بہ نسبت درمیانی فصل کے جو درمیان وجود اور لاوجود کے ہے؟ کیونکہ میں فرض کرتا ہوں کہ وہ نہ ظاہر ہونگی تاریک تر بہ نسبت لاموجود کے اور اس طرح زیادہ لاموجود ہوگی یا زیادہ منور ہوں گی بہ نسبت موجود کے لہذا زیادہ تر موجود ہوں گی۔

196

ہاں تم بالکل حق پر ہو۔

لہذا ہم نے دریافت کیا کہ بظاہر کہ کثیر تعداد مفاہیم کی ایک جم غفیر میں انسانوں کے جاری ہے بارے میں جمال اور عدالت وغیرہ کے گشت لگایا کرتے ہیں درمیان حدود خالص وجود اور خالص لاوجود کے۔

ہاں ہم نے دریافت کیا ہے۔

اور ہم نے تسلیم کر لیا ہے کہ اگر کوئی چیز اس قسم کی روشنی میں لائی جائے تو اس کو ظن کا معروض بیان کرنا چاہیئے نہ کہ علم کا ان درمیانی آوارہ گردوں کو گرفتار کئے جاتے ہیں درمیانی قوت سے۔

ہم نے یہ تسلیم کر لیا ہے۔

لہذا جب کہ لوگ ایک تعداد کثیر جمیل اشیاء کے لئے نظر رکھتے

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ :۔ نے دیکھ کے اور نہ دیکھ کے ایک طائر اور لاطائر کو جو بیٹھا تھا ایک شجر اور لاشجر پر کو نشانہ کیا اور ہیں نشانہ کیا ایک حجر سے اور لاحجر سے اُن کی کسی حد تک۔ متن میں توضیح ہوئی ہے اور بقایا ناظرین کی سمجھ پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

ہیں لیکن نہ وہ جمال بذاتہ کو دیکھ سکتے ہیں اور نہ ایسے لوگوں کی پیروی کرتے ہیں جو ان کو وہاں تک پہنچا دیں۔ جب وہ ایک تعداد عادلانہ چیزوں کی دیکھتے ہیں مگر عدالت بذاتہا کو نہیں دیکھتے اور اسی طرح ہر مثال میں (ان کا یہی حال ہے) تو ہم کہیں گے کہ وہ ہر صورت میں ظن رکھتے ہیں نہ حقیقی علم اشیاء کا جن کے باب میں وہ ظن کرتے ہیں۔

یہ ضروری استدلال ہے۔

لیکن بجائے دیگر ہم ان لوگوں کو کہیں جو اشیاء بذاتہا پر غور کرتے ہیں اور یہ کہ وہ موجود رہیں ہمیشہ مستقلاً اور غیر متحرک ؟ تو کیا ہم ان کو نہ کہیں کہ وہ علم رکھتے ہیں نہ کہ ظن ؟

یہ بھی ضروری استدلال (نتیجہ) ہے۔

تو کیا ہم یہ نہ کہیں گے کہ ایسے لوگ قدر شناس (عارف) ہیں اور دوست رکھتے ہیں معروضات علم کو۔ اور دوسرے معروضات ظن کو؟ کیوں کہ ہم نہیں بھولے ہیں۔ کیا ہم بھول گئے ہیں کہ یہ لوگ دوست دار اور دیکھنے والے خوبصورت آوازوں اور رنگوں اور انکے مماثلات کے درحالیکہ وہ موجودیت مجرد جمال کو نہیں سنتے ؟

ہم نہیں بھولے ہیں۔

کیا ہم کوئی غلطی کریں گے اگر ہم ان لوگوں کو گمان دوست نہ دانش دوست یعنی وہ گمان کے عاشق نہ دانش کے عاشق ؟ اور کیا وہ ہم سے بہت خفا ہو جائینگے اگر ہم ان کو ایسا کہیں ؟

نہیں نہیں اگر میری وہ نصیحت کو مانیں گے۔ کیونکہ سچائی پر آزردہ ہونا خطا ہے۔

وہ جو اسی چیز سے دل لگاتے ہیں جو ہر صورت میں درحقیقت موجود ہے انکو ہم گمان دوست نہ کہیں گے بلکہ دانش دوست کہیں گے ؟

ہاں بجمیع الوجوہ۔

مقالہ ششم

میں نے کہا۔ اس طرح اے گلاکن ۔ ایک طولانی تفتیش کے بعد ہم نے بمشکل دریافت کرلیا ہے کہ سچے فلاسفہ کون ہیں اور کون نہیں ہیں۔ اس نے جواب دیا ہاں غالباً اس تحقیق کا اختصار سہل نہ تھا۔

میں نے کہا ظاہرا نہیں ۔ بہرکیف جو کچھ ہو میں خیال کرتا ہوں کہ میرے لئے کہ نتیجہ اس سے زیادہ صفائی کے ساتھ نکل آتا اگر ہم کو صرف اسی پر گفتگو کرنا ہوتی بغیر بحث ان متعدد مطالب کے جواب تک گویا ہمارے ملاحظے کے منتظر ہیں اگر ہم سے دریافت کرنا چاہتے ہوں کہ راست بازی کی زندگی کو کجروی کی زندگی پر کس امر میں فوقیت ہے۔

پس ہم کو اب کیا کرنا چاہیے؟

ہم کو صرف ترتیب وار دوسرا قدم اٹھانا ہے۔ کیونکہ جو لوگ قدیم اور غیر متغیر کا فہم رکھتے ہیں وہ فیلسوف ہیں اور جو اس کی لیاقت نہیں رکھتے اور جو لوگ تغیر اور کثرت کی وادی میں آوارہ گرد ہیں فیلسوف نہیں ہیں ان دونوں سے تم بتاؤ کہ کن کو کس فرقے کو حکام ریاست ہونا چاہیئے؟

مجھکو کیا جواب دینا چاہیئے اگر اس سوال کی پوری داد دی جائے؟

تم اپنے دل سے سوال کرو کہ دونوں میں کونسا فرقہ قانون اور رسم ورواج کا ریاستوں کی محافظت کی استعداد رکھتا ہے انھیں کو محافظ مقرر کرو۔

تم حق پر ہو۔

کیا اس میں کچھ جائے کلام ہے کہ اندھا یا تیز نظر رکھنے والا کون کسی چیز کے رکھنے اور حفاظت کرنے کی سزاوار ہے؟

اس میں تو کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔

تو کیا تم خیال کرتے کہ اندھے کی حالت میں اور اس شخص کی حالت میں جو اشیاء کی حقیقت کے علم سے مطلقاً بے بہرہ ہو ایک ذرہ فرق ہے اور جو اپنے نفس میں کوئی متمائز مثالیہ نہیں رکھتے نہ مثل مصوروں کے اپنی نظر کو کامل حقیقت پر جو کامل معیار حوالے کی ہے جما سکتے ہیں جس کو نہایت دقیق نظر سے مشاہدہ کرنا چاہیئے، قبل اس کے کہ وہ اراضی قوانین سے اشیاء کے باب میں بحث کر سکیں وہ اشیاء جو خوبصورت اور عادلانہ اور نیک ہیں اس طرح کہ جو کسی چیز کا محل ہو وہاں اس کو رکھے اور جہاں وہ بالفعل موجود ہیں وہیں ان کی حفاظت کی جائے کہ وہ باقی رہیں؟

198

نہیں بے شک کچھ ایسا فرق نہیں ہے۔

تو کیا ہم ایسے لوگوں کو محافظ کے عہدہ پر مقرر کریں ایسے لوگوں پر ترجیح دیکے جو نہ صرف علم ہر شئے کی حقیقت کا حاصل کیا ہے اور عمل میں بھی پہلے فرقے سے کمتر نہیں ہیں اور ان سے کسی اور شعبہ فضیلت میں بھی پیچھے ہٹے ہوئے نہیں ہیں؟

کیوں اگر یہ پچھلے لوگ دوسرے صفات میں تو یہ تو بالکل ہی لغو ہو گا کہ اوروں کو ان پر اختیار کریں۔ کیونکہ ٹھیک وہ نقطہ جن میں وہ فوق رکھتے ہیں سب سے زیادہ مہتم بالشان کہی جائیگی۔

بس ہم کو اس کی توضیح کرنا چاہیئے کہ کس طرح بعینہ وہی لوگ دونوں صفتوں کی تحصیل کے قابل ہوئے؟

بہر طور

اگر ایسا ہو تو ہم کو اس بات سے ابتدا کرنا چاہیئے کہ ان کی سیرت خاص کی بصیرت حاصل کریں جیسا کہ ہمنے اس بحث کے آغاز میں کہا تھا۔ اگر ہم اس نقطہ پر تقریباً اتفاق کرلیں تو ہم اس پر بھی اتفاق کریں گے کہ

دونوں صفتیں ایک فرقے کے اشخاص میں جمع ہو سکتی ہیں اور ایسی سیرتیں نہ ان کے سوا ریاستوں کے مناسب حکام ہو سکتے ہیں۔

یہ کیونکر

فلسفیانہ طبیعت کے لحاظ سے ہم کو فرض کر لینا چاہئے کہ اس طبیعت والے ہمیشہ تمام علم کے عاشق ہوتے ہیں اس طرح ان پر کچھ نہ کچھ حقیقی اور مستقل وجود کا انکشاف ہوتا ہے جو تغیرات کون و فساد سے مستثنیٰ ہے۔

یہ فرض کردو۔

میں نے کہا ہم کو یہ بھی فرض کر لینے دو کہ کل حقیقی وجود کے عاشق ہیں اور رضامندی سے اس کے کسی جز کو ترک نہ کرے گا خواہ وہ قلیل ہو خواہ کثیر معزز ہو خواہ محقر جو ہم سابق کے کسی موقع پر ثابت کر چکے ہیں جہاں ہم حوصلہ مند اور عاشق مزاج کا ذکر کر چکے ہیں۔

تم سچ کہتے ہو۔

اب اس پر غور کرو کہ کیا ہم کو ایک تیسری ہیئت ان کی سیرت میں جو ہمارے بیان کا تحقیق کر چکے ہیں نہ پائیں گے۔

تم سچ کہتے ہو۔

کس ہیئت سے تم مراد لیتے ہو۔

میری مراد سچائی سے ہے یعنی عزم بالجزم کہ دروغ کو ہرگز جائز نہ رکھیں گے خواہ وہ کسی شکل میں ہو تا حد امکان بلکہ اس سے کراہت کریں گے اور راستی سے الفت کریں گے۔

ہاں گمان غالب ہے کہ ہم اس کو پائیں گے۔

نہیں میرے دوست یہ محض مظنۂ غالب نہیں ہے بلکہ مطلقاً لابد ہے کہ ایک شخص جو بالطبع راغب ہے کسی خواہش کی طرف وہ ہر ایسی چیز سے خوش ہوگا جو شئے محبوب سے پیوستہ ہے۔

اس نے کہا سچ ہے۔

اور تم دانش سے سوائے صدق کے کسی اور چیز کو زیادہ نزدیک پاتے ہو؟

یقیناً نہیں۔

اور کیا یہ ممکن ہے کہ وہی طبیعت دوست رکھتی ہو دانش کو اور اسی وقت میں دوست رکھتی ہو دروغ کو؟

لاکلام ایسا نہیں ہے۔

لہٰذا اصلی عاشق علم کا ضرور ہے کہ عہد جوانی سے نہایت شدت کے ساتھ کوشش کرے کلیتہً سچائی کی۔

ہاں بالکلیہ۔

اچھا تو ہم اس میں شک نہیں کر سکتے کہ جب ایک شخص کی خواہشیں ایک سمت میں مضبوطی سے لگی ہوں تو ویسی ہی ضعف کیساتھ ہر طریق میں مثل ایک چشمہ کے جس کے پانی کی دھار ایک اور تہ کی طرف پھیری گئی ہو رواں ہونگی۔

بلاشک ایسا ہی کریں گی۔

جب کہ سرچشمہ کا دھار علم (سائنس) اور اس کے جملہ شعبوں کی طرف بہے گا تو میں خیال کرتا ہوں کہ اس انسان کی خواہشیں خالص ذہنی لذتوں کے گرد منڈلاتی رہیں گی ان لذتوں کو ترک کردیگا جن میں بدن کارپرداز ہے بشرطیکہ اس کو دانش کا شوق حقیقی ہو نہ مصنوعی۔

یہ اور طرح نہیں ہو سکتا۔

پھر ایسا شخص معتدل المزاج ہوگا اور بالکل طامع نہ ہوگا کیونکہ ایسا شخص دنیا میں سب سے پیچھے ہوگا ایسی چیزوں کی قدر کرے جس سے انسانوں کو روپیہ کا شوق ہوتا ہے خواہ اس کا کیسا ہی نقصان کیوں نہ ہو۔

سچ ہے۔

معہذا ایک اور امر بھی ہے جس پر تم کو غور کرنا چاہیئے جبکہ تم

فلسفیانہ اور غیر فلسفیانہ سیرت میں تمیز کرنے کی کوشش کرتے ہو۔

وہ کیا ہے؟

تم کو کوشش کرنا چاہیئے کہ کسی داغ کو فرومایگی کے فروگزاشت نہ کرو۔ کیونکہ ذرا کمینہ پن سب چیزوں سے بڑھ کے نفس کو صدق کے شوق اور اس کی تحصیل سے مانع ہوتا ہے خواہ وہ الٰہی ہو خواہ انسانی اپنے کمال اور کلیت کے ساتھ۔

یہ بہت سچ ہے۔

200 اور کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ روح جو بلند خیالات سے مملو ہو اور اپنے کل وقت کو اور جملہ وجود پر مراقبہ میں صرف کرنے کا شرف اس کو حاصل ہے وہ اس زندگی کو بہت اہمیت بخشے گا۔

نہیں یہ غیر ممکن ہے۔

پس ایسا شخص موت کو کوئی مہیب چیز نہ سمجھے گا کیا وہ سمجھے گا؟

یقیناً نہیں۔

پس ایک فرومایہ اور بزدل سیرت سچے فلسفہ سے کوئی بہرہ نہیں پائے گا۔

میں خیال کرتا ہوں نہیں پائیگا۔

پھر کیا؟ ایسا شخص خوب منتظم ہے اور طمع کمینگی بناوٹ اور بزدلی سے پاک ہے ایسے سے معاملہ کرنا سخت دشوار ہے یا ظلم ہے؟

نہیں یہ غیر ممکن ہے۔

لہٰذا جب تم علامات فلسفیانہ اور غیر فلسفیانہ مزاج کے ملاحظہ کرتے ہو تم کو یہ بھی مشاہدہ کرنا چاہیے کہ آغاز جوانی سے ذہن اس کا عادل اور شریف ہے یا ناقابل معاشرت اور وحشی ہے۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

ایک اور بھی نقطہ ہے جس کو میں خیال کرتا ہوں کہ تم ہرگز فروگزاشت نہ کرو گے۔

وہ کیا ہے؟

آیا ذہن زیر بحث تیز ہے یا سست ہے تحصیل علم میں۔ کیونکہ تم ہرگز توقع نہیں کر سکتے ایک شخص سے جو کسی شغل سے محفوظ ہو جس میں اس کو تکلیف ہوتی ہو اور جس میں وہ بہت ہی کم ترقی کر سکے باوجود سخت محنت کے؟

نہیں یہ غیر ممکن ہے۔

پھر اگر اس کو جو کچھ اس نے سیکھا ہے یاد نہیں ہے جب اس میں ایسی فراموش گاری ہے تو وہ علم سے خالی نہیں ہے؟

نہیں وہ نہیں ہو سکتا۔

پس کیا تم خیال کرتے ہو کہ اس کی غیر مثمر محنت اس کو بالآخر مجبور کرے گی کہ وہ اپنی ذات سے بھی نفرت کرے اور اس مصروفیت کو بھی؟

بلاشک ایسا ہی ہوگا۔

پس ہم ایسے فراموش کار ذہن کو مرتبہ میں ایسے لوگوں کے جو فلسفہ کے لائق سمجھے جاتے ہیں ہرگز شمار نہ کریں بلکہ اس داخلہ کے لئے عمدہ حفظ لوگوں کو تلاش کریں۔

ہاں بہرطور

201 پھر ہم یقیناً کہیں گے کہ رجحان ایسی ناشائستہ اور کاواک طبیعت کا طرف عدم تناسب کے ہے۔

یقیناً۔

اور کیا تم خیال کرتے ہو کہ صدق مشابہ ہے عدم تناسب سے یا تناسب سے؟

تناسب سے۔

ہمارے دوسرے اکتسابات کے ساتھ ہم کو ایسے ذہن کی تلاش ہونا چاہیئے جس میں طبعًا عمدہ تناسب اور خوش اسلوبی ہو اور اس کی طبیعی

جبلت اس کو اس اشیاء کی حقیقی صورتوں کے فہم سے آگاہ کریں گی۔

بہر طور۔

تو پھر کیا ؟ تم یہ خیال کرتے ہو کہ وہ صفات جو ہم نے شمار کی ہیں غیر ضروری ہیں یا ایک دوسرے کے ساتھ ارتباط نہیں رکھتیں بشرطیکہ نفس کو کامل اور قابل اطمینان تصرف ہے وجود پر ؟

بلکہ بخلاف اس کے شدت سے ان کی ضرورت ہے۔

پس کیا تم کوئی قصور پا سکتے ہو کسی مصروفیت میں جو کسی شخص سے مطلوب ہو جو اس کو قابل اطمینان طریقہ سے اس کی پیروی کرے کہ فطرت نے اس کو جید حافظہ عنایت کیا ہے اور اس کو سرعت فہم دی ہے کہ وہ بہت جلد سیکھ سکتا ہے وہ بلند خیال ہے اور ذی شان ہے جو صداقت عدالت شجاعت اور اعتدال کو دوست رکھتا ہے گویا کہ اس کا بھائی ہے۔

اس نے جواب دیا نہیں۔ انتقاد کی روح بھی اس کے شغل میں کوئی قصور نہیں نکال سکتی۔

کیا ایسی سیرت کے لوگوں کو ریاست کے کاموں کا پورا انتظام سپرد کرتے ہوئے تم پس و پیش کرو گے جبکہ دقت اور تعلیم نے اس کو اس کام کے لئے پختہ کر دیا ہے ؟

اس موقع پر ایڈیمانٹس نے دخل دیا اور کہا۔ یہ سچ ہے کہ سقراط کوئی ان نتائج میں تنازع نہیں کرے گا۔ مگر تاہم ہر مرتبہ جب تم ایسے نظریات کی توضیح کرتے ہو سامعین کو مذکورۂ ذیل قسم کی غلط فہمی ہوتی ہے ان کا تو ہم ہے کہ تمھارے طریقۂ سوال و جواب کی مشق نہ ہونے سے ہر سوال پر استدلال ان کو کسی حد تک گمراہ کر دیتا ہے حتیٰ کہ مباحثہ کے اختتام پر یہ چھوٹے چھوٹے اختلافات سے بڑی غلطی ہو جاتی ہے جس سے ان کے اصلی مفاہیم میں تناقض پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جس طرح اناڑی ڈرافٹ کھیلنے والوں کو کھلاڑی تنگ کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ حرکت نہیں کر سکتے اسی طریقہ سے تمھارے سامعین اپنے آپ کو آخر تنگ کیا ہوا تصور کرتے ہیں اور خاموش کئے جاتے ہیں

جدید قسم کی ذرات سے جو الفاظ سے کھیلی جاتی ہے نہ کہ گونکیٹر کے ذریعہ سے کیوں کہ ان کو ہرگز یقین نہیں ہے کہ جس نتیجہ پر وہ پہنچائے گئے ہیں وہ درست ہے اور اس لئے کہتے ہیں کہ موجودہ واقعہ ہمارے سے پیش نظر ہے۔ کیونکہ اسی لمحہ میں ایک شخص تم سے کہے گا کہ اگرچہ ہر سوال پر وہ الفاظ سے تمھارا مقابلہ نہیں کر سکے گا لیکن ممارست میں وہ دیکھتا ہے کہ فلسفہ کے تمام طلبہ جو اس کے مطالعہ میں مصروف ہیں کسی طولانی مدت کے لیے عوض اسکے کہ تعلیمی اغراض سے اس کو اختیار کریں اور جوانی ہی میں ترک کر دیں اکثر حالتوں میں مخبوط الحواس ہو کے بلکہ بالکلیہ عقل سے خارج ہو جائیں گے درانحالیکہ وہ لوگ بھی جو نہایت معزز معلوم ہوتے ہیں قطع نظر اس دانائی کے اس تحصیل سے جس کی تم سفارش کرتے ہو اسی حد تک ابتر ہوں گے کہ اپنے ملک کے لیے بالکل بیکار ہو جائیں گے۔

جب وہ یہ کہہ چکا تو میں نے جواب دیا۔ پس تم خیال کرتے ہو کہ یہ اعتراض غلط ہے؟

اس نے جواب دیا مجھ کو یقین نہیں ہے مگر میں یہ سن کے خوش ہوں گا کہ تم اس کے باب میں کیا کہتے ہو۔

میں تم سے کہوں گا کہ اعتراض بالکل درست ہے۔

پس یہ کہنا کیونکر صحیح ہو گا کہ ہمارے شہروں کی بدبختیوں کا کوئی تدارک نہ ہو گا جب تک وہ فیلسوف جو خود ہمارے افراد سے ان شہروں کے لئے بیکار ہیں اس کے حکام رہیں گے؟

میں نے جواب دیا تم ایک سوال کرتے ہو جس کا جواب میں ایک تمثیل سے دوں گا۔

اور میں خیال کرتا ہوں کہ تم تمثیلوں سے کام لینے کے عادی نہیں ہو۔

آہ! تم مجھ کو آمادہ کرتے ہو کہ تم یہ اس لئے کرتے ہو کہ تم مجھ کو پا گئے ہو ایسے ایک مضمون پر جس میں استدلال سخت دشوار ہے۔ بہر طور تمثیل کو جلد سنو تا کہ تم خوبتر دیکھ سکو کہ میں کیسا کفایت سے کام لیتا ہوں کیسا

ظالمانہ مقام ہے جس میں یہ معزز آدمی رکھے گئے ہیں ان کی ریاستوں کے
کہ کوئی ایک چیز بھی ایسی نہیں ہے جس کی جگہ اُن کے احوال کے مشابہ ہے۔
لہذا مجھ کو مواد جمع کرنا ہے مختلف مقامات سے اس خیالی حالت کے لئے
جس کو میں ان کے دفاع کے لیے کام میں لاؤں گا مثل مصوروں کے جبکہ وہ
گوسفندے بارہ سنگھے ایسے عجیب المخلوقات کی تصویر بناتے ہیں۔

تم اپنے دل میں ایک جہازوں کے بیڑے یا ایک ہی جہاز کی تصویر بناؤ
جس میں صورت حالات کی حسب ذیل ہو۔ فرض کرو کہ کپتان ہر ملاح
سے لمبا اور قوی ہے لیکن بہت بہرا اور بالکل کوتاہ نظر ہے اور اسی کے مطابق
جہاز کے فن میں ناقص ہے اور ملاح جہاز رانی کے بارہ میں جھگڑا کر رہے
ہیں۔ ان میں سے ہر شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس کو جہاز کے چلانے کا حق ہے
حالانکہ اب تک اس نے اس فن کو حاصل نہیں کیا ہے اور نہ اپنے معلم
کا نام بتا سکتا ہے اور نہ یہ بتا سکتا کہ اس نے کب امیدواری (شاگردی) کی تھی اس کے ماورا
کہتے ہیں کہ یہ ایسی چیز ہے جو درحقیقت سکھائی نہیں جا سکتی اور جو شخص کہے کہ
سکھائی جا سکتی ہے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر آمادہ تھے اور وہ علی التواتر
کپتان کے گرد ہجوم کرتے تھے اور منت سماجت سے اس سے عرض کرتے
تھے اور بہر طور اصرار کرتے تھے کہ ان لوگوں کو پتوار سپرد کر دی جائے اور احیاناً
اگر اس کو ترغیب دینے میں کامیاب نہیں ہوتے جبکہ اور لوگ بہتر طور پر
کامیاب ہوتے ہیں تو یہ ناکامیاب امیدوار اپنے کامیاب حریفوں کو
مار ڈالتے ہیں یا کشتی کے باہر پھینک دیتے ہیں اور جو شیلے کپتان کے
دست و پا باندھ کے مخدرات اور مسکر دوائیں پلا کے یا کسی اور طریق سے
اس کو بیکار کر دیتے تھے خود جہاز کے مالک بن جاتے ہیں اور جو کچھ جہاز
پر ذخیرہ ہے اُس کو اپنے مصرف میں لاتے ہیں اور جہاز پر اپنا وقت
شرابخواری اور عیش و نشاط میں بسر کرتے ہیں جیسا کہ تم اس مجمع بے تمیزی
سے توقع کر سکتے ہو اور باوجود اس کے اپنے آپ کو لائق جہاز راں عمدہ
ملاح اور ہنرمند ناخدا کے خطاب سے مخاطب کرتے ہیں کوئی ملاح جو انکی

203

جگہ ہشیاری سے کام کرے کپتان کو فہمائش کرکے یا بزوران کو قائم کرکے جہاز کی حکومت پر اور جو ناسمجھے ہوں اور جن کے ذہن دوسری قسم کے ہوں ان کو برطرف کردیں جو یہ نہیں جانتے کہ حقیقی ملاح کس چیز پر اپنی توجہ کو مبذول کرے سال اور موسموں کا حال آسمان اور ستاروں کا مشاہدہ اور ہواؤں کا دیکھنا اور جو کچھ اس فن سے متعلق ہے اگر وہ چاہتا ہے کہ درحقیقت جہاز پر حکمرانی کرسکے اور ناممکن خیال کرتا ہے کہ فن مذکور اور اس کی مہارت حاصل ہو اور اس کے ساتھ ہی معلم کی حکومت برقرار رہے خواہ بعض ملاح اس کو پسند کریں خواہ نہ پسند کریں۔ جب جہاز کی صورت حال یہ ہو تو کیا تم نہیں خیال کرتے کہ ملاح جو درحقیقت حکمران جہاز کا ہے یقیناً بیکار کہا جائیگا جو محض اختر شماری کیا کرتا ہے اور فضول بکواس کیا کرتا ہے جہازی لوگ اس کو یہ کہیں گے جنھوں نے جہاز کی یہ حالت بنادی ہے؟

ایڈیمانٹس نے جواب دیا ایسا ہی کہا جائیگا۔

میں نے کہا اچھا میں خیال کرتا ہوں تم نہیں چاہتے کہ میری تمثیل پر نظر کی جائے تاکہ تم سمجھو کہ یہ سچی تصویر ہمارے شہروں کی ہے جس حد تک کہ فلاسفہ کی جانب ان کے میلان کا دخل ہے بخلاف اس کے سمجھتا ہوں کہ تم میرا مفہوم سمجھتے ہو۔

ہاں بالکل۔

جب وہ حالت ہے جب کوئی شخص اپنا تعجب ظاہر کرتا ہے کہ فلاسفہ کی عزت ہماری شہروں میں نہیں کی جاتی تو ان کو ہماری تمثیل سمجھانا شروع کرو اور ان کو فہمائش کرو کہ یہ زیادہ تعجب انگیز ہوتا اگر ان کی عزت کی جاتی

204

ہاں میں ایسا ہی کروں گا۔

اور اسنے یہ کہنا شروع کرو کہ جو لوگ فلسفہ میں صاحب توقیر ہیں دنیا کے کسی کام کے نہیں ہیں ان سے صرف اتنا کہو کہ اس کا قصور ان نیک لوگوں پر نہیں ہے بلکہ ان لوگوں پر جو ان کی خدمتوں سے انکار کرتے ہیں

کیونکہ فطرت کا مقتضا یہ نہیں ہے کہ معلم جہازیوں سے عرض کرے یا دانشمند امراء کے
در دولت پر حاضر ہوں۔ نہیں مولف اس لطیفہ کا غلطی کرتا ہے
حقیقی سچائی یہ ہے جس طرح کہ بیمار خواہ امیر ہو خواہ غریب ضرور ہے کہ دروازہ
پر طبیب کے حاضر ہو اسی طرح وہ لوگ جو اپنے اوپر حکمرانی چاہتے ہیں
ضرور ہے کہ ایسے شخص کے دروازے پر حاضر ہوں جو حکمرانی کی صلاحیت
رکھتا ہے۔ یہ فطرت کے خلاف ہے کہ حاکم جو نیک آدمی ہے اپنی محکوم
رعایا سے درخواست کرے کہ اسکی اطاعت کریں۔ فی الواقع تم کچھ غلطی
نہ کروگے اگر اس زمانے کے اہل سیاست کو ملاحوں سے تشبیہ دو جن کی ہم
عنقریب تعریف کرتے تھے اور فضول گپیں اڑانے والوں کو ہمارے
سیاست دان حقیقی ملاح کہتے ہیں۔

تم بالکل درست کہتے ہو۔

واقعات مذکورہ کے تحت ہیں اور ایسے آدمیوں میں جن کا مذکور
ہوا اس سبب سے شریف پیشہ کے لئے سہل نہیں ہے کہ اس کی ناموری
برقرار رہے ایسے لوگوں کے ہاتھوں جو اس کے مخالف ہیں اور نہایت
ہی دردناک اور ظالمانہ تعبیر جس کی بلا فلسفہ پر نازل ہے وہ ان لوگوں
کے ہاتھوں ہے جن کو اس کی پیروی کا دعویٰ ہے جو بلاشک ان لوگوں
سے مراد ہے جو فلسفہ کو قابل الزام ٹھہراتے ہیں جبکہ وہ اعلان کرتا ہے
جیسا کہ تم ہم سے کہتے ہو کہ جو لوگ اس کے پاس پہنچتے ہیں بالکل مخرب
ہیں جبکہ اس کے بہترین متعلم بیکار ہیں:۔ اس بیان کے صدق پر میں نے
رضامندی ظاہر کی ہے۔ کیا نہیں کی؟

ہاں تم نے کی ہے۔

میں نے اس کی تشریح کی ہے کہ نیک کیوں بیکار ہیں۔ کیا نہیں کی؟

یقیناً ہم نے ایسا ہی کیا ہے۔

کیا ہم اس کے بعد اس مسئلہ پر بحث کریں کہ کثرت سے ایسے لوگ
لامحالہ مخرب ہیں اور اس کے ثبوت کی کوشش کریں اگر ممکن ہو کہ فلسفہ

اس جرم سے بری ہے؟

ہاں بہر طور۔

205 پس ہم کو چاہیئے کہ باری باری سے بیان کریں اور سنیں اس نکتہ پر کہ ایسے شخص کی طبعی سیرت کیا ہوگی جو کامل اور فاضل اور نیک انسان ثابت ہو۔ پہلی اور سب سے بہتر صورت اس کی سیرت میں اگر تم کو حق بات یاد ہو تو یہ بھی کہ اس کو خلوص سے پیروی کرنا چاہئیے لامحالہ ہو سکتا ہے کہ وہ مکار ثابت ہو تو وہ فلسفہ سے بہرہ یاب نہ ہو۔

ہاں ہم نے ایسا کہا تھا۔

اچھا تو کیا یہ نکتہ کسی شخص کے لیئے اس مضمون میں مقبولہ رائے کے بالکل مخالف ہو؟

یقیناً یہی ہے۔

پس کیا ہم عقلاً عمدہ دفاع نہیں کرتے اگر ہم کہیں کہ فطری رجحان حقیقی علم دوست کا یہ ہے کہ از سرتا پا کوشش کرے تاکہ حقیقی وجود تک رسائی کرے نہ کہ محض ایسے آثار پر اکتفا کرے جو کہ جزئی ہے اور جس کا مقام محض ظن ہے وہ کوشش کر کے آگے بڑھتا چلا جائے تاکہ ہر شئے کی حقیقت کو کماہی پہنچے اس سے اپنے حصۂ نفس کے جس کا خاصہ ایسی چیزوں کا سمجھنا ہے کیونکہ نفس کو ایسی چیزوں سے موانست ہے اور اس حصۂ نفس سے وہ ایسی چیزوں تک 206 رسائی کرتا ہے جو حقیقت نفس الامری رکھتا ہے اور اس رسائی سے وہ دانش اور حقیقت کو پیدا کرتا ہے اور اس وقت میں اور جب تک یہ نہ ہو تو ممکن نہیں اس کو حقیقی حیات کا علم ہوتا ہے اور اس سے مستفید ہوتا ہے اور اس کو حقیقی قوت لایموت پہنچتا ہے اور وہ درد و الم سے نجات پاتا ہے؟

اس نے جواب دیا دفاع حتی الامکان بہترین ہوگا۔

اچھا کیا ایسے شخص پر جھوٹ کی محبت کا رنگ چڑھے گا بلکہ بخلاف اس کے ایسے شخص پر جھوٹ سے حقیقی تنفر کا گاڑھا رنگ ہوگا؟

ہوگا۔

پس اگر صدق رہنما ہو تو ہم ہرگز تسلیم نہ کریں کہ برائیوں کا ایک سلسلہ سچائی کی پیروی کرے گا۔

ہرگز نہیں۔

بلکہ بخلاف اس کے ہم کہیں گے کہ سچائی کے ساتھ سلیم الطبعی اور نصفت شعاری ہوگی اور اس کے ساتھ ساتھ پرہیزگاری۔

سچ ہے۔

اور یقیناً ضرورت نہیں ہے کہ ہم اپنی بہاتوں کو مکرر بیان کریں اور فلسفیانہ سیرت کی جلوداری اس کے لوازم کے ساتھ ترتیب دیں۔ کیونکہ تم کو ضرور یاد ہوگا کہ ہم نے طبعی لوازم اس کے جس کا ذکر بیشتر ہوا ہے مردانگی اور روح کی سربلندی اور تیزفہمی اور عمدہ حافظہ کو دریافت کیا ہے۔ اس محل پر تم نے اعتراض کیا تھا کہ اگرچہ ہر شخص مجبور ہوگا کہ ہمارے نتائج کو تسلیم کرے تاہم اگر کوئی شخص استدلال کو ترک کر دے اور اپنی نظر کو صرف اشخاص کی طرف پھیرے جو اس کے موضوع ہیں تو وہ اپنے اس یقین کا کہ چند تو محض بیکار ہیں اور اکثر کلیتہً خراب ہیں مدعی ہوگا۔ لہذا ہم نے اس تعصب کے وجوہ کا تفحص کیا تھا اور اس سوال پر پہنچے کہ اکثر کیوں خراب ہیں؟ اور یہی سبب ہے کہ ہم نے پھر حقیقی فلاسفہ کی سیرت پر بحث کرنا اختیار کیا ہے اور اس کی تعریف پر مجبور ہوئے۔

سچ ہے۔

لہذا ہم کو چاہئے کہ مہلک اثرات کا مطالعہ کریں جو سیرت کے لئے مضر ہیں اکثر اشخاص کے حق میں اور ان اثرات سے صرف چند بچ سکتے ہیں جن کو تم کہتے ہو کہ وہ بیکار ہیں اگرچہ خراب نہ ہوں۔ اور پھر ہم غور کریں ان طبیعتوں پر جو حقیقی فلسفیانہ سیرت کی نقال ہیں اور وہی اشغال اختیار کر لیتے ہیں اور دکھا دیتے ہیں کہ وہ ذہناً کیسے ہیں اور کیونکر وہ اس پیشہ کو اختیار کر لیتے ہیں جو ان کی نسبت نیکی اور علوشان میں بڑھا ہوا ہے اور وہ مختلف اقسام کی غلطیاں کرتے ہیں کہ ہر جگہ تمام دنیا میں فلسفہ بدنام ہے

207

جس کو تم نے بیان کیا ہے۔
اُس نے پوچھا اور وہ مہلک اثرات کیا ہیں جن کا تم حوالہ دیتے ہو؟
اگر ممکن ہوگا تو میں تم سے ان کو بیان کروں۔ میں خیال کرتا ہوں ہر شخص ہمارے ساتھ اس امر میں اتفاق کرے گا کہ ایسی سیرت جو یہ صفات رکھتا ہو جو ہم نے اس کی طرف منسوب کئے ہیں اور اب وہ صفات فلسفہ کی کامل استعداد کے لئے اصلی ہیں ان کا نشوونما انسانوں میں شاذونادر ہی ہوتا ہے یا تم کو کچھ اور ہی خیال ہے؟
نہیں مجھ کو ہرگز اور خیال نہیں ہے۔
پس غور کرو کہ کیسے مہلک آفتیں ایسی نادر سیرتوں پر پڑتی ہیں۔
مہربانی کرکے بتاؤ کہ وہ کیا ہیں؟
جو چیز کہ بہت ہی عجیب معلوم ہوتی ہے یہ ہے کہ ہر ایک صفت جس کی ہم تعریف کرتے ہیں اُس کا یہ رجحان ہے وہ نفس کو جو یہ صفات رکھتا ہے فلسفہ سے مشوش اور مضطرب کرتی ہیں۔ میرا اشارہ مردانگی اعتدال اور وہ تمام آثار جن پر ہم نے بحث کی تھی؟
یہ عجیب بات سنائی دیتی ہے۔
اور پھر ماورا اس کے کل مشہور فوائد حسن و دولت قوت جسمانی زوردار تعلقات کسی ریاست میں اور اس کے جمیع لوازم ایک مخرب اور پریشان کن اثر کرتے ہیں اب میں نے اپنے مفہوم میں ایک خاکہ تم کو دیدیا ہے۔
تم نے ایسا ہی کیا ہے اور میں اس کی تفصیل معلوم کرکے خوش ہوں گا۔
تم اس کو من حیث کل درستی سے گرفت کرو اور یہ تم پر صاف روشنی میں ظاہر ہوگا اور میرے ماقبل کے بیانات تم کو کچھ ایسے عجیب نہ ظاہر ہوں گے۔
تم مجھ سے کیا کرنے کو کہتے ہو؟
جملہ تخم اور ہر شئے جو نشوونما پاتی ہے خواہ نباتات ہوں خواہ حیوانات

اس کے باب میں ہم جانتے ہیں کہ جو چیز اپنی مخصوص پرورش اور فصل اور زمین کے پانے میں ناکام رہتی ہے وہ جس قدر قوت دار زیادہ ہوگی اسی نسبت سے اپنی مخصوص صفات کے حاصل کرنے میں ناقص رہے گی۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں زیادہ تر مخالف ہے اس چیز کی جو نیک ہے بہ نسبت اس چیز کے جو نیک نہیں ہے۔

یقیناً۔

لہذا میں خیال کرتا ہوں کہ ہم یہ معقول نتیجہ نکالیں گے کہ عمدہ ترین فطرتوں کو زیادہ نقصان پہنچ جاتا ہے بہ نسبت ان چیزوں کے جو ادون قسم کی ہیں اگر غیر حیات بخش خوراک سے ان کو ضرر پہنچے۔

ہاں ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں۔

208

پس کیا ہم یہ دعویٰ نہ کریں ایدیمانطس کہ وہ ذہن جو طبعاً اعلیٰ مرتبہ کے ہیں اسی طور سے عمل کرتے ہیں اگر وہ خراب تربیت پائیں تو وہ خصوصیت کے ساتھ شریر ہو جائیں گے؟ یا تم یہ خیال کرتے ہو کہ عظیم جرم اور بے میل رذالت پیدا نہیں ہوتی جیسا کہ میں خیال کرتا ہوں ایک عالیشان سیرت سے جو نامناسب سلوک سے برباد ہو گئی ہو بلکہ ناقابل سے اور یہ کہ ایک کمزور طبیعت کبھی کوئی بڑی چیز پیدا نہیں کر سکتی ہے خواہ اچھی چیز ہو خواہ بری؟

نہیں میں تمہارے خیال سے متفق ہوں۔

اچھا تو پھر وہ طبیعت جو ہم نے مخصوص کی ایک فیلسوف کیلئے میرے خیال میں بشرطیکہ مناسب تعلیم پائے نشوونما پائے گی اور جملہ فضائل حاصل کرے گی لیکن اگر بوئی اور لگائی جائے اور پرورش پائے نامناسب (شور) زمین پر تو وہ ضرور ہے کہ مقابل کی برائیوں میں در آئے گی ہاں اگر کوئی دیوتا بیچ میں پڑ کے عنایت فرمائے۔ یا تم جمہور کے ساتھ یہ رائے رکھتے ہو کہ چند افراد ایسے ہیں جن کو سوفسطائی عنفوان شباب میں خراب کر دیتے ہیں اور بعض افراد سوفسطائیوں کے ہیں جو ذاتی طور سے ایک

وسیع حد تک خراب کرتے ہیں؟ تم نہیں خیال کرتے کہ جو لوگ یہ عبارت ادا کرتے ہیں وہ خود بہت بڑے سوفسطائی ہیں وہ کامل تعلیم دیتے اور اسکی تکمیل حسب دلخواہ کرتے ہیں جوان اور بوڑھے مردوں اور عورتوں دونوں کو؟

عرض ہے کہ کب؟

جب کبھی وہ عام مجلسوں قانونی کچہریوں تھیٹروں یا فوج کی چھاؤنی یا جہاں کہیں ازدحام عام ہوتا ہے اور کثرت سے لوگ جمع ہوتے ہیں کسی جتھے میں جہاں غل شور ہو رہا ہو بعض اقوال یا اعمال پر ملامت کرتے ہیں دوسروں کی اکثر نہایت غلو کے ساتھ تعریف کرتے ہیں غل مچا کے اور تالیاں بجا کے ان کے شور و غل کے ساتھ پہاڑوں بلکہ در و دیوار میں صدا گونج جاتی ہے اور شور ان کی ملامت اور ثنا خوانی کا دو چند ہو جاتا ہے ایسے موقع پر کیونکر کوئی نوجوان تم سمجھو اپنے قابو میں رہ سکتا ہے؟ کوئی گھریلو تعلیم جو اس نے پائی ہے اس ملامت اور ثنا خوانی کے سیلاب کو روک سکتی ہے یہ بہا سب کو بہا لیجاتی ہے جب کبھی اور جہاں آئے تا آنکہ وہ ان لوگوں کا محاورہ اختیار کرے جو کہتے ہیں کہ قابل اعزاز کیا ہے اور نا قابل اعزاز کیا ہے اور ان کے جملہ اعمال کی تقلید کرتا ہے یہاں تک کہ ان کا سا ہو جاتا ہے؟

یہ یقینی نتیجہ ہے سقراط۔

بہر طور۔ میں نے کہا۔ ہم نے ابھی تک سب سے یقینی اثر جو کام کر رہا ہے نہیں بیان کیا ہے۔

اس نے پوچھا وہ کیا ہے؟

وہ یہ ہے جو یہ مکتبی مدرس اور سوفسطائی فی الواقع عمل میں لاتے ہیں اگر ان کے الفاظ کامیاب نہیں ہوتے تم ناواقف نہ ہو گے کہ وہ نافرمانوں کو ملامت کرتے ہیں ان کی آزادی کو ضبط کر لیتے ہیں جرمانے کرتے ہیں حتیٰ کہ سزائے موت بھی دیتے ہیں۔

209

وہ قطعاً ایسا ہی کرتے ہیں۔

پس اور سوفسطائی تم کو کیا خیال کرتے ہیں اور کونسی پوشیدہ تعلیمات مخالف طریقہ کی ان اثرات پر غالب آسکتی ہے؟

میں خیال کرتا ہوں کوئی نہیں۔

میں نے کہا نہیں وہ نہیں کر سکتے اس کی کوشش بھی زیادہ حماقت ہوگی کیونکہ نہ ایسا ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے کہ ایسی سیرت ہو جو نیکی کی طرف مختلف جذبات سے التفات کرے اگر ایسی تعلیم سے اس کو اتصال رہا ہے جو عامتہ الناس کی جماعتیں عطا کرتی ہیں اے میرے دوست میں ایک انسان کی حیثیت سے کلام کرتا ہوں بہر طور ہم کو جیسی کہ مثل ہے تقدیر پر شاکر ہونا چاہیے الاّ یہ کہ تقدیر اس کے مخالف تم کو بخوبی یقین کرنا چاہیے کہ تمہارا یہ قول غلط نہ ہوگا کہ جو کچھ محفوظ رکھا گیا اور جیسا ہونا چاہیئے ویسا بنایا گیا جبکہ آئین ریاستوں کا جیسا چاہیئے ویسا ہے اس کی حفاظت تقدیر الٰہی کے دخل سے ہوئی ہے۔

میری بھی یہی رائے ہے۔

پس میں چاہوں گا کہ تم اپنی فہرست آرا میں حسب ذیل اضافہ کرو۔

وہ کیا ہے؟

کہ یہ تمام گروہ کے فریبی معلم جن کو جمہور سوفسطائی کہتے ہیں اور حریف سمجھتے ہیں درحقیقت کچھ تعلیم نہیں دیتے سوائے عامیانہ کثرت کے جب جم غفیر کا مجمع ہوتا ہے تو ان ظنیات کو دانش کے خطاب سے مخاطب کرکے شوکت بڑھاتے ہیں جیسے کوئی شخص کسی بڑے قوت ور عفریت کی تلون مزاجی اور خواہشوں پر گفتگو کرے جو اس کے قبضہ میں ہو اور مطالعہ کرے کہ اس تک کیونکر رسائی ہو اور اس سے معاملت کی جائے کن وقتوں اور حالتوں میں زیادہ خطرناک ہو جاتا ہے یا کب اور کیونکر بردبار اور رام ہوتا ہے کن موقعوں پر مختلف قسم کے شور و غل کا عادی ہے اور کون سی بولیاں

اور آوازیں اس کو رام کرتی ہیں اور کونسی برہم کردیتی ہیں۔ اور جب وہ مدتوں کی ملازمت سے ان جزئیات کا ماہر ہوجائے تو وہ اپنے ان معلومات کو دانش سے نامزد کرے اور ان کی تالیف اور تدوین کرے اور ایک فن بنائے اور ایک مکتب کھول دے اگرچہ درحقیقت وہ بالکل ناواقف ہے کہ کونسی عادتیں اور خواہشیں جائز ہیں اور کونسی ناجائز ہیں کون اچھی کون بری ہیں کونسی عادلانہ ہے اور کونسی ظالمانہ لہذا وہ اسی پر قانع ہوکر یہ سب نام وہمیات کو اس مہیب جانور کے دیتا ہے جس کو وہ پسند کرے وہ اچھا ہے اور جس کو ناپسند کرے بد اور وہ اس قابل نہیں ہے کہ وہ کچھ اوران کے بارے میں جانتا ہو نہیں بلکہ وہ خطاب عادل اور نیک ان امور کو کہتا ہے جن کا جبراً صدور ہو کیونکہ اس نے خود دریافت نہیں کیا ہے اس لئے دوسروں کو بھی نہیں بتا سکتا وہ عظیم امتیاز جو اضطراری اور غیر اضطراری میں ہے برائے خدا مجھ کو بتاؤ کہ یہ شخص عجیب وغریب معلم ہوگا۔

210

ہاں میں بھی یہی خیال کرتا ہوں۔

اور کیا تم خیال کرتے ہو کہ ایسے شخص میں اور اس آدمی میں کوئی فرق ہے جو دانش کو عوام الناس کے وہمیات اور مسرتوں کے مطالعہ کو خیال کرتا ہے جو مثل ایک بڑے حیوان کے ہے جس کے متعدد سر ہوں خواہ مصوری میں خواہ موسیقی میں اور بالآخر سیاسیات میں؟ کیونکہ گو یہ سچ ہو کہ اگر ایک آدمی متعدد اشخاص سے ملتا ہے اور ان کا فیصلہ کسی نظم یا اور کسی صنعت کے کام پر یا ریاست کی خدمت پر اس طرح وہ اپنے کو ان کی قوت کے سپرد کردے جسقدر وہ ممنون ہے اس سے زیادہ وہ مجبور ہوگا کہ جو حکم دیں اس کو بجالائے تاہم مجھ سے کہو تم نے کبھی اپنی زندگی میں سنا ہے کہ وہ کوئی حجت پیش کرتے ہیں جو مضحک نہ ہو اس کے ثبوت میں کہ جماعت کثیر جو حکم دیتی ہے وہ اچھا اور معقول ہو؟

نہیں۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ کبھی نہ سنوں گا۔

پس اگر تم نے اس کو دل نشین کر لیا ہے تو میں تم کو ایک امر یاد دلاؤں گا کیا یہ جماعت کثیر کے لئے ممکن ہے کہ اس کو گوارا کریں یا یقین لائیں وجود پر ایک اصلی حسن کے بمقابلۂ کثرت خوبصورت اشیا کے یا وجود پر اصلی صورت کے بمقابلۂ انواع ظہور جزئیات کے؟

یقیناً نہیں۔

پس جماعت کثیر فلسفیانہ نہیں ہو سکتی۔

نہیں ہو سکتی۔

اس کا نتیجہ ہے کہ یقیناً فلسفہ کے اساتذہ کامل کی تحقیر جماعت کرے گی۔

تحقیر کئے جائیں گے۔

اور یہ تحقیر ان مکار فریبیوں کی جانب سے ہوگی جو بجائے خود ہجوم عام کے ساتھ رہتے ہیں اور ان کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔

صاف ظاہر ہے۔

جب یہ صورت ہے تو تم فلسفی کے نجات کی کیا صورت دیکھتے ہو کہ وہ اپنے شیوہ پر استقلال سے قیام کرے حتیٰ کہ منزل مقصود تک پہنچ جائے؟ ہمارے سابق کے نتائج پر غور کرو تم کو معلوم ہے کہ ہم نے اس بات پر اتفاق کیا تھا کہ زود فہمی اچھا حافظہ مردانہ اور عالی طبیعت (روح) فلسفیانہ سیرت کی صفتیں ہیں۔

ہاں ہم نے اتفاق کیا تھا۔

پس تو کیا ایسا شخص بچپن سے ہر چیز میں اول رہے گا خصوصاً اگر اس کی جسمانی وہبی قوتیں ذہنی کے مساوی ہوں؟

یقیناً وہ ایسا ہی ہوگا۔

پس میں خیال کرتا ہوں کہ اس کے دوست اور ہم شہری خواہش کریں گے کہ جب وہ بڑا ہو تو اس کو اپنے مقاصد کے لیے کام میں لائیں۔

بلاشک۔

لہذا اس کے ہم شہری وغیرہ عرض و معروض کے ساتھ اس کے قدموں پر گریں گے اور ثنا خوانی کریں گے اور پیشتر ہی سے اس کے ملانے کی کوشش کریں گے اور اس کی آیندہ اقتدار کے لحاظ سے خوشامد کریں گے۔

ہاں یہ یقیناً ایک عام صورت ہے۔

پس تم ایسے شخص سے کیا توقع رکھتے ہو کہ وہ ایسے حالات میں کیا سلوک کرے گا۔ سب سے بالاتر یہ کہ اگر وہ متمول اور عالی نسب رکن ایک مقتدر ریاست کا ہوا اور صورت ظاہری میں بلند بالا اور خوش منظر ہو جملہ امور کے علاوہ ؟ تو وہ فضول امیدوں سے بھرا ہوا نہ ہوگا اور اپنے آپ کو اس قابل نہ تصور کرے گا کہ وہ امور یونان اور خارج پر حکومت کرے اور اپنے تفاخر اور بالانشینی کو قابل عفو سمجھے گا یہاں تک کہ خود پسندی اور غرور سے پھول جائے گا ؟

بلاشک ایسا ہی ہوگا۔

جب اُس کے ذہن کی یہ حالت ہوگی فرض کرو کہ کوئی شخص نہایت بردباری کے ساتھ اس کے پاس پہنچے اور اس سے کہے جو کہ بالکل سچ ہے کہ اس کی ذات میں حقیقی دانش نہیں ہے اور اس کو اس کی ضرورت ہے اور جب تک غلامانہ انکسار سے اس کو تحصیل نہ کرو تو وہ حاصل نہیں ہو سکتی کیا تم خیال کرتے ہو کہ یہ آسان معاملہ ہے کہ وہ متوجہ ہوگا جبکہ ایسے خراب اثرات اس کو گھیرے ہوئے ہوں؟

نہیں یہ امر آسانی سے بہت بعید ہے ؟

میں نے کہا بہرطور اگر وہ شریفانہ طبیعت اور باطنی ذوق سے فلسفیانہ تحقیق کرے تو شکر گزار ہونا چاہئے ایسا کوئی شخص اتفاق سے توجہ کرے اور فلسفہ کی جانب جھکے اور کھنچے تو ہم کیا خیال کرتے ہیں کہ ان لوگوں کا طریق سلوک کیا ہوگا جو اس کی خدمات اور اس کی مشارکت کے مفقود ہونے کا اندیشہ رکھتے ہیں ؟ کیا وہ کوئی بات کہنے سے باز رہیں گے یا کوئی کام کرنے کو ترک

کریں گے جس سے شاگرد متابعت سے اور استاد فہمائش سے باز رہے۔ باطن میں سازشیں اور ظاہر میں استغاثے کے طالب ہوں گے؟
اس نے جواب دیا بلاشک وہ ایسا ہی کریں گے۔
کیا یہ ممکن ہے کہ ایسا شخص فلسفہ کا طالب ہو؟
یقیناً نہیں۔
پس کیا تم دیکھتے ہو یا نہیں دیکھتے کہ ہمارا یہ مقولہ کیسا درست تھا کہ فلسفیانہ سیرت کے اجزا سے اگر برا سلوک کیا جائے تو وہ انسان کے بُعد کا باعث ہوتا ہے وہ فلسفہ کی تلاش سے دور پڑ جاتا ہے اور دولت شہرۂ آفاق فوائد اور ظاہری شان وشوکت بھی اسی نتیجہ کے باعث ہوتے ہیں۔
ہاں وہ ایک درست مشاہدہ تھا۔
اے میرے عمدہ دوست یہ تباہی ہے ایسی تباہی اور یہ غم فزا خرابی ہے سب سے عمدہ سیرت کی شریفانہ تلاش کے باب میں۔ ایسی سیرت جو شاذو نادر پائی جاتی ہے جس کو ہم کہہ چکے ہیں اور اس نوع کے مرتبہ پر بلاشبہ پائے جاتے ہیں وہ انسان جو ریاستوں کو اور افراد ریاست کو شدید ضرر پہنچاتے ہیں اور وہ لوگ جو ان کی بھلائی کے لیے کوشش کرتے ہیں جب امواج کا رخ دوسری طرف ہوتا ہے اور ایک حقیر ذہن کوئی برا اثر نہیں ڈالتا نہ افراد پر نہ ریاستوں پر۔
یہ بالکل سچ ہے۔
پس ایسا واقع ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو سب سے قریبی رشتہ دار ہیں جن کا فرض ہے کہ فلسفہ کی حمایت کریں دور ہو جاتے ہیں اور اس کو تباہ اور ناقص چھوڑ دیتے ہیں اور وہ بجائے خود ایسی زندگی بسر کرتے ہیں جو ان کے سزاوار نہیں ہے اور فلسفہ حقیقی نہیں ہے گویا کہ عزیزوں سے محروم اور ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں جاتی ہے جو اس کے سزاوار نہیں ہیں اور اس کو ذلیل کرتے ہیں اور اس پر ایسے الزام لگا دیتے ہیں جن سے

وہ گرانبار ہو جاتی ہے اس طرح کہ اس کے ہم نشین یا تو کسی مصرف کے نہیں ہیں یا اکثر صورتوں میں بھاری تعذیر کے مستوجب ہیں۔

ہاں یقیناً یہ عام کیفیت ہے۔

میں نے کہا ہاں اور طبعی کیفیت ہے کیونکہ دوسرے کم رتبہ آدمی اس میدان کو کشادہ دیکھ کے البتہ بڑے بڑے ناموں سے اور نمودار خطابوں سے مالامال پا کے نہایت شکر گزاری کے ساتھ اپنے پیشوں کو سلام کرتے ہیں اور فلسفہ کی طرف دوڑ پڑتے ہیں جس طرح مجرم محبس کو توڑ کے نکل جاتے ہیں اور معبد میں پناہ لیتے ہیں جب کبھی وہ اپنے ذلیل پیشہ میں ہوشیار ہوتے ہیں۔ کیونکہ فلسفہ پر کوئی افتاد کیوں نہ پڑے تاہم مرتبہ اور شان جو اس میں باقی ہے وہ ہر پیشہ سے بہت بلند ہے اکثر لوگ اس شان و شوکت کی طمع کرتے ہیں جن کی طبعی ذہانت پہلے ہی سے ناقص ہے اور ان کے نفوس کمزور ہیں اور ان کے جسم و جان پر ان کے ادنیٰ پیشہ کا اثر پڑا ہے اور وہ بدشکل ہو گئے ہیں۔ کیا یہ حالت نہ ہو گی؟

یقیناً ضرور ہو گی۔

اور کیا ان کی صورت سے تم کو دیکھی ہوتی ہے ایک گنجے کسیرے سے بہتر جس نے کچھ روپیہ جمع کر لیا ہے اُس کی غلامی کی زنجیریں اتر گئی ہیں اس نے حمام میں نہا دھو کے نیا جامہ پہنا ہے اور اب دولھا بن کے اپنے مفلس آقا کی لڑکی بیاہنے جاتا ہے۔

میں دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہیں پاتا۔

ایسے جوڑے کی اولاد کیسی ہو گی؟ کیا ان کی اولاد بدنسل اور کمینی نہ ہو گی؟

سوا اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

اچھا اور یہ لوگ جو ناقابل تربیت ہیں اپنی لیاقت سے بڑھ کے عورت کے قریب جائیں گے اور ہم صحبت ہوں گے تو پھر ان کی اولاد کے خیالات اور سیرت کیا ہو گی جو ایسے سنجوگ سے پیدا ہو گی؟

213

ایسے خیالات کو سوفسطہ سے نامزد کرنا بہت ہی مناسب ہوگا۔
اس حرامی جھول میں ذرا سا شائبہ بصیرت کا نہ ہوگا؟
ہاں ٹھیک ایسا ہی ہے۔
میں نے کہا لہذا ایدیمانٹس جو لوگ لیاقت کے ساتھ فلسفہ سے ہم نشینی کرتے ہیں وہ بہت ہی کم باقیات الصالحات ہیں میں سمجھتا ہوں وہ شرفا اور فضلا سے ہیں جن کو جلاوطن کا حکم ہے جو درصورت عدم موجودگی جملہ مہلک اثرات کے اپنی طبیعت پر قائم رہے اور فلسفہ کو مضبوطی سے بڑ رہے یا بعض انسان جو وسیع ذہن رکھتے ہیں جنھوں نے چھوٹی ریاستوں میں پرورش پائی ہے جنھوں نے اپنے ملک کے سیاسیات کو حقارت کی نظر سے دیکھا یہ بھی ممکن ہے ایک چھوٹی سی جماعت دوسرے پیشوں سے بھی آکے شریک ہوگئی ہو جن کی وہبی طبیعت نے پیشہ کی تحقیر کو جائز تصور کیا ہو۔ نیز وہ لگام جو ہمارے دوست تھیگیس کو مجبور کئے ہوئے ہے ہوسکتا ہے کہ دوسری صورتوں میں بھی مساوی طور سے موثر ہو۔ کیونکہ تھیگیس بوجہ بیماری کے مجبور ہے اور یہی وجہ اس کے خدمت عام سے خارج ہونے کی ہوئی گو کہ اور وجوہ سے بھی وہ فلسفہ کے ترک پر ترغیب دیا گیا تھا۔ میں اس مافوق الفطرت نشان کا ذکر نہیں کرتا جو مجھ کو روکے ہوئے ہے میرا خیال ہے کہ یہ نشان چند ہی لوگوں کو ملا ہے اگر کسی کو ملا ہو میرے زمانے سے پہلے بس اب جو کوئی اس مختصر جماعت کا رکن ہوا اور اس نے اس کا مزا چکھا ہو کس قدر شیریں اور مبارک یہ ذخیرہ ہے اور جم غفیر کی دیوانگی کو دیکھا ہو اور اس کو پورا یقین ہو کہ بمشکل ایک فرد انسان ہو جس نے دانشمندانہ ایک قدم بڑھایا ہو عوام کی خدمت کے لیے اور کوئی رفیق نہیں ہے جس کے ہمراہ وہ عادل کی حمایت کے لئے قدم بڑھائے نہیں بلکہ اگر وہ اس کی کوشش کرے تو وہ مثل اس آدمی کے ہوگا جو وحشی بہائم میں گھرا ہوا ہو۔ وہ راضی نہیں کہ اُن کے مظالم میں شریک ہو اور یہ بھی محال ہے کہ وہ تنہا سب کی شورش کو مانع ہو اس کی قسمت میں

214

ہے کہ قبل اس کے کہ وہ اپنے ملک یا اپنے دوستوں کی خدمت میں خود ہلاک ہو جائے نہ وہ اپنی بھلائی کر سکتا ہے نہ کسی اور کی۔ میں کہتا ہوں ان امور کا اندازہ کر کے ایسا شخص خاموش رہتا ہے اور اپنے کاموں میں مصروف ہوتا ہے مثل ایسے شخص کے جو طوفان کے دن دیوار کے پیچھے پناہ لے جبکہ ہوا اس کے سامنے گرد باد اور بارش کو لا رہی ہے اور جب وہ اپنی جائے پناہ سے دوسرے انسانوں کو دیکھتا ہے قانون کی خلاف ورزی پھیلی ہوئی ہے اور انسان مبتلا ہیں پس اگر ہو سکے تو وہ اس پر رضامند ہے کہ اپنی زندگی بسر کرے اور بذات خود بے ایمانی سے ملوث نہ ہو اور برے کاموں سے بچے اور جب وقت اس کی نجات کا آئے تو درخشاں امیدوں میں خوشی و خرمی اور خاموشی کے ساتھ روانہ ہو جائے۔

ایدیمانٹس نے کہا اچھا وہ اس کی روانگی سے پہلے کچھ کم اہم مقاصد کو انجام دے چکے گا۔

میں نے جواب دیا نہیں اگر وہ کسی سیاسی آئین کے پانے میں کامیاب نہ ہو جو اس کے لیے شایان ہو کیونکہ ایسے آئین کے ماتحت وہ خود اعلیٰ درجہ کی نشو و نما کی بلندی پر نہ پہنچے گا بلکہ اپنی خیر و صلاح کے ساتھ اپنے ملک کی بہبود بھی حاصل کر لے گا۔

پھر میں نے اپنی تقریر کو جاری کیا کہ فلسفہ کے خلاف تعصب اور اس تعصب کی ناانصافی میری رائے میں اطمینان کے ساتھ بیان ہو چکے ہاں اگر تم کو کچھ اور کہنا ہو تو اور بات ہے۔

نہیں مجھ کو اس عنوان پر اور کچھ نہیں کہنا ہے: مگر ہمارے زمانے کے جو آئین ہیں ان میں سے تم کس کو فلسفہ کے سزاوار سمجھتے ہو؟

کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کو میں ایسا کہوں بلکہ مجھے تو اسی کی شکایت ہے کہ کوئی ایک ریاست فلسفیانہ طبیعت کے مقام بننے کے لائق نہیں ہے۔ لہٰذا فطرت جو دبی منحرف اور ابتر ہے کیونکہ جس طرح تخم کسی بیرونی پودے کا جب اجنبی زمین پر بویا جائے عادتاً کمزور ہو جاتا ہے

اور اس کے افعال و خواص مفقود ہو جاتے ہیں اور آخرکار ملک کے عام درختوں میں داخل ہو جاتا ہے لہٰذا اس قسم کی سیرت ان دنوں اپنی خاص فضیلتوں کے محفوظ رکھنے میں ناکامیاب ہو کے کم قدر ہو جاتی ہے اور ایسے میلانات پیدا کرتی ہے جو اُس کے ذاتی نہیں ہیں۔ لیکن اگر اس کو کامل آئین نصیب ہو جو بذات خود عمدہ سیرتوں کے شایاں ہو تو یہ ثابت کرے گا کہ یہ حقیقتاً الہٰی نمونہ کا ہے۔ درحالیکہ اور جملہ قسمیں سیرتوں اور شیووں کی محض انسانی ہیں مجھ کو اس میں شک نہیں ہے کہ تم مجھ سے دریافت کرو گے کہ یہ آئین کیا ہے۔

اس نے کہا تم سے غلطی ہوئی جو میں پوچھنے والا تھا وہ یہ تھا کہ آیا تم اس آئین پر غور کر رہے ہو جس کی تنظیم پر ہم نے بحث کی ہے یا کوئی اور؟

میں نے جواب دیا اسی پر جملہ اعتبارات سے اِلا ایک امر اور اس امر پر اثنائے بحث میں اشارہ کر دیا تھا جب ہم نے کہا تھا کہ ریاست میں مستقل طور پر کسی صاحب اقتدار کا موجود رہنا ضروری ہوگا جو آئین کا اسی نظر سے نگران رہے جو تمہاری یعنے مقنن کی نظر ہے جب تم قانون بنا رہے تھے۔

سچ ہے اس کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔

لیکن اس کی تکمیل کما حقہ نہیں ہوئی تھی کیونکہ میں تمہارے اعتراضوں سے خوف زدہ تھا جس سے ظاہر تھا کہ اس کا احتجاج نہایت طولانی اور دشوار ہوگا کیونکہ یہ کسی طرح نہایت آسان ٹکڑا اس بحث کا نہ ہوگا جو چھوٹ گیا ہے۔

وہ ٹکڑا کیا ہے؟

اس کا ثبوت کہ کس طریق پر ایک ریاست فلسفہ کو کام میں لائے گی بغیر پوری بربادیوں کے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ تمام بڑی چیزیں خطرناک ہوتی ہیں اور مثل مشہور ہے کہ خوبصورت چیزیں بڑی مشکل سے حاصل ہوتی ہیں۔ تاہم۔ اس نے کہا۔ اس نکتہ کو صاف ہو جانے دو تاکہ برہان کامل ہو جائے۔ ارادے کی جانب سے کچھ کوتاہی نہ ہوگی البتہ قوت کی

جانب سے قصور ہے بہرطور میری سر گرمی تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے۔ کیونکہ فی الفور مشاہدہ کر لو کس تدر بے پروا اگر بجوشی کے ساتھ میں دعویٰ کرتا ہوں کہ ایک ریاست کو فلسفہ کی تلاش میں ایسے طریقہ پر کام کرنا چاہیے جو بالکل برعکس اُس طریق کے ہو جو بالفعل عمل میں ہے۔

یہ کس طرح ؟

بالفعل جو لوگ فلسفہ کی تحصیل کرتے ہیں وہ بالکل نوخیز ہیں لڑکپن سے ابھی نکلے ہیں یہ فلسفہ کی اس وقت تحصیل کرتے ہیں جبکہ وقتاً فوقتاً گھر کے کام اور کاروبار سے فرصت ہوتی ہے اور نہایت دقیق مطالب میں غرق۔ میری مراد دایالکٹک علم کلام سے ہے تو غل کے بعد بالکل ترک کر دیتے ہیں وہ بہت ترقی کئے ہوئے فلسفی ہیں اور اس کے بعد ہمیشہ اگر بلائے جائیں وہ دوسروں کے کلام سننے پر رضامند ہوتے ہیں جن کی توجہ اس طرف مبذول ہے وہ اس کو بڑی فروتنی خیال کرتے ہیں کیونکہ ان کا خیال ہے کہ فلسفہ کو ثانوی شغلہ سمجھنا چاہیے اور جب بوڑھے ہو جاتے ہیں کل باستثنائے چند خاموش ہو جاتے ہیں زیادہ متاثر ہو کے ہیر اقلیطاس کے آفتاب کی طرح وہ پھر نہیں روشن ہوتے۔

اُس نے پوچھا مہربانی کر کے بتاؤ درست منصوبہ کیا ہے ؟

بالکل اس کے برعکس بچپن اور لڑکپن میں ان کو ایک نصاب فلسفہ کی تعلیم دیجائے جو اُن کے سن و سال کے مناسب ہو اور جب ان کے بدن بالیدہ ہوتے ہوں جب مردانگی کی عمر کو پہنچیں ان پر خاص توجہ کی جائے تاکہ فلسفہ کے۔ لیے بکار آمد کوشش کریں اس مدت کے پہنچنے تک جب ذہن پختگی حاصل کرنے لگتا ہے تو ذہنی ممارست بہت سخت ہونا چاہیے۔ اور جب جسمانی قوت میں انحطاط شروع ہو اور عوام کی خدمت اور فوجی ملازمت سے سبکدوش ہوں اس وقت سے تو انکی زندگی اس کام کے نذر ہو جائے اور وہ اپنے آپ کو مقدس کام کے لیے وقف کر دیں اگر ان کو زمین پر اور اس کے بعد کی زندگی میں خوش و خرم

رہنا ہے اور یہ زندگی جو انھوں نے گزاری اس کو اس حیات کی مطابقت سے اس دنیا میں فخر کے تاج سے آراستہ کرنا ہے۔

اچھا بیشک اے سقراط میں تمھاری گرمجوشی میں کوئی شک نہیں کرتا لیکن مجھ کو توقع ہے کہ تمھارے اکثر سامعین تھریسماخس سے ابتدا کرکے تم سے بھی بڑی ہوئی گرمجوشی کے ساتھ تمھاری مخالفت کریں گے اور مطلق انکار کریں گے۔

مجھ میں اور تھریسماخس میں لڑائی نہ ڈالو جبکہ ہم دونوں ابھی دوست ہوئے ہیں:۔ اگرچہ میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ پہلے ہم دشمن تھے میں کوشش ترک نہ کردوں گا جب تک کہ اور لوگوں کے ساتھ وہ میرے مثل غور کرنے لگے تاکہ آیندہ کی حالت میں ان کی بھلائی ہو اگر ان کو کبھی دوسرے وجود میں ایسے ہی مباحثہ سے مقابلہ ہو۔

اس نے چلا کے کہا فی الجملہ القوا کے بعد۔

بلکہ اس بارے میں یہ کہو کہ تمام زمانے کے مقابلہ میں یہ کچھ نہیں ہے ضرور نہیں ہے کہ ہم اس امر سے متعجب ہوں کہ اکثر لوگ میرے مسائل کا اعتقاد نہیں رکھتے۔ کیونکہ انھوں نے ہمارے نظریہ کے متحقق ہونے کو نہیں دیکھا بلکہ غالباً یہ امر ہے کہ وہ ایسی تجویزوں سے دوچار ہوتے ہیں جو ہمارے نظریہ کے کچھ مشابہ ہے۔ گویا زبردستی ایک دوسرے کے اجزا نظر آتے ہیں بجائے اس امر کے کہ خود بخود موافقت واقع ہو۔ جیسے صورت موجودہ میں کہ انھوں نے ابھی تک نہیں دیکھا ایک صورت میں یا ایک سے زیادہ صورتوں میں ایک انسان خلقت سے امکانا فضیلت سے نہایت کامل موافقت اور مماثلت رکھتا ہے قول میں بھی اور فعل میں بھی اور وہ ایک ریاست میں فرمانروا ہے جو ایسی ہی کامل ہے جیسا وہ خود ہے۔ یا تم خیال کرتے ہو کہ انھوں نے دیکھا ہے؟

نہیں میں نہیں خیال کرتا۔

اور اس کے اے میرے عزیز دوست ان لوگوں نے کافی بحث مباحثے نہیں سنے جن کے مطالب بلند ہوں اور لہجہ آزاد ہو جن کا انحصار صدق کی

217

سرگرم تحقیق پر ہو ہر ممکن ذریعہ سے محض صدق کے علم کی خاطر آپس کے مناظروں میں خواہ سرکاری مقدمات ہیں یہ لوگ ادب کے لحاظ سے فی الجملہ دوری پر قیام کرتے ہیں وکلا کی خاص نازک بحثوں سے جن کا مقصد یہ ہے کہ بحث کو طول دیا جائے تاکہ سامعین شور تحسین بلند کریں۔

پھر بھی تم حق پر ہو۔

ان اسباب سے اور ان نتائج کی توقع سے اگرچہ میں خائف تھا لیکن سچائی کی قوت نے مجھ کو مجبور کیا کہ میں پیشتر کے موقعوں پر بول اٹھا کہ کوئی ریاست یا آئین یا فرد واحد تکمیل کے مرتبے پر فائز نہیں ہو سکتا جب تک کہ یہ چند دانشور جن کو اب ناکارہ کہتے ہیں اگرچہ گئے گزرے نہیں ہیں اتفاقاً مجبور ہو کے خواہ وہ پسند کریں یا ناپسند کسی ریاست کی فرمانروائی کو قبول کرتے ہیں اور وہ بھی بجائے خود ان کی اطاعت پر مجبور ہوتی ہے۔ یا جب تک موجودہ سلطان یا بادشاہ یا ان کی اولاد خدا کی طرف سے ان کو القا ہوتا ہے کہ وہ سچے محب سچے فلسفہ کے ہیں۔ ان اتفاقات سے ایک کا یا دونوں کا محال ہونا بجائے خود میں کہتا ہوں کہ غیر معقول ہے۔ اگر وہ محال ہوں تو پھر ہم کو مسخرہ سمجھنا جائز ہوگا وہمی نظریہ باز۔ کیا میں ٹھیک نہیں کہتا؟

تم ٹھیک کہتے ہو۔

اگر وہ لوگ جنھوں نے اعلیٰ درجہ کی تحصیل فلسفہ میں کی ہے خواہ وہ گزشتہ زمانے کے بے شمار عہدوں میں گزرے یا کسی اور اقلیم میں جو ہمارے آفاق کے حدود سے بہت دور بالفعل موجود ہیں یا آیندہ ہوں گے جو قسمت کی زبردستی سے کسی ریاست میں فرمانروا ہوں ہم جان پر کھیل کے اس قول کی حمایت کے لیے آمادہ ہوں کہ آئین مذکور موجود تھا اور ہے اور ہوگا جبکہ سرستی کسی ریاست کی فرمانروا ہو۔ اس کا تحقق محال نہیں ہے اور نہ ہمارا مباحثہ ناقابل عمل ہے اگرچہ اس کا مشکل ہونا خود ہم کو تسلیم ہے۔

218

اس نے کہا میری بھی یہی رائے ہے۔
لیکن کیا تم یہ کہنے کے لیے تیار ہو کہ اکثر اس کے خلاف مختلف رائے رکھتے ہیں؟
شاید ایسا ہو۔
میرے افضل دوست خبردار ہو کیونکہ تم ایسا الزام جماعت کثیر پر لگاتے ہو۔ بلا شک وہ اپنے خیالات کو بدل دیں گے اگر تم مباحثہ سے بچتے ہو اور پوری شرافت سے اپنے تعصب کو دفع کریں مخالفت میں جب علم کی اور ان لوگوں کو جنھیں تم فلسفی سمجھتے ہو یہ دکھا دیں اور اس طرح تعریف کریں جس طرح ہم نے ابھی کی ہے ان کی فطرت اور تحصیل علم کی تاکہ وہ تم کو ایسا نہ سمجھیں کہ تم ایسی ہستیوں سے مراد لیتے ہو جو ان کے خیالات میں سب سے بالاتر ہیں یا تم اس اعتقاد کے رکھنے کی جرائت کرو کہ اگر وہ تمھارے مطمح نظر سے ان کی جانب نظر کریں تو ان کی رائے تمھاری رائے سے مختلف ہو اور دوسری قسم کا جواب دیں؟
دوسرے الفاظ میں کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ شخص جو شریر نہ ہو اور شرافت رکھتا ہو ایسے شخص سے جھگڑا کرے گا جو خود جھگڑالو نہ ہو یا اس شخص کی شرارت کا خیال رکھے گا جو شریر نہ ہو؟ میں تم سے پہلے یہ خیال ظاہر کردوں گا کہ میری رائے میں ایسا سرکش مزاج بہت چند ہی صورتوں میں پایا جائے گا نہ کہ اکثر بنی نوع انسان میں۔
اس نے جواب دیا میری بھی بالکل یہی رائے ہے۔
تو کیا اس بات میں بھی تمھاری رائے میری سی نہیں ہے کہ بدظنی جو اکثر لوگوں کو فلسفہ سے ہے اس کی وجہ کا پتہ ایسے لوگوں سے لگتا ہے جو زبردستی فلسفہ میں داخل ہو گئے ہیں بدمستوں کی طرح جہاں ان کا کچھ کام نہ ہو اور جو ایک دوسرے کو گالیاں دیا کرتے ہیں اور ان کو جھگڑے فساد میں مزا ملتا ہے اور ہمیشہ ذاتیات سے کلام کیا کرتے ہیں ان کا یہ چال چلن کسی طرح فلسفہ کے سزاوار نہیں ہے؟

بالکل سزاوار نہیں ہے۔

کیونکہ یقیناً اے ایڈیمانٹس وہ شخص ہے جس کے خیالات ان چیزوں سے وابستہ ہیں جو درحقیقت موجود ہیں ممکن نہیں کہ وہ لوگوں کے اشغال سے دل بستگی رکھتا ہو اور اس کے لیے وقت بچا سکے اور ان سے لڑ جھگڑ کے بدعادت اس میں سرایت کرے اور شرارت اور خصومت سے متاثر ہو۔ بخلاف اس کے وہ اپنا کل وقت بعض آراستہ غیر متغیر اشیا پر غوض کرنے میں صرف کرتا ہے یہ دیکھ کے کہ وہ اشیاء باہم دیگر نہ خطا کرتے ہیں نہ ان سے خطا کی جاتی ہے بلکہ وہ سب کے سب تابع ہیں نظام کے عقل کے مطابق وہ ان کی مشابہت کی تاحد امکان کوشش کرتا ہے۔ یا تم یہ خیال کرتے ہو کہ یہ ممکن ہے کہ ایسی چیز کی تقلید سے اجتناب کرے جس کی وہ احترام کے ساتھ ملازمت کرتا ہے؟

219

نہیں یہ غیر ممکن ہے۔

لہٰذا فیلسوف ان اشیا کے ساتھ رہنے سے جو خدا صفت اور منتظم ہیں جس حد تک انسان کے لیے ممکن ہے خود بھی خدا صفت اور منتظم بن جاتا ہے اگرچہ اس صورت میں سوء تعبیر کی گنجائش ہے۔

بیشک تم حق پر ہو۔

اس طرح اگر فیلسوف کبھی اس امر پر مجبور ہو کہ اس چیز کا مطالعہ کرے کہ کس طرح انسانوں کی عادت میں ہے کہ گھر اور مجمع عام میں بھی ان چیزوں کو داخل کریں جو ان کی توجہ مقام اعلیٰ میں اپنی طرف مبذول کرتی ہیں اور اس سانچے میں دوسروں کو اور اپنے آپ کو بھی ڈھالے تو کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ بے پروا صناع ہو گا اعتدال اور عدالت کی ساخت میں بلکہ جملہ ظاہری خوبیوں میں؟

ہرگز نہیں۔

اچھا اگر کثرت سے انسانوں کو آگاہ کیا جائے کہ ہمارا بیان صحیح ہے تو کیا وہ درحقیقت فلاسفہ سے آزردہ ہوں گے اور ہمارے بیان کو

بے اعتبار ٹھہرائیں گے اور ایک ریاست سچی سعادت اس وقت حاصل کر سکتی ہے اگر ایسے مصور اس کا خاکہ کھینچیں جو اصلی خدائی مخلوق کی نقل کرتے ہیں؟

وہ ہرگز آزردہ نہ ہوں گے اگر ان کو اس واقعہ کی خبر ہو۔ لیکن مہربانی کرکے بتاؤ کہ ان کے خاکہ کھینچنے سے تمہارا کیا مطلب ہے؟

میں نے جواب دیا وہ پردۂ تصویر کے لیے ایک ریاست کو لیں گے اور انسانوں کی اخلاقی طبیعت کو اور پہلی سطح کی صفائی سے آغاز کریں گے یہ کام بھی کسی طرح آسان نہیں ہے۔ بہرطور تم واقف ہو کہ ابتدا ہی سے وہ اور تمام صناعوں سے اس بارے میں اختلاف کریں گے وہ انسان یا شہر میں دخل دینے سے انکار کریں گے اور قوانین مرتب کرنے میں پس و پیش کریں گے جب تک کہ ان کو صاف پردہ نہ دستیاب ہوگا یا خود وہ اپنی کوشش سے پردے کو صاف کر لیں گے۔

ہاں اور وہ حق پر ہیں۔

بار دیگر کیا تم نہیں فرض کرتے کہ وہ اپنے دستور کا خاکہ کرینگے؟

بلاشک، وہ ہی کریں گے

دوسرا قدم ان کا میں خیال کرتا ہوں یہ ہوگا کہ وہ اس خاکہ کو بھرینگے اور ایسا کرنے میں اپنے کبھی اس رخ پر نظر ڈالیں کبھی اس رخ پر اول مثالی صورتوں پر عدالت حسن اعتدال وغیرہ کی نظر کریں گے پھر ان مفاہیم پر جو انسانوں میں مشہور رہیں اور اس طرح اپنے مطالعہ کے نتائج کو مخلوط کرکے ترکیب دیں گے وہ بالکل انسانی رنگ سے کام کریں گے جو انسانوں کے درمیان ان تحقیقات کے ذریعہ سے کام کریں گے جس کو تمہیں یاد ہوگا کہ ہومر نے بھی خدائی اور دیوتا کے مثل کہا ہے۔

تم ٹھیک کہتے ہو۔

اور میں فرض کرتا ہوں کہ وہ یہاں کاوش کرتے رہیں گے اور وہاں پھر سے تصویرکشی کریں گے حتی کہ جہاں تک ان کی قدرت میں تھا ہے

انسانوں کی اخلاقی سیرت کو ایسا خوشگوار بنائیں گے جسقدر قدرت کی نظر میں ممکن ہے
اچھا یقیناً ان کی تصویر بہت ہی خوبصورت ہوگی۔
میں نے کہا تو کیا ہم نے ان حملہ آوروں کی ترغیب دہی میں کچھ ترقی کی ہے جو تمھارے بیان سے ہم پر حملہ کرنے کے لیے نہایت قوت سے قدم بڑھا رہے تھے کہ ایسا مصور آئین کا اس انسان میں پایا جائیگا جس کی ہم نے ستائش کی تھی جس کو وہ سن رہے تھے اور جو ناخوشنودی کے باعث ہوئے تھے اس سبب سے کہ ہم نے تجویز کیا تھا کہ اپنے شہر ان کے ہاتھوں میں دے دیں گے؟ اور کیا اب ان کو کمتر اضطراب ہوگا اگر یہی ان سے کہا جائے؟
ہاں بہت کم اگر وہ عقلمند ہیں۔
میں بھی یہی خیال کرتا ہوں غرض یہ ہے وہ ہمارے احتجاج پر کسطرح نقض کر سکتے ہیں کیا وہ انکار کر سکتے ہیں کہ فلاسفہ اصل وجود اور صدق کے دلدادہ ہیں۔
نہیں ایسا کام کرنا بے شک مضحک ہوگا۔
اچھا کیا وہ اس بات کو مانیں گے کہ ان کی سیرت جس طرح ہم نے اس کو بیان کیا ہے خصوصیت کے ساتھ کمال سے منسوب نہیں ہے؟
نہیں وہ نہیں کر سکتے۔
پھر ایک بار کیا وہ ہم سے کہیں گے کہ ایسی سیرت جو اس کے خاص مطالعہ کی چیزوں میں داخل ہو کے تمام و کمال نیک اور فلسفیانہ ہو جائیگی جس طرح سے اور سیرت ہو سکتی ہے؟ یا وہ ان چیزوں کو ترجیح دینگے جن کو ہم نے بیان کیا ہے؟
یقیناً نہیں۔
تو کیا وہ اپنے غصہ پر قائم رہیں گے جب میں کہتا ہوں۔ جب تک فلاسفہ کے طبقہ کو اعلیٰ اقتدار کسی ریاست میں عطا کیا جائے تو ریاستوں کو اور اس کے شہریوں کو برائی سے نجات

نہ ملے گی اور وہ آئین جن کا ذکر کہانیوں میں ہے جس کا ہم بیان کرتے ہیں درحقیقت موجود ہی نہ ہوگا ؟

غالباً وہ کمتر برہم ہوں گے ۔

تم ہمارے اس فرض کے بارے میں کیا کہتے ہو صرف یہ نہیں کہ وہ کمتر خفا ہوں گے بلکہ یہ کہیں کہ ان کو بالکل تسلی ہوگئی ہے اور ان کو یقین ہوگیا ہے کہ ہم ان کو شرمائے سکون کی حالت میں لے آئیں اگر کچھ اور نہ کریں ؟

بہرصورت اس کو مان لو ۔

221 یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ لوگ اس حد تک معتقد ہیں لیکن بجائے دیگر کیا کوئی شخص اس بات کو مانے گا کہ بادشاہ اور فرمانروا کسی امکان سے ایسی اولاد نہیں پیدا کر سکتے جن کو فلسفیانہ طبیعت عطا ہوئی ہے ؟

کوئی شخص دنیا میں اس کو مانے گا ۔

اور کوئی شخص یہ دعویٰ کرے گا اگر ایسی طبیعت لیکے پیدا ہوا ہو ضرور ہے کہ وہ خراب ہو جائیں ؟

میں اس بات کو مانتا ہوں کہ ان کا محفوظ رہنا ایک مشکل معاملہ ہے لیکن میں پوچھتا ہوں کوئی ایسا ہے جو اس بات کو مانے کہ تمام اوقات میں کل تعداد سے ایک شخص بھی آلودگی سے پاک رہ سکتا ہے ؟

اس کو کون مانے گا ؟

میں نے کہا اچھا ایسا ایک شخص فرماں برداری کی حالت میں یہ قدرت رکھتا ہے ان سب چیزوں کا تحقق کرے جس کی اب ناقدری کی جاتی ہے ۔

سچ ہے رکھتا ہے ۔

کیونکہ یقیناً اگر کوئی حاکم اس قانون اور رسم کو جن کی ہم نے تفصیل بیان کی ہے میں خیال کرتا ہوں کہ یہ ناممکن نہیں ہے کہ شہری

لوگ اس امر پر رضامند ہوں کہ ان پر عمل کریں گے؟
یقیناً نہیں۔
اور عرض یہ ہے کیا یہ معجزہ ہوگا امکان کے کنارے کے اس طرف اگر کسی چیز کو ہم صحیح کہتے ہیں جو دوسروں کے نزدیک بھی صحیح ہو؟
میں بجائے خود کہتا ہوں کہ نہیں۔
لیکن میں یقین کرتا ہوں ہم نے بالکل یقین کرلیا ہے گزشتہ مباحثہ میں کہ ہمارا منصوبہ اگر ممکن ہوگا تو بہترین ہے۔
ہاں ٹھیک ایسا ہی ہے۔
اس طرح سے کہ نتیجہ بظاہر جہاں ہم لائے گئے ہیں یہ نسبت ہماری قانون سازی کے ایسا ہے جس کو ہم تجویز کرتے ہیں بہترین ہے اگر محقق ہوسکے اور محقق کرنا دشوار ہے لیکن یقیناً غیر ممکن نہیں ہے۔
سچ ہے۔ اُس نے کہا یہی ہمارا نتیجہ ہے۔
اچھا بس یہ حصہ ہمارے مضمون کا بدقت اختتام کو پہنچا ہے اب ہم باقی ماندہ سوالوں کی طرف رجوع کریں گے۔ کس طریقہ سے اور کن مشغلوں اور مطالعوں کی مدد سے ہم ایک جماعت انسانوں کی پیدا کریں گے جو اس قابل ہوں کہ آئین کو خراب نہ کرے اور وہ کیا سن ہوگا جبکہ یہ مطالعے فرداً فرداً اختیار کئے جاتے ہیں۔
بہرطریق ہم کو ایسا کرنے دو۔
میں نے کہا کہ میں نے اپنی پرانی تجویز، عورتوں اور بچوں کے ساتھ سلوک اور مجسٹریٹوں کے تقرر سے متعلق دشوار سوالات کے حذف سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا اس بات کو جان کے کہ جو طریقہ مکمل صحیح ہے اس سے کس قدر کراہت پیدا ہوگی اور اس پر عمل کرنا کس قدر دشوار ہوگا۔ قطع نظر میری تمام احتیاطوں کے وہ لمحہ اب آگیا ہے جب ان امور پر بحث ہونا چاہئے۔ یہ سچ ہے کہ سوالات عورتوں اور بچوں

222

کے طے ہو چکے ہیں مگر بہ نسبت مجسٹریٹوں کے از سرِ نو تحقیقات کے درپے ہونا چاہیئے۔ اُن کے بیان کے لیے ہم نے کہا تھا اگر تم کو یاد ہو گا ان کے حب وطن کو شک کی رسید سے دور رکھنے کے لیے ان کا امتحان بذریعہ الم و لذت کے ہونا چاہیئے اور ثابت کیا جائے کہ انھوں نے ہرگز اپنے اصول کو ترک نہیں کیا عین مشقت اور خطرات میں اور دولت کے ہر انقلاب کو اس خوف سے کہ اُن کا مرتبہ چھین لیا جائے گا اگر ان کی قوتیں برداشت کی ناکام ہوئیں اور جو کوئی امتحان سے نکلا بغیر کسی قصور کے جس طرح سونا آگ سے آزمایا جاتا ہے چاہیئے کہ عہدہ پر ان کا تقرر ضرور ہو اور حین حیات اور بعد موت کے بھی رعایتیں اور انعامات ان کو پہونچیں گے۔ ہماری زبان کا رجحان تقریباً اس سوال کے پیدا ہو جانے کے خوف سے جواب ملتوی ہے بر طرف ہوا اور اپنا منھ چھپا لیا۔

اس نے کہا تمھارا بیان بالکل صحیح ہے مجھے بخوبی یاد ہے۔

ہاں میرے دوست میں دعویٰ کرنے سے لرزتا ہوں جن کو میں نے اتفاقاً پیش کر دیا ہے۔ لیکن اب مجھے اس اظہار پر جرأت کرنے دو کہ ہم کو چاہیئے کہ بہت کامل فلاسفہ کو محافظ مقرر کریں۔

اس نے جواب دیا ہم تم کو سنتے ہیں۔

اب غور کرو کہ معدودے چند ان لوگوں سے تم غالباً پا سکو گے کیونکہ مختلف ارکان اس وضع کے جس کا ہم نے ذکر کیا کہ وہ فلاسفہ کے لئے ضروری ہیں ان کا مجمع بہ مشکل ہو سکتا ہے۔ اکثر صورتوں میں اس وضع کے لوگ متفرق ہوتے جاتے ہیں۔

تمھاری کیا مراد ہے؟

تم واقف ہو کہ جن اشخاص کو زود فہمی عمدہ حافظ ذہن رسا حدت ذہن اور جو صفتیں ان کو لازم ہیں وہ فوراً اسی وقت میں ایسی شریف اور بلند فطرت ہو جائیں کہ نہایت باقاعدہ اور استواری سے زندگی

بسر کریں بخلاف اس کے ایسے اشخاص اپنی چالاکی سے یہاں وہاں رواں دواں رہتے ہیں اور جملہ استحکام ان کی زندگی سے غائب ہوجاتا ہے۔ 223

سچ ہے۔

بجائے دیگر وہ استوار اور غیر متغیر سیرتیں جن کے معتبر ہونے سے ہر شخص چاہتا ہے کہ ان سے کام لیا جاوے اور جو جنگ میں خطرہ سے خبردار ہونے میں سست ہیں اور اسی طرح عمل کرتے ہیں جب تحصیل کی طرف راغب ہوتے ہیں یعنی یہ لوگ حالت جمود میں ہیں اور بیوقوف ہیں گویا دہ سن ہوگئے ہیں اور ہمیشہ اونگھتے اور جمائیاں لیتے رہتے ہیں جب کبھی اس قسم کی مشقت میں مصروف ہوتے ہیں۔

یہ سچ ہے۔

لیکن ہم اظہار کرتے ہیں کسی شخص میں جب دونوں قسم کی صفتیں اچھی طرح نہ موجود ہوں وہ سخت تعلیم تک پہنچنے سے ممنوع ہونا چاہئے عزت اور حکومت حاصل کرنے سے!

ہم حق پر ہیں۔

پس کیا تم پیش بینی نہیں کرتے کہ اس سیرت کے اقل قلیل اشخاص مہیا ہوں گے؟

نہایت یقین کے ساتھ میں کہتا ہوں۔

لہذا ہم کو قانع نہ ہونا چاہئے کہ ان کے چال چلن کا مشقتوں اور اور خطروں لذتوں میں امتحان کریں جس کا ہم نے بیشتر ذکر کیا تھا بلکہ ہم ان کو آزماتے رہیں ان طریقوں میں جن کا ذکر ہم نے ترک کردیا تھا مختلف اقسام کی تحصیل علم میں ان سے ورزش کراتے رہیں اور مشاہدہ کریں کہ ان کی سیرت ایسی ہوگی کہ اعلیٰ درجے کے مضامین کی موید ہو یا امتحان سے جی چرائیگی مثل ان لوگوں کے جو دیگر حالات میں جی چراتے ہیں۔

بلاشک مناسب ہے کہ ان کو اس طریقے سے آزمائیں لیکن
عرض یہ ہے کہ آپ کی سب سے اعلیٰ درجہ کے مضامین سے کیا مراد
ہے؟
میں فرض کرتا ہوں تم کو یاد ہوگا کہ نفس سے تین انواع کے
اجزا جدا کرنے کے بعد ہم نے عدالت عفت شجاعت اور حکمت علیحدہ علیحدہ
اخذ کیا تھا۔
واہ اگر مجھ کو یہ یاد نہ ہو تو میں اس لائق نہ ہوں گا کہ باقی مباحثہ
کو سنوں۔
کیا تم کو یہ بھی یاد ہے کہ جو بیان اس قیاس کے پہلے تھا؟
مہربانی کرکے بتائیے وہ کیا تھا۔
مجھے یقین ہے کہ ہم نے کہا تھا کہ بہترین نظر اس سوال پر حاصل
کرنے کے لئے ہم کو چاہئیے کہ ایک مختلف اور ذرا طولانی راستہ اختیار
کریں جس سے تم کو کامل بصیرت اس مضمون میں حاصل ہوجائے گی۔
ہنوز یہ بھی ممکن ہوگا کہ ایک برہان بطور ضمیمہ اس سوال کے ساتھ لگادی
جائے جو ہمارے پیشتر کے نتائج سے چشمہ کی طرح بہ نکلے گی۔ اس پر تم نے
کہا تھا کہ ایسی برہان تمھاری تسکین کردے گی اور پھر ان بحثوں کا تعاقب
224
کیا جو خود میرے ذہن میں صحت میں ناقص تھے مگر تم کہہ سکتے ہیں کہ ان پر
تم نے قناعت کی۔
اچھا اپنے بارے میں کچھ کہنا میں نے پیمانے کے اعتبار سے
ان کو اچھا خیال کیا اور یقیناً باقی جماعت کی بھی رائے تھی۔
مگر میرے دوست کوئی پیمانہ اس مضمون کا جو از روئے اوراک
حقیقت میں ناقص پڑتا ہے۔ کہا جاسکتا ہے کہ بالکل معقول ہے کیونکہ کوئی
ناقص چیز کسی چیز کا پیمانہ ہے اگرچہ لوگ بعض اوقات خیال کرتے ہیں کہ
کافی مقدار میں کہا جاچکا ہے اور یہ کہ زیادہ تحقیق کی کوئی ضرورت نہیں
ہے۔

ہاں اس نے کہا یہ عام عادت ہے اور کاہلی سے پیدا ہوتی ہے۔
ہاں مگر یہ عادت نمایاں طور سے مطلوب نہیں ہے ایک ریاست کے محافظ میں اور نہ اُس کے قوانین میں۔
مجھ کو ایسا ہی مان لینا چاہیئے۔
جب یہ حالت ہے میرے دوست ایسے شخص کو بہت پھیر کے راستہ سے جانا چاہیے اور ایسے ہی شوق سے اپنی تحصیل میں محنت کرنا چاہیئے جس طرح جسمانی ورزشوں میں نہیں تو جیسا کہ ابھی ہم کہہ رہے تھے ہم کبھی اس سب سے عالی مرتبہ علم کی منزل مقصود تک نہ پہنچیں گے۔ جو خصوصیت کے ساتھ اس کی ذاتی ہے۔
کیا! اس نے چلا کے کہا کیا وہ سب سے بلند تر نہیں ہے؟ کیا کوئی چیز عدالت سے بلند تر ہے اور وہ دوسری چیزیں جن پر بحث ہو چکی ہے؟
میں نے جواب دیا اس طرح بھی اور اس محل پر ہم کو غور نہ کرنا چاہیئے ایک بھدا خاکہ جس کو ہم بناتے رہے تھے۔ بلکہ بخلاف اس کے ہم کو چاہیئے سب سے کامل تر تدبیر سے کم پر مطمئن نہ ہوں۔ کیونکہ کیا یہ امر مضحک نہ ہوگا دوسرے مضامین میں کوشش کریں جو کم قیمت ہیں اور جس قدر محنت خیال میں آسکتی ہے اتنی محنت اس کی تکمیل کے لیے کریں تاکہ وہ ٹھیک ہوں اور کوئی داغ ان میں نہ رہے۔ اور اُسی وقت میں اعلیٰ مضامین کے دعوے سے تجاہل کریں جو ان کو اسی کے مطابق اعلیٰ درجہ کی ترتیب کے ساتھ ہے؟
یہ اعتقاد عادلانہ ہے۔ مگر کیا تم خیال کرتے ہیں کہ کوئی تم کو چھوڑ دے گا بغیر یہ سوال کئے ہوئے کہ وہ کونسا علم ہے جس کو تم سب سے اعلیٰ کہتے ہو اور کس چیز سے وہ بحث کرتا ہے؟
میں نے جواب دیا یقیناً نہیں بس تم خود سوال کرو۔ یقیناً تم نے متعدد اوقات میں جواب سنا ہے۔ لیکن اس وقت

یا تم بھول گئے ہو یا تمہارا یہ ارادہ ہے کہ اعتراضات پیدا کر کے مجھے الجھائے رکھو۔
میں اس اخیر رائے پر مائل ہوں کیونکہ تم سے اکثر کہا گیا ہے

کہ اصلی صورت خیر کی سب سے بلند معروض علم (سائنس) کا ہے اور یہ جوہر
عادلانہ چیزوں اور جملہ مخلوق اشیاء کے ساتھ شریک ہو کے ان کو کارآمد اور
مفید بنا دیتا ہے۔ اور اس لمحہ میں یا تم بمشکل شک کر سکتے ہو کہ میں اس کا
دعویٰ کرنا چاہتا ہوں اور اس کے علاوہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم بطور کافی اس
جوہر سے واقف نہیں ہیں۔ اور اگر ایسا ہو۔ اگر میں کہوں کہ ہم ہر چیز کو اسکے
ماورا بطور کامل جانتے ہیں نیز جانتے ہوئے اس چیز کے۔ تم جانتے ہو کہ یہ ہم کو
کچھ نفع نہ بخشے گا۔ ٹھیک اسی طرح غیر مفید ہو گا کہ ہم ہر چیز رکھتے ہیں سوائے
اس چیز کے جو خیر ہے۔ یا تم خیال کرتے ہو اس سے کچھ نفع پہنچے گا
کہ ہم جملہ ممکنہ اشیاء رکھتے ہوں صرف باستثنا ان چیزوں کے جو خیر ہیں یا ہر
چیز قابل ادراک کو ہم سمجھتے ہیں بغیر سمجھنے اس چیز کے جو خیر ہے۔ بالفاظ
دیگر ہر چیز کے تصور سے جو خیر اور جمیل ہو محروم ہوں؟

میں ایسا نہ کروں گا میری بات کو یقین کرو۔

معہذا تم بلاشک جانتے ہو کہ خیر خاص کو عوام الناس لذت خیال کرتے
ہیں ــــ نہایت روشن ضمیر بصیرت ہے؟

بیشک میں یہ جانتا ہوں۔

اور اے میرے دوست تم واقف ہو کہ حامی اس اخیر رائے کے اس
قابل نہیں ہیں کہ بصیرت سے ان کی کیا مراد ہے اور بالآخر مجبور اُدہ بصیرت
کی تشریح اس طرح کرتے ہیں کہ بصیرت اس چیز کی جو خیر ہے۔

ہاں وہ ایک مضحک مشکل میں ہیں۔

بے شک ہیں۔ چونکہ وہ ہم کو جو چیز خیر ہے اس کی جہالت پر ملامت
کرتے ہیں۔ اور پھر ہم سے دوسرے لمحہ میں اس طرح کلام کرتے ہیں گویا کہ
ہم جانتے ہیں کہ وہ کیا ہے۔ کیونکہ وہ ہم کہتے ہیں کہ خاص خیر بصیرت ہے
خیر کی یہ فرض کر کے کہ ہم ان کا مفہوم سمجھتے ہیں جونہی وہ اصطلاح خیر کو

زبان پر لاتے ہیں۔

یہ بالکل سچ ہے۔

پھر کیا وہ لوگ وہ نہیں ہیں جن کی تعریف میں لذت بعینہ خیر ہے اس حد تک غلطی سے متاثر ہوکے جس کا مذکور ہوا؟ کیونکہ وہ مجبور کئے جاتے ہیں اس کے تسلیم کرنے پر کہ بری لذتیں موجود ہیں کیا نہیں ہیں؟

یقیناً ہیں۔

جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مجھ کو یہ سمجھنا چاہئے کہ ایک ہی چیز کو خیر اور شر ان کو تسلیم کرنا ہوگا۔ کیا ایسا نہیں ہے؟

یقیناً یہ ہوتا ہے۔

تو کیا یہ ظاہر نہیں ہے کہ یہ ایسا مضمون ہے جس پر اکثر اور سخت مناقشہ ہوا ہے؟

226

بلاشک یہ ہے۔

ایک بار اور: کیا یہ واضح نہیں ہے کہ اگرچہ اکثر اشخاص اس کے کرنے پر آمادہ ہوں گے اور بظاہر ایسا کرنے پر یا اس کے رکھنے پر کہ جو چیز بظاہر عادلانہ اور جمیل ہے بغیر اس کے کہ درحقیقت ایسی ہوتا ہم جب تم اشیاء خیر پر آتے ہو تو کوئی اس چیز کے حاصل کرنے پر قانع نہ ہوگا جو چیز صرف ایسی ظاہر ہوتی ہے بخلاف اس کے ہر شخص کو حقیقت کی تلاش ہے۔ اگر کہیں اور نہ ہو تو نہ ہو مگر اس محل پر شباہت کی کلی تحقیر کی جاتی ہے؟

ہاں یہ بالکل واضح ہے۔

پس یہ خیر جس کی ہر نفس کو تلاش ہے بطور انجام کل افعال کے اسکے وجود کی معرفت ہوتی ہے لیکن بطور کافی اس کی ماہیت کے سمجھنے میں حیران و پریشان ہیں یا لطف اٹھائیں اس مستحکم اعتبار سے جو اس کی نسبت سے ہے جو کہ یہ خود حاصل کرتا ہے اور چیزوں کی نسبت سے اور اسی لیے مقدر ہو چکا ہے کہ اگر کوئی قاعدہ جو یہ اخذ کرتا ان اشیاء سے وہ چھین لیا جائے۔

کیا ہم یہ مانیں کہ اس مضمون پر جس کی اہمیت بے حد ہے وہ عدم بصارت جس کا ہم نے مذکور کیا ہے ایک مطلوبہ ہیئت ہے سیرت میں ان لوگوں کی جو بہترین ارکان ریاست کے ہیں جن کے ہاتھوں میں سب چیزوں کو رکھنا ہے؟

بالکل یقین ہے کہ نہیں۔

بہر طور اگر یہ نہ معلوم ہو کہ کس طریقے سے عادلانہ چیزیں اور خوبصورت چیزیں نیک بھی ہو جاتی ہیں میں فرض کرتا ہوں کہ ایسی چیزیں بہت گرانبہا محافظ نہ رکھتی ہونگی ایسے شخص کی ذات میں جو اس نکتہ سے نابلد ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ کوئی شخص عادل اور جمیل کو قابل اطمینان طور سے نہیں جان سکتا جب تک کہ وہ خیر کو نہ جانے۔

تمھارے قیاسات درست ہیں۔

تو پھر کیا انتظام ہمارے آئین کا کامل ہوگا بشرطیکہ ایسا محافظ نگرانی کرے جو فنی طور پر ان مضامین سے واقف ہے؟

لا کلام یہ ہوگا۔ مگر براہ عنایت اے سقراط کیا تم دعوی کرتے ہو کہ خاص خیر علم ہے یا لذت یا کوئی اور شئے یا دونوں سے جدا؟

اہا ہا میرے دوست! میں نے مدت ہوئی دیکھا تھا کہ تم ان مضامین کی نسبت اور لوگوں کی رائے پر راضی ہو گئے۔

کیوں سقراط یہ تو مجھے یقیناً غلط معلوم ہوتا ہے ایسے شخص سے جس نے اس قدر وقت ان مسائل پر صرف کیا ہے وہ اس قابل ہو کہ دوسروں کی رائے کو بیان کرے اور اس قابل نہ ہو کہ اپنی رائے بیان کر سکے۔

اچھا میں نے کہا تم اس کو جائز سمجھتے ہو کہ کوئی شخص دوسروں کو آگاہی دینے کے انداز سے کلام کرے ایسے مضامین پر جن سے وہ خود کماحقہ آگاہ نہ ہو۔

یقیناً خیر وہی کے انداز سے نہیں لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ یہ جائز ہے کہ اس بات پر راضی ہو کہ اپنی رائے کو اس چیز کے لیے بیان کرے جس کے وہ سزاوار رہو۔ اچھا۔ مگر کیا تم نے ملاحظہ نہیں کیا کہ رائیں جو غور سے

مسترد ہو چکی ہیں ان کو کوئی پسند نہیں کرتا؟ زیادہ سے زیادہ وہ اندھی ہیں یا تم یہ تصور کرتے ہو کہ وہ لوگ جو عقل خالص سے موئد نہیں ہیں صحیح رائے رکھتے ہیں وہ کلیتہً اندھوں سے افضل ہیں وہ جادہ مستقیم پر قائم ہیں؟

اس نے جواب دیا ہرگز افضل نہیں ہیں۔

پس کیا تمھاری یہ خواہش ہے کہ ان اشیاء پر غور کرو جن پر عنایت نہیں ہے وہ اندھی اور کج ہیں جب کہ تمھاری قدرت میں ہے کہ اور لوگوں سے درخشاں اور خوبصورت چیزوں کے بارے میں علم حاصل کرو؟

گلاکون نے رو کے کہا اے سقراط میں تم سے بمنت کہتا ہوں کہ عقب کی جانب رجوع نہ کرو گویا کہ تم انجام پر پہنچ گئے ہو۔ ہم اس پر قانع ہوں گے کہ اگر تم صرف خیر کے مضمون پر بحث کرو اسی عبارت سے جس سے تم نے عدالت عفت وغیرہ پر بحث کی تھی۔

ہاں میرے دوست اور اسی طرح مجھ کو بالکلیہ قانع ہونا چاہئے لیکن میں خود اپنی ہی قوتوں پر اعتماد نہیں کرتا اور مجھ کو خوف معلوم ہوتا ہے کہ میری بے تکی سرگرمی مجھ کو مضحکہ نہ بنائے۔ اے صاحبو! بالفعل ہم خیر عظمی کی کل تحقیق کو ملتوی کرتے ہیں۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں ہماری کوشش کے حیطہ اقتدار سے باہر ہے کہ وہ راستہ ملجائے کہ آخر کار میری ذاتی رائے اس مضمون پر کیا ہے۔ مگر میں اس کے باب میں گفتگو کرنے پر راضی ہوں جو کہ بظاہر ایک شعبہ خاص نیکی سے ہے اور اس سے بہت مشابہت رکھتا ہے بشرطیکہ اس کو تم بھی گوارا کرو اگر تم نہ گوارا کرو تو میں اس کو بھی ترک کر دوں۔

اس نے جواب دیا نہیں ہم سے اس کے بارے میں بیان کرو۔ والدین کے بیان کے لئے تم ہمارے قرضدار رہو گے۔

میں آرزو رکھتا ہوں کہ میں یہ قرضہ ادا کر سکتا اور تم وصول کرتے بالعوض اس کے کہ ہم اپنے کو اسی رقم کے سود پر قانع بنائیں جو اس رقم سے پیدا ہوتا ہے بہر طور یہاں تمھارے سامنے اس کے پھل اور ثمرۃ الفواد کو اس اصلی نیکی کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔ صرف خبردار رہو کہ میں بلا ارادہ تمھارے

228

اوپر اس کو مسلط کروں جبلی پیرایہ میں اس نسل کے۔
جس قدر امکان میں ہے ہم خبرداری کریں گے۔ فقط کہے جاؤ۔
میں ایسا ہی کروں گا جیسے ہی ہم اس کو مل جل کے طے کر چکیں گے اور تم کو یاد دلا دیا جائے گا بعض بیانات کے متعلق جو ہماری گفتگو کے اول حصے میں کئے گئے تھے اور اس کے پہلے بھی بار بار وہ از سر نو بیان ہوئے ہیں۔
مہربانی کرکے بتاؤ کون سے بیانات؟
اثنائے بحث میں ہم نے اشیاء کی کثرت کے وجود کو تسلیم کر لیا ہے جو کہ جمیل اور خیر وغیرہ ہیں۔
سچ ہے ہم نے ایسا کیا ہے۔
اور بھی ہم نے وجود ایک اصلی جمال اور ایک اصلی نیاب وغیرہ کا۔
اور ان سب چیزوں کو جن کو ہم نے کثیر سمجھا ہے تحویل کیا ہے ایک مفرد صورت میں اور مفرد وجود کو ہر حال میں اور ہر ایک کا ایک مستقل وجود مانا ہے۔
ٹھیک ایسا ہی ہے۔
اور ہم کہتے ہیں کہ یہ پہلی چیزیں آنکھ پر پیش کرتی ہیں نہ کہ خالص عقل پر در حالیکہ صورتیں اپنے کو پیش کرتی ہیں عقل پر نہ کہ آنکھ پر۔
یقیناً
پس اپنی ذات کے کس جز سے ہم مبصرات کو دیکھتے ہیں؟
بصارت سے۔
اسی طرح ہم آوازوں کو سنتے ہیں سامعہ سے اور مشاہدہ کرتے ہیں ہر محسوس چیز کو دوسرے حواس سے کیا ہم نہیں کرتے؟
یقیناً۔
پس تم نے ملاحظہ کیا ہے کس اعلیٰ درجہ کے بھاری مول سے حواس کے صانع نے بنائی ہے قوت دیکھنے اور دیکھے جانے کی؟
اس نے جواب دیا۔ بعینہ ٹھیک نہیں۔

اچھا تو اس کو اس روشنی میں دیکھو۔ کیا کسی اور قسم کی کوئی چیز ہے جو کہ کان اور آواز کو مطلوب ہے تا کہ ایک سننے کے قابل ہو اور دوسری سنے جانے کے قابل ہو۔ اور اگر یہ تیسری چیز نہ ہو تو وہ ایک نہ سنے اور دوسری نہ سنی جائے گی؟

نہیں۔ نہیں ہے۔

اور میں یقین کرتا ہوں کہ بالکل ہی کم۔ اگر کوئی ہو بھی۔ دوسرے حواس کو ایسی تیسری چیز مطلوب ہے۔ کیا تم کہہ سکتے ہو کہ کوئی حاسہ ایسا ہے؟

نہیں میں نہیں کہہ سکتا

لیکن تم نہیں دیکھتے کہ بصر اور مبصرات کی صورت میں ایک اور اضافہ کی ضرورت ہے؟

کیونکر؟

229 یہ مان کے کہ بصر کا مقام آنکھ ہے۔ اور اس میں قوت والا کوشش کرتا ہے اس کے استعمال کرنے کی اور رنگ اشیاء میں رہتا ہے ابھی تک اور جب تک تیسری قسم کی کوئی شئے موجود نہ ہو جو اس خاص مطلب کے لئے مہیا نہ ہو تو تم واقف ہو کہ بصارت کچھ نہ دیکھے گی اور رنگ دکھائی نہ دیں گے۔

مہربانی کر کے بتاؤ وہ تیسری چیز کیا ہے جس کی طرف تم اشارہ کرتے ہو؟

بلا شک میں حوالہ دیتا ہوں اس چیز کا جس کو تم روشنی کہتے ہو۔

تم درست کہتے ہو۔

لہٰذا ظاہر ہوتا ہے کہ جملہ جوڑوں سے جن کا اولاً مذکور ہوا حس بصر اور قوت دیکھے جانے کی دونوں کا جوڑ شریف ترین کڑی (پیوند) سے ہوا ہے جس کی ماہیت کسی طرح حقیر نہیں ہے ہاں اگر روشنی رذیل ہو تو

وہ اور بات ہے۔

نہیں اس کا رذیل ہونا بسا بعید ہے۔

پس آسمانی دیوتاؤں سے تم کس کی طرف اس کو منسوب کرتے ہو کہ وہ اس کا مالک اور تقسیم کرنے والا اس برکت کا ہے؟ اور کس کا نور ہے جو ہماری نظر کو اس قابل کرتا ہے جو اس خوبی سے دیکھ سکے۔ جو مبصرات کو ظاہر کر دے؟

اس نے جواب دیا اس مضمون پر صرف ایک ہی رائے ہو سکتی ہے۔ تمھارا سوال بداہتہً سورج کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

پس جو نسبت کہ آنکھ کی روشنی اور اس دیوتا میں قائم ہے اس کی ماہیت حسب ذیل ہے کیا یہ نہیں ہے؟

بیان کرو۔

نہ نظر خود اور نہ آنکھ جو مقام نظر کا ہے بعینہ سورج ہے۔

یقیناً نہیں۔

اور تاہم جملہ آلات احساس سے آنکھ میرے خیال میں نہایت تقریبی مشابہت سورج سے رکھتی ہے۔

ہاں ٹھیک ایسا ہی ہے

مزید براں کیا وہ قوت جو آنکھ رکھتی ہے اس کو سورج سے عطا ہوئی ہے اور اس کو ایک مفید چیز کی حیثیت سے وہ رکھتی ہے؟

یقیناً یہی ہے۔

پس کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ سورج گو کہ بعینہ نظر نہیں ہے تاہم نظر کی علت ہے اور مزید براں اس کی مدد سے دیکھا جاتا ہے۔

ہاں بالکل سچ ہے۔

اچھا تو پھر میں نے کہا یقین کرو کہ میری مراد سورج سے تھی جب میں نے خاص خیر کی اولاد کے بارے میں کلام کیا تھا جو اس سے متولد ہوئی اس کی خاص مشابہت ہے یعنی گویا اس کو وہی نسبت

عالم مبصر میں نظر سے ہے اور اس کے اشیاء سے جو کہ خیر خاص عقلی عالم میں عقل خالص سے اور اس کے معروضات سے ہے۔

یہ کیونکر؟ ایسی مہربانی کیجئے کہ اس کو ذرا تفصیل کے ساتھ سمجھا دیجئے۔ 230

کیا تم واقف ہو کہ جب کوئی اشیار کی طرف دیکھنا ختم کر دیتا ہے۔

میں نے کہا ہاں تم جانتے ہو کہ جب کوئی شخص اشیار کو اس وقت دیکھے جب دن کی روشنی نہ پڑتی ہو بلکہ صرف چاند اور ستاروں کی روشنی ہو تو نگاہ خیرہ ہو جاتی ہے اور تقریبًا اندھا ہو جاتا ہے اشیار پر صاف نظر نہیں پڑتی؟

میں اس سے خوب واقف ہوں۔

مگر جب وہی شخص چیزوں کو سورج کی روشنی میں دیکھتا ہے تو وہی آنکھیں میں یقین کرتا ہوں صاف دیکھتی ہیں اور بدا ہتہً واضح بصارت کا مقام ہیں؟

بلاشک ایسا ہی ہے۔

ٹھیک اسی طرح نفس کی حالت سمجھو جو حسب ذیل ہے۔ جب کبھی یہ وابستہ ہوتا ہے ایسی شئے سے جس پر حق اور حقیقی وجود کا جلوہ ہے تو وہ اس شئے کو عقل سے گرفت کر لیتا ہے اور اس کو جانتا ہے اور اس کو اور اپنی ذات کو صاحب عقل ثابت کرتا ہے۔ لیکن جب کبھی ایسی چیزوں پر توجہ کرتا ہے جو تاریکی سے مخلوط ہیں یعنے عالم تولد اور ممات (عالم کون و فساد) میں۔ اس وقت یہ ظن پر توقف کرتا ہے اور اس کی نظر خیرہ ہو جاتی ہے چونکہ تردد عارض ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ عقل سے محروم ہے۔

سچ یہی ہے۔

اب اس قوت کو، جو حقیقی علم کے معروضات کے لئے وہ صداقت مہیا کرتی ہے جو ان کے اندر ہوتی ہے اور جو اس شخص کو جو انہیں جانتا ہے جاننے کی استعداد بخشتی ہے، تمہیں خیر کی صورت اصلی سمجھنا چاہئے تم کو چاہئے کہ اسکو علم

کا اور حق مبدا سمجھو جس حد تک کہ وہ حق سلسلہ میں علم کے آتا ہے اور اگرچہ علم اور حق دونوں نہایت خوبصورت چیزیں ہیں تم خیر کو ان سے جدا سمجھنے میں حق پر ہو اور ان سے بھی زیادہ خوبصورت۔ اور جیسے اس کی مماثل صورت میں روشنی اور بصارت کو سورج کے مشابہ سمجھنا درست ہے لیکن ان کو اور سورج کو بعینہٖ ایک ماننا غلط ہے اسی طرح علم اور حق دونوں کو خیر کے مشابہ کہنا درست ہے اور دونوں سے کسی کو بعینہٖ خیر کہنا نادرست ہے کیونکہ بخلاف اس کے صفت خیر کی چاہیئے کہ اور بھی ان کو بیش بہا کر دے۔

اس کے ضمن میں ہے ایک جمال جس کا بیان نہیں ہوسکتا۔ اگر یہ صرف مبداء علم اور حق کا نہ ہو بلکہ حسن میں ان سے بھی بڑھا ہوا ہوئے کیونکہ میں خیال کرتا ہوں کہ تم اس سے لذت نہیں مراد لیتے۔

خاموش! میں نے زور سے کہا اس کی ایک لفظ بھی نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ تم اس کی تشریح اور امتحان کرو حسب ذیل :-

مجھے دکھاؤ کہ کس طرح۔

231 میں خیال کرتا ہوں تم اس بات کو تسلیم کروگے کہ سورج اشیائے مبصرات کے لیے نہ صرف قوت دیکھے جانے کی بہم پہنچاتا ہے بلکہ ان کی حیات نشوونما اور خورش بھی اگرچہ وہ خود حیات کے مساوی نہیں ہے۔

بیشک نہیں ہے

پھر تسلیم کرو کہ اسی طرح کہ معروضات علم نہ صرف خیر سے عطیہ معلوم ہونے کا اخذ کرتے ہیں بلکہ اس کی جانب سے اس کو حقیقی اور اصلی وجود بھی بخشا جاتا ہے اگرچہ خیر بعینہٖ وجود ہونے سے دور ہے اور فی الواقع اس سے بڑھ جاتی ہے عزت اور قوت میں۔

اس موقع پر گلاکن نے خوش طبعی کے انداز سے پکارا خدا کی پناہ! کیا معجز نما فوقیت ہے!

اچھا میں نے کہا تم وہ شخص ہو جو قابل الزام ہے۔ کیونکہ تم مجھ کو مجبور کرتے ہو کہ اپنی رائیں اس مضمون پر بیان کروں۔

نہیں میں تم سے منت کرتا ہوں کہ تم توقف نہ کرو جب تک کہ تم اپنی سورج کی تشبیہ پر دوبارہ من کل الوجوہ نہ گزر جاؤ اگر تم کسی چیز کو چھوڑ رہے ہو۔

اچھا سچ تو یہ ہے کہ میں بہت کچھ چھوڑ رہا ہوں۔

بس مہربانی کرکے ذرا سی بات بھی نہ چھوڑو۔

میں خیال کرتا ہوں میں بہت کچھ نہ کہا ہوا چھوڑ دوں گا۔ حالات کے تحت اگر مجھ سے ہوسکے میں بالارادہ کوئی امر فرو گزاشت نہ کروں گا۔

مہربانی کرکے نہ چھوڑنا۔

اب سمجھو کہ ہمارے طریق سے دو قوتوں کی حکومت ہے ایک کی مملکت عقلی پر اور دوسری کی ملک مبصرات پر اور اسی قسم کے اشیاء پر اگر میں لفظ فلک کو استعمال کروں تو تم خیال کروگے کہ میں لفظ کی رعایت کرتا ہوں۔ بس تم گویا دو قسموں پر تصرف کرتے ہو ایک مبصر دوسرے عقلی؟

ہاں میں ایسا کہوں گا۔

فرض کرو کہ تم ایک خط دو نا برابر حصوں میں تقسیم کرو۔ ایک مبصرات کو تعبیر کرتا ہے اور دوسرا عقلی کو۔ اور پھر ہر ایک کو دو حصوں میں اسی پیمانہ پر پھر اگر تم طول ان قطعوں کا اس قدر رہناؤ کہ وہ ممیز اور غیر ممیز کے درجوں کو ظاہر کرے۔ دو قطعوں سے اس خط کے جو مبصرات کو تعبیر کرتا ہے وہ کل تصویروں کو ظاہر کرتا ہے:۔ تصویروں سے اولاً ظلال مراد ہیں اور دوسرے وہ عکس جو پانی میں نظر آتے ہیں اور باریک ریشوں کے شفاف درخشاں جوہر اور ہر چیز اس قسم کی اگر تم میری بات سمجھتے ہو۔ 232

ہاں میں سمجھتا ہوں۔

دوسرا قطعہ حقیقی اشیا کی جگہ قائم ہے مطابق ان تصویروں کے یعنی حیوانات جو ہمارے گرد و پیش ہیں اور تمام عالم فطرت اور فن
بہت خوب۔
تم اس کے کہنے پر بھی رضامند ہو گے کہ اس طبقہ کے حوالے سے صدق اور غیر صدق اعتبار سے وہی امتیاز جو درمیان نقل اور اصل میں ہے یعنی وہ جو ظن سے تعلق رکھتا ہے اور وہ جو علم سے متعلق ہے؟
ہاں مجھ کو کہنا چاہئے۔
پس ہم کو غور کرنے دو کہ ہم وہ حصہ اُس کل خط کا جو کہ عالم عقلی کو تعبیر کرتا ہے کس طرح تقسیم کریں۔
کس طرح کرنا چاہئے؟
اسی طرح ایک قطعہ اس کا ظاہر کرے گا جس کو نفس بذریعہ قطعات دوسرے جز کے تحقیق کرنے پر مجبور رہے جس کو یہ بطور تصویروں کے کام میں لاتا ہے مفروضات سے ابتدا کر کے اور اصول تک نہیں جاتا بلکہ نتیجہ پر جاتا ہے۔ دوسرا قطعہ معروضات نفس کو ظاہر کرے گا جب کہ یہ مفروض سے اصل اول کی طرف راہ پاتا ہے جو مفروضی نہیں ہے بلا مدد ان تصویروں کے جن کو پہلی تقسیم کام میں لاتی ہے اور اپنے سفر کو صرف مدد سے حقیقی اصلی صورتوں کے متشکل کرتی ہے۔
جیسا جی چاہتا تھا ویسا میں تمہارے بیان کو نہیں سمجھا۔
پس ہم دوبارہ کوشش کریں گے۔ تم میرا مطلب زیادہ سہولت سے سمجھ لو گے اگر بعض اگلے مشاہدات کو میں کہہ دوں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ تم جانتے ہو کہ طالب علم ایسے مضامین کے جیسے علم ہندسہ اور حساب بطور مواد کے ہر تحقیق میں اعداد فرد و زوج شکلیں تین قسم کے زاویئے اور دوسرے ایسے ہی معطیات تسلیم کئے ہیں سمجھا جاتا ہے کہ وہ ان چیزوں کو جانتے ہیں اور ان کو بطور مفروضات ان کے بیان کے اپنے سے انکار کرتے ہیں اپنے آپ کو بھی اور دوسرے لوگوں کو بھی اس

233

فرض پر کہ وہ بدیہی ہیں اور اس کو اپنا مبدا، قرار دیتے ہیں اور اس سے باقی مضمون کی سیر کرتے ہیں اور بالآخر کامل اتحاد کے ساتھ وہاں پہنچ جاتے ہیں جہاں انھوں نے معروض تحقیق کو قرار دیا ہے۔

اس نے جواب دیا ہیں کامل طور سے اس واقعہ سے آگاہ ہوں۔

پس تم یہ بھی جانتے ہو کہ وہ اپنی مدد کے لیے مبصر صورتوں کو طلب کرتے ہیں اور ان پر تقریر کرتے ہیں اگرچہ وہ ان صورتوں میں مصروف نہیں ہیں بلکہ ان کی اصلوں کے ساتھ اگرچہ وہ کسی خاص مربع اور قطر پر تقریر نہیں کرتے بلکہ ان کی نظر مطلق مربع اور مطلق قطر پر ہے وغیرہ کیونکہ جب وہ بطور تصویروں کے مذکورۂ بالا شکلوں اور نقشوں کو کام میں لاتے ہیں جن کے بر عکس اور شبیہیں پانی میں نظر آتی ہیں وہ درحقیقت مجرد شکلوں کو ملاحظہ کرنا چاہتے جو عقل کی آنکھ سے کس شخص کو نظر آسکتی ہیں؟

سچ ہے۔

یہ اس طبقہ کی چیزیں ہیں جن کو میں نے عقلی کہا تھا۔ مگر میں نے کہا تھا کہ نفس مجبور ہے کہ مفروضات کو استعمال کرے جب ان کی تحقیقات میں مشغول ہو کسی اصل اول کی طرف سیر نہ ہو (کیونکہ وہ قدم بڑھانے کے قابل نہیں ہے کہ مفروضات پر فوق لے جائے) بلکہ تصویروں کو استعمال کرے جو کہ نقلیں اشیاء عالم سفلی کی ہیں۔ یہ نقلیں جب اصل سے مقابلہ کی جاتی ہیں تو عامیانہ طور سے متمائز ہوتی ہیں اور ویسی ہی ان کی قدر و قیمت ہوتی ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ تم ہندسہ کی مختلف شاخوں اور متقارب فنون کے موضوع کے بارے میں گفتگو کرتے ہو۔

پھر عقلی عالم دوسرے قطعہ کے باب میں یہ سمجھو کہ میں مراد لیتا ہوں وہ جملہ جو صرف استدلال عمل قوت سے (ڈایالکٹک علم کلام

کی سمجھتا ہے جبکہ مفروضات کام میں لائے جاتے ہیں نہ بطور اصول اولیہ کے بلکہ اصلی مفروضات کی حیثیت سے یعنے درجات اور تحریکات جہاں سے وہ اوپر کی جانب صعود کرتا ہے اس چیز کی طرف جو فرضی نہیں ہے اور ہر چیز کی اصل کو پہنچ جاتا ہے اور اس کو گرفت کرتا ہے۔ جب یہ ہو جاتا ہے تو گردش کرتا ہے اور اس چیز کو پکڑ لیتا ہے جس کی گرفت میں یہ اصل اول ہے یہاں تک کہ آخر کار نتیجہ پر نزول کرتا ہے اور کسی محسوس کو اپنی مدد کے لیے نہیں بلاتا بلکہ صرف مجرد قائم بالذات صورتوں کو کام میں لاتا ہے اور انھیں پر منتہی ہوتا ہے۔

میں جیسا چاہتا ہوں ویسا تم کو نہیں سمجھا سکا مجھے یقین ہے کہ تم سخت مشکل کام کر رہے ہو۔ مگر بہر طور میں سمجھتا ہوں کہ تم صاف صاف کہنا چاہتے ہو کہ میدان حقیقی وجود اور خالص عقل کا جو علم کلام میں تصور کیا گیا ہے زیادہ یقینی ہے بہ نسبت اُس میدان کے جس میں تحقیق کی گئی ہے ان چیزوں سے جن کو فنون کہتے ہیں جس میں مفروضات اصول اولیہ کو شامل ہیں جن پر طالب علم مجبور کئے جاتے ہیں کہ غور کریں ذہن کے ذریعہ سے نہ حواس سے۔ مگر اسی وقت میں چونکہ وہ اثنائے تحقیق میں رجوع نہیں کرتے اصل اول کی طرف بلکہ مفروضی مقدمات سے آگے بڑھتے ہیں تم خیال کرتے ہو کہ وہ خالص عقل کی ورزش نہیں کرتے ان سوالات پر جو ان کو مشغول کرتے ہیں گو کہ اصل اول کے میل سے وہ سوالات درمیان مملکت عقل خالص کے آجاتے ہیں اور میں یقین کرتا ہوں کہ تم سمجھنے کا لفظ استعمال کرتے ہو نہ خالص عقل ایسے لوگوں کی ذہنی حالت کے لیے جیسے جہندسین۔ سمجھنے کا یہ مفہوم ہے کہ وہ درمیان ظن اور خالص عقل کے ہے۔

تم نے میرا مطلب بخوبی سمجھ لیا ہے۔ اور میں عرض کرتا ہوں اُن چار ذہنی حالتوں کا چار قطعات خط کے مطابق ہونا قبول کر لوگے یعنی خالص عقل کو پہلے قطعہ کے مطابق قرار دو نہ سمجھ کو دوسرے کے یقین کو تیسرے

سے کے اور ظن کو آخر سے کے اور ان کو درجہ بدرجہ مرتب کرو اور یقین جانو کہ وہ باعتبار درجے کے ویسا ہی امتیاز رکھتے ہیں جو ترتیب وار انکے معروضات کے صدق کے مطابق ہے۔

اس نے کہا میں تمھاری بات کو سمجھتا ہوں اور تم سے بالکل متفق ہوں اور ان کو اسی طرح ترتیب دوں گا جو تمھاری خواہش ہے۔

235

مقالہ ہفتم

پس اب میں نے شروع کیا مقابلہ اپنی طبیعی حالت کا جس حد تک تعلیم اور جہالت سے تعلق حسب ذیل حالت کے لحاظ سے۔ فرض کرلو کہ ایک تعداد انسانوں کی جو زیر زمین ایک غار میں رہتے ہیں اس میں ایک راستہ روشنی کے داخل ہونے کے لیے کھلا ہوا ہے جو غار کے ایک سرے سے دوسرے تک ہے اس کھوہ میں بچپن سے یہ مقید ہیں اور ان کے پاؤں اور گردنوں پر ایسی قید ہے کہ وہ نچلے بیٹھنے پر مجبور ہیں اور اپنے سامنے دیکھ سکتے ہیں کیونکہ وہ اپنی زنجیروں میں ایسے جکڑے ہوئے ہیں کہ غیر ممکن ہے کہ اپنی گردنوں کو موڑ سکیں اور فرض کرو کہ روشن آگ کچھ دوری پر ان کے اوپر اور پس پشت روشن ہے اور ایک اونچی سڑک جو ان قیدیوں اور آگ کے درمیان گزرتی ہے اور ایک نیچی سی دیوار سراسر چلی گئی ہے مثل اس پردے کے جس کو تماشہ گر اپنے سامعین کے آگے ڈال دیتے ہیں اور جس کے اوپر وہ اپنے عجائیات دکھاتے ہیں۔

اس نے جواب دیا میں نے دیکھا ہے۔

اور بھی اپنے تصور میں لاؤ کہ متعدد اشخاص اس دیوار کے پیچھے خراماں ہیں اور وہ انسانوں کے مجسمے اور دوسرے جانوروں کی مورتیں پتھر اور لکڑی کی بنی ہوئی اور ہر قسم کا مادی سامان اور اسباب جو دیوار سے بلند تر مقام پر تھا اور چونکہ تم توقع کرسکتے ہو بعض راہگیر باتیں کرتے

ہوئے اور بعض خاموش۔ تم ایک عجیب و غریب نمائش کا ذکر کرتے ہو اور عجائب قیدیوں کا۔

میں نے جواب دیا وہ ہم سے مشابہ ہیں۔ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ اولاً کہ جو لوگ اس طرح مقید ہیں کچھ اپنے آپ کو دیکھ سکتے ہیں یا ایک دوسرے کو ان عکسوں کے ماورا جو آگ کی روشنی سے دکھائی دیتی ہیں غار کے اس حصے پر جو ان کے مقابل ہے؟

یقیناً نہیں اگر تم ان کو فرض کرو کہ زندگی بھر وہ اپنے سروں کو اسی طرح ساکت رکھیں۔

اور کیا ان کا علم اشیا ان کے ساتھ ہی ساتھ محدود رکھا؟

لاکلام یہی ہے۔

اور اگر وہ ایک دوسرے سے کلام کر سکتے تو کیا تم نہیں خیال کرتے وہ اس کے عادی ہو جائیں گے کہ وہ ان چیزوں کو نامزد کریں جن کو انھوں نے اپنے سامنے دیکھا؟

بلاشک وہ ایسا ہی کریں گے۔

پھر یہ کہ اگر ان کا محبس اس حصے سے جو ان کے مقابل ہے ایک آواز بازگشت لگائے جب کوئی راہگذری لب اپنے کھولے تو میں تم سے پوچھتا ہوں وہ اس آواز کو سوا اس عکس کے کس سے منسوب کرے گا جو اس کے سامنے گزر رہا ہے؟

بلاشک وہ اسی سے منسوب کرے گا۔

پس یقیناً ایسے لوگ اس مصنوعی سامان کے عکسوں کو حقیقتیں ہی سمجھیں گے۔

بلاشک وہ ایسا ہی سمجھیں گے۔

اب اس پر غور کرو کہ کیا ہوگا اگر فطرت کا قاعدہ ان کی رہائی کا مقتضی ہو اور زنجیروں سے چھوٹ جائیں اور ان کی حماقت کا حسب ذیل علاج ہو۔ فرض کرو کہ ایک نے ان میں سے نجات پائی۔

اور مجبور کیا جائے کہ کھڑے ہو کے وہ اپنی گردن کو گردش پھیرے اور آنکھیں کھول کے روشنی کی طرف جائے اور فرض کرو کہ یہ سب کام جو اس سے سرزد ہوئے اس میں اس کو تکلیف پہنچی اور اس چمک دمک سے اس کی آنکھیں ایسی چوندھیا گئیں کہ اس کو ان اشیا میں اعتبار نہ ہوا جن کے عکس پہلے وہ دیکھا کرتا تھا۔ کس جواب کی تم کو توقع اگر کوئی کہتا کہ ان دنوں میں وہ احمقانہ وہمیات کو دیکھا تھا مگر اب وہ کچھ حقیقت کے قریب ہے۔ اور ان چیزوں کی طرف متوجہ ہوا ہے جو زیادہ حقیقت رکھتی ہیں اور زیادہ صحت کے ساتھ نظر کرتا ہے سب سے بالاتر اگر وہ اس کو چند اشیاء کی طرف متوجہ کرتا جو گزر رہے ہیں اور اس سے سوال کرتا اور مجبور کرکے دریافت کرتا کہ وہ کیا ہیں؟ تو کیا تم کو توقع نہیں ہے کہ وہ گھبرا جاتا اور اپنی قدیم مشاہدات کو زیادہ صحیح خیال کرتا بہ نسبت ان اشیا کے جو بالفعل اس کے ملاحظہ میں بزور لائے گئے ہیں؟

ہاں زیادہ صحیح تصور کرتا۔

اور وہ خود روشنی پر نظر کرنے کے لیے مجبور کیا جاتا کیا تم نہیں خیال کرتے کہ اس کی آنکھ کو تکلیف پہنچتی اور وہ ہچکچاتا اور ان چیزوں کی جانب رجوع کرتا جن کو وہ صاف صاف دیکھ سکتا اور ان کو درحقیقت جلی اور واضح خیال کرتا بہ نسبت ان چیزوں کے جو اس کو دکھائی گئی ہیں؟

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

اور اگر کوئی اس کو زور سے کھینچتا اور بلند سنگلاخ میں غار سے لیجاتا اور جانے نہ دیتا جبتک سورج کی روشنی اس کو نہ دکھا لیتا تو کیا وہ تم کو آزردہ اور متنفر نہ خیال کرتا ایسے سلوک پر اور روشنی میں پہنچکر کیا وہ نہ پاتا اپنی آنکھوں کو تابش سے اس قدر خیرہ کر دیا کہ معروضات جو سچے کہے جاتے ہیں وہ فہم میں نہیں آتے؟

ہاں وہ اولاً اس کو ایسا ہی پائیگا۔
لہٰذا میں خیال کرتا ہوں کہ معروضات کے فہم کے لیے اس عالم بالا میں عادت کی ضرورت ہوگی پہلے تو وہ سایوں کے تمیز کرنے میں کامیاب ہوگا پھر وہ مردوں اور دوسرے اشیاء کے عکس پانی میں شناخت کریگا اور اس کے بعد حقیقتوں کو پہچانے گا اور اس کے بعد وہ آنکھ اٹھائیگا اور چاند اور ستاروں کی روشنی کا مقابلہ ہوگا اس کو رات کے وقت اجرام سماوی اور خود آسمان کے مشاہدہ میں کچھ ایسی دشواری نہ ہوگی بہ نسبت سورج اور سورج کی روشنی کے مشاہدے کے دن کے وقت۔
بلاشک۔
سب کے بعد میں خیال کرتا ہوں کہ وہ اس قابل ہوگا کہ سورج کی ماہیت کو مشاہدہ کرکے اس پر غور کرے گا نہ بصورت مرئی پانی میں یا اجنبی زمین پر بلکہ جیسا وہ ہے اپنی مملکت میں۔
بیشک۔
اُس کا دوسرا قدم یہ ہوگا کہ یہ نتیجہ نکالے کہ سورج مالک ہے فصلوں کا اور برسوں کا اور محافظ ہے جملہ اشیا کا مبصرات کے عالم میں اور ایک طور سے وہ علت ہے ان تمام اشیاء کا جن کو وہ اور اس کے ساتھی دیکھا کرتے تھے۔ بداہتہً یہ اس کا دوسرا قدم ہوگا۔
پھر کیا؟ جب وہ ذہن میں اپنے پہلے مسکن اور اس مقام کی حکمت کو لائے گا اور اپنے قدیم ساتھی قیدیوں کو یاد کرے گا تو کیا تم نہیں خیال کرتے کہ وہ اپنے آپ کو مبارک باد دے گا اس تغیر پر اور ان پر رحم کرے گا؟
یقیناً وہ ایسا کرے گا۔
اور اگر ان کا یہ عمل تھا ان دنوں میں کہ وہ ایک دوسرے کی عزت کریں اور ستائش کئے جائیں اور انعامات دیں جن کی نظر سب سے

تیز تھی کسی گزران شئے کے دیکھنے کے لیے اور جس کو قبل اور بعد کے واقعات بخوبی یاد تھے اور ان کے ہمراہ رہا اور ان معطیات سے نہایت قابلیت سے واقعات آیندہ پر استدلال کرے کہ اب کیا ہونے والا ہے کیا تمھارا خیال ہے کہ وہ ان انعامات پر حریص ہوگا اور جو لوگ عزت حاصل اور باہم حکومت کریں حسد کرے گا؟ کیا تم یہ نہیں تصور کرتے کہ اس کو وہ محسوس ہوگا جس کو ہومر نے بیان کیا ہے اور لا انتہا اس کا خواہشمند ہوگا -

"زمینوں پر ایک مالک کے سخت مشقت کرنا
ایک بے نصیب شخص کے ماتحت"

238 اور ہر چیز میں داخل ہونے کے لیے تیار رہو بہ نسبت ان ظنیات کو دل میں رکھنے کے اور اُس وضع میں زندگی بسر کرنے کے؟

اس نے جواب دیا میں بجائے خود بالکل اسی رائے پر ہوں میں یقین کرتا ہوں وہ کسی چیز میں در آئے گا نہ کہ اس طریق سے زندگی بسر کرے -

اب اس پر غور کرو کہ کیا ہوگا اگر ایسا آدمی پھر نزول کرے اور اپنی قدیم جگہ پر نشست کرے؟ یوں دفعتاً سورج سے نکلنا کیا وہ اپنی آنکھوں کو اس جگہ کی تاریکی سے نابینا نہ پائے گا؟

یقیناً وہ پائے گا -

اور اپنی رائے دینے پر مجبور کیا جائے ان مذکورۂ بالا سایوں کے بارے میں اور ان لوگوں کے خلاف اس شمار میں داخل ہونے پر مجبور کیا جائے جو ہمیشہ قید رہے ہیں درحالیکہ اس کی نگاہ خیرہ رہی اور اس کی آنکھیں نادرست ——— اور اگر یہ عمل محرم اسرار ہونے کا ایک مدت تک جاری رہا ——— تو کیا وہ ایک مضحکہ نہ قرار دیا جائے گا اور اسکے بارے میں یہ نہ کہا جائیگا کہ وہ صرف اسی لیے گیا تھا کہ اپنی نگاہ کو تلف کر کے واپس آجائے اور یہ کسی طرح مناسب نہ تھا کہ صعود کی

کوشش بھی کی جائے؟ اور اگر کسی نے کوشش کی کہ ان کو آزاد کرے اور روشنی میں لیجائے تو کیا وہ اتنی دور جائیں کہ اس کو قتل کریں اگر وہ صرف یہ انتظام کرتے کہ اس کو اپنے قابو میں لائیں؟

ہاں وہ یہی کریں گے۔

پس یہ خیالی مقدمہ میرے عزیز گلاکن مع اس کے جملہ اجزاء کے ہمارے پہلے بیانات پر جاری کرو اس خطہ کو جسے آنچہ منکشف کرتی ہے اس محبس سے مقابلہ کرو اور وہاں اس روشنی کو جو آگ سے ہے سورج کی قوت سے اور اگر بالائی صعود سے اور عالم بالا پر غور کرنے سے تم عقلی ساحت میں نفس کے عروج کو تم سمجھتے ہو تو میرے قیاسات کے رجحان کو تم سمجھو گے کیونکہ تم چاہتے ہو کہ ان کو معلوم کرو اگرچہ خدا ہی جانتا ہے کہ میرے قیاسات صحیح ہیں یا نہیں۔ مگر جو کچھ ہو جیسی میری نظر اس مضمون پر ہے وہ حسب ذیل ہے:۔

عالم علم میں اصلی صورت خیر کی ہماری تحقیقات کی انتہا ہے اور بہ مشکل ادراک ہو سکتی لیکن جب مدرک ہو گئی تو ہم یہ نتیجہ نکالے بغیر رہ سکتے کہ یہ ہر صورت میں منبع ہر ایسی چیز کا ہے جو درخشاں اور جمیل ہے ـــــ عالم مبصرات میں وہ باعث ایجاد روشنی اور اس کے مالک کی ہے اور عقلی عالم میں فوراً اور کامل اختیار کے ساتھ صدق اور علت کو تقسیم کرتی ہے۔ اور جو کوئی عقل سے کام لیتا ہے خواہ نج میں خواہ عوام میں ضرور ہے کہ یہ صورت خیر کی اپنی آنکھوں کے سامنے رکھے۔

اپنی پوری قوت سے میں بالکل تم سے متفق ہوں۔

میں نے کہا۔ جب یہ صورت ہے تو مہربانی کر کے مجھ سے ایک اور نقطہ پر اتفاق اور متعجب نہ ہو کہ جو لوگ ایسے بلند پہنچے ہیں وہ راضی نہیں ہیں کہ انسانوں کے معاملات میں شریک ہوں کیونکہ ان کے نفس کو کراہت ہے کہ وہ خطۂ بالا کو ترک کریں۔ کیونکہ

اس کے خلاف کس طرح ہو سکتا ہے کہ مذکورۂ بالا تمثیل بے شک ایک صحیح اظہار ان کے معاملہ کا ہے؟

سچ ہے بمشکل اس کے خلاف ہو سکتا ہے۔

اچھا: کیا تم اس کو تعجب انگیز خیال کرتے ہو کہ ایک شخص جس نے ابھی مراقبہ ترک کیا ہے خدائی اشیا پر انسانی کمزوریوں کے ملاحظہ کے لیے بدنمائی کا اظہار کرے گا اور مضحکہ معلوم ہوگا جبکہ اپنی نظر سے جو اب تک خیرہ ہے اور قبل اس کے کہ وہ تاریکی کا بطور کافی عادی ہو چکا ہے جو اس کے گرد و پیش چھائی ہوئی ہے وہ اپنے عدالتہائے قانونی میں یا کہیں اور تنازع پر مجبور پائے عدالت کے عکسوں کے یا ان مجسموں کیلئے جو سایے ڈالتے ہیں یا شمار میں داخل ہو جن میں خود رو فرضیات شامل ہیں جو ایسے لوگوں کے دل نشین ہیں جنھوں نے عدالت کے اصلی آثار کی جھلک نہیں دیکھی؟

جو کچھ ہو مگر تعجب انگیز نہیں ہے۔

درست: کیونکہ ایک ہوشیار آدمی یاد کرے گا کہ آنکھ دو مختلف طریقوں سے متحیر ہو سکتی ہے اور دو مختلف سببوں سے ——— یعنی یکبارگی منتقل ہونے سے خواہ روشنی سے تاریکی میں خواہ تاریکی سے روشنی میں اور یقین کرنے سے کہ یہی تصور جاری ہو سکتا ہے نفس پر جب کبھی ایسا شخص ایک صورت دیکھتا ہے جس میں ذہن متحیر ہو جاتا ہے اور اشیا کے شناخت کرنے کے ناقابل ہوتا ہے وہ نامعقولیت سے نہ ہنسے گا بلکہ وہ آزمائش کرے گا کہ آیا اس نے ایک درخشاں تر زندگی اور جدت سے تاریکی کی اندھا ہو گیا ہے یا وہ جہالت کی تہوں سے آیا ہے زیادہ تر درخشاں زندگی میں اور غیر معمولی جلوہ خیرگی کا باعث ہو اور اس وقت کوئی اس کو اس کی زندگی اور سیرت پر تہنیت نہ کرے گا اور دوسرے پر ترحم نہ کرے گا اور اگر وہ اس پر ہنسنا پسند کرے تو یہ ہنسی اس سے کمتر مضحکہ انگیز ہوگی جو ایسے نفس پر ہوگی جو اعلیٰ مقام کی روشنی سے نزول

240

کرتی ہے۔

تم اعلیٰ درجہ کے انصاف کے ساتھ کلام کرتے ہو۔

لہٰذا اگر یہ سچ ہو تو اس اعتقاد کے منظور کرنے سے باز نہیں رہ سکتے کہ اصلی ماہیت تعلیم کی مختلف ہے جو اس کے بعض استادوں نے بیان کیا ہے جو میں یقین کرتا ہوں کہ ذہن میں اس علم کے داخل کرنے کا ادعا کرتے ہیں جس سے وہ ذہن خالی ہے جیسے اندھے کی آنکھ میں نور کے داخل کرنے کا ادعا کیا جائے۔

سچ ہے یہ ایسی ہی دعوے ہیں۔

درحالیکہ ہماری موجودہ صحبت ہم پر ثابت کرتی ہے کہ ہر شخص کے نفس میں ایک قوت ساکن ہے اور ایک آلہ جو ہم میں سے ہر ایک اکتساب علم کے قابل کرتا ہے اور یہ کہ جس طرح ہم فرض کر سکتے ہیں کہ یہ غیر ممکن ہے کہ آنکھ کو گھمائیں تاریکی سے طرف نور کے بغیر گردش دینے کل جسم کے اسی طرح یہ قوت بھی یا یہ آلہ کل نفس کے ساتھ گردش دیا جائے اس عالم فانی سے حتیٰ کہ حقیقی عالم کے مراقبہ کی یہ تاب لائے اور اس کے سبب سے درخشاں مقام کی جو ہمارے نزدیک صورت خیر کی ہے۔

کیا میں درست کہتا ہوں؟

ہاں درست ہے۔

میں نے کہا لہٰذا یہ گردش دینے کے عمل سے ایک فن پیدا ہو جو یہ سکھائے کہ کس طریقہ سے یہ انقلاب نہایت سہولت اور نہایت موثر طور سے ہو سکے۔ اس کا یہ مقصد نہ ہوگا کہ شخص میں قوت باصرہ کو پیدا کر دے۔ بخلاف اس کے وہ یہ فرض کرے گا کہ قوت باصرہ اس شخص میں موجود ہے اگرچہ اس کا رخ ایک غلط سمت میں ہے اور صحیح اشیا کی طرف نہیں دیکھتا اس کا مقصد یہ ہے کہ اس نقص کو دور کر دے۔

ایسا ہی معلوم ہوگا۔

لہٰذا درحالیکہ دوسری فضیلتیں نفس کی معلوم ہوتا ہے کہ مشابہ

ہیں خوبیوں سے بدن کی چنانچہ وہ درحقیقت نفس پر مقدم نہیں ہیں بلکہ
مرور ایام سے عادت بدن میں انکی تکوین ہوتی ہے وقت معہود دیگر فضیلت
حکمت کی ابطور دیگر یقیناً علاقہ رکھتی ہے ایک خدائی جوہر سے جیسا کہ ظاہر
ہوگا جس کی توانائی کبھی مفقود نہیں ہوتی لیکن وضع کی تبدیلی سے مفید اور
بکار آمد ہوجاتی ہے یا بیکار رہتی ہے اور ضرر پہنچاتی ہے کیونکہ تم اسکے
قبل ملاحظہ کرچکے ہو کہ تیز نظر نفوس کم رتبہ ہیں ایسے لوگوں کی جن کو شہرت
چالاکی کی ہے مگر بدکار ہیں اور کس تیزی سے وہ ان چیزوں کو دیکھ لیتے
ہیں جن کی طرف وہ موڑ دیئے جاتے ہیں اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ
ان کی قوتیں مشاہدہ کی کسی طرح کمزور نہیں ہیں اگرچہ وہ شرارت کی اطاعت
پر مجبور کر دئیے گئے ہیں وہ جس قدر دقت نظر سے دیکھتے ہیں ان کو معلوم
ہوتا ہے کہ برائیاں متعدد ہیں جن پر وہ عمل کرتے ہیں۔

ہاں بیشک یہی صورت ہے۔

میں نے کہا لیکن اگر بچپن کی ابتدا سے یہ سیرتیں اس بھاری
زمین کی پیداوار سے جو کھانے کی لذت اور حرص و آز سے پاک
کردی گئی ہیں اور نفس کی آنکھیں دنیا کی لذتوں پر لگادی گئی ہیں :—
اگر میں مکرر کہوں کہ وہ ان جالوں سے آزاد کردئیے گئے ہیں اور ان کی نگاہ کو
پھیر کے حقیقی اشیا میں مصروف کردیا ہے پس یہی نفوس انھیں آدمیوں کی
ان اشیا کے لیے ایسی ہی تیز نگاہیں رکھیں گے جیسی ان کی نظر ان چیزوں
پر ہے جن میں وہ اب مشغول ہیں۔

ہاں غالباً ایسا ہی ہوگا

پھر ایک بار کیا یہ بھی غالباً نہیں ہے۔ یا بلکہ یہ ضروری نتیجہ
ہمارے پہلے بیان کا نہیں ہے کہ نہ وہ جو غیر تعلیم یافتہ ہیں اور حقیقت
سے ناواقف ہیں نہ وہ جو مدت تک ابھی تعلیم پر مدت العمر جھکائے گئے
ہیں کیا کبھی ایک ریاست کے قابل منتظم ہوسکتے ہیں —— اولاً اس سبب
سے کہ وہ ایک علامت بھی اپنی حیات میں نہیں رکھتے ہیں کہ وہ علت غائی

اور مقصد اپنی سیرت کا بنائیں بذات خود یا عوام الناس ہیں۔ دوسرے اس سبب سے کہ وہ بغیر مجبوری کے کام نہ کریں گے یہ گمان کرکے کہ حین حیات وہ جزائر مبارکہ میں منتقل کردے گئے ہیں۔

یہ صحیح ہے۔

میں نے کہا لہذا یہ ہمارا کام ہے کہ اپنی نو آبادی میں سب سے شریف سیرت کے لوگوں کو اس علم پر آمادہ کریں جس کو ہم نے سابقاً سب سے اعلیٰ کہا تھا اور نیکی کو نصب العین قرار دیں اور اس بلندی پر چڑھیں جس کا ذکر کیا تھا اور جب وہ اس بلندی پر صعود کریں اور دیر تک دیکھتے رہیں تو ہم ان کو اس آزادی کے دینے سے انکار کریں جو بالفعل ان کو دی گئی ہے۔

مہربانی کرکے بتاؤ وہ کیا ہے؟

آزادی اس جگہ مقام کرنے کی جہاں وہ اب موجود ہیں اور ان کو ان قیدیوں کے پاس اتر کے جانے سے منع کریں یا ان کی محنت یا عزت میں شریک ہونے سے باز رکھیں خواہ وہ اعلیٰ ہوں خواہ ادنیٰ ہوں۔

پس ہم ان کے ساتھ کوتاہی کرتے ہیں اور ان کو ایسی زندگی بسر کرنے پر مجبور کرتے جو اس زندگی سے بدترین ہے جو ان کے امکان میں ہے؟

اے میرے دوست پھر تم بھولے کہ قانون اپنی ذات سے یہ سوال نہیں کرتا کہ کس طرح کوئی طبقہ کسی ریاست میں معمول سے عمدہ ترین حیات بسر کرسکتا ہے۔ بلکہ اس کے برخلاف قانون کی یہ کوشش ہے کہ اس نتیجہ کو کل ریاست میں پیدا کرے جس مقصد سے یہ شہریوں کو باہمدیگر ملاتی ہے بذریعہ ترغیب کے یا مجبور کرکے کہ ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہوکے وہ نفع جو ہر فرد کل ریاست کے فائدہ کے لیے پہنچا سکتا ہے اور بالفعل ایسے انسان جن کی سیرت اعلیٰ درجہ کی ریاست میں ہو پیدا کرتا ہے اس نیت سے نہیں کہ ہر شخص اُن میں سے اپنی راہ لے بلکہ اس نیت سے

کہ اپنے منصوبوں میں ریاست کی تکمیل کے لیے ان سے کام لے۔

سچ ہے۔ اس نے جواب دیا میں بھول گیا تھا۔

پس اے گلاکن غور کرو کہ یہ بہت بعید ہے کہ آئندہ آنے والے
فلاسفہ سے اپنی ریاست کے بدسلوکی کی جائے ہم ان کے ساتھ انصاف
کی مراعات کریں گے اگر ہم ان کے اس لیے بھی ممنون ہوں کہ وہ ہم شہریوں
کی نگہداشت کرتے ہیں اور ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ ہم کہیں گے یہی
سبب معقول سے تمہارے ہمسر کہیں اور اپنی ریاستوں میں یکے بعد دیگرے
شرکت کرنے سے انکار کرتے ہیں کیونکہ وہ ایک شہر میں خود بخود جڑ پکڑتے
ہیں بمقابلہ مروجہ آئین کے اور یہ بالکل منصفانہ ہے کہ ایک خود بخود درخت
جو اپنی داشت کے لیے کسی کا ممنون نہیں ہے وہ مائل نہ ہوگا کہ کسی کو اپنی
خدمت کی اجرت ادا کرے۔ درصورت تمہارے وہ ہم ہیں جنھوں نے
تم کو پیدا کیا ہے ریاست کے لیے اور بالذات تمہارے لیے وہ بجائے
پیشوا اور بادشاہاں زنبور خانہ کے ہیں —— وہ بہتر ہیں اور زیادہ تکمیل
کے ساتھ ان کی تربیت ہوئی ہے بہ نسبت اوروں کے زیادہ تر اس کے
قابل ہیں کہ دونوں قسم کی حیات میں شریک ہوں پس تم کو چاہیئے کہ باری
باری سے تنزل کرو اور باقی ماندہ جماعت کے ساتھ معاشرت کرو اور
اپنے کو اشیاء مجہولہ پر غور و خوض کا عادی بناؤ۔ کیونکہ جب تم عادی ہو جاؤ گے
تو باشندگان شہر سے ہزار مرتبہ بہتر دیکھ سکو گے اور شناخت کر سکو گے کہ
ہر تصویر کیا ہے اور اصل شے کیا ہے کیونکہ تم نے ان حقیقتوں کو دیکھا ہے
خوبصورت اور عادلانہ اور نیک اشیا جن کی نقلیں ہیں اور اس طریقہ
سے تم اور ہم معلوم کرینگے کہ حیات ریاست کی ایک جوہر ہے نہ کہ محض وہم و خیال
ہے مثل حیات ہماری موجودہ ریاستوں کے جو اکثر ایسے انسانوں
پر شامل ہیں جو آپس میں سایوں پر لڑا کرتے ہیں اور نظم امور کے باہمی
دشمنی رکھتے ہیں جس کو وہ بڑی نعمت سمجھتے ہیں۔ درحالیکہ مجھ کو یہ ادراک
ہوتا ہے کہ حقیقت حسب ذیل ہے:- کہ وہ شہر جس میں معینہ حکام

کم سے کم شائق حکومت کے ہیں یہ شہر لامحالہ بہترین طریقہ سے حکومت کیا جائے گا اور فتنہ پردازی بہت ہی کم ہوگی اور اس کے برعکس نتیجہ ہوگا اگر حکام کا مزاج برخلاف ہوگا۔

تم بالکل حق پر ہو۔

اور کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہمارے شاگردوں سے اس طرح خطاب کیا جائے تو ہمارے احکام کی نافرمانی کریں گے اور باری باری سے کام کرنے پر انکار کریں گے درحالیکہ وہ اپنا وقت اکثر نورانی ساحت میں صرف کریں گے؟

اس نے جواب دیا۔ غیر ممکن ہے کیونکہ یقیناً یہ حکم عادلانہ ہوگا اور جو محکوم ہیں وہ عادل انسان ہیں۔ نہیں بلاشبہ ہر ایک ان میں سے اس حکومت کو فرض لابدی سمجھ کے داخل ہوگا — اور ان کی سیرت برعکس موجودہ حکام کی سیرت کے ہوگی ہر ایک ریاست میں۔

سچ ہے میرے دوست۔ صورت یہ ہے۔ اگر تم ایک نامعودہ حکام کے لیے بہ نسبت ان کے جواب حکمران ہیں تو تم کو ایسے شہر کا تحقق جس پر بہترین حکمرانی ہو کیونکہ صرف ایسے ہی شہر میں حکام ایسے ہوں گے جو درحقیقت دولت مند ہوں نہ سونے سے دولتمند بلکہ عاقلانہ اور نیک زندگی کے اعتبار سے جو کہ ایک سعید انسان کے لیے مخصوص ہے۔ لیکن اگر فقیر ہوں اور ایسے اشخاص جو گرسنہ ہیں ذاتی خوبیوں کے مفقود ہونے سے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لیں اس خیال سے کہ ان میں یہ تخصیص ہے کہ وہ خوبیوں کو بقوت دوسروں سے چھین سکتے ہیں تو بالکل خرابی ہو جائے گی کیونکہ مجسٹریٹ کا عہدہ اس صورت میں متنازع فیہ ہو جائے گا۔ کیونکہ اس طرح کے ملکی اور خانگی جھگڑے صرف فریقین ہی کو تباہ نہیں کرتے بلکہ باقی ماندہ ریاست کی بربادی کے بھی باعث ہوتے ہیں۔

یہ بہت سچ ہے۔

اور کیا تم کسی زندگی کا ذکر کر سکتے ہو جو ریاست کے عہدوں سے

نفرت کرتی ہے سوائے سچے فلسفہ کے؟

نہیں بے شک میں ذکر نہیں کر سکتا۔

مگر سرکاری کام ایسے لوگوں کو لینا چاہیے جو اس کے فریفتہ نہ ہوں ورنہ اُن کے رقیب ان کے دعوے میں تنازع کریں گے۔

لاکلام ایسا ہی ہونا چاہیے۔

پس تم اور کن اشخاص کو مجبور کرو گے کہ محافظین ریاست کے فرائض میں داخل ہوں اگر تم ان لوگوں پر توجہ نہ کرو گے جو تمہاری حقیقی ان وسیلوں کو سمجھتے ہیں جو سب سے اعلیٰ درجہ کی خوبی ایک ملک کی حکمرانی میں حاصل کر سکتے ہیں اور جو مختلف الانواع کے اعزاز رکھتے ہیں جن کو مدبر سلطنت سے شریف تر زندگی حاصل ہے؟

اس نے جواب دیا میں ان پر بے توجہی نہ کروں گا میں صرف انہیں سے خطاب کروں گا۔

اور اب تم ہم کو اس بات پر غور کرنے دو گے کہ کس طریقے سے ایسے اشخاص ریاست میں پیدا ہو سکتے ہیں اور کس طرح وہ عالم نور تک پہنچ سکتے ہیں مثل ان بہادروں کے جن کی نسبت کہا جاتا ہے کہ انھوں نے عالم سفلی سے آسمان پر صعود کیا؟

یقیناً میں چاہوں گا کہ تم ایسا کرو

ظاہرا یہ سوال رکھنا محض ایک گھونگھے کے[1] پلٹ دینے کا نہیں ہے بلکہ انقلاب نفس کا معاملہ ہے جو ایک ایسے راستے کو طے کرتا ہے جس کے سفر کا آغاز ایسے دن سے ہے جو مثل رات کے تاریک ہے اس روز تک جو حقیقی وجود کا دن ہے اور یہ شاہراہ ہم کہے دیتے ہیں کہ سچا فلسفہ ہے۔

244

ٹھیک ہی ہے۔

[1] یہ تلمیح ایک کھیل سے ہے جو گھونگھوں سے کھیلا جاتا تھا ۱۲

تو کیا ہم اس پر غور نہ کریں کہ کونسی شاخ تحصیل کی قوت مطلوبہ رکھتی ہے ؟

یقیناً ایسا ہی چاہئے۔

پس گلاکن تم مجھ سے کہہ سکتے ہو کہ وہ کونسا علم ہے جو نفس کو کھینچ کر تغیر سے باز رکھ کے حقیقت پر لائے ؟ جب میں یہ کہہ رہا ہوں میں خود خیال کرتا ہوں کہ ہم نے یقیناً کہا تھا۔ کیا نہیں کہا تھا۔ کہ ہمارے نوجوانوں کو آغاز شباب میں فن حرب کی ورزش کرائی جائے۔

ہاں ہم نے ایسا ہی کہا تھا۔

پس وہ علم جس کی ہم تلاش میں ہیں چاہئیے کہ یہ صورت رکھتا ہو مثل پہلی صورت کے۔

کونسی صورت ؟

یہ کہ وہ ایسا بنایا جائے کہ اس کو جنگجو انسان کام میں لائیں ؟

یہ عین مصلحت ہے اگر لائق عمل ہو۔

سابق کے مباحثہ میں ہم نے یہ رائے اختیار کی تھی کہ طلبہ کو بذریعہ موسیقی اور جمناسٹک کے ذریعہ سکے۔

سچ ہے۔

جمناسٹک مجھے یقین ہے کہ قابل تغیر اور فانی میں مشغول ہے کیونکہ اس کا تصرف نمو اور جسمانی فضلات پر ہے۔

یہ تو ظاہر ہے۔

لہذا جمناسٹک وہ تحصیل نہیں ہو سکتی جس کی طرف ہماری نظر ہے۔

نہیں یہ نہیں ہو سکتی۔

لیکن تم موسیقی کو کیا کہتے ہو اس حد تک جس پر ہم نے بحث کی تھی ؟

اس نے جواب دیا نہیں موسیقی محض مقابل جمناسٹک کا تھی اگر تم کو یاد ہو کیونکہ اس نے ہمارے محافظوں کو عادت کے اثر سے

تربیت کی تھی اور ان کو ایک قسم کی ہم آہنگی بذریعہ توازن کے بخشی اور ایک قسم کی بے کاری بوسیلہ وزن کے عطا کی اور جن مضامین سے بحث کی خواہ وہ افسانہ سے متعلق تھے یا صحیح (تاریخ) سے اس نے ایک اور سلسلہ متوافق صفات کا موجود کیا لیکن اس میں کوئی شعبۂ تحصیل جس کا رجحان کسی فائدے کی طرف نہ تھا جو اس چیز کے مشابہ ہو جس کو اب تم تلاش کرتے ہو؟

میں نے جواب دیا تمہارا حافظہ بہت ٹھیک ہے کیونکہ موسیقی میں درحقیقت کوئی چیز اس قسم کی نہ تھی لیکن میرے فاضل گلاکن ہم کو وہ شئے کہاں ملے گی جس کو ہم تلاش کرتے ہیں۔ تمام مفید ہنر میں تعین کرتا ہوں کہ ہم نے تصور کیا تھا کہ تنزل کے باعث ہوتے ہیں۔

245

لاکلام ہم نے کہا تھا۔ تاہم کون سی تحصیل اب تک باقی ہے موسیقی اور جمناسٹک اور فنون سے علحدہ؟

پس آؤ اگر ہم کچھ نہیں پاتے ماورا ان کے اور مستغنی ان سے تو ہم کو چاہیئے کہ ایک مطالعہ کو ان میں سے اختیار کرلیں جس کا پورا لگاؤ ہو۔

مہربانی کرکے کہو کونسا؟

وہ کلی علم مثلاً جس کے تمام فنون اور ورزش عقل اور علوم سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور یہ اُن اول چیزوں سے بھی ہے جو ہر ایک کو سیکھنا چاہیئے؟ مجھکو اس کی ماہیت بتاؤ۔

میں اس مشترک عمل کی طرف اشارہ کرتا ہوں اعداد کی شناخت کا ایک دو تین اور میں اس کو مختصراً عدد اور حساب کہتا ہوں۔ کیونکہ کیا ان کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہر فن اور علم مجبور رہے ایک حصہ ان میں سے مانگے؟

یقیناً یہ ہو سکتا ہے۔

اور کیا علم حرب عدد کا علم نہیں ہے؟

بلاشک وشبہ ایسا ہی ہے۔

میں نے کہا ٹریجڈی سے ایک مثال لو پالامیدیس ہر موقع پر دریافت کر لیتا ہے کہ اگامسن نہایت ہی مضحک جنرل تھا کیونکہ تم نے کہا ہے۔ کیا نہیں کہا۔ کہ اعداد کے ایجاد سے وہ دعوی کرتا ہے کہ اس نے طبقات فوج کے مرتب کئے مقام ٹرائے میں۔ اور اس نے جہازوں کو اور دوسری چیزوں کو شمار کر لیا گویا کہ وہ چیزیں اس کے شمار میں نہ آئی تھیں۔ گویا کہ اگامسن اس سے بھی ناواقف تھا کہ کتنے فٹ وہ رکھتا تھا جو از روئے ماہیت صورت ہوتی اگر اس کو نہ معلوم ہوتا کیونکر شمار کرتے ہیں؟ تاہم اگامسن کو جنرل ہونے کی حیثیت سے تم کیا خیال کرتے ہو؟

میری رائے میں وہ عجیب جنرل تھا بشرطیکہ یہ کہانی سچ ہو۔

ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ حساب و شمار کرنا ایک جز علم ہے جو ایک مبارز کے لئے لازمی ہے؟

ہاں بالکل لازمی ہے اگر اس کو یہ سمجھنا ہو کہ فوجوں کو کیونکر کام میں لائیں یا بلکہ اگر وہ کچھ انسانیت رکھتا ہے۔

اور کیا مفہوم اس علم کا میرے ساتھ مطابق ہے؟

مہربانی کر کے کہو تمہارا کیا مفہوم ہے؟

یہ از روئے ماہیت معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے مطالعوں سے جو غور و فکر کی طرف جاتے ہیں جس کی ہم تلاش میں ہیں لیکن کوئی شخص ایسا نہیں معلوم ہوتا جو اس کا صحیح استعمال کرتا ہو۔ یہ ایسی چیز ہے جو کلیتہ حقیقی وجود کی جانب مائل کرتی ہے۔

اپنے معنی واضح بیان کرو۔

میں کوشش کروں گا کہ اپنی رائے صاف صاف تم سے بیان کروں اور تم اپنی طرف سے میرے ساتھ شریک ہو کے اُن چیزوں کا مطالعہ کرو جن کو میں اپنے ذہن میں امتیاز کروں گا کہ وہ مقصد زیر نظر کے حصول میں معاون ہیں یا نہیں ہیں اور تم اپنی رضامندی یا نارضامندی

246

ظاہر کرو تاکہ ہم صاف صاف دیکھ سکیں کہ بار دیگر کہ میں اپنے قیاسات میں حق پر ہوں یا نہیں اس علم کی ماہیت کے متعلق۔

مہربانی کر کے اپنے امتیازات جاری رکھو۔

میں ایسا ہی کروں گا۔ اگر تم مشاہدہ کرو کہ بعض معروضات ہمارے ادراکات کے فکر کو تحریک نہیں دیتے کہ وہ عمل کرے کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ ادراک نے کلیتہً قبول کر لیا ہے درحالیکہ دوسرے معروضات افکار کو سرگرمی ان کے جانچنے پر مستعد کرتے ہیں اس سبب سے کہ ادراک بظاہر نادرست نتیجہ پیدا کرتا ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ تم ان معروضات کا ذکر کرتے ہو جو دور سے دیکھے جاتے ہیں اور تصویر کا جو تناظر کو ظاہر کرتی ہے

تم نے میرا مفہوم درست نہیں سمجھا ہے۔

تو پھر مہربانی کر کے کہو کس قسم کے اشیاء تم مراد لیتے ہو؟

میں ان جملہ معروضات کو غیر محرک کہتا ہوں جو اپنی تمامی پر اسی وقت میں دو متناقص ادراک نہیں دیتے۔ دوسری جانب تمام معروضات جو اپنی تمامی پر اس طریقے سے میں سمجھتا ہوں محرک ہیں۔ یعنی وہ صورتیں جن میں ادراک خواہ وہ واقع ہو قریب ہے خواہ دور سے دو مساوی طور کے جلی مگر متناقص ارتسام پیدا ہوتے ہیں تم میرا مطلب زیادہ صاف صاف اس طرح سمجھو گے:۔ یہ تین انگلیاں ہیں تم کہتے ہو چھنگلیا بیچ کی انگلی اور تیسری انگلی۔

بہت خوب۔

اچھا فرض کرو کہ میں ان کے بارے میں کلام کرتا ہوں جس طرح وہ دقیق نظر سے ظاہر ہوتی ہیں۔ بس یہ نقطہ ہے جس کو میں چاہتا ہوں کہ تم امتحان کرو ان کے حوالے سے۔

مہربانی کر کے کہو وہ کیا ہے؟

یہ ظاہر ہے کہ وہ یکساں طور سے انگلیاں ہیں اور اس حد تک

ان میں کوئی فرق نہیں ہے خواہ وہ انگلی جس کو ہم دیکھ رہے ہیں درمیان میں ہو یا داہنی جانب خواہ وہ گوری ہو خواہ کالی موٹی ہو یا دبلی ہو وغیرہ۔ کیونکہ جب تک ہم حصر کرتے ہیں ان نقطوں پر تو ذہن فکر سے مستفسر نہیں ہوتا کہ انگلی کیا ہے؟ کیونکہ کسی صورت میں نگاہ نے ذہن کو آگاہ کیا ہے کہ ایک ہی آن میں انگلی مقابل ہے انگلی کی۔

نہیں یقیناً نہیں۔

پس قدرتاً ایسے ارتسامات محرک یا بیدار کرنے والے فکر کے نہیں ہو سکتے۔

247

سچ ہے

لیکن یہ کیونکر ہے انگلی کے اضافی قدوں کے ساتھ؟ مہربانی کر کے بیان کرو کیا بصر قابل اطمینان طور سے امتیاز کر سکتی ہے؟ اور اس میں کوئی فرق نہیں کرتی خواہ ایک کا مقام ان میں سے درمیان میں ہو یا باہر کی طرف؟ اور اسی طرح لامسہ موٹائی اور دُبلاپے نرمی اور سختی کا تخمینہ کر سکتی ہے قابل اطمینان طور سے؟ اور ایسے ہی افادہ اطلاع میں دوسرے حواس کے کیا کوئی نقص نہیں ہے؟ بلکہ وہ سب اسی طرح کام نہیں کرتے؟ ادراک سے ابتدا کر کے جو سخت چیزوں کی شناخت کرتا ہے۔ کیا یہ خبر نہیں ہے کہ وہ نرم چیزوں کو بھی شناخت کرے اور کیا وہ ذہن کو اطلاع نہیں دیتا کہ وہ ایک ہی چیز کو سخت اور نرم دونوں حس کرتا ہے؟

ہاں کرتا ہے۔

پس ایسی صورتوں میں ذہن کو حیرت نہ ہوگی کہ ادراک کی سختی سے کیا مراد ہے کیونکہ اسی چیز کو یہ نرم بھی ظاہر کرتا ہے، ادراک وزن کا ہلکے اور بھاری سے کیا مراد لیتا ہے جب وہ ذہن کو خبر دیتا ہے کہ بھاری ہلکا ہے اور ہلکا بھاری ہے؟

اس نے جواب دیا ہاں۔ کیوں ایسی تاویلیں ذہن کے لیے

عجیب ہوں گی اور آزمائش کی ضرورت ہوگی۔
اسی لیے ذہن کے لیے یہ قدرتی امر ہے کہ ایسی صورتوں میں استدلال اور فکر و تامل سے مدد لے اور کوشش کر کے معلوم کرے آیا ایسے اطلاع اکہری ہے یا دوہری۔

بلاشک۔

اگر دوسری نظر کی جانب مائل ہو تو یہ ظاہر نہیں ہے کہ ہر جز دوہر اطلاع کا ایک وحدت رکھتا ہے اور اس کا ذاتی خاصہ ہے؟

یہ ظاہر ہے۔

پس اگر ہر ایک واحد ہے اور دونوں مل کے دو پیدا کرتے ہیں تو ذہن یہ نتیجہ نکالے گا کہ دونوں قابل افتراق ہیں کیونکر اگر قابل افتراق نہ ہوتے تو ذہن صرف یہ نتیجہ نکالتا کہ وہ ایک ہیں نہ کہ دو۔

سچ ہے۔

اچھا حاسۂ باصرہ نے ہم کہتے ہیں کہ ہم کو ایک ارتسام دیا ہے جس میں احساسات بڑے اور چھوٹے کے مخلوط ہوگئے ہیں بعوض اس کے کہ جدا جدا ہوں۔ کیا میں حق نہیں کہتا؟ 248

تم حق کہتے ہو۔

لیکن دوسری طرف فکر عمل بصری کے منقلب کرنے کے بعد اس امر پر مجبور تھا کہ ارتسام حسی کو واضح کرنے کے لئے چھوٹی بڑی اشیاء کو علیحدہ علیحدہ خیال کرے اور مخلوط نہ سمجھے۔

سچ ہے۔

پس اس قسم کا کوئی تناقض جو ہم کو بیشتر اس کے پوچھنے پر آمادہ کرتا ہے کہ پھر آخر کار بڑا ہونا کیا ہے اور چھوٹا ہونا کیا ہے؟

بلاشک یہی ہے۔

اور اس طرح ہم اس طرف جاتے ہیں کہ معروضات فکر اور معروضات باصرہ میں امتیاز کریں۔

بالکل ٹھیک یہی ہے۔

پس یہ مفہوم تھا جس کو میں عبارت میں لانے کی کوشش کرتا ہوں جب میں نے کہا تھا کہ بعض معروضات تعقل کو تحریک دیتے ہیں جبکہ دوسرے کوئی سرگرمی تفکر کو پیدا کرنے کی نہیں رکھتے۔ پہلے مقولے میں میں ایسی ہر چیز کو جگہ دیتا ہوں جو اپنے بلا واسطہ مقابل کے ساتھ جو اس پر اثر کرتے ہیں اور دوسرے میں ہر ایسی چیز جس کے باب میں یہ نہیں کہہ سکتے۔

اس نے جواب دیا اب میں تمہارا مطلب سمجھتا ہوں اور تمہارے ساتھ اتفاق کرتا ہوں۔

اچھا:۔ تو ان دو طبقوں سے تم کس کے ساتھ عدد اور وحدت کو متعلق خیال کرتے ہو؟

میں خود اس کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔

بیشک میرے پیشتر کے بیانات تم کو نتیجہ نکالنے میں مدد دینگے اگر وحدت کسی شئے میں یا بذات خود کماحقہ باصرہ سے سمجھ لی جائے یا کسی اور حس سے مثل انگلی کے جس کا ذکر ہوا اس میں صفت ذہن کے رجوع کرنے کی طرف حقیقی وجود کے نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی تناقص ہمیشہ اس کے تمام مظاہر میں مرکب ہے جو اس کو مقابل وحدت کے ظاہر کرتا ہے ٹھیک اسی طرح جس طرح خود وحدت کو اس صورت میں فوراً ایک نقاد کی ضرورت ہوگی اور ذہن مجبور ہوگا کہ مشکل میں پریشان ہوا ور اندرونی قوت کو عقل کی حرکت دے اس تحقیق کی جانب اور یہ سوال کرے گا" بالآخر وحدت بذاتِ خود کیا ہے؟ اور اس طرح مطالعہ واحد کا ان چیزوں سے ایک ہوگا جو اس طرف رجوع کر کے ہم کو وجود حقیقی کی طرف اس نے کہا تم حق پر ہو مشاہدہ واحد کا یہ خاصہ کچھ کم درجہ میں نہیں رکھتا ہے کیونکہ ایک ہی شئے ایک ہی آن میں ایک کے شئے ظاہر کرتا ہے اور پھر لا انتہا اشیا پس اگر یہ صورت واحد کے ساتھ ہے تو کیا یہی صورت جملہ اعداد کے ساتھ ہوگی۔

بلا استثنا ؟

بلا شک یہی ہے۔

اچھا مگر محاسبہ اور ارثماطیقی (اصول علم حساب) عاد ہی سے بحث کرتے ہیں (نہ کسی اور شئے سے)

یقیناً وہ ایسا کرتے ہیں۔

اور بظاہر وہ ہم کو سچائی کی طرف رہنما ہوتے ہیں۔

ہاں ایسے طریقہ سے جو بالکل غیر معمولی ہے۔

لہذا ظاہرا علم اعداد ضرور ہے کہ ایک ان مطالعوں سے ہے جس کی ہم جستجو میں ہیں۔ کیونکہ فوجی آدمی اس کے علم کو ضروری جانتا ہے فوج کشی میں اور فلسفی ضرور ہے کہ اس کا مطالعہ کرے کیونکہ اس کو تغیر سے بالاتر جانا ہے اور حقیقت سے وابستہ ہوتا ہے کیونکہ اگر ایسا نہ کرے تو وہ ایک ہنر مند استدلالی نہیں ہو سکتا۔

سچ ہے۔

مگر ہمارا محافظ سپاہی بھی ہے اور فلسفی بھی ہے۔

بلا شک ہے۔

لہذا اگلاکن مناسب ہو گا کہ اس کا مطالعہ قانوناً واجب کیا جائے اور ترغیب دیجائے ان لوگوں کو جو ریاست کے سب سے اعلیٰ درجہ کے مہمات کے لئے مقدر ہیں کہ اس میں شریک ہوں کہ محاسبہ سیکھیں اور اس میں مشغول ہوں نہ مثل عطائیوں کے بلکہ انہماک کے ساتھ یہاں تک خالص عقل کی مدد سے اعداد کی ماہیت پر غور کرنے کو حاصل کریں خرید و فروخت کی غرض سے ترقی نہ کریں مثل تاجروں اور دوکان داروں بلکہ محاربوں کے مقاصد سے اور اس لیے کہ خود نفس کو بسہولت قابل تغیر سے سچی اور حقیقی حالت میں منقلب کر سکیں۔

جو تم کہتے یہ تو قابل تعریف ہے۔

میں نے کہا اس علم پر گفتگو کرنے میں جو محاسبہ سے بحث کرتا ہے

ابھی میرے دل میں آیا کہ یہ علم کیسا عمدہ ہے اور کسقدر قیمتی یہ ہمارے لیے ہو سکتا ہے اکثر وجوہ سے کہ ہم اپنی خواہشوں کو پورا کریں بشرطیکہ اس کو محض علمی غرض سے حاصل کریں اور نہ حرفت کے اغراض سے۔

اس نے پوچھا کیونکر؟

اس سبب سے جیسا کہ ہم ابھی کہہ رہے تھے کہ یہ کس قوت کے ساتھ نفس کو اعلیٰ کی جانب کھینچتا ہے اور مجرد اعداد پر عقل آرائی کرنے کو مجبور کرتا ہے اور مستعدی کے ساتھ ایسی بحث سے انکار کرتا ہے جس میں ان سے اعداد تجویز کیے جائیں جو اجسام رکھتے (جن کا معدود جسم طبیعی ہے) جو دیکھے جا سکتے ہیں اور چھوئے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ میں فرض کرتا ہوں کہ تم جانتے ہو کہ اچھے ریاضی داں تمسخر کرتے ہیں اور جائز نہیں رکھتے کہ اثنائے استدلال میں واحد کی کسی طور سے تقسیم کی جائے۔ اور اگر تم ان کو تقسیم کرو مثل خوردہ کے تو پھر ان اجزا کی اور تقسیم ابھی ہوگی اور پھر ہر طرح کی احتیاط کرو کہ واحد اپنی وحدت کو نہ گم کر سکے اور حسب ظاہر کثیر معلوم ہو۔

یہ بالکل درست ہے۔

گلاکن اب فرض کرو کہ کوئی ان سے اس سوال کو دریافت کرے:۔ میرے فاضل دوست کس قسم کے عدد پر تم بحث کرتے ہو؟ کہاں ہیں وہ اعداد جن میں واحد موافق تمھارے بیان کے موجود ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ ہر واحد ایک دوسرے کے مساوی ہے بغیر چھوٹے سے چھوٹے فرق کے اور جس میں اجزا شامل نہیں ہیں تم کس جواب کی ان سے توقع رکھو گے؟

اگر تم مجھ سے پوچھتے ہو تو میں توقع کروں گا کہ وہ یہ کہیں گے۔ کہ اعداد جن کے بارے میں وہ گفتگو کرتے ہیں صرف ان کا ادراک عقل میں ہو سکتا ہے اور کسی طرح اُن سے بحث نہیں ہو سکتی۔

پس اے میرے دوست کہ یہ علم بہر طور ہمارے لیے مطلقاً ضروری ہے کیونکہ بداہتہً ذہن کو مجبور کرتا ہے کہ عقل خالص کو کام میں لائے خالص

250

سچائی کے تعاقب ہیں؟
اس میں یہ صفت اعلیٰ درجہ کی ہے۔
پھر تم نے کبھی اس طرف توجہ کی ہے کہ جو لوگ علم حساب سیکھنے کی استعداد رکھتے ہیں وہ بغیر کسی استثنا کے تمام علوم زود فہم ہیں اور جو لوگ زود فہم نہیں ہیں اگر ان کو اس علم کی مشق کرائی جائے اگر ان کو اس سے کوئی اور فائدہ نہ ہوگا مگر بہر طور اس قدر ترقی ضرور کریں گے کہ بلا اختلاف بہ نسبت سابق کے زیادہ تر تیز ہو جائیں گے؟
یہ سچ ہے۔
اور مجھ کو خوب یقین ہے کہ تم بہ سہولت بہت سے علوم جو سیکھنے والے کو اور طالب علم کو اسقدر تکلیف اور مشقت دیتے ہوں جیسے علم حساب نہ پاؤ گے۔
نہیں تم نہ پاؤ گے۔
پس ان جملہ وجوہ سے تم اس علم کو مسترد نہ کرو گے ہم اس کو عمدہ ترین تعلیم میں کام میں لائیں گے۔
اس نے کہا میں تم سے اتفاق کرتا ہوں۔
251 فنت
پس ہم یہ سمجھیں کہ ایک نکتہ طے ہو گیا۔ بجائے دیگر ہم کو یہ دریافت کرنے دو آیا ہم اس علم سے وابستگی کریں جو حساب کے قریب قریب ہے وہ کیا ہے؟ کیا تم (جیومیٹری) علم ہندسہ سے مراد لیتے ہو۔
میں نے جواب دیا ہاں یہی!
اس نے کہا کہ وہ کل حصہ اس علم کا جو صف آرائی سے تعلق رکھتا ہے ہم سے متعلق ہے۔ کیونکہ چھاؤنی ڈالنے مقامات کو گھیرنے فوج کو تھوڑی جگہ میں رکھنے یا پھیلا دینے میں اور فوجی قواعد کرنے میں میدان جنگ میں یا فوج کی حرکت میں، فوجی آدمی کی دیکھ بھال میں یہ ملحوظ ہوگا کہ وہ اعلیٰ درجہ کا مہندس ہے یا نہیں۔
تاہم میں نے جواب دیا۔ علم ہندسہ اور حساب کا بہت تھوڑا علم ان مقاصد کیلئے کافی ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ بڑا اور اعلیٰ درجہ اس تحصیل کا

اصلی صورت خیر پر غور و خوض کرنے میں بھی مفید ہے یا نہیں بموافق ہمارے مذہب کے یہ رجحان ہر اسی چیز کا ہے جو نفس کو مجبور کرتا ہے کہ اس مقام کی طرف انتقال کرے جس میں نہایت مبارک جزو وجود حقیقی کا شامل ہے جس کا مشاہدہ نفس کے لیے بہت اہم ہے۔

تم سچ کہتے ہو۔

لہذا اگر علم ہندسہ نفس کو مجبور کرتا ہے کہ وجود حقیقی پر غور کرے تو یہ ہم سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن اگر یہ صرف متغیر اور فانی کو ہمارے ملاحظہ میں بزور داخل کرتا ہے تو یہ ہم سے تعلق نہیں رکھتا۔

ہاں ہم یہی کہتے ہیں

اچھا پس بہر طور ایک نقطہ پر ہم کو کسی سے مقابلہ نہ کرنا پڑے گا ان لوگوں سے جن کو علم ہندسہ کا بہت ہی خفیف علم ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ یہ علم اس مقام پر ہے جو صاف صاف متناقض زبان کے ہے وہ زبان جو اس علم کے استعمال کرنے والوں کی ہے۔

کیونکر؟

میں یقین کرتا ہوں کہ وہ لوگ بہت ہی اور افلاس زدہ طرز میں گفتگو کرتے ہیں کیونکہ وہ بلا تغیر مربع کرنا اور بڑھانا اور اضافہ کرنا وغیرہ کہتے ہیں گویا کہ وہ کسی کاروبار میں مشغول ہیں اور گویا کہ ان کے تمام قضایا ایک عملی انجام پیش نظر رکھتے ہیں درحالیکہ حقیقت میں میں تصور کرتا ہوں کہ اس علم کا تعاقب کلیتہً بغرض علمی ہوتا ہے۔

یقیناً یہی ہے۔

ایک نقطہ ہے جس کے بارے میں ہم کو متفق ہونا چاہیے کیا نہیں ہے؟

کیا ہے؟

یہ کہ اس علم کا تعاقب اس چیز کے علم کی غرض سے کیا جاتا ہے جو ازل سے موجود ہے نہ اس چیز کے لیے جو ایک آن کے لیے موجود ہوتا ہے

252

اور بھرنا ہو جاتا ہے۔ ہم اس کے باب میں بہت جلد اتفاق کر لیں گے۔
علم ہندسہ بلاشک علم ہے اس چیز کا جو قدم سے موجود ہے۔
اگر ایسا ہو میرے فاضل دوست علم ہندسہ چاہیئے کہ نفس کو صدق کی طرف لے جائے اور فلسفی کی روح تکمیل کا نشان بخشے۔ اسطرح ممد ہو کہ اس چیز کو بلند کرے جس کو بالفعل ہم غلطی سے پست کرتے ہیں۔
ہاں بہت قوت کے ساتھ ایسا کرے گی۔
پس تم کو لازم ہے کہ نہایت قوت کے ساتھ اپنے خوبصورت شہر کے باشندوں کو ہدایت کرو کہ وہ علم ہندسہ کی تحصیل میں کامیابی کے ساتھ منہمک ہوں۔ کیونکہ اس کے ثانوی فوائد بھی کچھ کم نہیں ہیں۔
مہربانی سے کہو کہ وہ کیا ہیں؟
ان کا ذکر چھوڑ کے جن کو تم نے مخصوص کیا ہے کہ ان کا علاقہ کاروبار جنگ سے ہے میں نہایت خصوصیت کے ساتھ اس واقعہ پر زور دوں گا جس کا ہم کو یقین ہے۔ جبکہ فوری استقبال کسی قسم کے علم کا مطمح نظر ہو تو اس میں بڑا تفاوت ہوگا آیا شاگرد نے اپنے آپ کو علم ہندسہ میں مشغول کیا ہے یا نہیں۔
ہاں بلاشبہ یہ ہوگا۔
کیا ہم اس کو بطور ایک ثانوی تحصیل کے نوجوان طالب علموں کے لیے متعین کریں؟
اس نے جواب دیا ہاں ہم کو یہ کرنا چاہیئے۔
پھر کیا ہم اسطرانومیہ (علم ہیئت) کو تیسری تحصیل بنائیں؟ یا تم اس کو ناپسند کرتے ہو؟
اس نے کہا میں اس کو بالکل پسند کرتا ہوں۔ کیونکہ قریبی واقفیت فصلوں اور مہینوں اور برسوں کے ساتھ ایسا مفید ہے نہ صرف کاشتکار اور جہازران کے لیئے بلکہ عموماً مفید ہے۔
تم مجھ کو اپنی ظاہری تنبیہ سے اس طرح بہلاتے ہو

کہیں ایسا نہ ہو کہ جماعت کثیرہ یہ خیال کرے کہ تم غیر مفید مطالعوں پر اصرار کرتے ہو تاہم یہ معاملہ سہل نہیں ہے بلکہ بخلاف اس کے نہایت دشوار ہے اس امر کو یقین کرنا کہ ان مطالعوں کے درمیان ایک آلہ ہمارے نفوس کا عدم بصارت سے شفا پاتا ہے اور چالاک بنایا جاتا ہے مردگی کی حالت سے جس کا باعث دوسرے اکتساب ہوتے ہیں۔ یہ وہ آلہ ہے کہ اسکی حفاظت مہمات امور سے ہے بہ نسبت ہزار آنکھوں کے کیونکہ صرف اسی آلہ سے صدق کو دیکھ سکتے ہیں لہذا جو لوگ ہمارا سا خیال رکھتے ہیں ان اکتسابات کو جن کو تم بیان کرتے ہو مطلقاً پسند کریں گے۔ درحالیکہ وہ لوگ جن کو اس مسئلہ کی طرف میلان نہیں ہے وہ علوم مذکورہ محض بیفائدہ خیال کریں گے کیونکہ وہ کوئی نفع نہیں دیکھتے سوائے عملی اشغال کے۔ لہذا فوراً اس بات پر غور کرو کہ دونوں فریقوں سے تم کس کے ساتھ کلام کرتے ہو یا اس کے علاوہ اگر تم اس بحث کو خصوصاً اپنے طور جاری کرتے ہو بغور حوالے کسی ایک فریق کے تم یقیناً کسی فائدے کو اور کسی اور انسان سے دریغ نہ کرو گے جو وہ اس گفتگو سے حاصل کر سکتا ہے۔ 253

میں اس پچھلے طریقے کو ترجیح دیتا ہوں۔ یعنی کچھ کہنا بعض سوالات کرنا اور اپنی طرف سے جوابات دینا خصوصاً من جانب خود۔

میں نے کہا پس ایک قدم پیچھے ہٹو ہم اس لمحہ کے پہلے غلطی کی کہ ہم نے علم ہندسہ کے بعد ہی ایک علم کا مرتبہ رکھا۔

ہم نے کیا اختیار کیا؟

کیونکہ سطوح مستویہ پر غور کرنے کے بعد ہم نے مجسمات متحرکہ پر نظر کرنا شروع کیا قبل خود مجسمات پر غور کرنے کے۔ حالانکہ صحیح طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ ذوالبُعدین پر غور کرنے کے بعد ذوابعاد ثلاثہ پر غور کرتے یہ طریقہ ہم کو مجھے یقین ہے کہ مکعب کی بحث پر لاتا اور وہ شکلیں جن میں عمق داخل ہوتا ہے۔

سقراط سچ ہے مگر یہ مضامین میرے خیال سے ابھی دریافت نہیں ہوئے ہیں۔

ہیں نے جواب دیا نہیں دریافت ہوئے اور اس کے دو سبب ہیں۔ اولاً یہ مشکل مسائل ہیں اور نہایت کمزوری کے ساتھ ان پر بحث ہوتی ہے کیونکہ کوئی ریاست ان کی قدر کا اندازہ نہیں کرتی اور ثانیاً جو لوگ تحقیق کرتے ہیں ان کو ایک مہتمم کی ضرورت ہے جس کے بغیر وہ کچھ دریافت کریں گے۔ اب ایسے شخص کا پانا ابتدا میں سخت دشوار کام ہے۔ اور پھر یہ عرض کرکے کہ کوئی دستیاب ہوگیا جیسی اب صورت واقعات ہے غروران لوگوں کا جو اس مضمون کی تفتیش کے درپے ہیں اس کے مشوروں کو سننے ندیں گے لیکن اگر کوئی ریاست اپنی اجتماعی حیثیت سے اس مطالعہ کی عزت کرے اور اپنے کو اس کا مہتمم بنالے تو یہ طلبہ مطیع ہوجائیں گے اور اصلی ماہیت اس مضمون کی جب علی الاتصال قوت کے ساتھ بحث میں آئے گی تو روشن ہوجائے گی۔ کیونکہ اب بھی کمزور اور ناقص کی ہوئی نہ صرف اکثر کی بلکہ کامل محققین کی جیسی یہ ہے جو اس کی وسعت فائدہ رسانی کا پتا نہیں دیتے پھر بھی یہ ترقی کرتی ہے باوجود ان تمام موانع کے بوجہ اپنی ذاتی عمدگی کے اور مجھ کو بالکل تعجب نہ ہوگا اگر اس کی مشکلیں دفع ہوجائیں۔

اس میں ایک مخصوص دل فریبی ہے۔ لیکن براہ عنایت اس کی توضیح صاف صاف بیان کرو تم ابھی کیا کہتے تھے۔ میں خیال کرتا ہوں تم نے علم ہندسہ کی تعریف کی کہ وہ تحقیق سطوح مستویہ کی ہے۔

میں نے تعریف کی تھی۔

پھر تم نے علم ہیئت کو علم ہندسہ کے بعد رکھا تھا اگرچہ پھر تم پیچھے پلٹ گئے تھے!

ہاں میں نے کیا تھا جتنا زیادہ میں زمین پر چلنے کی جلدی کرتا ہوں اتنی ہی بری چال چلتا ہوں۔ تحقیق ابعاد ثلاثہ ہندسۂ مستوی کے بعد آتی ہے۔ لیکن چونکہ اس کی تحصیل مہمل طریقے سے ہوتی ہے تو میں نے اس کو فروگزاشت کیا اور علم ہیئت کو بیان کرنے لگا جو اشکال مجسمہ کی

254

حرکت سے مراد ہے یہ دوسرا قدم ہے علم ہندسہ کے بعد۔

تم درست کہتے ہو۔

پس چاہئے کہ ہم اپنے اکتساب میں علم ہئیت کو چوتھے مرتبہ پر رکھیں یہ علم جو بالفعل ترک کر دیا گیا ہے اس کے وجود کو مان کے کہ اس کو انتظار اس وقت کا ہے کہ کوئی ریاست اس کا ذمہ لے۔

یہ معقول خیال ہے سقراط اور اب اس ملامت کی طرف رجوع کرتا ہوں جو اس سے کچھ پہلے اس لیے کہ میں نے عامیانہ طور سے علم ہئیت کی ستائش کی تھی اب میں اس تجویز کی تعریف کرتا ہوں جس پر تم اس علم کا تعاقب کرتے ہو۔ کیونکہ میں خیال کرتا ہوں یہ ہر شخص پر واضح ہے کہ علم ہئیت بہر طور نفس کو مجبور کرتا ہے کہ عالم بالا پر نظر رکھے اور اس کو اس عالم کی چیزوں سے پھیر کے دوسرے عالم کی طرف متوجہ کرے۔

میں نے جواب دیا۔ یہ مجھ پر واضح نہیں ہے اگرچہ شاید ہر شخص پر واضح ہو کیونکہ یہ میری رائے نہیں ہے۔

پھر تمھاری رائے کیا ہے؟

مجھ کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ علم ہئیت جس کی مزاولت وہ لوگ کرتے ہیں جو فلسفہ پر اتارو ہیں وہ وجہ با نفس کو نیچے کی طرف نظر کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

یہ کیونکر؟

میں خیال کرتا ہوں کہ اس علم کی ماہیت کے تصور میں تم سے کسی قسم کی کمی دلیری کی نہیں ظاہر ہوئی جب علم میں عالم بالا کی چیزوں سے بحث ہوتی ہے کیونکہ غالباً اگر کوئی شخص اپنے سر کو پیچھے کی طرف موڑے اور چھت کے نقش و نگار پر غور کر کے کچھ سیکھے تو وہ آنکھوں سے نہیں بلکہ عقل سے غور کرتا ہے۔ اب شاید تمھارا مفہوم درست ہو اور میرا ابلہانہ ہو۔ کیونکہ میں بجائے خود میں نہیں تصور کر سکتا کہ کوئی علم نفس کو اوپر کی طرف نظر کرنے پر مجبور کرے جب تک کہ تعلق نہ ہو حقیقی اور غیر مبصر (وجود) سے،

255

اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کوئی شخص حماقت سے آسمان میں گھورتا ہے یا نیم بند آنکھوں سے زمین کو دیکھتا ہے، جب تک کہ وہ کسی حسیّ شئے کے مطالعہ کی کوشش کرتا ہے میں منکر ہوں کہ اس کے باب میں یہ کہا جائے کہ اس نے کچھ سیکھا ہے کیونکہ معروضات علمی سلوک کو نہیں قبول کرتے اور میں مانتا ہوں کہ اس کا نفس پستی کی دیکھتا ہے نہ کہ بلندی کی طرف اگرچہ وہ پیراک کی طرح چت لیٹا ہوا ہو خواہ سمندر کے اندر نظر کرتا ہو خواہ خشک زمین پر۔

میں نے جواب دیا مجھ کو واجبی تعذیر دی گئی کیونکہ میں تمھاری ملامت کا سزاوار تھا۔ لیکن براہ عنایت یہ تو کہو اس کہنے سے تمھاری کیا مراد کہ علم ہیئت کی تحصیل ایسے نظام سے کی جائے جو طریقہ موجودہ سے بہت متفاوت ہے اگر اس کی تحصیل ہمارے اغراض پیش نظر کے نفع پہنچانے کے لیے ہو؟

میں تم سے کہوں گا۔ چونکہ یہ فلک منقش اس مبصر عالم کا ایک جز ہے ہم اس امر کے ماننے پر مجبور ہیں۔ اگرچہ مبصرات میں بذاتِ خود نہایت خوبصورت اور کامل ہے معہذا بہت ہی کم رتبہ ہے بہ نسبت ان سچے انقلابات کے جو حقیقی سرعت اور حقیقی بطور صحیح عدد سے اور جملہ صحیح صورتوں میں موجود ہے ایک دوسرے کی اضافت سے تکمیل کو پہنچاتے ہیں ان تمام چیزوں کو ساتھ لیے ہوئے جو ان میں شامل ہیں عقل اور خیال کما حقہٗ مفہوم ہوتے ہیں نہ کہ نگاہ سے یا تم اس کے خلاف تصور کرتے ہو؟

اس نے جواب دیا نہیں بلا شبہ۔

پس ہم کو چاہئے کہ اس بوقلموں آسمان کو بطور ایک نمونے یا منصوبے کے کام میں لائیں تحصیل علم کو آگے بڑھانے کے لئے جس کا مقصود اعلیٰ درجہ کے معروضات ہیں۔ بعینہ اسی طرح جیسے ہم نقشوں کو کام میں لاتے ہیں جو اشنائے راہ میں پڑے جن کو دیدالس یا کسی صناع یا نقشہ نویس نے کھینچا اور مرتب کیا ہے۔ کیونکہ میں خیال کرتا ہوں کہ کوئی شخص جو علم

ہندسہ کا ماہر ہوا ان نقشوں کو دیکھ کے یہ سمجھے گا کہ وہ نہایت خوبی سے تمام کئے گئے ہیں مگر اس امر کو مضحک سمجھے گا کہ ان کو سنجیدگی سے مطالعہ کرے اس امید سے کہ ان کے وسیلہ سے حقیقتیں مساوات یا تضعیف یا کسی اور نسبت کی پہچانے۔

نہیں بلاشبہ یہ امر مضحک ہوگا۔

اور کیا تم نہیں خیال کرتے کہ حقیقی منجم (ماہر علم ہیئت) ویسے ہی عینیات کے ساتھ ستاروں کی حرکت پر نظر ڈالیں گے؟ یعنے کیا وہ خود آسمان کو اور ان اجسام کو جو اس میں موجود ہیں تصور کرے گا کہ آسمان کے صنعت گر کا کمال ہے حسن و خوبی کے ساتھ جہاں تک ایسی صنعتوں کیلیے امکان ہے؟ مگر اس نسبت کے باب میں جو دن کو رات کے ساتھ اور مہینے کے ساتھ اور مہینے کو سال کے ساتھ اور دوسرے ستاروں کو آفتاب اور ماہتاب کے ساتھ ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ کیا وہ تم کو یہ نہ خیال کرے گا کہ تم انسان کو جو ایسے جسمانی اور مبصر اشیا کو غیر متبدل یقین کرتے ہو اور تمام اضطرابات سے مستثنیٰ جانتے ہو اور کیا وہ اس کو لغو نہ خیال کرے گا کہ غیر معمولی تکلیف اس کوشش پر پہنچائے کہ اُن کی صحیح حالت میں سمجھ میں آئے؟ 256

ہاں میں بعینہ یہی خیال کرتا ہوں اب جبکہ میں تمھارا مشورہ سنتا ہوں۔ لہٰذا ہم علم ہیئت کا تعاقب مدد سے مسائل کے کریں گے جسطرح ہم علم ہندسہ کا تعاقب کرتے ہیں۔ مگر ہم اجرام آسمانی علیحدہ رکھیں گے اگر ہماری یہ تجویز ہو کہ حقیقتاً علم ہیئت سے واقف ہو جائیں اور اس کے وسیلہ سے طبیعی عقل کو نفس کی ایک غیر مفید اکتساب سے مفید میں بدل دیں۔

اُس نے کہا۔ جو منصوبہ تم بیان کرتے ہو مجھ کو اعتماد ہے متعدد بار محنت طلب ہے بہ نسبت علم ہیئت سیکھنے کے موجودہ طریقے کے۔

میں نے جواب دیا ہاں اور میں خیال کرتا ہوں کہ ہم کل دوسری

چیزوں کو بھی اسی پیمانہ پر جاری کریں گے اگر ہم مقنن کی حیثیت سے مفید ہو سکتے ہیں۔ لیکن اور کون سے علوم ہیں جن کا مشورہ دینا مناسب جانتے ہو؟

ایسی جلد اطلاع ملنے کے بعد میں کسی کا مشورہ نہیں دے سکتا۔

اچھا اگر میں غلطی نہیں کرتا تو حرکت ایک سے زائد قسموں کو قبول کرتی ہے صحیح تعداد ان اقسام کی شاید کوئی عالم فلسفی مہیا کر سکے۔ جو ہم ایسے لوگوں پر واضح ہیں وہ تعداد میں دو ہیں۔

مہربانی کر کے بیان کرو وہ کیا ہیں؟

ایک کو تو ہم نے بیان کر دیا ہے دوسری اس کا تتمہ ہے۔

وہ کیا ہے؟

میں نے جواب دیا ظاہر ہوگا کہ ہمارے کانوں سے مطلوب ہے کہ مرتب حرکات کو پہچان سکیں جس طرح ہماری آنکھوں سے مقصود تھا کہ اجرام سماوی کی حرکات کو پہچانیں اور یہ ایک طریقہ سے شامل ہیں دو برابر کے علموں پر جیسا کہ فیثاغورس نے بیان کیا اور ہم اے گلاکن ان کو تسلیم کرنے کے لیے آمادہ ہیں۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر کونسا راستہ ہم اختیار کریں؟

ہم اس راستہ کو اختیار کریں گے جو تم نے پہلے بیان کیا تھا ہم واقعہ کو تسلیم کرتے ہیں۔

پس چونکہ یہ کام دیر طلب معلوم ہوتا ہے ہم فیثاغورس کے تابعین اس سوال پر مشورہ کریں گے اور شاید اور سوالوں پر بھی۔ اسی وقت میں اپنے ذاتی اصول کو قائم رکھیں گے۔

کس اصول سے تم مراد لیتے ہو؟

اپنے شاگردوں کو ہرگز اجازت نہ دیں گے کہ علوم کی ناقص شاخ کے حاصل کرنے کی کوشش کریں یا کوئی چیز یا بالآخر اس نقطہ پر پہنچنے میں ناکام رہتی ہے جس پر ہر چیز کو پہنچنا لازم ہے جس کو ہم نے ابھی علم ہیئت کی بحث میں کہا تھا۔ کیونکہ ہارمونی (لے) پر بھی اسی طرح بحث کی جاتی ہے

جیسے علم ہیئت اس باب میں۔ اس کے ماہرین بھی مثل علمائے ہیئت کے اس امر پر قانع ہیں کہ سروں اور نغموں کا اندازہ کریں کان سے جن کی شناخت ہوتی ہے ایک دوسرے کے خلاف اور اس لیے بغیر نتیجہ کے محنت کرتے ہیں۔

ہاں بیشک اور وہ اپنے کو بالکل مسخرہ بناتے ہیں۔ وہ تکراروں پر گفتگو کرتے ہیں اور اپنے کانوں کو متصل کر دیتے گویا کہ وہ اس امر پر رجوع کہ اپنے ہمسایوں سے سر پیدا کریں اور پھر ایک فریق دعویٰ کرتا ہے کہ ایک درمیانی آواز اب بھی شناخت ہوتی ہے جو نہایت ہی چھوٹی وسط ہے اور اس آواز کو اندازہ کا واحد ہونا چاہیئے جبکہ دوسرا فریق اس پر نزاع کرتا ہے کہ اب آوازیں یکساں ہیں۔ دونوں ایک ہی طور سے اپنی حجت کو کانوں پر ملتوی کرتے ہیں

میں دیکھتا ہوں کہ تم ان نیک آدمیوں کی طرف اشارہ کرتے ہو جو تاروں کو چھیڑتے اور کھونٹوں کو مروڑتے ہیں لیکن استعارہ کو بہت طول نہ دینا چاہیئے کہ ان ضربوں پر بات بڑھائی جائے جو مضراب سے لگائی جاتی ہیں اور زود رنجی اور سرکشی تاروں کی محفوظ رکھتے ہیں۔ یہاں میں اس طرز عبارت کو ترک کرتا ہوں اور تم سے کہتا ہوں کہ میری مراد ان اشخاص سے نہیں ہے بلکہ وہ جن کا میں نے قصد کیا تھا اب ہم ہارمونی کے مضمون سے متعلق مشورہ کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ٹھیک مثل علمائے ہیئت کے عمل کرتے ہیں یعنی وہ عددی تعلقات جو ان قابل سماعت نغمات میں واقع ہیں ان پر بحث کرتے ہیں مگر مسائل میں مشغول ہونے سے انکار کرتے ہیں اس غرض سے کہ اس کو جانچیں کہ کون سے اعداد متعلق ہیں اور کون سے نہیں ہیں اور اس فرق کا سبب کیا ہے۔

کیوں یہ کام جس کا تم بیان کرتے ہو اس کے لیے فوق البشری قوتیں درکار ہیں بلکہ یہ کہو کہ یہ کام جمیل اور خیر کی تلاش میں مفید ہو گا اگر اور نتائج کے خیال تعاقب کیا جائے تو غیر مفید ہے۔

ہاں یہ ظن غالب کہ خلاف نہیں ہے

میں کہا اس کے ساتھ ہی اگر تحصیل ان علوم کی جن کو میں نے گنوایا ہے ان کے باہمی تلازم اور تعلقات پر پہنچا دے اور ان پیوندوں کی ماہیت جو ان کو ایک دوسرے سے وابستہ کئے ہوئے ہے سکھا دے میں یقین کرتا ہوں کہ عقلی مباحثہ ان کا مقاصد کو آگے بڑھا دیگا جو ہمارے مدنظر ہیں اور وہ محنت جو اور طرح سے بیکار رہوتی اچھے کام میں صرف ہوئی ہوگی۔

سقراط میرا بھی یہی خیال ہے۔ لیکن جس کام کو تم کہتے ہو بڑا کام ہے۔

میں نے جواب دیا کیا تم تمہید کی طرف اشارہ کرتے ہو؟ یا کس کی طرف؟ یقیناً ہم کو مطلوب نہیں ہے کہ ہم کو یاد دلایا جائے کہ جو کچھ ہم نے کہا اصلی مناجات کی تمہید ہے جو ہمیں سیکھنا ہے؟ کیونکہ میں فرض کرتا ہوں کہ تم اس کے ماہرین کو ان علوم کے متکلمین خیال کرتے ہو۔

نہیں بے شک میں نہیں خیال کرتا ہوں بہت ہی تھوڑے مستثنیات کو چھانٹ کے جو میرے راستے میں پڑے۔

مگر بلا شک تم نہیں سمجھتے جو اشخاص اصول اولیہ کی بحث میں شریک نہیں ہو سکتے کبھی جا سکتے ہیں کہ وہ ایک ذرہ بھی ان چیزوں سے نہیں جانتے ہیں جن کو ہم کہتے ہیں کہ ان کو جاننا چاہیے۔

نہیں یہ بھی میری رائے نہیں ہے۔

پس گلاکن کیا اس مقام پر اصلی مناجات نہیں ہے کلامی استدلال جس کا مصرف ہے؟ یہ مناجات عالم عقلی میں واقع ہے کیا اس کی مثال قوت بصر سے دے سکتے ہیں جو کہ ہمارے حسب قول مستقلاً دیکھتی ہے پہلے مادی حیوانات کی طرف پھر خود ستاروں کی طرف اور سب کے بعد خود سورج کی طرف۔ اسی طریقہ سے جب کبھی کوئی شخص کوشش کرتا ہے کلام کی مدد سے ہر حقیقت کے تعاقب کیلیے استدلال کے ایک سادہ عمل سے جس افادہ سے بے نیاز ہو کے ہرگز نہیں ہچکچاتا تا اینکہ عقل کے عمل سے اصل ماہیت کو خیر کی سمجھ لے۔ وہ عقلی عالم کی انتہا تک پہنچتا ہے ٹھیک اسی طرح جیسے وہ شخص جس کا ذکر عنقریب کیا گیا ہے

عالم مبصرات کی انتہا کو پہنچا۔

لاکلام

اور اس طریقے کو تم کلامی کہتے ہو کیا نہیں کہتے ؟

یقیناً میں کہتا ہوں۔

بجائے دیگر قیدیوں کی رہائی زنجیروں سے اور ان کا انتقال تماثیل کے سایوں سے خود تمثالوں تک اور روشنی تک اور ان کا صعود غار سے آفتاب کی روشنی میں اور جبکہ وہاں واقعہ ان کے اس قابل ہونے کا کہ وہ نظر کریں نہ طرف حیوانات اور نباتات اور سورج کی روشنی کے مگر ابھی ان کے عکس میں جو پانی میں پڑتا ہے جو بلاشک خدائی ہیں اور عکس چیزوں کے حقیقی ہیں عوض تمثالوں کے سائے ہونے کے جو روشنی نے ڈالے ہیں جو خود تمثال ہی کہی جا سکتی ہے جب سورج سے مقابلہ کیا جائے۔ یہ نقطے ہیں کہتا ہوں کہ اپنا تتمہ مذکورۂ بالا فنون کے تعاقب میں پاتے ہیں جو شریف ترین جزو نفس کے بلند کرنے کی قوت رکھتا ہے اور اس چیز کے مراقبہ کی طرف بڑھاتا ہے جو اُن چیزوں میں سب سے عمدہ ہے جو فی الواقع موجود ہیں جس طرح دوسری صورت میں سب سے صاف آلہ جسم کا اس چیز کے مراقبہ کی طرف بڑھایا گیا تھا جو جسمانی اور مبصر قلمرو میں سب سے زیادہ درخشاں ہے۔

اس نے جواب دیا میں بجائے خود اس بیان کو قبول کرتا ہوں اور تاہم میں اعتراف کرتا ہوں کہ اس کا قبول کرنا میرے لیے دشوار ہے اور اسی وقت میں اس کو ایک اور طریقے سے دیکھ کے مجھے اس سے انکار کرنا دشوار ہے بہر کیف چونکہ اس کا مباحثہ اس موقعہ پر منحصر نہیں ہے بلکہ اکثر آئندہ موقعوں پر اس کی تکرار ہو سکتی ہے۔ ہم کو چاہئے کہ تمھارے موجودہ نظریہ کی حقیقت کو تسلیم کر لیں پس خود مناجات کی جانب رجوع کرنا چاہئے اور اس پر بحث کرنا چاہئے جیسے تمہید پر بحث کی تھی پس مجھ سے کہو کہ قوت کلامی کی عام خاصیت کیا ہے اور کن اجزائے نوعیہ

میں تقسیم ہو سکتی ہے اور بالآخر اس کے طریقے کیا ہیں۔ اس لئے کہ وہ طریقے غالباً وہی راستے ہیں جو اس مقام پر لیجائیں گے جہاں ہم اپنی سیر کو تمام کریں گے اور اپنے سفر سے آرام لیں گے۔

میں نے جواب دیا میرے عزیز گلاکن تم اس سے زیادہ میری پیروی نہیں کر سکتے اگر میری طرف سے رضامندی میں کوتاہی نہ ہوگی۔ تم اس سے زیادہ اس کی تشبیہہ کی طرف نہ دیکھا کرو گے جس پر ہم نے گفتگو کی ہے لیکن خود اس صدق کی جانب جس شکل سے مجھ پر ظاہر ہوتی ہے خواہ میں صحیح کہتا ہوں یا نہیں میں اس حد تک نہیں جا سکتا کہ اسکا واجبی اس کا فیصلہ کردوں لیکن میں فرض کرتا ہوں کہ میں اس کے کہنے پر مجبور ہوں کہ ہم بالکل غلط نہیں ہیں۔

بلاشک تم ایسے ہی ہو۔

اور میں کیا یہ بھی نہ کہوں کہ صرف قوت کلامی صدق کا انکشاف کر سکتی ہے ایسے شخص پر جو ان علوم میں استاد کامل ہے جس کا ہم نے ابھی شمار کرایا ہے اور یہ کہ کسی اور طریقہ سے ایسا علم ممکن نہیں ہے؟

ہاں اس لفظ پر بھی تم مجبور رہو کہ واجبی بیان کرو۔

میں نے کہا بہرطور کوئی شخص ہمارے بیان کا نقص نہ کرے گا جب ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کوئی طریقہ جس کی بہ ترتیب کوشش سے مفہوم ہر ایک چیز کی حقیقی ماہیت کا پیدا ہو سکے۔ بلکہ بخلاف اس کے جملہ فنون باستثنائے چند ظنیات اور انسانوں کی خواہشوں کی طرف رجوع کرتے ہیں یا اپنے کو اجسام کی تکوین اور ترکیب سے وابستہ کرتے ہیں یا ان چیزوں کی بحث سے جو نشوونما پاتی ہیں اور مرکب ہوتی ہیں اور ان چند مستثنیات کے باب میں جیسے علم ہندسہ اور وہ علوم جو اس کے ساتھ تلازم رکھتے ہیں جو ہمارے نزدیک فی الجملہ حقیقت وجود کے فہم سے متعلق ہیں ہم کو دریافت ہوا ہے کہ اگرچہ وہ حقیقی وجود کا خواب دیکھیں مگر وہ اس کو حالت بیداری میں نہیں دیکھ سکتے جب تک وہ مفروضات کو استعمال کرتے ہوں جن کو

وہ بغیر جانچے ہوئے چھوڑ دیتے ہیں اور جس کی وہ کوئی توجیہ نہیں دے سکتے کیونکہ جب کوئی شخص ایک اصل اول کو تسلیم کرے جس کو وہ جانتا نہ ہو۔ جس غیر معلوم اصل پر ایک بافت درمیانی فضایا اور نتیجہ کی موقوف ہو۔ کس امکان سے ایسے اعتراف پر علم کی بنا ہو سکتی ہے؟

یہ بیشک غیر ممکن ہے۔

لہٰذا کلامی طریقہ اور صرف وہی حسب ذیل طریقہ اختیار کر سکتا ہے یہ مفروضات کو پھیر کے اصل اول کی طرف لیجاتا ہے تاکہ ان کو مضبوطی سے متعین کرے اور نفس کی آنکھ کو وحشیانہ جہالت کی دلدل میں مطلقاً دبا ہوا پا کے اس کو نرمی سے نکالتا ہے اور اونچا کرتا ہے اس انقلاب کے کام میں ان علوم کو جن پر ہم نے بحث کی مثل خادماؤں کے استعمال کریں گے۔ ان کو ہم نے اکثر علوم کہا ہے کیونکہ یہی جاری ہیں لیکن ان کے لیے اور نام کی ضرورت ہے جو زیادہ تر صفائی کو ظاہر کرتا ہو بہ نسبت ظن کے مگر کمتر امتیاز بہ نسبت علم کے۔ پہلے کسی موقعہ پر ہم نے "سمجھ" بطور اصطلاح معین کیا تھا اس ذہنی عمل کے ظاہر کرنے کے لیئے مگر یہ ہمارے مقصد کا جز نہیں ہے کہ نام پر جھگڑا کریں جبکہ ہم نے ایسے مضامین اہم پر غور کرنا تجویز کیا ہے۔

اس نے کہا تم بالکل حق پر ہو۔ ہم صرف ایک نام چاہتے ہیں کہ جب ذہنی حالت پر اس کا اطلاق ہو تو وہ صاف دلالت کرے کہ کس منظر کو وہ بیان کرتا ہے۔

میں نے کہا میں اس بات پر قانع ہوں کہ مثل سابق کے پہلی قسم کو (سائنس) علم کہوں دوسرے کو فہم (سمجھ) تیسرے کو یقین اور چوتھے کو تخمینہ کہوں۔ پچھلے دو کو ملا کے ظن کہتے ہیں اور پہلے دو کو عقل ظن کو متغیر سے اور عقل کو حقیقی سے۔ اور جو نسبت حقیقی کو ہے متغیر سے وہی نسبت عقل کو ہے ظن سے۔ اور جو نسبت عقل کو ہے ظن سے وہی علم کو ہے یقین سے اور (سمجھ) فہم کو ہے تخمین سے لیکن تمثیل درمیان معروضات ان ذہنی افعال کے اور دوہری تقسیم ظن کے علاقوں کی اور عقل کی گلاکن بہتر ہے کہ ترک

کردیں تاکہ پیشتر کی تقریر کی تعداد کے بڑھانے کے لیئے ہم پر بار پڑنے کو مانع ہو۔

اچھا میں یقیناً تم سے اتفاق کرتا ہوں تمام ان دوسرے نکتوں پر جس حد تک میں تمھاری تقریر سمجھ سکوں۔

کیا تم خطاب متکلم کا اس شخص کو دوگے جو عاقلانہ حساب ہر چیز کے جوہر کا رکھتا ہو؟ اور کیا تم اس کو تسلیم کروگے کہ جس حد تک ایک ایسا حساب نہیں رکھتا جو خود یا دوسروں کو دیکھے اس حد تک وہ خالص عقل کے اس مضمون پر عمل میں لائے ناکامیاب رہتا ہے؟

ہاں اس نے جواب دیا مجھے اس میں شک نہیں ہے۔

پس کیا تم ایسی تقریر خیر پر نہیں کرسکتے؛ جب کوئی شخص سختی کے ساتھ عمل عقلی سے اصلی صورت کی خیر کے تعریف کرے دوسری ہر شے سے مجرد کرکے اور جب تک وہ جملہ اعتراضات پر لڑ بھڑ کے غالب آکے راہ نکال لے اور ان کی تردید پر قادر ہو نہ ظنی ضابطوں سے نہیں بلکہ اصلی وجود کے ضابطوں سے اور جب تک ان جملہ نزاعات میں وہ نتیجہ تک جائے اور اپنے سلسلہ خیالات میں ایک قدم بھی غلط نہ کرے اور جب تک یہ سب نہ ہو کیا تم نہ کہوگے کہ نہ وہ خیر کے جوہر کو جانتا ہے اور نہ کسی اچھی چیز کو جانتا ہے اور اگر کوئی (بھوت) سایہ اس کا اگر وہ اتفاقاً سمجھ لے وہ ثمرہ ظن کا ہے نہ کہ علم کا اور وہ اپنی موجودہ زندگی میں خواب دیکھتا ہے اور سوکے گزار رہا ہے اور آئندہ دنیا کی زندگی کے اس طرف وہ ہرگز نہ جاگے گا جہاں اس کے مقدر میں ہمیشہ سونا ہے؟

اس نے کہا ہاں قطعاً یہ سب کہوں گا۔

پھر یقیناً اگر تم واقعی تربیت اپنے ان لڑکوں کی کرتے جن کی طبیعت اور تعلیم کا تم عقلاً اہتمام کرتے ہو میں خیال نہیں کرتا ہوں کہ تم ان کو کبھی ریاست میں مجسٹریٹ ہونے کی اجازت دوگے ایسے اختیارات کے ساتھ کہ وہ بھاری مقدمات کا فیصلہ کریں درحالیکہ وہ ایسے ہی بے عقل ہیں جیسے نوک قلم۔

نہیں بیشک مجھ کو نہ چاہئے۔
بلاشک تم ایک قانون نافذ کروگے ان کو حکم دوگے کہ اس تعلیم میں مصروف ہوں جس سے وہ متکلمین کے اسلحہ کو علمی طریقہ سے کام میں لاسکیں
میں تمھاری مدد سے یہی کروں گا۔
پس تو کیا تم کو نہیں معلوم ہوتا کہ علم کلام منڈیر کے پتھر کی طرح علوم سے بالاتر ہے اور یہ غلطی ہے کہ کسی علم کو اس سے بالاتر رکھیں کیونکہ فہرست علوم کی کامل ہوچکی ہے۔
اس نے جواب دیا ہاں مجھ کو یقین ہے کہ تم درست کہتے ہو۔
میں نے کہا اب تمھارے لیئے باقی رہ جاتا ہے کہ ایسے اشخاص کو متعین کرو جن سے یہ اکتسابات منسوب کئے جائیں اور اصول اس کی تقسیم کے معین کردو۔
ظاہرا یہی صورت ہے۔
تم کو یاد ہے کہ ہم نے کس قسم کے اشخاص انتخاب کئے تھے جب ہم مجسٹریٹوں کو چن رہے تھے اس سے پہلے؟
ہاں مجھ کو یاد ہے۔
اچھا میں تم کو صفات کی طرف متوجہ کردوں گا جن کو ہم نے بیان کیا تھا تاکہ جو ان صفات سے موصوف ہوں وہی منتخب ہونے کے مستحق ٹھہریں یعنی ہم اس کے پابند ہیں کہ نہایت مضبوط نہایت مردانہ اور جس حد تک ہم کو ممکن ہو نہایت خوبصورت ہوں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی امور مذکورہ کے علاوہ ان سے مطلوب ہو شریف اور ثابت قدم اخلاقی ماہیت رکھتے ہوں اور ان میں ایسے صفات ہوں جو اس طریقہ تعلیم کے مناسب ہوں۔
مہربانی کرکے بیان کرو وہ کون سے صفات ہوں جو ان میں ہونا چاہتے ہیں؟
ضرور ہے کہ وہ اپنے ساتھ تیز (دل میں اُترجانیوالی) آنکھ رکھتے ہوں

اے میرے عزیز گلاکن اپنے اکتسابات کے ساتھ اور سہولت سے سیکھ سکتے ہوں کیونکہ یقیناً سخت مطالعے ذہن کی ہمت کو اس سے زیادہ آزماتے ہیں نہ نسبت جسمانی ورزشوں کے کیونکہ محنت زیادہ موثر ہے صورت اولیٰ میں کیونکہ یہ منحصر ہے ذہن ہی پر عوض اس کے کہ جسم بھی اس کے ساتھ شریک ہو۔

سچ ہے۔

پس اچھے حافظے کو بھی مطلوبات میں اپنی تلاش کے ہم کو داخل کرنا چاہئے اور بے خوف وضع اور انتہائی محبت اپنے کام کے ساتھ۔ نہیں تو تم کس طرح توقع کر سکتے ہو کہ ایک انسان کو جسمانی محنت کی ترغیب دے سکتے ہو اور اس کے ماورا اور بہت کچھ سیکھے اور اسی قدر خود مشق کر سکے؟

نہیں ہم ایسے شخص کو ترغیب نہیں دے سکتے جس کی ذکاوت اعلیٰ مرتبہ کی ہو۔

میں نے کہا بہر طور یہ یقینی ہے کہ غلط معاینہ فلسفہ کا جو بالفعل جاری ہے اور وہ بدنامی جس میں فلسفہ پڑی ہوئی ہے اس کا سراغ۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا تھا۔ اس واقعہ پر موقوف ہے کہ لوگ فلسفہ میں مصروف ہو جاتے ہیں اور اپنی نالایقی کا لحاظ نہیں کرتے درحالیکہ اس کا مطالعہ کام اس کے اصلی فرزندوں کا ہے نہ کہ ناجائز بچوں کا۔

تم اصلی سے کیا مراد لیتے ہو؟

اولاً جو کوئی اس کا مطالعہ کرے وہ اپنے کام کی محبت کو ترک نہ کرے نہ چاہئے کہ وہ کچھ محنتی ہو اور کچھ سست یہ صورت اس طرح ہوتی ہے جبکہ ایک آدمی ورزش کو دوست رکھتا ہے اور شکار کو اور حملہ بدنی محنت کو لیکن مطالعہ کو ناپسند کرتی ہے اور اس کو سننے اور دریافت کرنے سے نفرت ہے اور فی الواقع تمام عقلی محنت سے نفرت کرتا ہے۔ دوسری طرف وہ لوگ بھی ویسے ہی لنگ ہیں جس کی محبت کام کی مقابل کی صورت لئے ہوئے ہے۔

جو تم کہتے ہو بالکل سچ ہے۔

اسی طرح کیا ہم نہیں کہہ سکتے کہ نفس باعتبار سچائی کے بالکل بیکار ہے جبکہ وہ نفرت کرتا ہے عمداً جھوٹ بولنے سے اور اپنی ذات میں اس کو برداشت نہیں کرسکتا اور بہت نفرت کرتا ہے جب اور لوگ جھوٹ کے مجرم ہیں اس پر بھی خاموشی سے وہ غیر ارادی جھوٹ کو قبول کرلیتے ہیں اور کمی علم کی شناخت ہونے پر بعوض رنجیدہ ہونے کے وحشی سور کی طرح جہالت کی نجاست میں لوٹنے سے خوش ہوتے ہیں؟

بلاشک تمہاری رائے درست ہے۔

میں نے کہا سب کے اوپر یہ ہے کہ ہم کو اصل اور کم اصل کی نگہبانی بمقابلہ اعتدال اور شجاعت رفعت مرتبت ذہن کے اور جملہ افراد فضائل کے کیونکہ جب ریاستیں یا اشخاص بذات خود صفات مذکورہ پر نظر نہیں رکھتے تو وہ بے شعوری سے مجسٹریٹ یا احباب اس قسم کے اختیار کرلیتے ہیں جو باعتبار صفات نا قابل اور کمینہ ہوتے ہیں۔

لاکلام ایسا ہی ہے

لہذا ہم کو بجائے خود اس عنوان کے امور میں ہر طور کی احتیاط لازم ہے کیونکہ اگر ہم ایسے اشخاص مہیا کرسکیں جن کے اعضا سالم اور ذہن مستقیم ہوں اور ان علوم کے تحت اثر ان کی سختی سے تعلیم اور تربیت ہو تو خود عدالت ہم کو قصوروار نہ ٹھہرائیگی اور ہم اپنی ریاست اور آئین کو محفوظ رکھ سکیں گے اور حالیکہ اگر ہم دوسری نوع کے شاگرد انتخاب کریں گے تو ہماری کامیابی ناکامی میں بدل جائے گی اور ہم فلسفہ پر اور بھی بھاری طوفان مضحکہ کا اٹھائیں گے۔

واقعی بڑے شرم کی بات ہوگی۔

ضرور ہوگی مگر غالباً اپنے آپ کو اس لحظہ میں مسخرا بنایا۔

اس نے پوچھا یہ کیونکر؟

میں نے جواب دیا ہم بھول گئے کہ ہم سنجیدہ حالت میں نہ تھے اور نہ مشتاقانہ سرگرم گفتار تھے۔ کیونکہ جب میں کلام کرتا تھا میری نظر فلسفہ (دیوی) پر بھی اور یہ دیکھ کر کہ اس پر ناواجب گستاخی کی چڑھائی ہے میں سخت برہم ہوا اور غصہ آیا ان لوگوں پر جو اس تحقیر کے ذمہ دار تھے کہ مجھے یقین ہے کہ میں نے زیادہ تر سنجیدہ گفتگو کی۔

تو بلاشک تم نے نہیں کہا کم از کم یہ کہ میں نے ایسا نہیں سنا۔

اچھا اثنائے گفتگو میں مجھے اس کا خیال آیا جو میں نے کہا لیکن آیندہ گفتگو میں ہم کو بھولنا نہ چاہیئے کہ اس صورت میں یہ غیر ممکن ہوگا کہ ایسے اشخاص کا انتخاب کیا جائے جن کا سن زیادہ ہو جیسا ہم نے بیشتر کہا تھا۔ کیونکہ ہم کو سولن کی ترغیب پر توجہ نہ کرنا چاہیئے کہ جب کسی آدمی کا سن زیادہ ہو جاتا ہے تو وہ اکثر چیزیں سیکھ سکتا ہے بخلاف اس کے ایک مسن آدمی جس طرح دوڑ سکتا ہے اسی طرح سیکھ سکتا ہے اور وسیع سلسلہ سخت محنتوں کا بالکلیہ جوان آدمی پر پڑنا چاہیئے۔

بلاشک ایسا ہی ہے۔

لہذا حساب اور ہندسہ اور جملہ شاخیں اس ابتدائی تعلیم کی جو علم کلام کا راستہ صاف کرتی رہیں ہمارے شاگردوں کو بچپن میں سکھانا چاہیئے اس بات کی خبرداری رکھنا چاہیئے کہ تعلیم اس صورت سے کی جائے کہ ان کو سیکھنے میں یہ نہ معلوم ہو کہ ان پر جبر ہے۔

کیوں ایسا ہو؟

میں نے جواب دیا تاکہ شائبہ غلامی آزاد ذرا آدمی کی تحصیل میں نہ ملے کیونکہ یہ سچ ہے کہ جبوراً نہ بجا آوری جسمانی محنتوں کی کوئی بد اثر جسم پر نہیں کرتی مگر ذہن کی صورت میں کوئی تحصیل جو مجبوراً عمل میں آئے اس کی تاثیر حافظہ میں نہیں باقی رہتی۔

یہ سچ ہے۔

لہذا میرے فاضل دوست بچوں کی تربیت کھیل کود کے طریقے

ہونا چاہئیے بغیر کسی وضع مجبوری کے مزید برآں اس کی غرض یہ ہے تاکہ نہایت آسانی سے ان کی سیرت کا طبعی رخ دریافت ہو جائے۔

تمھاری نصیحت معقول ہے۔

کیا تم کو ہمارا یہ کہنا یاد ہے کہ بچوں کو گھوڑوں کی پیٹ پر عین معرکہ رزم میں لے جانا چاہئیے اور کسی محفوظ موقعہ پر ان کو میدان جنگ میں رکھیں تاکہ شکاری کتوں کی طرح خونخواری کے مزے لیں؟

مجھے یاد ہے۔ اس نے جواب دیا۔

اسی طرح ہم کو چاہئیے کہ منتخب فہرست بنائیں اس میں ان کو داخل کریں جن سے نمایاں خودداری کا ظہور ہوا ہو۔ ان تمام محنتوں میں تحصیل علم میں اور خطرات ہیں؟

کس عمر میں ایسا کیا جائے؟

جیسے ہی وہ ضروری جسمانی ورزشوں سے نجات پائیں جس اثناء میں خواہ دو تین برس ان کے ضائع ہوں کچھ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ تھکن اور نیند دشمن ہیں طالب علمی کے۔ اور مادرا اس کے خصلت ہر ایک کی اس کی ورزشوں میں ان کے چال چلن کی جانچ ہے اور بہت اہم بھی ہے۔

بلاشک یہی ہے۔

میں نے کہا اس مدت کے بعد یہ منتخب سیرتیں جن کا انتخاب بیس برس کے سن کے نوجوان سے ہوا ہے چاہئیے کہ اعلیٰ عزتیں حاصل کریں بہ نسبت باقی کے اور متفرق علوم جن میں ان کی تعلیم ہوئی ہے بچپن سے لازم ہے ایک پیمائش کے احاطہ میں لائی جائیں اس باہمی نسبت کے ظاہر کرنے کے لیے جو ان میں ہے اور ماہیت حقیقی وجود کی۔

یقیناً یہی قسم تربیت کی ہے جو دائمی پائے جائے گی جبکہ ایک بار یہ داخل ہو گئی۔

ہاں اور یہ نہایت قوی جانچ بھی ہے کلامی سیرت کی۔ کیونکہ موافق اس امر کے کہ ایک انسان ایک مضمون کی پیمائش کر سکتا ہے بتمامہ یا نہیں

وہ متکلم ہے یا نہیں ہے۔

میں تم سے اتفاق کرتا ہوں۔

لہذا یہ تمھارا فرض ہوگا کہ تم ایسے لوگوں پر نظر رکھو ان لوگوں پر جو بڑی سے بڑی قابلیت ان مسائل میں ظاہر کرتے ہیں اور زیادہ استواری نہ صرف تحصیل علم میں بلکہ جنگ میں بھی اور دوسری شاخوں میں قواعد کی۔ اور جب وہ تیس برس کے ہوں اور اس سے اوپر تم کو لازم ہے کہ ان کو اپنے برگزیدہ طبقات سے انتخاب کرو اور ان کو زیادہ تر عزتوں پر بلند مرتبہ کرو اور ان کو کلامی لیاقت کی جانچ سے جانچو اس کے دیکھنے کے لیئے کہ کون ان میں ایسا ہے جو اپنی آنکھوں اور دوسرے حواس سے کنارہ کرکے سچائی کے ساتھ ہوکے وجود حقیقی کی طرف بڑھتا ہے۔ اور اس محل پر اے میرے دوست بڑی احتیاط درکار ہے۔

اس نے سوال کیا کس خاص سبب سے؟

میں نے کہا کیا تم نہیں ادراک کرتے ہو کیسی عظیم بدی بالفعل کلام کے ساتھ ہے۔

مہربانی سے کہو وہ کیا ہے؟

میں نے جواب دیا مجھے یقین ہے عدول حکمی جس کے ساتھ متکلمین کی تعلیم ہوتی ہے۔

بے شک تم ٹھیک کہتے ہو۔

کیا تم متعجب ہو اس واقعہ سے اور تم اشخاص زیر سوال کی کوئی مراعات نہیں کرتے۔

مہربانی کرکے اپنے قول کی توضیح کرو۔

بطور موازنات ایک فرضی لڑکے کی صورت بناؤ جس نے دولت عظیم میں تربیت پائی ہو اور اس کے تعلقات خاندانی بہت وسیع ہوں اور خوشامدیوں سے گھرا ہوا ہو اور جب وہ سن (بزرگی) بلوغ کو پہنچے تو اس کو معلوم ہو کہ جو اس کے والدین کہے جاتے ہیں اس کے حقیقی والدین

نہیں ہیں اگرچہ وہ حقیقی والدین کو نہیں دریافت کر سکتا۔ تم گمان کر سکتے ہو کہ اسکا سلوک خوشامدیوں سے کیا ہوگا اور جبلی والدین سے اولاً اس زمانے میں جبکہ وہ اپنی قائم مقامی کے واقعہ سے بے علم تھا اور ثانیاً جبکہ وہ اس سے آگاہ ہوا؟ یا تم میرے گمان کو سننا پسند کرو گے؟

میں پسند کروں گا۔

اچھا تو میں گمان کرتا ہوں کہ جب تک وہ حقیقت سے واقف نہیں ہے وہ اپنے باپ اور ماں اور دوسرے عزیزوں کی عزت کرے گا بہ نسبت خوشامدیوں کے اور نہ چاہے گا کہ اس کے ظاہری والدین کسی چیز کے خواہشمند ہوں فوراً نہ کہ دوسرے لوگ اور وہ عدول حکمی اور نافرمانی کا مرتکب ہوگا لفظاً یا فعلاً اور نافرمانی کریگا اُمور اہم میں بمقابلہ خوشامدیوں کے نہ کہ طرف اپنے مفروضہ والدین کے۔

غالباً وہ ایسا کرے گا

بجائے دیگر میں خیال کرتا ہوں جب اس کو حقیقت کا علم ہوگا اسکی اور مراعات نسبت اپنے والدین کے کمتر ہو جائے گی درحالیکہ عزت خوشامدیوں کی زیادہ ہو جائے گی اب ان کی بات وہ زیادہ سنے گا بہ نسبت سابق کے اور انہی طور سے زندگی بسر کرے گا جیسی وہ چاہیں گے۔ ان کے ساتھ بغیر کسی حجاب کے ہم نشین ہوگا۔ اپنے جبلی باپ سے اس کو کوئی تعلق نہ رہے گا اور نہ جھوٹے عزیزوں سے البتہ اگر اس کا مزاج ایسا ہی نیک ہو تو وہ اور بات ہے۔ تمھارا موافق طبیعت بالکل سچ ہے مگر یہ بیان ان لوگوں سے کیا تعلق رکھتا ہے جو علم کلام میں مشغول ہوتے ہیں؟

میں تم سے کہوں گا مجھے یقین ہے کہ ہم بچپن سے متصل رائے ایسی چیزوں کے باب میں مثل عادل اور جمیل کے اور ہم نے اسی کی تربیت پائی ہے کہ ان آرا کی متابعت اور عزت کریں جس طرح ہم نے اطاعت میں اپنے والدین کے نشو و نما پائی ہے۔

سچ ہے۔

اب ان آراء کا بعض شادمانی کے مشغلوں سے مقابلہ کیا جاتا ہے جو ہمارے نفوس کی خوشامد کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ ہمارے طرف دار بنجائیں اگرچہ وہ ہم کو ترغیب نہیں دے سکتے اگر ہم کچھ بھی نیک ہوں اس صورت میں ہم ان موروثی آرا کی عزت کرتے ہیں اور ان کے وفادار رہتے ہیں۔

سچ ہے۔

اچھا مگر جب ایسے شخص کی اس سوال سے مڈبھیڑ ہوتی ہے کہ حسن کیا ہے اور جواب دیکر جس کو وہ مقنن سے سنا کرتا تھا اس کی تردید کلامی عمل سے ہوتی ہے اور جب متواتر اور مختلف نے ان کو مجبور کیا کہ اس کو یقین جائے کہ اسی قدر بدصورتی بھی جس قدر حسن ہے جس کو وہ حسن کہتا ہے اور یہ کہ عدالت نیکی اور جملہ اشیا جن کی وہ بہت عزت کرتا تھا اسی قسم کے مقولے ہیں تم کو کیونکر خیال ہوا کہ وہ اس وقت سے نیک سلوک کرے گا قدیم آرا کے ساتھ جس حد تک عزت اور اطاعت کا تعلق ہے؟ بے شک وہ ان کی ویسی عزت نہ کرے گا نہ اطاعت جیسی پہلے کرتا تھا اور جب تک چونکہ نہ وہ عزت کرتا ہے نہ اپنے اگلے یقین کو قبول کرتا ہے جیسی کیا کرتا تھا درحالیکہ اسی وقت میں وہ سچے اصول کے دریافت کرنے میں کامیاب نہیں ہوا تو کیا وہ خوشامدانہ زندگی ہی ایک شے ہے جس سے وہ غالبا اپنے آپ کو وابستہ کریگا؟

یہی ہے۔

بالفاظ دیگر ظاہر اوہ میرے خیال میں وہ وفاداری کو ترک کردیگا اور مخالف قانون ہوجائے گا۔

اس میں کوئی شک نہیں ہوسکتا۔

اچھا اب کیا یہ شرط طلاب کلام کی طبیع نہیں ہے اور جیسا میں نے ابھی کہا تھا کیا اس قابل نہیں ہے کہ بڑے تحمل کے ساتھ برداشت کی جائے۔

اس نے جواب دیا ہاں اور رحم کے ساتھ تھی -
پس تا کہ تم کو اس رحم کا حس نہ ہو تو ان تیس برس کے کیا لازم نہیں ہے کہ تم ہر طرح کی احتیاط کو کام میں لاؤ ان کو علم کلام سے روشناس کرنے میں ؟
یقیناً -
اور کیا یہ سب سے بڑی احتیاط نہیں ہے کہ جوانی میں اس سے اختلاط ممنوع ہو ؟ کیونکہ میں سمجھتا ہوں تم نے دیکھا ہوگا کہ جب کبھی لڑکے علم کلام کا مزا پہلے پہل چکھتے ہیں وہ اس کو تفریح میں بدل دیتے ہیں اور ہمیشہ اس کو نقض کرنے کے لیے کام میں لاتے ہیں اور ان لوگوں کے حیلوں کی نقل کرتے ہیں جو تردید (مناظرہ) کی تحصیل کرتے ہیں کتوں کے پلوں کی طرح کشاکش اور چیر پھاڑ سے خوش ہوتے ہیں منطق کے ذریعہ سے ہر شخص کے ساتھ جو ان کے قریب آتا ہے ایسا ہی سلوک کرتے ہیں۔
اس سلوک کو وہ انتہائے فضولی تک پہنچا دیتے ہیں -
لہذا جب وہ بہت سی فتح مندیوں اور شکستوں کا امتحان کر چکتے ہیں تو وہ جلد ہی سے سرگرمی کے ساتھ اپنے اگلے اعتقادات سے بدیقین ہو جاتے ہیں اور اس سے وہ خود اور فلسفہ کے پورا مقدمہ کو ضرر پہنچتا ہے تمام دنیا کی نظروں میں -
یہ بالکل سچ ہے -
انسان زیادہ عمر کا بخلاف اس کے گوارا نہ کریگا کہ اس جنون کی پیروی کرے بلکہ ایسے لوگوں کی تقلید کرے گا جو عزم بالجزم رکھتے ہیں کہ صدق پر بحث کریں اور اس کو جانچیں بہ نسبت اس کے کہ وہ مشغلہ کے طور پر تناقض سے کھیلیں اور بوجہ اپنے عمدہ بیان کے اس شغل کی قدر کو ترقی دیں گے بعوض کم کرنے کے -
تم درست کہتے ہو -
پھر اگر احتیاط کا لحاظ نہ کرتے سرے سے آخر تک جب کہ ہم نے

اس کے پیشتر کہا تھا کہ وہ سیر تیں جن کو کلام کا رازدار کرتا ہے ضرور ہے کہ استوار اور باترتیب ہوں مقابلہ میں موجودہ نظام کے جو مجاز کرتا ہے ہر شخص کو وہ نالایق ہی کیوں نہ ہو کہ اس میدان میں درآئے ؟

ہم یقیناً احتیاط کرتے تھے۔

پس تحصیل علم کلام کے لیئے کیا یہ کافی ہوگا کہ جو اس تحصیل کا گرویدہ ہو وہ استقلال اور سرگرمی کے ساتھ علی الاتصال محنت کرتا رہے۔ اور ہر شغل کو ترک کردے جیسا کہ جب جمناسٹک کی تحصیل کے وقت کیا تھا۔ اس مدت تک کے لیئے جو ورزش جسمانی کی مدت سے دوچند ہو ؟

کیا تم چھ برس مراد لیتے ہو یا چار ؟

میں نے جواب دیا اس کا کچھ ایسا مضائقہ نہیں ہے فرض کرو پانچ برس اس کے بعد تم ان کو غار میں دوبارا بھیج دوگے جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں اور ان کو مجبور کریں گے کہ جنگ کے لیئے کماندار ایسے عہدوں پر متعین ہوں جو نوجوانوں کو سزاوار ہیں اور وہ ہمسایوں کے ساتھ بھی موافق رہیں عملی تیز دستی میں۔ اور اس محل پر بھی تم کو چاہیئے کہ ان کو جانچو اس کے دیکھنے کے لیئے کہ وہ مستقل رہیں گے باوجود ہر طرح کے اغوا کے یا کچھ بہک جائیں گے اور تم اس کے لیئے کس قدر وقت مقرر کرتے ہو ؟

میں نے جواب دیا پندرہ برس۔ پس جوں ہی وہ پچاس برس کے ہوں وہ لوگ جو جملہ ترغیبات سے سلامتی کے ساتھ گزر چکے ہیں اور جنھوں نے ہر امتیاز فعلی اور علمی حاصل کر لیا ہے ضرور ہے کہ فی الفور اپنے اخیری کام سے لگا دیئے جائیں اور مجبور کیئے جائیں کہ ذہن کی آنکھ اٹھا کے اس چیز پر لگا دیں جو کل چیزوں کو نور بخشتی ہے خیر کے جوہر کا اندازہ کر کے اس کو بطور نمونہ کے اختیار کریں اپنے ملک اور اہل ملک اور اپنی ذات خاص کے انتظام میں کہ اس کی نقل کی جائے

تاکہ باقی ماندہ زندگی میں ہر ایک اپنے مقام پر معمور ہو - اور اگرچہ ان کو اپنا اکثر وقت فلسفیانہ اشغال میں صرف کرنا ہے تاہم ہر ایک جب اس کی باری آتی ہے چاہیئے کہ اپنے آپ کو سخت فرائض میں عوام الناس کی زندگی کے مصروف کرے اور اپنے ملک کے لیے عہدہ کو قبول کرے نہ بطور آرزومندی کے بلکہ لابدی کام کے اور اس طرح ایک گروہ جو علی الاتصال مہیا ہوتا ہے اور تعلیم پاتا ہے جو ان کے مثل ہیں جو ان کے مقامات پر بطور محافظوں کے ریاست میں کارگزار ہوں اور یہ خود رخصت ہو کے جزائر تبرکہ میں سکونت اختیار کریں - اور ریاست ان کی یادگار میں روضے تعمیر کرائے سرکاری خرچ سے اور نیم دیوتاؤں کے طور سے قربانیاں چڑھائے اگر پیتھیہ Pythiau اس کی اجازت دے یا کم از کم ان کی تعظیم و تکریم مثل خدا رسیدہ بزرگوں کے کیجائے۔

ایک بت ساز کی حیثیت سے سقراط تم نے ان مقبول عام مقتداؤں (کے مجسموں) کی تکمیل کی ہے ایسی کہ ان کے حسن میں کوئی نقص نہیں ہے -

گلاکن مقتدا عورتوں کا بھی ذکر کرو - یہ نہ خیال کرو کہ میرا بیان زیادہ تر صرف مردوں سے متعلق تھا نہ عورتوں سے جب تک ہم ایسی عورتیں پا سکیں جن کے ذہن مردوں کے مثل اس مقام کے لئے مردوں کے برابر ہوں۔

اس نے کہا تم درست کہتے ہو اگر وہ مردوں کے ساتھ ہر چیز میں شریک ہوں مساوات کے طور پر موافق ہمارے بیاں کے۔

اچھا تو کیا تم اس امر میں موافقت کرتے ہو کہ ہمارا نظریہ ریاست اور آئین کا محض ایک آرزو نہیں ہے بلکہ اگرچہ مشکلات سے بھرا ہوا ہے اس ایک طریقہ سے قابل ہے کہ حقیقت ہو جائے مگر وہ ایک ہی طریقہ ہے جو بموجب ہمارے قول کے اس کا مقتضی ہے کہ اگر زیادہ نہ ہوں تو ایک ہی کو سچے فلاسفہ سے ایک ریاست میں کامل اختیارات بخشے جائیں اور آج کل کی عزتوں کی تحقیر کی جائے اس یقین سے کہ وہ کمینی اور بے قیمت ہیں اور اعلیٰ درجہ کی اہمیت حق کی اور عزتوں کا گہرا نقش دل میں بیٹھ جائے

جو غرتیں حقیقت سے ماخوذ ہوں اور چونکہ عدالت سب سے اعلیٰ اور لازمی ذریعیوں سے ہے وہ (فلسفی) ایک خاص ملازم اور عدالت کے قدر شناس کی حیثیت سے اپنی خاص ریاست کی کماحقہ اصلاح کرے۔

یہ کیونکر ہوگا؟

کل وہ لوگ شہر کے جو دس برس سے زیادہ عمر کے ہوں وہ یا ہر ملک میں بھیجدیئے جائیں اور بچے ضرور لے لئے جائیں اور مشترک سیرت کے اثر کے ماورا ان کی تربیت کی جائے جو ان لوگوں میں ان کے والدین رکھتے ہیں طریقے اور قوانین سچے فلاسفہ کے جس کی ماہیت کو ہم پہلے بیان کرچکے ہیں اور مجھ سے کہو کہ یہ طریقہ عاجلانہ اور سہل الحصول نہیں ہے جس سے ایک ریاست اور آئین ویسی جس کو ہم نے بیان کیا ہے قایم ہو اور کامیاب ہو اور اسی وقت میں اس قوم کے لئے موجب برکت ہو جسمیں اس نے جڑ پکڑی ہے؟

اس نے جواب دیا ہاں ٹھیک ایسا ہی ہے۔ اور میں یقین کرتا ہوں سقراط تم نے ان وسیلوں کو بالکل صحت سے بیان کیا ہے جو کام میں لائے جائیں گے اگر ایسا آئین کبھی درحقیقت پیدا ہوگا۔

اور کیا ہم نے اب تک اس ریاست پر اور اس فرد انسان پر جو اس کے مشابہ ہو کماحقہ بحث نہیں کی؟ کیونکہ میں خیال کرتا ہوں کہ یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ کس قسم کا شخص ہم توقع کرتے ہیں کہ وہ ہوگا۔

اس نے جواب دیا یہ صاف ظاہر ہے۔ اور یہ بحث اب ختم ہوئی۔

مقالہ ہشتم

بہت خوب گلاکن بس ہم ان امور پر اتفاق رکھتے ہیں۔ یعنی کہ اگر آیئن ایک ریاست کا درجہ کمال تک پہنچایا جائے ضرور ہے کہ وہ عورتوں کی ایک جماعت کو بھی امتیاز بخشے اور بچوں کی بھی جماعت کو اور تعلیم کو شعبہائے علمی میں قبول کرے۔ اور اسی طرح ایک مجموعہ اشتغال جنگ و صلح اور اس کے پادشاہ وہ لوگ ہوں جنھوں نے فلسفہ میں اعلیٰ درجہ کی لیاقت پیدا کی ہے۔ اور اعلیٰ قابلیت جنگ کی رکھتے ہوں۔

ہاں اس حد تک ہم متفق ہیں۔

اور اس کے ہم نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ جب حکام اپنے مقام پر قائم ہو جائیں تو وہ سپاہیوں کو لیں اور ان کو مکانات سکونت میں آباد کریں جو ایک خاص وضع کے ہوں جن میں بموجب ہماری ہدایت کے حقوق ذاتی نہیں قبول کیے جاتے بلکہ وہ سب کی مشترکہ ملکیت ہے۔ اور علاوہ ان کے مساکن کی ماہیت دریافت کرنے کے ہم نے یہ بھی دریافت کیا تھا۔ تم کو یاد ہوگا۔ کہ کس حد تک ان کو ایسی ملکیت کے رکھنے کی اجازت ہے جس کو وہ اپنی کہہ سکیں۔

ہاں۔ اس نے جواب دیا۔ مجھے یاد ہے کہ ہم نے ایسی ملکیت رکھنے کے خلاف کہا تھا جیسا کہ آج بھی عموماً مانا جاتا ہے اور یہ فیصلہ کیا تھا کہ قواعد دان سپاہی اور محافظوں کی حیثیت سے کہ ان کو بمعاوضہ کار محافظت دوسرے شہریوں سے سالانہ بسر اوقات کے لیے کچھ ملنا چاہیے

جوان کے عہدے کے مناسب ہو اور وہ اپنی توجہ کو تمام ریاست کی طرف مبذول کریں مع اپنی ذات کے۔

تم حق کہتے ہو مگر اب جبکہ ہم نے اس مضمون کو ختم کر دیا ہے ہم اس نقطہ کو یاد کریں گے جہاں سے ہم نے انحراف کیا تھا تاکہ ہم اپنے قدیم راستہ پر آجائیں۔

اس نے جواب دیا یہ تو کچھ مشکل نہیں ہے۔ تم وہی کہہ رہے تھے جو اب کہہ رہے ہو۔ تم یہ سمجھاتے ہو کہ تم بحث دولت مشترکہ کی ختم کر چکے تھے اور تم نے اصطلاح خیر ایسی ریاست کے بارے میں کہا تھا جس کو تم نے اسوقت بیان کیا تھا اور اس انسان کے لئے جو اس ریاست کے مشابہ تھا اگر بظاہر تمھاری قوت میں تھا تم اس سے عمدہ تر ریاست کے بارے میں کہتے اور اس سے فاضل تر شخص کے لئے کہتے۔ اور اسی وقت تم نے یہ بھی ظاہر کیا تھا کہ اگر تمھاری ریاست درست ہو تو دوسری ریاستیں نادرست ہونگی باقی ماندہ آئینوں کے باب میں مجھ کو یاد ہے تم نے چار قسمیں بیان کی تھیں جن کو تم نے کہا تھا کہ ان پر غور کرنا مناسب ہوگا۔ تم نے ان کے نقائص کو ملاحظہ کیا تھا اور ان انسانوں کے بارے میں جو ان ریاستوں کے مماثل ہیں تاکہ بعد ان سب کے ملاحظہ کے اور ان میں بہترین اور بدترین کے باب میں اتفاق کرنے کے ہم اس امر کو جانچتے کہ آیا بہترین سعید ترین ہے یا نہیں اور بدترین زیادہ بدبخت ہے۔ اور میری درخواست پر چار آئینوں کی تم نے تخصیص کی تھی جن کی طرف تم نے اشارا کیا تھا ہم کو پولی مارخس اور ایدیمانٹس نے ٹوک دیا تھا اور اس پر تم نے یہ بحث شروع کی جو تم کو اس نقطہ پر لائی۔ تمھارا حافظہ کامل ہے صحیح ہے۔

اب میں تم سے مثل ایک کشتی گیر کے لپٹ پڑوں گا اپنی پرانی وضع سے اور جب میں اپنے پہلے سوال کی تکرار کروں تو تم اپنی کوشش سے جواب دو جو اس وقت تمھارے لبوں پر تھا۔

میں نے جواب دیا میں بہترین کوشش صرف کروں گا۔

اچھا یہ میری خاص آرزو ہے کہ مجھ سے کہا جائے وہ چار آئین کیا ہیں

جن کی طرف تم نے اشارہ کیا تھا۔
تمہارے سوال کے جواب دینے میں مجھ کو کوئی دشواری نہ ہوگی۔ وہ آئین جن کی طرف میں اشارہ کرتا ہوں اور جن کو فی الواقع خاص نام دئے گئے ہیں حسب ذیل ہیں۔
اولاً آئین کریٹ اور اسپارٹا کا ہے جو عموماً پسند کیا جاتا ہے۔ دوسرا حسب ترتیب و از روے قدر اولی گارگی جس کو کہتے ہیں ایک دولت مشترکہ جو اکثر نقائص سے بھرا ہوا ہے۔ اس کے بعد ویما کریسی ہے جو کہ مخالف اور اولی گارگی کے بعد آتا ہے اور بالآخر وہ ذی شان شئے حکومت خودمختاری ہے جو اگلی حکومتوں سے مختلف ہے یہ چوتھا ہے اور بدترین بیماری ریاست کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ تم کسی اور دستور سیاست کو مجھ سے نہیں بیان کر سکتے جو نمایاں طور سے کوئی قسم قرار دی جائے؟ کیونکہ میں یقین کرتا ہوں کہ اس سلسلہ میں بطور چھوٹی کڑیوں کے ہم زینداریوں اور خریدکردہ شاہیوں اور اسی کے مثل دوسرے آئینوں کو سمجھ سکتے ہیں جو اسی قدر بربری ممالک میں اور نیز یونان میں بھری پڑی ہیں ؛
ہاں ہم یقیناً اکثر عجیب صورتیں اُن کی سنا کرتے ہیں ؛
پس تم آگاہ ہو کہ قسمیں انسانی سیرت کی اور اقسام موجودہ آئینوں کے ضرور ہے کہ ٹھیک برابر ہوں از روے عدد کے؟ یا تم فرض کرتے ہو کہ آئین کسی درخت یا پہاڑ پر اُگتے ہیں بجائے اس کے ہر ریاست کے ارکان کے خلقی امزجہ سے پیدا ہوں گویا کہ موافق تبدیلی اخلاق کے پیمانہ بدل جاتا ہے اور یہ انقلاب ہر چیز کو اپنے راستہ پر کھینچ لاتا ہے؟
میں یقین کرتا ہوں کہ جو آخر میں بیان ہوا ہے وہی ان کا خاص مبدا ہے؟
لہٰذا اگر پانچ قسمیں دولت مشترکہ کی ہیں ضرور ہے کہ پانچ ہی قسمیں ذہنی دستور کی ہوں افراد انسان میں۔
یقیناً۔
ہم نے اُس انسان پر بحث کرلی ہے جو مشابہ ارسطا کریسی کے ہو

جس کو ہم حق حق نیک اور عادل کہتے ہیں۔

کہتے ہیں۔

اب ہم ادنیٰ درجہ کے انسانوں کا بیان کرنا چاہتے ہیں یعنی جھگڑالو اور لالچی آدمی جو اسپارٹا کے آئین کے مشابہ ہے اور اسی طرح ادنی گارکی اور ویما کریسی اور خود مختار حکومت کے مشابہ انسان ہوتا ہے تاکہ ہم سب سے ظالم انسان پر نظر کر سکیں اور اس کو سب سے عادل انسان سے مقابلہ کریں اور اس طرح اپنی تحقیق انسانوں کی ترتیب وارقابلیتوں کی پوری کریں تاکہ خالص عدالت اور خالص ظلم کی قابلیتوں کو بہ ترتیب ملاحظہ کر سکیں جس حد تک کہ سعادت یا شقاوت سے ان صاحبان اخلاق کے تعلق ہے۔ تاکہ ہم یا تو تھریسماخس کی بات سنیں اور ظلم کا تعاقب کریں یا اس دلیل کو قبول کریں جو نظر میں آرہی ہے اور عدالت کا تعاقب کریں؟

ہم کو بہر طور ایسا کرنا چاہئے۔

اچھا پس چونکہ ہماری عادت اول سے یہ تھی کہ پہلے اخلاقی خصوصیات کو ریاست کی جانچیں قبل فرد انسان کو جانچنے کے کیونکہ اُس طریقہ میں زیادہ تر صفائی مدنظر ہوتی ہے پس اگر تم مہربانی کرو تو ہم اس موقعہ پر لالچی دستور کے جانچنے سے ابتدا کریں۔ (میں اور کوئی نام جو اس کے لئے مستعمل ہو نہیں جانتا چاہئے کہ میں اس کو ٹیما کریسی یا ٹیمارخی کہوں) اور اس کو پیش نظر رکھ کے ہم حریص آدمی کے جانچنے کی طرف توجہ کریں۔ اور اس کے بعد پھر اولی گارکی کی طرف جاؤں اور پھر اس کے متعلق انسان پر نظر کروں اور اسکے بعد جمہوریت پر نظر کر کے جمہوری انسان پر غور کروں اور سب کے بعد پھر ہم ایسے شہر میں داخل ہوں جہاں خود مختار حکمراں ہو اور اس کا مشاہدہ کروں اور پھر اس نفس میں غور کروں جو کہ مقابل ہے اور اس مسئلہ مجوزہ کے لائق قاضی ہونے کی کوشش کروں۔

اس نظام مشاہدہ اور فیصلہ کے لئے کم از کم عقل سلیم ہونا چاہئے۔

میں نے کہا پس آؤ ہم بیان کرنیکی کوشش کریں کہ ٹیماکریسی ارسطاکریسی سے کس طرح پیدا ہوگی۔ کیا ہم یہ ضابطہ نہ مقرر کریں کہ کسی آئین کے تغیرات، بغیر کسی استثنا کے فرقہ حکام میں پیدا ہوتے ہیں اور فقط اس صورت میں جبکہ نزاعات اس میں جاگزیں ہوجاتے ہیں؟ کیونکہ جب تک اُن میں اتحاد رہتا ہے تو اس میں تزلزل نہیں ہوتا اگرچہ ازروئے شمار یہ کیسا ہی خفیف ہو۔

ہاں یہ سچ ہے۔

مہربانی کرکے کلائکن کہو کیونکر ہماری ریاست میں تزلزل ہوگا اور کس طریق سے تقسیمیں پیدا ہونگی خواہ معاونوں میں خواہ قضاۃ میں یا خود ان جماعتوں میں؟ کیا تم میوزز کے سامنے ہم سے التجا کراؤ گے مثل ہومر کے کہ ہم سے کہے و کیونکر پہلی تقسیم داخل ہوئی، اور تم ہم سے اُن کو بیان کراؤ قصہ غم انجام کی طرح اعلیٰ درجہ کی عبارت میں مثل بچوں کے ہم سے کھیلو جب وہ سنجیدہ گفتگو کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں تو تمسخر کرتے ہیں؟

ان کے جواب کیا ہوں گے؟

کچھ اس معنی سے:۔ یہ بلاشک مشکل کہ جس ریاست کا یہ آئین ہو وہ متزلزل ہوجائے۔ لیکن چونکہ ہر چیز جو وجود میں آئی ہے ضرور ہے کہ ایک دن فنا ہوجائے گو ہمارے نظام کی طرح ہو ہمیشہ باقی نہ رہے گا بلکہ ضرور ہے فاسد ہوجائے۔ فساد حسب ذیل ہوگا:

نہ صرف نباتات بلکہ حیوانی مملکت بھی قابل تغیرات ہیں بارآوری اور بے بری میں۔ ذہنی اور جسمانی۔ اور یہ تغیرات مطابق ہوتے ہیں بعض دوری انقلابات کے ساتھ جن میں تفاوت ہوتا ہے ہر صورت میں طول کے لحاظ سے موافق طول حیات اس چیز کے۔ اب بارآوری اور عدم بارآوری پر اپنی نسل کے نظر کرو اگرچہ وہ لوگ جن کو تم نے تربیت کیا ہے کہ وہ حکام ہوں سیاست میں اہل عقل ہیں لیکن باوجود مشاہدات اور حسابات کے مبارک زمانہ ان سے چھوٹ جائے گا۔ یہ ان کی لغزش کا باعث ہوگا اور ان کے بچے ہوں گے خلاف اوقات پر۔ اب دور

ایک خدائی نسل کی شامل ہے عدد تام میں۔ لیکن دور انسانی نسل کا ظاہر ہوتا ہے عدد ہندسی سے جن پر نیک یا بد ہونا صفات پیدائش کا موقوف ہے۔ اور جب تمھارے محافظ جہالت سے بے وقت شادیوں کا انعقاد کرتے ہیں۔ ان شادیوں کے بچے بے بہرہ اور بدنصیب ہوں گے ان میں سے بہترین اپنے متقدمین کے ذریعہ مقام حکومت پر قائم ہوں گے لیکن باوصف اس کے وہ اس کے قابل نہ ہونگے اور باپوں کے کام پر فائز ہوں گے سب سے پہلے وہ ہماری تحقیر کرنا شروع کریں گے اور بحیثیت محافظ اپنے فرائض کا لحاظ نہ کریں گے اور اول موسیقی کو بے حقیقت جانینگے اور پھر جمناسٹک کو۔ اس طرح تمھارے نوجوان تعلیم یافتہ بدترین ہوتے جائیں گے اور اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ ایسے مجسٹریٹ عہدہ پر قائم ہوں گے جو اپنے فرائض میں ناکامیاب رہیں گے اور ہیزیوڈ کی نسلوں میں اور تمھاری نسلوں میں امتیاز نہ کر سکیں گے یعنی وہ جو سنہری روپہلی برنجی اور آہنی ہیں اور یہ آمیزش لوہے کی چاندی کے ساتھ اور پیتل کی سونے کے ساتھ مساوی طور سے پرورش پائینگی اور غیر متناسب بے انتظامی میں رہیں گے اور جب کبھی جڑ پکڑیں گے اُن کی نشو ونما سے ہمیشہ دشمنی اور جنگ پیدا ہوگی اس طرح سے ہم ایجاباً کہہ سکیں گے کہ ایسی نسل کا پیدا ہونا بلا اختلاف تقسیمات سے نمودار ہوگی۔

ہاں اور ہم اس کو تسلیم کریں گے کہ جواب میوزز کا درست ہے اور طرح کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ یہ گفتگو میوزز کی ہے۔

اس نے دریافت کیا اس کے بعد میوزز کیا کہتے ہیں؟

جوں ہیں ایک تقسیم پیدا ہوتی ہے تو غالباً دونوں فریق جلد منحرف ہوجائیں گے۔ نسلیں آہنی اور برنجی روپیہ پیدا کرنے کی طرف راغب ہوں گی اور حاصل کرنا زمین اور مکانات اور چاندی اور سونے کا اختیار کریں گی جبکہ باقی ماندہ دونوں مالا مال بہرہ ور نسلیں افلاس کے نہونے کی وجہ سے اپنے ذہن کو نیکی اور قدیم آئین اشیاء کی طرف رجوع کرینگے

مگر شدت اُن کی نزاعات کی دونوں فریقوں کو موافقت کی جانب راغب کرے گی یہ سمجھ کے کہ زمین اور مکانات کو باہمی طور سے بانٹ کے اپنا کرلیں اور اپنے آزاد متولیوں اور دوستوں پرورش کنندوں کو غلام بنائیں اور مابعد اس عہد کے اُن کو ادنیٰ درجہ کا قبیلہ تصور کریں بطور اپنے خدام کے اور جنگ اور حفاظت ذات میں مصروف ہوں۔

میں یقین کرتا ہوں کہ تم نے نہایت صحت کے ساتھ دیماکریسی کے طریقہ کو بیان کیا۔ تو کیا یہ آئین ارسطاکریسی اور اولی گارکی مثل اوسط کے نہ ہوگا۔

ضرور ہوگا۔

جب یہ طریقہ ہے تو کس طرح ریاست زیر بحث اپنے آپ کو چلائے گی بعد انقلاب پاکے؟ کیا یہ ظاہر نہیں ہے کہ جب یہ ریاست اپنے پہلے آئین اور اولی گارکی میں اوسط ہے تو یہ کچھ ایک کی تقلید کریگی اور کچھ دوسرے کی علاوہ اپنی ذاتی خصوصیات کے؟

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

پس اس عزت میں جو کہ طبقہ مبارز مجسٹریٹوں کے لئے کرے گا اور اس طبقہ کے زراعت دست کاری بلکہ جملہ اشغال تحصیل منافع سے اجتناب کرنے میں اور قائم کرنے میں عام لنگر خانوں کے اور جمناسٹک کی سرگرمی میں اور فنون جنگ کی تعلیم میں ـــــ ان جملہ امور میں وہ پہلے آئین کی تقلید کرے گا۔ کیا نہ کرے گا۔

کرے گا۔

مگر دانشمندوں کو سرکاری عہدہ دینے کے خوف سے۔ کیونکہ دانشمند عہدوں پر قابض ہونے کے اعتبار سے بطور کافی سادہ اور خالص مادہ کے نہیں ہوتے بلکہ اُن کی ماہیت مرکبہ ہوتی ہے۔ اور اپنے ذلیل میلان طرف صاحبان جوش اور ان لوگوں کے جن کی سیرت میں فراخدلی کم ہے جن کو زیادہ تر شوق جنگ کا ہے بہ نسبت صلح کے اور وہ فنون کی زیادہ قدر

کرتے ہیں اور حیلوں اور فریبوں کو پسند کرتے ہیں جن کی جنگ میں ضرورت ہوتی ہے اور متواتر مخاصمے جو جنگ کی وجہ سے جاری رہتے ہیں ــــ اکثر ان امور میں اس کی سیرت مخصوص ہوگی کیا نہ ہوگی؟

ہوگی۔

میں نے کہا پھر ایسے اشخاص ارکان اولی گارکی کو پسند کرینگے دولت کے حریص ہوں گے اور نہایت جوش کے ساتھ مگر پوشیدہ توجہ سونے اور چاندی کی طرف رکھتے ہوں گے اس واقعہ کہ وہ گوداموں کے مالک ہوں گے اپنا ذاتی خزانہ رکھتے ہوں گے جن میں وہ اپنا مال رکھیں اور دیواروں سے مکانات رکھتے ہوں گے جو بلاشک ان کی خلوت گاہیں ہوں گی جن میں وہ فضولی کے ساتھ دولت صرف کریں گے اپنی بیبیوں پر یا اور چیزوں پر جو ان کو خوش رکھے۔

اس نے کہا بالکل سچ۔

لہذا جبکہ ان کی حریص طبیعت دوسرے لوگوں کے روپیہ کو فضولی سے خرچ کرائیگی مگر اسی وقت میں اپنے روپیہ میں کفایت شعار ہوں گے کیونکہ وہ مال کی قدر کرتے ہیں اپنے تمول کو پوشیدہ کرتے ہیں اور چھپا کے عیش و طرب کرتے ہیں اور قانون سے دبکتے ہیں جس طرح بچے باپ سے دبکتے ہیں کیونکہ ان کی تعلیم ترغیب سے نہیں ہوئی بلکہ قوت سے اس سبب سے کہ انھوں نے استخفاف کیا ہے حقیقی میوز (گانے کی دیوی سرستی) کا جو ساتھ ہی ساتھ گھری فلسفیانہ تحقیق کے چلتی ہے اور جمناسٹک کو موسیقی سے زیادہ عزت دی ہے۔ تم ایسے آئین کا بیان کرتے ہو جو مرکب ہے نیکی اور بدی سے

میں نے جواب دیا ہاں یہ مرکب ہے لیکن بہ سبب غلبہ جوشیلے عنصر کے ایک خاص بات ہے جس کو یہ صاف رنگوں میں نمایاں کرتی اور وہ فرقہ کا جوش ہے اور امتیاز کی محبت۔

ہاں قطعًا ایسا کرتی ہے۔

پس ایسا مبدء ہوگا اور ایسا یا تقریباً ایسا ہوگا خاصہ اس آئین کا اگر ہم ایک نظری خاکہ اس کی صورت کا کھینچ کے مطمئن ہو جائینگے بغیر اس کے کہ اُسے کامل طور سے بناؤ جس کی ہم کو ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہم اس خاکہ سے سب سے زیادہ عادل اور سب سے زیادہ ظالم انسان کو بطور کافی امتیاز کر سکتے ہیں اور اس سبب سے کہ اس میں طول فضول ہے کہ بغیر کسی امر کو ترک کئے ہوئے ہر آئین پر بحث کر سکیں اور ہر سیرت کو۔

اس نے کہا تم درست کہتے ہو۔

پس وہ انسان کون ہے جو اس آئین کا جواب ہے اُس کا مبدء کیا ہے اور اس کی سیرت کیسی ہے؟

ایدی مانطس نے کہا میں خیال کرتا ہوں کہ بحیثیت ایک انسان کے جس کو فرقہ کا جوش ہو چاہئے کہ وہ تقریباً مشابہ ہمارے دوست گلاکن کے ہو۔

میں نے جواب دیا شاید ایسا ہو ایک فریق کے انسان ہونے کی حیثیت سے لیکن امور ذیل میں میں نہیں خیال کرتا کہ اس کی طبیعت گلاکن کے ساتھ مطابقت رکھتی ہے۔

وہ امور کیا ہیں؟

بہ نسبت گلاکن کے ضرور ہے کہ وہ زیادہ خود رائے ہو اور علم ادب کا کمتر شایق ہو۔ تاہم وہ تحصیل علم میں منہمک ہو اور سننے کا شایق ہو مگر مقرر نہ ہو۔ ایسی سیرت کا شخص غلاموں کو حقیر نہ جانتا ہوگا بہ نسبت کامل تعلیم یافتہ کے اگر وہ ان کے ساتھ بخشونت سلوک کرے اور اسیوقت میں نرمی کا سلوک کرے اولاد احرار کے ساتھ۔ وہ بہت ہی مطیع ہوگا مجسٹریٹوں کا امتیاز اور حکومت کے شوق سے۔ جس کا وہ دعوی کرتا ہے نہ خطابت کی بنیاد پر یا کوئی اور چیز مثل اس کے بلکہ سلاح جنگ کے کاموں کی بنیاد پر اور دلیری کے ہم جو جنگ سے موافقت

رکھتے ہوں اور وہ جسمانی ورزشوں اور میدان واری کے امور میں انہماک رکھتا ہے۔

سچ ہے یہ سیرت ہے اس کے مطابق حکومت مشترکہ کی۔

اور اس کے سات ہی کیا ایسا شخص ایام طفلی ہی سے دولت کو ناچیز سمجھتا ہے؟ اور زیادہ عمر کا ہوتا ہے کیا وہ ہمیشہ اس کی عزت نہ کرے گا کیونکہ اس میں ایک شائبہ زردوست کی طبیعت کا موجود ہے اور اس سبب سے کہ اس کی نیکی بے داغ نہیں ہے اس لئے کہ اس نے بہترین محافظوں سے جدا ہو گیا تھا؟

ایدی مانٹس نے پوچھا وہ محافظ کون ہے۔

میں نے جواب دیا عقلی تحقیقات موسیقی کے ساتھ ملی ہوئی کیونکہ صرف یہی اپنی موجودگی اور سکونت ہم خانگی اس کے صاحب کو ایک عمر کی نیکی کیساتھ محفوظ رکھ سکتی ہے۔

یہ خوب کہا۔

ہم ایسی سیرت پاتے ہیں عزت کی حکومت کے نوجوان کی جو مشابہ عزت کی ریاست کے ہے۔

بالکل سچ ہے۔

میں نے کہا اس کے مبدء کا سراغ حسب ذیل ہے وہ نوجوان لڑکا ایک فاضل باپ کا جو ایک شہر میں رہتا ہے جیسا کہ عموماً ہوتا ہے جس کا آئین ناقص ہے وہ اعزازی عہدوں اور قانونی نزاعات سے اجتناب کرتا ہے اور ایسی ہی اور نشانیوں سے ایک بیچین روح کی اور وہ نقصان برداشت کر لیتا مگر تکلیف نہیں اٹھاتا۔

مہربانی کر کے ایسی سیرت کی ساخت کو بیان کرو۔

اس کی ابتدا اس تاریخ سے ہوتی ہے جبکہ لڑکا اپنی ماں کی شکایتوں کو سنتا ہے جبکہ اور عورتیں اس کو حقیر سمجھتی ہیں اس لئے کہ اس کا شوہر کوئی رکن حکومت نہیں ہے اور جو یہ بھی دیکھتی ہے کہ وہ روپیہ سے زیادہ تعلق خاطر

نہیں رکھتا اور وہ مقدمہ بازوں کی طرح قانونی عدالتوں یا عوام الناس کے جلسوں میں شور نہیں مچاتا ان جملہ امور سے وہ بالکل بے پروائی ظاہر کرتا ہے مزید براں وہ ادراک کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ دل میں غور کرتا رہتا ہے اور وہ زیادہ تر زوجہ کی عزت نہیں کرتا اگرچہ تحقیر بھی نہیں کرتا ان جملہ اسباب سے وہ پریشان رہتی ہے اور اپنے لڑکے سے کہتی ہے کہ تیرا باپ کوئی مال نہیں ہے اور اس کا ہیچکارہ ہونا گناہ کی حد تک پہنچتا ہے اور جملوں کا کیا ذکر جو عورتیں ایسے مردوں کو کہا کرتی ہیں۔

ایدی مانطس نے کہا ہاں عورتیں بہت کچھ کہتی رہتی ہیں جو بالکل ان کی سرشت سے مناسبت رکھتا ہے۔

میں نے کہا بلاشک تم آگاہ ہو کہ نوکر بھی ایسے اشخاص کے ۔۔ وہ نوکر جو اپنے آقاؤں کے منافع اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ بعض اوقات بجائے خود ایسے خیالات کا اظہار لڑکوں سے کرتے رہتے ہیں اور یہ کہ جب کسی آدمی کو باپ کا قرضدار دیکھتے ہیں یا کسی اور طریق سے اس کا قصور کرتے ہیں اور کوئی کارروائی اس کے خلاف نہیں کی جاتی تو وہ لڑکے کو نصیحت کرتے ہیں کہ جب وہ بڑا ہو تو ایسے لوگوں سے انتقام لے اور باپ سے بڑھ کے مردانگی کرے۔ اسی طرح جب لڑکا سفر پہ جاتا ہے تو وہ اور مثالیں اسی چیز کی دیکھتا اور سنتا ہے کہ خاموش اور مداخلت نہ کرنے والے شہر میں سادہ لوح کہے جاتے ہیں اور دیکھتا ہے کہ ان کی بہت کم عزت ہوتی ہے درحالیکہ جو لوگ مشغول رہتے ہیں ان کی عزت کی جاتی ہے اور تعریف ہوتی ہے اس پر نوجوان سن کے اور دیکھ کے ان جملہ امور کو اور دوسری طرف اپنے باپ کی گفتگو سن کے اور نہایت دقت کے ساتھ اپنے اشغال کا امتحان کر کے دوسرے لوگوں کے مقابل دو اثروں سے دو طرف کھینچا جاتا ہے ایک طرف اس کا باپ پرورش اور آبیاری کرتا ہے عقلی عنصر کی اپنے نفس میں دوسری جانب اور لوگ آبیاری اور پرورش کرتے ہیں قوت شہوی اور غضبی کی اپنے سرشت میں۔ اور اس لئے کہ گو اس کا مزاج برے آدمی کا سا نہیں ہے

وہ خود اس کے قطع نظر بُری صحبت میں دوسرے لوگوں کی شریک ہوا ہے وہ ان مرکب اثروں اوسط کے مقام کھنچ آیا ہے یہاں وہ حکومت اپنی اوسط کے عنصر کو سپرد کر دیتا ہے جو گرم مزاج اور جھگڑالو ہے اور آتش مزاج حریص انسان ہو جائے گا۔

اس نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے تم نے ایسی سیرت کی پیدائش کا ٹھیک بیان کیا ہے۔

پس ہم دوسرے آئین اور دوسرے انسان پر قابض ہیں۔

ہم ہیں

تو کیا ہم کو لازم نہیں ہے کہ ہم ایس کائی لوس کے الفاظ بیان نہ کریں۔

ایک اور آدمی ایک اور ریاست کے سزاوار ہے

یا بلکہ اپنے منصوبہ کے موافق ریاست کے بیان سے کیوں نہ شروع کریں؟

اس نے جواب دیا بہر طور۔

اچھا تو میں خیال کرتا ہوں کہ دوسرا آئین جو ترتیب میں آتا ہے وہ اولی گارکی ہے؟

میں نے جواب دیا وہ آئین جو جائداد کے وصف پر مبنی ہے جس میں دولت مند فرمانروائی کرتے ہیں اور مفلس کا کوئی حصہ حکومت میں نہیں ہے۔

میں سمجھتا ہوں۔

کیا ہم کو لازم نہیں کہ تیمارکی سے اولی گارکی میں جو انقلاب ہوتا ہے اس کے پہلے مراتب کو بیان کریں؟

ہم کو یہی چاہئے۔

اچھا بلاشبہ ایک اندھا بھی معلوم کر سکتا ہے کہ یہ انتقال کس طرح عمل میں آتا ہے۔

کیونکر ؟

کثرت سونے کے سیلاب کی ذاتی خزانوں میں اس آئین کو جس کا ابھی ذکر ہوا ہے تباہ کر دیتا ہے ۔ کیونکہ پہلا نتیجہ اس کا یہ ہے کہ مالکان زر اپنے روپیہ کے صرف کرنے کے طریقے ایجاد کرتے ہیں اور قوانین کو فاسد کر دیتے ہیں بنیت فساد سے اور بذات خاص قانون کی نافرمانی کرتے ہیں اور ان کی بیبیاں بھی ۔

تعجب ہوگا اگر وہ ایسا نہ کریں ۔

پھر وہ ۔ اگر میں غلطی نہ کرتا ہوں ۔ آگے چلتے ہیں رشک کی نظروں سے ایک دوسرے کو گھورتے ہیں اور رقابت کے طریق پر عمل کرتے ہیں جس سے شخص ریاست پر جس کے یہ ارکان ہیں اس سیرت کا نشان مرتسم ہو جاتا ہے ۔

یہ وہ بات ہے جس کی ہم توقع کر سکتے ہیں ۔

اور اس کے بعد وہ حصول زر پر زور ڈالتے ہیں اور نیکی کی قدر چھوڑ دیتے ہیں جس قدر دولت کی قدر ان میں زیادہ ہوتی اسی نسبت سے نیکی کم ہوتی ہے کیا تم اس کا انکار کر سکتے ہو کہ دولت اور نیکی میں ایک خلیج حائل ہے جب اس کو ترازو میں تولیں تو ایک پلہ اترے گا اور دوسرا چڑھ جائے گا ؟

یہ بالکل سچ ہے ۔

لہذا جب دولت اور دولتمند کی کسی ریاست میں عزت کیجاتی نیکی اور نیک قعر مذلت میں ڈوب جاتے ہیں

ظاہر ہے ۔

اور جس کی عزت ہوتی ہے اس سے کام چلتا ہے اور جس کی بیعزتی کی جاتی ہے اس سے غفلت کی جاتی ہے ۔

سچ ہے ۔

لہذا بجائے جھگڑالو اور لالچی ہونے کے ان لوگوں کا انجام یہ ہوتا ہے کہ

وہ لوگ سود دوست اور طامع ہو جاتے ہیں اور جب وہ ستائش اور قدرشناسی دولتمندوں کی کرتے ہیں اور ان کو عہدے دیتے ہیں تو وہ مفلسوں کی تحقیر کرتے ہیں۔

یقیناً وہ ایسا کرتے ہیں۔

بالآخر وہ ایک قانون نافذ کرتے ہیں جو کہ جان اولی گارکی آئین کا ہے وہ ایک مقدار پر رضا مند ہو جاتے ہیں جس کی کمی بیشی حسب قوت اصول اولی گارکی کے ہوتی ہے اور جس کے پاس مقدار قرار دادہ کے مساوی جائداد نہیں ہوتی اس کو حکومت میں کوئی حصہ نہیں ملتا۔ اور وہ ان تدابیر کو بزور قوت جاری کرتے ہیں مسلح ہو کے اگر وہ پہلے سے مجوزہ آئین کے قایم کرنے میں کامیاب نہیں ہو جاتے اُس خوف سے جو انھوں نے دلوں میں ڈال دیا ہے۔ یا میں غلطی پر ہوں؟

نہیں تم صحیح کہتے ہو۔

اور یہ مختصر قیام اولی گارکی کا ہے۔

سچ ہے لیکن التماس یہ ہے کہ اس آئین کا کیا خاصہ ہے۔ اور وہ کون سے قصور ہیں جو ہم نے اس کی طرف منسوب کئے ہیں؟

میں نے جواب دیا اس کا پہلا قصور اصل ماہیت میں اس کے قانون کے موجود ہے۔ کیونکہ غور کرو کیا نتیجہ ہوگا اگر ہم اپنے ملاحوں کو متعین کریں جائداد کی صفت کے اصول پر نادار آدمی کو وہ جگہ نہ دیں اگرچہ وہ بہتر ملاح ہو۔

اس نے جواب دیا بحری سفر کی کیسی تباہی ہو گی۔

کیا ایسی حالت کا اطلاق اور کسی چیز کے انتظام کا نہ ہوگا خواہ وہ کچھ ہی ہو؟

ہاں میں یہی خیال کرتا ہوں۔

میں نے پوچھا کیا تم ریاست کو اس سے مستثنیٰ کرتے ہو؟ یا تم اُس کو بھی داخل کرتے ہو؟

اس نے جواب دیا میں اس کو یہ سمجھ گیا کہ یہ انتظام نہایت مشکل ہے اور اہمیت رکھتا ہے نہایت تخصیص کے ساتھ داخل کرتا ہوں۔

پس اس میں بھی ایک قصور اعلیٰ گارکی ہے اور رنج وہ ہے بدیہی ہے۔

پھر کیا حسب ذیل قصور کسی طرح کم رنج وہ نہیں ہے بہ نسبت پہلے قصور کے؟

وہ کیا ہے۔

اس لیے کہ ایسا شہر ضرور ہے کہ اپنے اتحاد کو مفقود کر دے گا اور دو شہر ہو جائیں گے ایک میں متمول ہوں گے اور دوسرے میں مفلس یہ دونوں فریق ایک ہی مقام پر ساکن ہوں گے اور ایک دوسرے کے خلاف منصوبے کرینگے۔

پھر تو یہ قصور مجھے یقین ہے ویسا ہی خراب ہے جیسا کہ پہلا۔

دوم یہ کہ: یقیناً یہ کوئی قابل ستائش امر نہیں ہے کہ وہ ناقابل (جنگ ہوں جیسا کہ غالباً ہوگا) اور کسی سے محاربہ کر سکیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر وہ مسلح ہوں اور عوام سے کام لیں تو ضرور ہے کہ وہ ان سے ایسے ہی خائف ہوں جیسے دشمن سے اور اگر ان سے کام لینے میں متردد ہوں تو ضرور ہے تو وہ اولی گارکی کے ارکان معلوم ہوں گے یہ تحقیق عین معرکۂ جنگ میں اس کے ساتھ ہم یہ ضرور اضافہ کریں گے کہ بسبب زر دوستی کے وہ محصول جنگ کا ادا نہ کریں گے۔

تم صحیح کہتے ہو۔

پھر ہم ایک نقطہ پر رجوع کرتے ہیں جس کی تم کچھ وقت پہلے مذمت کرتے تھے۔ کیا تم اس کو بجا سمجھتے ہو کہ وہی آدمی بعینہٖ مختلف پیشوں میں مشغول ہو ایک ہی وقت میں زراعت و حرفت و جنگ جو صورت اس آئین میں ہے؟

نہیں اس کے موافق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔
اب غور کرو کہ یہ بدی جو تمام بدیوں سے بڑھ کے ہے نہیں تسلیم کی جاتی اور اگلوں میں کسی نے اس کو تسلیم نہیں کیا۔
وہ کیا ہے؟
میں اشارہ کرتا ہوں اس عادت کی طرف کہ ایک شخص کو اجازت دی جائے کہ وہ اپنی کل جائداد فروخت کر دے اور دوسرا اس کو خرید لے۔ پہلا مالک شہر میں رہتا ہو بغیر اس کے کہ وہ جزو ریاست رکھتا ہو خواہ اہل حرفہ یا صناع یا سوار یا پیادے کی حیثیت سے بلکہ وہ کہا جاتا ہے ایک نادار شخص اور مفلس۔
اگلے آئینوں میں کسی نے اس عادت کو تسلیم نہیں کیا۔
کم سے کم یہ کہہ سکتے ہیں یہ اتفاق اُن شہروں میں ممنوع نہیں ہے جن کا آئین ادلی گارکی سے منسوب ہے۔ دوسری طرح یہ غیر ممکن ہوگا کسی شخص کے لئے کہ وہ لا انتہا متمول ہو جبکہ دوسرے مفلس ہیں۔
سچ ہے۔
میں چاہتا ہوں کہ تم ایک اور امر کو جانچو اس وقت پر جبکہ یہ شخص روپیہ کو صرف کر رہا تھا اپنے تموّل کے زمانے میں کیا وہ ایک ذرّہ کے برابر زیادہ مفید تھا ریاست کے لئے ان مقاصد سے جن کو ہم ابھی بیان کرتے تھے؟
یا یہ صورت تھی کہ اگرچہ وہ ایک سرکاری معلوم ہوتا تھا لیکن نہ وہ درحقیقت حاکم تھا نہ ملازم ریاست بلکہ اس کے مال کا صرف کرنے والا؟
اس نے جواب دیا بیان گزشتہ بہت توجیہ ہے۔ وہ بقول تمہارے وہ نہ تھا جو تم کہتے ہو درحقیقت ایک صرف کنندہ اس کی دولت کا تھا؟
کیا تم ہم سے یہ کہوانا چاہتے ہو کہ جس طرح شہد کی مکھی کا نر چھتے میں نشو و نما پاتا ہے وہ شہد کے لئے ایک آفت ہے یہ شخص مذکور بھی

نر مگس کی طرح پرورش پاتا ہے اپنے مکان میں ریاست کے لئے آفت ہے؟

سقراط بلا شک وہ ایسا ہی کرتا ہے۔

اور ایڈیمانٹس کیا یہ صحیح نہیں ہے اگرچہ خدائے تعالیٰ نے اڑنے والے نروں سے کسی کو ڈنک نہیں دئے ہیں لیکن اس (عزّ اسمہ) نے چلنے والے نروں سے بعض کو بے ڈنک جبکہ بعض بڑے مہیب ڈنک بخشے ہیں؟ اور یہ جبکہ بے ڈنک کے نر بوڑھے ہوکے گدائی میں زندگی تمام کرتے ہیں اور ڈنک مارنے والے نر بخلاف اُن کے اپنے زمرہ سے جو مجرمین سے نامزد ہوتے ہیں ان کو خارج کر دیتے ہیں؟

یہ بالکل سچ ہے

پس یہ صاف ظاہر ہے کہ جب کبھی تم گداگروں کو کسی شہر میں دیکھو تو تم کو یقین کرنا چاہئے کہ اسی مقام پر جو رجیب کترے مندروں کو لوٹنے والے اور ایسے ہی جرموں کے مرتکب چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔

سچ ہے۔

اور جن ریاستوں میں اولی گارکی ہے کیا تم ان میں گداگر نہیں دیکھتے؟

اس نے کہا ہاں تقریباً سب گداگر ہیں سوا احکام کے۔

پس کیا یہ ہماری رائے ہے یا نہیں ہے کہ ایسی ریاستوں میں بہت سے بدکار بھی ہوتے ہیں نیش سے مسلح جن کو مجسٹریٹ خاص قوت سے دبائے رکھتے ہیں؟

یقیناً یہی ہماری رائے ہے۔

تو کیا ہم یہ نہ کہیں کہ وہ سبب جس سے ایسے اشخاص پیدا ہوتے ہیں کمی تعلیم کی ہے اور بری تربیت اور خراب حالت دولت مشترکہ کی؟

ہاں ہم یہ کہیں گے۔
پس یہ یا کچھ اسی طرح کی اس ریاست کی ہے جہاں اولی گارکی ہو اور اس میں ٹھیک اتنی ہی برائیاں ہونگی یا اگر اس سے زیادہ نہ ہوں۔
اس نے کہا تم نشانہ سے قریب ہو۔
پس ہم اس دولت مشترکہ کے بیان کو ختم کرتے ہیں جس کو اولی گارکی کہتے ہیں بہر طور ہم کو ایسا کرنا چاہیے۔
پس مجھ سے کہو کہ انقلاب زمیندار شاہی کے انسان سے جس کو میں بیان کر چکا ہوں اولی گارکی کے انسان میں اس طرح ہوتا ہے یا تقریباً اس طرح؟
کیونکر؟
زمیندار شاہی کے انسان کا ایک لڑکا ہے جو اولاً اپنے باپ سے دعوئ ہمسری کرتا ہے اور اس کے قدم بقدم چلتا ہے اور پھر یکبارگی وہ اس کو ریاست میں غرق دیکھتا ہے جیسے جہاز تہ آب چٹان پر بیٹھ جاتا ہے اور اس کی جائداد اور اس کی ذات جہاز سے باہر پھینک دی جاتی ہے اس کو دیکھتا ہے کہ وہ ملکی افواج پر حکومت کر چکا ہے اور بالاتر عہدہ پر رہ چکا ہے جھوٹے مخبر اس کو تباہ کرکے ماخوذ کرا دیتے ہیں اور اس کی زد بکاری ہو رہی ہے قتل کیا جاتا ہے یا جلا وطن ہوتا ہے یا رائے دہی سے محروم کر دیا جاتا ہے اور اس کی کل دولت ضبطی میں آجاتی ہے۔
یہ سب اچھی طرح واقع ہو سکتا ہے۔
اچھا میرے دوست جس وقت لڑکا یہ دیکھتا اور حس کرتا ہے اور اپنی جائداد کھو دیتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ خوف زدہ ہو جاتا ہے تو وہ اپنے دل کے تخت حرص و ہوس کی فوج کو آگے بڑھاتا ہے اور جوش اور سرگرمی کو روبراہ کرتا ہے اور افلاس سے عاجز ہو کے وہ روپیہ پیدا کرنا شروع کرتا ہے اور وہ نہایت ہی حقیر اور کم کم بچاتا ہے

اور سخت کوشش کر کے دولت جمع کرتا ہے۔ کیا تم نہیں خیال کرتے کہ ایسا شخص اس تخت پر شہوت اور حرص کے عنصر کو متمکن کرتا ہے اور دل کو تاج اور طوق سے زینت بخشتا ہے اور ایک مشرقی بادشاہ بنا دیتا ہے اور اس کی کمر میں شمشیر لگا دیتا ہے؟

اس نے جواب دیا میں خیال کرتا ہوں۔

لیکن عقلی اور سرگرم عناصر کو میرے نزدیک اس تخت کے نیچے زمین پر بٹھا دیتا ہے اس پہلو اور اس پہلو پر مثل رعایا اور غلاموں کے اور اول کو منع کرتا ہے کہ کسی اور مسئلہ کی تحقیق اور تدقیق نہ کی جائے الّایہ کہ دولت کس طرح بڑھائی جائے اور دوم یعنے حرص کو منع کرتا ہے کہ سوائے دولت اور دولتمند کے کسی کی قدر نہ کرو اور کسی شئے کا حوصلہ نہ کیا جائے سوا اکتساب دولت کے اور وسائل دولت کے۔

انقلاب حوصلہ مند کا حریص نوجوان میں اسقدر جلد اور ایسا پورا نہیں ہو سکتا۔ پس اب مجھ سے کہو کہ ایسا شخص اولی گارکی سے منسوب ہے کہ نہیں؟

ہاں بہرصورت وہ شخص جس سے ایسا شخص انقلاب سے پیدا ہوا ہے اس آئین کے مشابہ ہے جو اولی گارکی پر مقدم تھی۔

اب ہم کو جانچنے دو کہ آیا وہ اولی گارکی سے مشابہ ہے یا نہیں ہے۔

ہاں ایسا کرو۔

اولاً کیا وہ اس امر میں اولی گارکی کے مشابہ ہے یا نہیں کہ وہ دولت کی سب سے زیادہ قدر کرتا ہے؟

بیشک ہوگا۔

اور بھی اس واقعہ سے کہ وہ کفایت شعار ہے اور سخت محنت کرتا ہے وہ صرف اپنی ضروری خواہشوں کو پورا کرتا ہے اور جملہ اخراجات سے اجتناب کرتا ہے اور اپنی دوسری خواہشوں کو بیکار سمجھ کے تابع کر لیتا ہے۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔
دوسرے لفظوں میں وہ بخیل ہے ہر چیز سے نفع لیتا ہے اور اس کو جوڑنے کی عادت ہے ایک اُن شخصوں سے ہے جن کی انبوہ کثیر تعریف کرتا ہے یا میں غلطی پر ہوں اس خیال میں کہ ایسا وہ شخص ہوگا جو اُس آئین کے مشابہ ہوگا جس کی ہم نے ابھی تعریف کی ہے؟
اگر تم مجھ سے پوچھو تو میں خیال کرتا ہوں کہ تم حق پر ہو۔ بہر طور ریاست اولی گارکی اور وہ شخص جو زیر بحث ہے روپیہ کی سب سے زیادہ قدر کرتا ہے۔ سبب یہ ہے کہ اس شخص نے اپنی تعلیم میں محنت نہیں کی ہے۔
مجھے بھی خیال ہے کہ اس نے تعلیم میں محنت نہیں کی ہے: نہیں تو وہ بے بصیرت قائد طایفہ کا نہ مقرر کرتا اور نہ اس قدر اس کی عزت کرتا۔
بالکل سچ۔ اور اب میں یہ درخواست کروں گا کہ اس بات پر غور کرو کہ کیا ہم یہ ادعا نہ کریں کہ نرگس کی سی خواہشیں جو خواہ گدایانہ ہوں خواہ مجرمانہ اس شخص میں نشوونما پاتی ہیں بسبب کمی تعلیم کے اور یہ خواہشیں بقوت دوسری عاملانہ تدابیر سے دبادی جاتی ہیں۔
بیشک ہم کو یہ دعوی کرنا لازم ہے۔
اور کیا تم کو معلوم ہے کہ ان کے افعال قبیحہ کا دیکھنا کہاں لازم ہے؟
کہاں؟
تم ان موقعوں پر نظر کرو جہاں کہیں وہ یتیموں کے ولی ہوں اور اسی قسم کے دوسرے اتفاقات جن میں ان کو کامل اقتدار ہو کہ وہ ظلم پر قدرت رکھتے ہوں۔
سچ ہے۔
تو کیا اس سے صاف ظاہر نہیں ہے کہ وہ اپنے دوسرے معاہدات

میں جن میں اس کی ظاہری عدالت اس کی نیک نامی کا باعث ہوتی ہے ایسا شخص ایک جبری اعتدال سے ایک درجہ کی بری خواہشوں کو جو اس کی ذات میں ہیں دبائے رکھتا ہے جن کو وہ بذریعہ عقل کے مغلوب نہیں کرتا نہ یہ یقین کر کے کہ ان خواہشوں کی تسکین خطا ہے بلکہ اتفاقات اور خود اس کا فہم اس کو سکھاتا ہے کہ ان کو دبانا چاہئے کیونکہ وہ اپنی باقیماندہ املاک کے خوفِ زوال سے لرزتا ہے؟

ہاں یہ بالکل صاف ہے۔

بے شک میرے دوست مجھے بالکل یقین ہے کہ جب یہ لوگ اس چیز کے صرف پر آتے ہیں جو ان کا نہیں ہے تو تم کو معلوم ہوگا کہ اکثر ان میں سے ایسی خواہشیں رکھتے ہیں جیسی نرگس کی!

قطعًا ایسا ہی کرتے ہیں۔

لہٰذا ایسا آدمی سلیم القلب ہونے سے دور ہے اور وہ دودلہ ہے نہ کہ ایک ولہ انسان اگرچہ عمومًا اس کو معلوم ہوگا کہ اس کی پست خواہشیں اس کی بلند خواہشوں سے مغلوب ہو جائیں گی۔

سچ ہے۔

اور ان اسباب سے میں خیال کرتا ہوں کہ ایسا شخص کا ظاہر اکثر سے اچھا ہوگا لیکن حقیقی نیکی ایسے نفس کی جو تال میل سے درست ہے کہیں اوڑ جائیگی اس سے بہت دور۔

ایسا ہی میں بھی خیال کرتا ہوں۔

اور کچھ شک نہیں کہ کفایت شعار آدمی اکیلے شہری کا بدبخت رقیب ہے جب کسی انعام یا کسی معزز امتیاز پر مجادلہ ہوتا ہے ایسے مقابلہ میں نام و نمود حاصل کرنے کے لئے وہ کبھی روپیہ نہ صرف کرے گا اس خوف سے کہ کہیں قیمتی خواہشیں ہیجان میں نہ آجائیں اس کوشش اور رقابت میں شرکت کے لئے مدعو ہوگے لہٰذا وہ ادبی نگارگی کی خصلت اختیار کرتا ہے جس میں کسی حد تک وہ شریک ہوگا معرکۂ جنگ میں اور اکثر صورتوں میں

اپنی تحصیلی بچا لیتا ہے اور شکست قبول کر لیتا ہے۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

میں نے پوچھا کیا ہم اب اس مشابہت اور مطابقت کا اعتقاد نہیں رکھتے جو درمیان اولی گارکی ریاست اور کفایت شعار زر شکار کے ہے؟

نہیں اس نے جواب دیا ہرگز نہیں۔

اور اب ہم کو میرے نزدیک اس طرف چلنا چاہئے کہ کس طریقہ سے جمہوریت (دیماکریسی) پیدا ہوتی ہے اور اس کی کیا خصلت ہوتی ہے جب وہ پیدا ہو جائے اب اس کے بعد ہم کو اس کے دریافت کی ضرورت ہوگی جس کی خصلت مطابق جمہوریت کے ہو اور اس کا مقابلہ ہم اپنی ذات کے ساتھ کریں گے۔

اگر ہم مضبوطی کے ساتھ عمل کریں گے تو ہم کو وہ طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔

کیا انقلاب اولی گارکی سے جمہوریت میں اس طرح نہیں ہوتا کہ بے اعتدالی کے ساتھ شوق حصول دولت کا پیدا ہو جو علی رؤس الاشہاد سب سے بڑھی ہوئی برکت تسلیم کی جاتی ہے اور اس کی تحصیل فرض تصور کی جاتی ہے یہ انقلاب حسب ذیل صورت اختیار کرتا ہے؟

مہربانی کر کے اس کو بیان فرمائیے۔

چونکہ قوت حکام کی اولی گارکی ریاست میں بالکلیہ ان کی دولت عظیم پر موقوف ہے وہ اس پر راضی نہیں ہیں کہ اپنے زمانہ کے خواہش پرست نوجوانوں کو زیر تہدید رکھیں اس حد تک کہ دولت کا صرف کرنا قانوناً ممنوع قرار دیں اس لئے کہ ان کو امید ہے کہ ایسے لوگوں کی مملوکات خرید کر کے اور ان کو روپیہ قرض دیکے وہ اپنے کو اور بھی مالدار بنائیں گے اور معزز ہو جائیں گے۔

لاکلام ایسا ہی ہے۔

اور کیا فی الحال یہ ظاہر نہیں ہے کہ یہ غیر ممکن ہے کہ کسی ریاست کے

شہری دولت کی عزت کریں اور اسی وقت میں کافی مقدار اعتدال کی بھی اکتساب کر لیں۔ اس سبب سے کہ ان کو ایک سے ضرور غفلت کرنا ہوگا؟

اس نے جواب دیا یہ خاصے طور سے ظاہر ہے۔

لہٰذا حکام ایسی ریاستوں کے چونکہ وہ بے پروائی سے خواہش پرستی بغیر روک ٹوک کے جائز رکھتے ہیں اور اکثر شرفا زادوں کو افلاس پر مجبور کرتے ہیں۔

ہاں وہ یہی کرتے ہیں۔

اور جو لوگ اس طرح افلاس زدہ ہو گئے ہیں میرے خیال میں خفیہ طور سے شہر میں موجود رہتے ہیں جو آلات ایذا رسانی سے مسلح ہوتے ہیں بعض بوجہ قرضے کے اور بعض حق رائے دہی سے محروم ہو جاتے ہیں اور بعض دونوں بدبختیوں میں مبتلا ہیں ـــــ وہ جدید قبضہ داروں سے انہی جائداد کے نفرت کرتے ہیں اور ان کے خلاف منصوبے کرتے رہتے ہیں اور جملہ ایسے لوگوں کے ساتھ ان کا یہی حال ہے جو ان سے بہتر حالت میں ہیں اور انقلاب پر شیفتہ ہیں۔

سچ ہے

دوسری طرف یہ سرمایہ دار اپنے منافع کی تاک میں لگے رہتے ہیں اور بظاہر اپنے دشمنوں کو نہیں دیکھتے جب کبھی باقی لوگوں سے کوئی ان کو موقع دیتا ہے وہ اپنا زہریلا روپیہ ان کو دے کے اس کو مجروح اور المضاعف سود جو چند مرتبہ اصلی زر سے زیادہ ہوتا ہے ان سے وصول کرتا ہے اور اس طرح نرگس اور فقرا ریاست میں بکثرت ہو جاتے ہیں۔

ہاں وہ ایسا ہی کرتے ہیں۔

اور ان کے دل اس کو نہیں مانتے کہ اس عظیم شر کو فنا کر دیں خواہ داغ دینے سے عمل سے اس طرح کہ وہ اپنی جائداد کو اپنی خوشی سے جدا نہ کریں یا دوسرا طریقہ اختیار کر کے جو ایک قانون کے ذریعہ سے ان خطرات کو دفع کر دیں۔

مہربانی کرکے بتاؤ کونسا قانون تم مراد لیتے ہو؟
میں ایسا قانون مراد لیتا ہوں جو اول سے دوسرے مرتبہ پر بہترین ہے جو شہریوں کو مجبور کرتا ہے کہ نیکی میں مصروف ہوں۔ کیونکہ اگر قانون نافذ ہو کہ اختیاری معاہدات بطور قاعدہ کلیہ معاہدہ کرنے والے کی ذاتی ذمہ داری پر ہوں۔ تو لوگ شہر کے زر کے لین دین میں بے شرمی کم کریں گے اور وہ برائیاں جن کو عنقریب ہم نے بیان کیا ہے ان کی نشو و نما شہر میں کم ہو گی۔
ہاں عموماً بہت کم ہو گی۔
مگر چونکہ مختلف ترغیبات ہیں جن کا ہم نے ذکر کیا ہے فرقہ حکام کو جرأت دلاتے ہیں کہ رعایا کے ساتھ غیر شریفانہ افعال کے سلوک کریں۔ دوسری جانب جب ہم خود حکام پر نظر کرتے ہیں اور ان کے بچوں کو کیا ہم نہیں دیکھتے کہ نوجوان عیش پسند اور کاہل ہو جاتے ہیں جسم اور ذہن دونوں کے اعتبار اور ایسے نازک ہو جاتے ہیں کہ وہ لذتوں سے باز نہیں رہ سکتے اور نہ تکلیف کو برداشت کر سکتے ہیں؟
بلا شک ایسے ہی ہیں۔
اور جوان سے بالا دست ہیں وہ ہر چیز سے بے پروا ہیں الا روپیہ پیدا کرنا اور نیکی سے ایسے ہی بیخبر ہیں جیسے خود مفلس؟
یقیناً وہ ایسے ہیں۔
ایسے حالات میں جبکہ حکام اور رعایا سے مڈبھیڑ ہوتی ہے سفر میں یا کسی اور مشترک شغل میں خواہ زیارت ہو خواہ میدان جنگ ہو جن میں وہ ایک ساتھ ملاح ہوں یا سپاہی ہوں یا وہ ایک دوسرے کے نگران ہوں اور حالت خطر میں ان کی کردار کو ملاحظہ کریں جس حالت میں مفلس کی کسی طرح ممکن نہیں ہے کہ متموّل تحقیر کر سکیں کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک متموّل آدمی جس نے عیش میں پرورش پائی ہو جو کثرت تنعم سے سیر ہو چکا ہو اور میدان کارزار میں ایک لاغر محنت کشیدہ مفلس کے کھڑا ہو اور اپنی چڑھتی ہوئی

سانس سے سخت مصیبت کا اظہار کرتا ہو۔ جب میں دُہراتا ہوں کہ یہ سب واقع ہوتا ہے کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ یہ مفلس آدمی یہ نہ سوچیں گے کہ انھیں کی بزدلی کا سبب ہے کہ ایسے ناقابل لوگ دولت مند ہیں یا یہ کہ وہ اجتناب کریں گے ایک دوسرے کے سامنے دہرانے سے اس حال میں جب وہ خلوت میں ملیں ۔۔۔ "ہمارے حکام ہیچ ہیں"۔

نہیں بلکہ مجھ کو یقین ہے کہ وہ ایسا کرتے ہیں۔

اب ٹھیک جس طرح ایک مریض بدن کو حاجت ہے تھوڑے جوش کی خارج کی جانب سے تاکہ بیماری حملہ کرے اور کبھی بغیر کسی خارجی تحریک کے بھی اختلاف واقع ہوتا ہے پس اسی طریقے سے یہ شہر جس کی حالت ایک مریض بدن کے مماثل ہے چاہتا ہے کہ ایک خفیف بہانہ بیرونی موافقت ہو جس کو ایک فریق داخل کرے اہل گارکی شہر کی طرف سے یا دوسری جانب دولت جمہوریہ سے ہو تا کہ شاید بیماری پیدا ہو یا اور اندرونی جنگ ہو؟ اور یہ بھی کبھی بغیر خارجی اثرات کے نہیں ہوتا یہ اضطراب سازشوں سے پیدا ہوتا ہے؟

قطعًا ایسا ہے۔

جمہوریت میرے خیال سے اس طرح پیدا ہوتی ہے جبکہ مفلس فتح پاتے ہیں مخالفوں میں سے بعض کو قتل اور بعض کو ہزیمت دیے کے اور باقی ماندوں کو مساوی مشارکت سے داخل کر لیتے ہیں تمدنی حقوق اور عہدوں میں اور عمومًا ایسی صورت میں عہدے ایسی ریاست میں قرعہ اندازی سے دیئے جاتے ہیں۔

ہاں تم نے جمہوریت کے قیام نہایت صحیح طور سے بیان کیا خواہ سلاح جنگ کی مدد سے ہو خواہ دوسرا فریق خوف زدہ ہو کے دست بردار ہو جائے۔

میں نے کہا اب تم مجھ سے یہ کہو گے کس طریقے سے یہ لوگ ریاست کا نظم ونسق کرتے ہیں اور اس تیسرے آئین کا خاصہ کیا ہے۔ کیونکہ ظاہراً

ہم اس کے مطابق جو انسان ہے وہ بھی کسی حد تک اسی آثار سے نمودار ہوگا۔

اس نے کہا سچ ہے۔

سب سے پہلے کیا وہ آزاد نہیں ہیں اور آزادیٔ عمل اور گفتگو کی شہر میں عموماً پائی جائے گی اور ہر شخص وہاں مجاز ہوگا جو چاہے کرے؟

ہاں ایسا ہی ہم سے کہا گیا ہے۔

اور صاف صاف جہاں اس کا جواز تسلیم کیا جائے تو ہر شہری اپنے طریقہ زندگی کو اپنے حسب دلخواہ منتظم کرے گا۔

صاف یہ ہے کہ وہ کریگا۔

پس مجھ کو خیال کرنا چاہیئے کہ اس دولت مشترکہ میں بہت بڑا اختلاف سیرتوں میں ہوگا۔

لاکلام وہاں ایسا ہی ہوگا۔

میں نے کہا ممکن ہے کہ یہ آئین سب سے زیادہ خوبصورت ہو۔ ہر قسم کے سیرت کے نقش و نگار سے مزین ہو یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایسا خوبصورت ہوگا جیسے رنگین جامہ جس میں ہر قسم کے پھول بوٹے ہوں۔ اور میں نے کہا شاید جس طرح بچے اور عورتیں اکثر رنگوں کے لباس کی بڑی قدر کرتے ہیں اسی طرح اکثر اشخاص دولت مشترکہ کی خوبی کے حق میں فیصلہ کریں گے کہ وہ نہایت خوبصورت ہے۔

بلاشبہ اکثر یہی کریں گے۔

ہاں میرے فاضل دوست یہ عمدہ منصوبہ ہے کہ اس کو دریافت کریں اگر ہم کو دولت مشترکہ کی تلاش ہے۔

فرمایئے ایسا کیوں ہو۔

اس سبب سے کہ اس میں ہر قسم کی دولت مشترکہ شامل ہے یہ نتیجہ اس جواز کا ہے جس کو میں نے بیان کیا ہے اگر کوئی اس خواہش سے کہ ایک ریاست کی بنا ڈالے جیسا کہ ہم ابھی کرتے تھے تو اس کو چاہیئے کہ

کسی جمہوری شہر میں جائے دول مشترکہ کا بازار تصور کرکے اور انتخاب کرے ایسی سیرت کو جو اس کے دل کو پسند ہو اور پھر اس انتخاب کے موافق ریاست کی بنا کرے۔

ہم بلا خوف اختلاف کہہ سکتے ہیں غالباً اس کو نمونوں کی تلاش میں نقصان نہ ہوگا۔

پھر غور کرو کہ اس ریاست میں تم مجبور نہیں ہو کہ کوئی عہدہ لو اگرچہ تمھاری لیاقت اس عہدے کے لائق ہو۔ اور ضرور نہیں ہے کہ تم حکومت کی اطاعت کرو اگر تم ناپسند کرتے ہو یا جنگ پر جاؤ جبکہ تمھارے ہم شہری جنگ پر جائیں یا صلح کرو جب وہ صلح کریں اگر تم صلح نہ چاہتے ہو۔ پھر یہ سوچو اگرچہ قانون اس عہدے کے قبول کرنے سے منع کرتا ہو یا جوری میں نشست کرنے سے تو بھی تم دونوں کام کر سکتے ہو اگر تم کرنا چاہو۔ اور اب مجھ سے کہو کہ کیا یہ طریق زندگی خدائی طور سے ایک وقت کے لئے خوشگوار نہیں ہے؟

اس نے جواب دیا ہاں شاید ایک وقت کے لئے ایسا ہے۔

پھر کیا یہ حکم بعض کا ان میں سے جن کا مقدمہ کسی عدالت قانونی میں فیصلہ کیا گیا ہے عمدہ نہیں ہے؟ کیا تم اس کے ملاحظہ میں کامیاب نہیں ہوئے کہ اس دولت مشترکہ میں کس طرح انسان جن کو سزائے موت یا جلا وطن دی گئی ہے باوصف اس کے ساکن ہیں اور سڑکوں پر چلتے پھرتے ہیں اور مثل غازیوں کے شان و شوکت دکھاتے ہیں گویا کہ کسی نے ان کو نہیں دیکھا نہ اس کی پروا کی؟

اس نے جواب دیا میں نے اس کی اکثر مثالیں دیکھی ہیں۔

اور کیا اس تحمل میں کوئی امر عظیم الشان نہیں ہے ایسی دولت مشترکہ میں اور اس کی کامل افضلیت ان ادنی درجہ کے امور میں؟ نہیں بلکہ یہ واجب طور پر تحقیر کرتا ہے اس مسئلہ کی جو کہ اس حالت میں جب ہم اپنی ریاست کی بنیاد ڈال رہے تھے ہم نے اہم سمجھ کے وضع کی تھی

اس غرض سے کہ کوئی شخص جس کو غیر معمولی ماہیت نہیں عطا کی گئی ہے کبھی ایک اچھا آدمی نہیں ہو سکتا جب تک کہ ابتدائے طفولیت سے وہ خوبصورت چیزوں میں نہیں کھیلا اور خوبصورت اشیا کا مطالعہ نہیں کیا۔ کس شان کے ساتھ یہ دولت مشترکہ پامال کرتی ہے اور ذرا بھی اس کی تکلیف نہیں اٹھاتی کہ اگلے اشغال کیا تھے ان لوگوں کے جنھوں نے سیاسی طریقہ اختیار کیا اس طریقہ کو عزت بخشتی اگر صرف یہ کہا۔ یا کہ وہ عوام کے خیر خواہ ہیں۔

ہاں اس کا چال چلن بہت عظیم الشان ہے۔

بس یہ کچھ آثار جمہوریت کے ہیں جن کے ساتھ ہم اور خصائص اسی نوع کے اضافہ کر سکتے ہیں۔ اور یہ بہر نہج ایک خوشگوار بلا قانون کی دولت مشترکہ ہوگی جس پر فرقہ کا رنگ چڑھا ہوا ہے جو ہر ایک کے ساتھ مساوات کے طریقہ کا سلوک کرتی ہے وہ درحقیقت مساوی ہوں یا نہ ہوں۔

جو واقعات تم بیان کرتے ہو مشہور ہیں۔

اب میں تم سے اس کے مطابق فرد انسان کی سیرت کے جانچنے کا سوال کروں گا۔ یا ہم مثل دولت مشترکہ کے اس کے مبداء کی تحقیق سے ابتدا کریں؟

اس نے جواب دیا ہاں۔

پس کیا میں اس خیال میں حق پر نہیں ہوں کہ وہ انسان بیٹا کفایت شعار اولی گارکی کے انسان کا ہوگا جس نے اپنے باپ کی نظروں کے سامنے پرورش پائی ہے اپنے باپ کے چال چلن میں؟

بلاشبہ وہ ایسا ہی ہوگا۔

اور یہ لڑکا مثل اپنے باپ کے ان مسرتوں کی سخت روک ٹوک کرے گا جو اس کے باطن میں اسراف کی طرف راجع ہیں نہ کہ زرکشی کی جانب ایسی مسرتوں کو فضول کہتے ہیں۔

واضح ہے کہ وہ ایسا کرے گا۔
اب اس اجمال کی تفصیل کے لئے تاکہ تاریکی میں کلام نہ ہو تم چاہو گے کہ اولاً ضروری اور غیر ضروری خواہشوں کی تعریف کی جائے؟
مجھ کو چاہئے۔
پس کیا ہم کو اصطلاح ضروری کا ایسی خواہشوں پر اطلاق ہو جو ہم سے ترک نہیں ہو سکتیں اور ایسی جن کی تسلی ہم کو نفع پہنچاتی ہے؟ کیونکہ ہماری طبیعت اس کو محسوس نہیں کر سکتی کہ دونوں قسم کی خواہشیں نفع کرتی ہیں؟
یقیناً نہیں کر سکتی۔
پس ہم مجاز ہیں کہ ضروری انھیں پر محمول کریں۔
ہم ایسا کریں گے۔
پھر کیا ہم حق پر نہ ہوں گے اگر ہم ان جملہ خواہشوں کو غیر ضروری کہیں جن کو ہم اپنے سے دور رکھ سکتے ہیں بذریعہ تربیت کے۔ اور ان کی موجودگی اس کے علاوہ ہم کو کوئی نفع نہیں بخشتی بلکہ بعض حالتوں میں یقینی ضرر کرتی ہے؟
ہاں ہم حق پر ہوں گے۔
کیا ایسا نہ ہو گا کہ ان میں سے ایک مثال موجودہ خواہشوں کی ہر قسم کی انتخاب ہو تاکہ ہم عمومی تصور ان کا حاصل کر سکیں؟
قطعاً یہ ہو گا۔
کیا خواہش کھانے کی (یعنی سادی روٹی اور سالن) تا حد صحت و اصلاح بدن ضروری خواہش ہو؟
میں ایسا خیال کرتا ہوں۔
خواہش روٹی کی کم از کم ضروری ہے دوہرے حق سے کیونکہ نہ صرف مفید ہے بلکہ بقائے زندگی کے لیئے لابدی ہے۔
ہاں۔

بجائے دیگر خواہش سالن کی ضروری ہے اس حد تک کہ وہ اصلاح بدن کے لئے سود مند ہو۔

یقیناً۔ پھر خواہش دیگر انواع طعام کی جن میں سادگی کم ہے جن سے طفولیت کی درستی اور تربیت کی وجہ سے اکثر لوگ اپنے کو بچا سکتے ہیں اور جو بدن کے لئے مضر ہے اور نفس کے لیے بھی دانش اور اعتدال حاصل کرنے کی کوششوں میں اس کو غیر ضروری خواہش کہتے ہیں۔ کیا یہ نہ ہوگی؟

ہاں نہایت حق کے ساتھ۔

اور کیا ہم یہ نہ کہیں کہ خواہشیں اس دوسرے درجہ کی گراں ہیں درحالیکہ دوسری حصول زر کا سبب ہوتی ہیں کیونکہ وہ پیداوار کو مدد دیتی ہیں؟

بلاشبہ۔

کیا ہم بھی جوش محبت اور دیگر خواہشوں کے باب میں نہیں کہہ سکتے؟

ہاں۔

اب کیا ہم نے اس انسان کا بیان نہیں کیا جس کو ہم نے نرگس کا نام دیا ہے جس پر اس گراں مسرتوں اور خواہشوں کا بار ہے اور جس پر غیر ضروری خواہشیں حکومت کرتی ہیں؟ درحالیکہ ہم نے اس انسان کو جس پر ضروری خواہشیں حاکم ہیں۔ کفایت شعار اور اولی گارکی سے منسوب کیا تھا؟

بلاشبہ ہم نے ایسا کہا تھا۔

میں نے کہا اب ہم کو رجوع کرنے دو اور واضح کرنے دو کہ جو انسان اولی گارکی سے منسوب ہے وہ کس طرح جمہوریت میں منقلب ہو جاتا ہے۔

یہ کس طرح؟

میں تم کو یہ سمجھاؤں گا کہ ابتدا ایک نوجوان کے انقلاب کی اولی گارکی کے باطن سے جمہوریت میں اس آن سے آغاز ہوتی ہے جبکہ بعد تربیت کے جس کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے جہالت اور کفایت میں اُس نے شہد نر مکھیوں کا تناول کیا اور آتشخو اور ہولناک وحشی جانوروں سے تعارف پیدا کیا جو اس کے لیے جملہ اقسام کی مسرتیں مہیا کر سکتے ہیں جس کی فطرت میں اختلاف اور کثرت ہے۔

اس کے سوا نہیں ہوسکتا۔

اور ہم کہہ سکتے ہیں جس طرح یہ مدد بیرونی تعہد کے جو ایک کو دو فریقوں سے دی گئی اتحاد سیرت کی جہت سے ریاست میں انقلاب ہوا اسی طریقہ سے نوجوان کا انقلاب ہوا اسی کے مماثل بیرونی مدد سے جو بعض انواع نے خواہشوں کی دو فریقوں سے ایک کو دی جو خواہشیں موانست اور مشابہت کی وجہ اُس نوجوان میں موجود تھیں۔

یقیناً ہم کہہ سکتے ہیں۔

اور اولی گارکی کا عنصر جو اس کے باطن میں موجود ہے جس کو مقابل تعہد سے مدد پہنچتی ہے جو شاید اس کے باپ سے یا شاید دوسرے رشتہ داروں سے ماخوذ ہے جو اُس کو زجر و ملامت کرتے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ حقیقی جد و جہد فریقوں کی اور ایک اندرونی جنگ اپنی ذات کے ساتھ واقع ہوتی ہے۔

بلاشک۔

اور میں گمان کرتا ہوں کبھی کبھی جمہوری منافع اولی گارکی سے مغلوب ہوجاتا ہے اور بعض خواہشیں یا تو ریزہ ریزہ کردی جاتی یا خارج کی جاتی ہیں اس وجہ سے کہ ایک احساس شرم کا نوجوان آدمی کے ذہن میں موجود ہے اور باقاعدگی بار دیگر پیدا ہوگئی ہے۔

ہاں بعض اوقات ایسا ہوتا ہے۔

لیکن میں نتیجہ نکالتا ہوں کہ بعض جدید خواہشیں جو خارج شدہ

خواہشوں کے مشابہ ہیں خفیہ طور سے پرورش پا جاتی ہیں اور چونکہ اس کے باپ کی تربیت میں علم کی کوتاہی ہے متعدد اور قوی ہو جاتی ہیں۔

ہاں عموماً یہ حالت ہے۔

اور یہ خواہشیں بے شک اس کو قدیم مصاحبوں سے قریب کر دیتی ہیں اور پوشیدہ اطلاع دہی سے اس کی ذات میں بکثرت دوسری خواہشیں پیدا کر دیتی ہیں۔

بلاشبہ۔

292

اور بالآخر میں خیال کرتا ہوں کہ نوجوان آدمی کے قصر دل پر قبضہ کر لیتی ہیں کیونکہ ان کو ادراک ہوتا ہے کہ صحیح علم اور خوبصورت مطالعوں اور سچے نظریات سے محروم ہے جو بہترین نگاہداشت اور پاسبانی کرتے ہیں انسانوں کے اذہان میں جن پر آسمانی عنایت ہے۔

ہاں بالکلیہ بہترین۔

اور ان کے مقام پر میرے گمان میں جھوٹے اور ادعائی نظریات اور ظنون خاسرہ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور اس مرتبہ کو جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے حاصل کر لیتے ہیں۔

وہ یہی کرتے ہیں۔

اس کے نتیجہ میں کیا وہ عیش اور کاہلی کے بندوں میں پلٹ آتا ہے اور ان کے ساتھ علانیہ سکونت کرتا ہے اور اگر اس کے رشتہ دار کوئی مدد کفایت شعاری کے عنصر کو اس کے نفس کے بھیجتے ہیں تو یہ ادعائی نظریات پھاٹک کو اس شاہی قلعہ کے جو اس کے باطن میں ہے بند کر لیتے ہیں اور نہ صرف اس اصلی مددگار فوج کو داخلہ سے روکتے ہیں بلکہ اس سفارت افراد کو بھی جو بزرگوں کی جانب سے نصیحت گری کے لئے آتے ہیں نہیں قبول کرتے اور وہ بذاتِ خود جنگ کرتے اور فتح حاصل کرتے اور اجساس شرم کو حماقت کے نام داغی کر کے بدنامی کے ساتھ جلاوطن کرتے ہیں اور عفت کی اہانت کر کے اس کو جبن کے نام سے

خارج البلد کر دیتے ہیں اور کیا وہ مدد سے بیکار خواہشوں کی ثابت نہیں کرتے کہ میانہ روی اور باقاعدہ اخراجات وحشی اور غیر آزاد قوموں کی خصلت ہے اور اس لئے ان کو حدود ریاست سے نکال دیتے ہیں۔

یقیناً وہ ایسا کرتے ہیں۔

اور کوئی شبہ نہیں ہے جبکہ ان فضیلتوں کے عمل سے انھوں نے اس کی نفس کا تصفیہ کیا جو اب ان کے اختیار میں ہے اور جب ان کے وسیلہ سے وہ ان عظیم اسرار کا محرم ہوا وہ فوراً سرکشی اور بدنظمی اور شہوت پرستی بے شرمی کے قیام کی طرف بڑھے نہایت شان و شوکت کے ساتھ اور حشم و خدم بکثرت ان کے جلو میں تھے اور ان کے سروں پر تاج تھا اور وہ ان خصائل کی ستائش کرتے تھے اور ان کے اسما میں نزاکت پیدا کی گستاخی کو انھوں نے نیک تہذیب سے موسوم کیا اور بے نظمی کو آزادی اور شہوت پرستی کو شان و شوکت اور بے شرمی کو دلیری سے نامزد کیا۔ میں نے پوچھا کیا یہ بہت کچھ وہ طریقہ ہے جس میں نوجوان انسان جس کی تربیت محض نہایت ضروری خواہشوں کی تسلی سے ہوئی ہے جوانی میں اس حد تک بدل جاتا ہے کہ وہ محنت سے آزاد ہو اور غیر ضروری اور مضر لذتوں کو اختیار میں رکھے؟

اس نے جواب دیا ہاں یہ بالکل ظاہر ہے۔

اُس دن سے ایک انسان اس وضع کا میں سمجھتا ہوں کہ صرف اسی قدر روپیہ اور محنت اور وقت صرف کرے گا غیر ضروری لذتوں پر جتنا ضروری پر صرف کرے گا۔ لیکن اگر وہ ایسا خوش قسمت ہو جو اپنی وحشت کی ایک حد مقرر کرے اور جسقدر بڑھتا جائے جبکہ فتنہ خواہشوں کا اکثر دور ہو جائے تو وہ یہاں تک جائے کہ وہ کسی حد تک خارج کئے ہوؤں کے بعض اجزا کو پھر داخل کر لے اور حملہ آوروں سے بالکلیہ مغلوب نہ ہو جائے۔ اس صورت میں یہ اس کی زندگی کی عادت

ہے کہ وہ لذتوں میں امتیاز نہ کرے اور لذت موجودہ کی متابعت قبول کرے جو اتفاقاً اس کے سامنے آگئی ہے اور جب یہ پہلی لذت تسلی پا چکے تو دوسری کی جانب متوجہ ہو۔ کسی کو ناچیز نہیں جانتا اور سب کی یکساں پرورش کرتا ہے۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

میں نے کہا ہاں اور جب کبھی اس سے کہا جاتا ہے کہ اگرچہ بعض لذتیں ایسی خواہشوں سے متعلق ہیں جو نیک اور معزز ہیں دوسری بدخواہشوں سے تعلق رکھتی ہیں اور پہلی خواہشوں کو عمل میں لانا چاہیئے اور ان کی عزت کرنا چاہیئے اور دوسری خواہشوں کو چھڑکنا چاہیئے اور غلام بنانا چاہیئے وہ اس سچے مسئلہ کو قبول نہیں کرتا اور نہ اپنے قلعہ میں داخل ہونے دیتا ہے۔ بخلاف اس کے ان جملہ بیانات پر وہ اپنے سر کو ہلاتا ہے اور یہ مانتا ہے کہ تمام خواہشیں یکساں ہیں اور سب کی عزت کرنا لازم ہے۔

ہاں ٹھیک یہی حالت ہے اور انسان کی سیرت ہے۔

میں نے کہا لہٰذا وہ روز بروز آخر زندگی تک اتفاقی خواہش کو تسلی دیتا ہے۔ کبھی شراب پیتا ہے اور نغمہ سنتا ہے اور کبھی زیر تربیت ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات کاہلی کرتا ہے اور ہر چیز کو فراموش کر دیتا ہے۔ اور پھر فلسفہ کے طالب علم کی طرح بسر اوقات کرتا ہے۔ پھر وہ عوام کے کام میں شریک ہوتا ہے اور آمادہ ہو کے تحریک وقت کے موافق کلام کرتا ہے اور عمل کرتا ہے۔ اب وہ نہایت شوق سے قدم بقدم بعض بڑے سپہ سالاروں کے چلتا ہے کیونکہ ان کے امتیازات پر اس کو غبطہ ہوتا ہے اور کبھی حرفت میں مشغول ہوتا ہے کیونکہ کامیاب اہل حرفہ پر اس کو رشک آتا ہے اور کوئی ضابطہ یا لازمی قاعدہ اس کی زندگی کا نہیں ہے۔ بلکہ وہ اپنی اس زندگی کو خوشگوار اور آزاد اور سعید رکھتا ہے اور اسی طور سے تا آخر حیات

بسر کرتا ہے۔

اچھا۔ اس نے کہا تم نے یقیناً ایسی زندگی کو بیان کیا ہے جو ایسا شخص بسر کرتا جس کا مقولہ آزادی اور مساوات ہے۔

ہاں میں نے جواب دیا۔ اور میں ادراک کرتا ہوں کہ یہ حیات کثرت کی اور متعدد خصلتوں سے معمور ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہ انسان ہے جو خوبصورت اختلافات سے اپنی فطرت کے اس شہر کا جواب ہے جس کو ہم نے بیان کیا ہے:۔ ایسا انسان جس کی حیات پر اکثر مرد اور اکثر عورتیں رشک کریں گے اور جس کی ذات میں اکثر مثالیں دول مشترکہ کی اور سیر میں شامل ہیں۔

294

سچ ہے۔

پھر کیا؟ کیا ہم اس انسان کو مقابل جمہوریہ کے جگہ دیں اس یقین سے کہ ہم اس کو جمہوریت کا اہل کہہ سکیں؟

اس نے جواب دیا۔ ایسا ہی ہو۔

میں نے کہا ہمارے لیے یہ باقی رہ جاتا ہے کہ سب سے زیادہ خوبصورت دولت مشترکہ کا بیان کریں اور سب سے زیادہ خوبصورت انسان کا یعنی حکومت خودمختار اور خودمختار حاکم کا۔

تم بالکل حق کہتے ہو۔

پس آؤ میرے عزیز دوست مجھ سے کہو کہ کس طریقہ سے خودمختار حکومت پیدا ہوتی ہے۔ کہ یہ انقلاب جمہوریت کا بہ وجوہ ظاہر ہے۔

ہے۔

تو کیا جمہوریت سے خودمختار حکومت پیدا ہوتی ہے ٹھیک اسی طریقے سے جیسے اولی گارکی سے جمہوریت پیدا ہوتی ہے۔

اس کو واضح بیان کرو۔

وہ چیز جس کا اولی گارکی نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ سب سے اعلیٰ سمجھی جائے اور جو اس کے قیام کی علت ہوئی تھی وہ دولت کثیرہ تھی: کیا یہ نہ تھی؟

یہی تھی۔

اچھا تو یہ ناقابل تسکین شوق دولت کا تھا اور روپیہ پیدا کرنے کے لئے دوسری ہر چیز سے بے پروائی جس نے اولی گارکی کو فنا کر دیا۔

سچ ہے یہی تھا۔

پس کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ جمہوریت مثل اولی گارکی کے فنا ہوتی ہے اُس چیز کے شوق سے تسلی یاب نہ ہونے سے جمہوریت جس کی تعریف خیر اعلیٰ سے کرتی ہے؟

اور تمھارے نزدیک وہ کیا چیز ہے؟

میں نے جواب دیا آزادی کیونکہ میں خیال کرتا ہوں کہ ایک جمہوری شہر میں تم سے کہا جائے گا کہ اس کے مقبوضات سے آزادی سب سے زیادہ خوبصورت ہے لہٰذا ایسا شہر اس کے سزاوار ہے کہ وہ مسکن ہو ایسے انسان کا جو بالطبع آزاد ہے۔

ہاں یقیناً یہ گفتگو وہاں کی وضع میں داخل ہے۔

اب ہم پھر اسی بیان کی طرف رجوع کرتے ہیں جو ایک لمحہ قبل ہو رہا تھا کیا یہ قول میرا درست ہے کہ غیر تسلی یاب شوق کسی ایک شئے کے لئے اور سب سے بے پروائی جمہوریت اور اولی گارکی میں انقلاب پیدا کرتا ہے اور شخصی حکومت کا راستہ واقعی صاف کرتا ہے؟

کیونکر؟

جب کبھی کوئی جمہوری شہر جو آزادی کا تشنہ ہو زیر اقتدار خان سالاروں کی ایک جماعت کے آجاتی ہے اور شراب ناب و حریت واجبی پیمانے سے کہیں زائد دی جاتی ہے۔ تو میں خیال کرتا ہوں کہ حکام ملعون اولی گارکی کے الزام سے ماخوذ ہوتے ہیں اور ان کو زجر و توبیخ کی جاتی ہے جب تک

کہ وہ بالکل مطیع نہ ہو جائیں اور آزادی کے جام لاجرعہ نہ بخشیں۔

ہاں یہی ہے جو کیا جاتا ہے۔

اور اسی طرح توہین کی جاتی ہے ان لوگوں کی جو حکام کے تابع ہیں اور ان کو خوشدل غلاموں کے خطاب سے یاد کرتے ہیں اور نالائق کہتے ہیں درانحالیکہ وہ حکام جو مثل رعایا کے بسر کرتے ہیں اور رعایا جو مثل حکام کے رہتی ہے ان کی ظاہر اور پوشیدہ تعریف اور عزت ہوتی ہے۔ کیا اس کا یہ نتیجہ نہیں ہے کہ ایسے شہر کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک آزادی جاری و ساری ہے؟

بیشک ضرور ہے۔

ہاں میرے دوست کیا موجودہ بدنظمی عوام کے گھروں میں بھی پوشیدہ درآتی ہے اور ہر طرف پھیل جاتی ہے یہاں تک کہ یہ وحشی جانوروں میں بھی جڑ پکڑ لیتی ہے؟

اس سے ہم کیا سمجھیں؟

میری مراد یہ ہے مثلاً کہ ایک باپ عادی ہوتا ہے کہ مثل بچے کے سلوک کرے اور اپنے لڑکے سے خائف ہو اور لڑکا مثل باپ کے چال چلن اختیار کرے اور ماں باپ کی عزت کرنا اور ان سے ڈرنا ترک کرے اپنی آزادی کے ثبوت میں۔ اور میری یہ مراد ہے کہ شہری اور بیرونی ساکن شہر اور اجنبی سب میں کامل مساوات ہو۔

اشیا کی ان حالات سے تم نتیجہ اخذ کرنے میں حق پر ہو۔

میں نے تم سے بعض نتائج کو بیان کیا ہے اب میں اور بعض امور ایسے ہی خفیف بیان کرتا ہوں۔ مدرس اطفال اس حالت میں اپنے شاگردوں سے ڈرتا ہے اور ان کی خوشامد کرتا ہے۔ اور شاگرد اپنے استاد کی تحقیر کرتے ہیں بلکہ اتالیق کی بھی۔ اور عموماً یہ ہے کہ بچے اپنے بڑوں کی تقلید کرتے ہیں اور ان کے ساتھ زمرے میں قول اور فعل میں۔ اور بڑے بوڑھے اس حد تک التفات کرتے ہیں کہ ہنسی مذاق میں افراط کرتے ہیں بچوں کی نقل میں تاکہ اپنی جانب سے تاکہ ترشروئی اور بزور حکومت کرنے

کی بدنامی سے بچیں۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

لیکن انتہائی حد۔ میرے پیارے دوست۔ جہاں تک آزادی آبادی کی نشوونما پاتی ہے آزادی ایسی دولت مشترکہ میں اس طرح حاصل ہوتی ہے جہاں زرخرید لونڈی غلام ایسے ہی آزاد ہوں جیسے ان کے خریدنے والے۔ اور بھی میں یہ کہنا بھول گیا کہ کس حد تک یہ آزادی اور مساوات باہمی تعلقات میں مرد اور عورتوں کے قیام پذیر ہوتا ہے۔

پس بالفاظ ایسکائیلوس اس نے کہا کیا ہم اس کو زبان سے ادا نہ کریں جو بالفعل ہمارے لبوں پر ہے؟

میں نے جواب دیا بہر طور میں بذات واحد ایسا کرتا ہوں جب میں تم سے کہوں کوئی شخص بغیر اثباتی ثبوت کے یقین نہیں کرسکتا کہ پالو جانور کسقدر آزاد ہیں اس حکومت کے تحت بہ نسبت دوسری حکومتوں کے۔ کیونکہ بہ تحقیق شکاری کتا حسب المثل گھر کی بی بی کے ہے اور سچ ہے کہ گھوڑا اور گدھے بھی ایسی چال اختیار کرتے ہیں جس سے آزادی اور شوکت ظاہر ہوتی ہے اور ہر شخص پر دوڑ جاتے ہیں جو ان کو گلیوں میں ملتا ہے اگر وہ شخص ان کے راستے سے علیحدہ نہیں ہوتا اور سب دوسرے جانور بھی اسی طرح سے آزادی سے تا حلق بھر جاتے ہیں۔

یہ میرا ہی خواب ہے جو تم مجھ سے دوہراتے ہو یہ اکثر مجھ پر واقع ہوتا ہے جب میں دیہات کی سیر کرتا ہوں۔

میں نے کہا ان تمام چیزوں کو جمع کرنے سے کیا تم تصور کرتے ہو کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ نفس اہل شہر کی اسقدر رجید الحس ہوجاتی ہے کہ غلامی کی ایک ادنیٰ علامت سے متنفر اور بے چین ہوجاتے ہیں؟ کیونکہ یقیناً تم آگاہ ہو کہ انجام ان کا یہ ہوتا ہے کہ وہ خود قوانین کو سبک سمجھتے ہیں خواہ آئینی ہوں خواہ رواجی ہوں تاکہ حسب قول ان کے ان پر سایہ بھی مالک کا نہ پڑے۔

میں اس سے بخوبی واقف ہوں
پس یہ اے میرے دوست۔ اگر میں غلطی نہ کرتا ہوں۔ ابتدا ہے ایسی خوب اور خوشنما جس سے شخصی حکومت کا نشوونما ہوتا ہے۔
بیشک خوشنما ہے لیکن دوسرا قدم کیا ہے؟
میں نے جواب دیا وہی بیماری جو اولی گارکی میں پیدا ہوگئی اور اس کو تباہ کر دیا جمہوریہ میں بھی پیدا ہوتی ہے بڑھی ہوئی قوت اور زہریلے پن کے ساتھ جس کو مقام کی اباحت نے اور ترقی دی جو گا ہے غلامی کا باعث ہوتی ہے۔ البتہ کسی کام کو افراط سے کرنا شاذونادر شدید ردعملی میں سمت مقابل کی انتہا میں ناکام ہوتا ہے نہ صرف فصلوں میں سال کی اور حیوانی اور نباتی مملکت میں بلکہ خصوصیت کے ساتھ دولت مشترکہ میں۔
یہ محض فطری ہے۔
اس طرح آزادی کی افراط غالباً افراط غلامی کا باعث ہوتی ہے ریاستوں میں اور افراد انسان میں بھی۔
لہٰذا غالباً جمہوریت اور صرف جمہوریت شخصی حکومت کی بنیاد رکھتی ہے یعنی نہایت شدید آزادی نہایت سنگین اور خونخوار غلامی کی بنیاد رکھتی ہے۔

297

ہاں یہ معقول بیان ہے۔
بہر طور یہ میرے خیال میں تمہارا سوال نہ تھا۔ تم پوچھتے تھے کہ یہ بیماری کیا ہے جو جمہوریت سے وابستہ ہے اور اولی گارکی سے بھی اور اول کو غلامی میں تحویل کر دیتی ہے۔
یہ میرا سوال تھا۔
پس میں نے اس طبقہ کی جانب اشارہ کیا ہے جو سست اور فضول خرچ لوگ ہیں جن میں سب سے بہادر راہنمائی کرتے ہیں اور انتہا کے بودے پیروی کرتے ہیں ان کو ہم نے علی الترتیب نیشدار اور بے نیش

نرمگس سے مقابل کیا ہے۔

ہاں اور یہ ٹھیک ہے۔

پس موجودگی ان دو طبقوں کی جیسے بلغم اور صفرا بدن میں ہر دولت مشترکہ میں اضطراب پیدا کرتا ہے۔ لہذا ایک ہنرمند طبیب اور مقنن مثل ایک ہوشیار شہد کی مکھیاں پالنے والے کے چاہیئے کہ پہلے سے تدبیر کرے اگر ممکن ہو تو ان کی موجودگی کو روک دے لیکن اگر وہ موجود ہو جائیں تو جسقدر جلد ممکن ہو ان کو کاٹ دے کنگھیوں کے ذریعہ سے۔

بلاشک ایسا ہونا چاہیئے۔

لہذا ہم اس معاملہ کا ایسا انتظام کریں تاکہ ہم زیادہ امتیاز کے ساتھ اس چیز کو دیکھ سکیں جن کو ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔

کیونکر؟

ہم کو فرض کرنا چاہیئے کہ ایک جمہوری ریاست تقسیم ہو جیسے کہ فی الواقع تین حصوں میں۔ طبقہ انسان جس کا ہم نے ذکر کیا ہے انہیں ہے ایک حصہ کو شامل ہے اور بذریعہ اجازت کے پیدا ہوئی ہے جمہوری میں اور ایسی کثرت کے ساتھ اولی گارکی ریاست میں۔

سچ ہے۔

لیکن یہ بہت زیادہ تیز ہے اول میں بہ نسبت دوسرے کے۔

یہ کیونکر؟

دوسرے میں اس کی تحقیر کی جاتی ہے خارج کر دی جاتی ہے کام سے لہذا غیر تعلیم یافتہ اور کمزور ثابت ہوتی ہے۔ لیکن جمہوریت میں میرے خیال سے مع چند مستثنیات کے محض صدر نشین جماعت ہے اور سب سے چالاک ارکان تقریر اور عمل کرتے ہیں اور باقی کرسیوں پر گرد بیٹھے رہتے ہیں اور تحسین گن گنایا کرتے ہیں اور کسی مقابلہ کے بیان کی تاب نہیں لاتے اس طرح سے کہ تمام کاروبار ایسی دولت مشترکہ کا مع خفیف استثناء کے ہاتھوں میں اس جماعت کے ہے۔

یقیناً

معہذا ایک دوسری جماعت دائماً جم غفیر سے جدا کی جاتی ہے۔

وہ کیسی ہے ؟

اگر سب دولت کے ذخیرہ کرنے میں مشغول ہیں میں خیال کرتا ہوں جو لوگ از روئے فطرت بہت منتظم ہیں وہ عموماً دولتمند ہو جائیں گے۔

غالباً ایسا ہی ہوگا۔

لہٰذا میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ ان لوگوں سے سب سے زیادہ مستعد اور بکثرت مہیا ہوتا شہد کا جو نچوڑا جاتا ہے نرمگسوں کے لئے۔

یقیناً غربا سے کیونکر شہد نچوڑا جاتا ہے ؟

اور وہ دولت مند کہے جاتے ہیں جس کے میرے نزدیک یہ معنی ہیں کہ وہ راتب ہیں نرمگسوں کے۔

بالکل قریب قریب اس کے ہے۔

تیسرا طبقہ ان ارکان پر مشتمل ہوگا جو جماعت سے متعلق ہیں جو اپنے ہاتھوں سے کام کرتے ہیں اور سیاست میں دخل نہیں دیتے اور بہت مرفہ حال نہیں ہیں۔ اور یہ طبقہ جمہوریہ میں کثرت سے ہے اور سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے اجتماعی حالت سے۔

سچ ہے مگر یہ شاذ و نادر ہی مجتمع ہوتے ہیں تا آنکہ ان کو ایک حصہ شہد کا وصول ہو۔

اور اسی لئے ہمیشہ ایک حصہ وصول ہوتا ہے اس شرط کے ساتھ کہ اس کے مقتدا جبکہ روپیہ والوں کے طبقہ کو ان کی دولت سے محروم کردیں اور عوام میں اس کو تقسیم کردیں لیکن اگر ممکن ہو تو ان کو سب سے بڑا حصہ دیں۔

بلاشک اس شرط کے ساتھ وہ ایک حصہ پاتے ہیں۔

اب یہ محروم شدہ اشخاص میرے نزدیک مجبور ہیں کہ اپنی حفاظت کریں عوام سے گفتگو کریں اور جس قدر ان کی قابلیت سے کام کریں۔

بیشک ایسے ہیں۔

اور اس چال چلن کے لیے اگرچہ وہ انقلاب کی آرزو نکریں گر وہ حریف ان پر عوام کے خلاف سازش کا الزام لگاتے ہیں اور ان کو اولی گارکی سے وابستہ ہونے کا ملزم ٹھہراتے ہیں۔

بلا شبہ

لہذا بالآخر جب وہ دیکھتے ہیں کہ عدم اطلاع اور خلاف بیانی سے ان کے بدنام کرنے والوں کی عوام نادانستہ ان کے ایذا دینے پر تلے ہوئے ہیں اس لمحہ سے آیندہ تک خواہ وہ اس کے خواہشمند ہوں خواہ نہ ہوں وہ لامحالہ درحقیقت اولی گارک ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ شرارت منجملہ اور شرارتوں کے ان کی طینت میں داخل ہے نیش سے اس ڈرنگس کے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

299

ہاں ٹھیک ایسا ہی ہے۔

لہذا شکایت نامے ماخوذیاں اور روبکاریاں جو ایک فرقے کی طرف سے دوسرے فرقے کی طرف عائد ہوتی ہیں۔

یقیناً۔

اور یہ دائمی عادت عوام کی نہیں ہے کہ اپنا ایک خاص حمایتی کا انتخاب کریں جس کو وہ قائم رکھیں اور بزرگی کے مرتبہ پر پہنچائیں؟

ہاں یہ ان کی عادت ہے۔

پس بداہتہً جب کوئی خود سر حاکم پیدا ہوتا ہے تو اس کے مبدا کا سراغ کسی ایسے حمایتی سے ملتا ہے یہ حمایت ایک تنہ درخت ہے جس سے شاخیں پھوٹتی ہیں۔

یہ بالکل واضح ہے

اور ابتدائی مراتب کیا ہیں جن سے ایک حمایتی ایک جابر بادشاہ میں منقلب ہو جاتا ہے؟

کیا ہم شک کر سکتے ہیں کہ تغیر کی ابتدا اسوقت سے ہوئی ہے

جب سے کہ حمایتی نے مثل اس شخص کے عمل کرنا شروع کیا جو اس افسانہ میں مذکور ہے جو سے سینی (Sycaean) کے مندر کے حوالے سے رائج ہے لے سیا کے زیوس (مشتری) سے جو آگیدیا میں تھا؟

کونسا افسانہ؟

اس افسانے کی رو سے پجاری جس نے ایک انسان کی انتڑی کو جس کا قیمہ دوسری قربانیوں کی انتڑیوں کے ساتھ کیا گیا تھا جس کی ناگزیر کایا پلٹ ایک گرگ میں ہوئی تھی۔ کیا تم نے یہ کہانی کبھی نہیں سنی؟

ہاں میں نے سنی ہے۔

اسی طریق سے اگر عوام کا حمایتی رعایا کو اسقدر مطیع پالے کہ وہ اقربا کی خونریزی میں کوئی تکلف نہ کرے۔ وہ ناجائز الزاموں سے جیسی کہ ان لوگوں کی عادت ہے اپنے گرفتاروں کو ماخوذ کرے اور اپنے کو خونی بنائے اور انسانی زندگی کو ٹھکانے لگائے اور اپنے بنی نوع کا خون اپنے ناپاک زبان اور لبوں سے چکھے۔ وہ لوگوں کو جلاوطن اور قتل کرے اور قرضوں کی منسوخی کا اعلان کرے زمین کو از سر نو تقسیم کرلے:۔ کیا اس ہنگام سے ناگزیر قسمت ایسے انسان کی یا تو قتل ہوگا بذریعہ دشمنوں کے یا جابر ہو جائے گا اور انسان سے گرگ میں مسخ ہو جائیگا

اس شق سے گریز نہ ہوگا۔

یہی تقدیر ہوگی اس انسان کی جو برسر فساد ہو روپے والوں کے طبقہ سے۔

یہ ہے۔

اور اگر وہ جلاوطن کیا جائے اور پھر نصب کیا جائے باوجود اپنے دشمنوں کے تو کیا وہ کامل جابر ہو کے عود نہ کرے گا؟

بداہتہً وہ ایسا ہی ہوگا۔

اور اگر اس کے دشمن اپنے کو اس قابل نہ پائیں کہ اس کو

خارج البلد کردیں یا قتل کریں ریاست کی طرف الزام دے کے اس صورت میں وہ تدبیر کریں گے خفیہ طور سے اس کے دفع کرنے کی نہایت شدید خاتمہ کے ساتھ۔

ہاں یہ معمولی تدبیر ہے

اس سے بچنے کے لئے جو لوگ اس حد تک گئے ہیں وہ جابر کی مشہور تجویز کو اختیار کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ عوام سے باڈی گارڈ (محافظین) کی درخواست کرتے ہیں تاکہ لوگوں کے دوست مفقود نہ ہوں۔

300

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

اور میرے خیال میں عوام ان کی درخواست کو منظور کرتے ہیں کیونکہ ان کو اس قسم کا خوف ہوتا ہے اگرچہ وہ اپنے لئے مطمئن ہیں۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

فلہٰذا جیسا ایک دولت مند آدمی اس کو مشاہدہ کرتا ہے اور دولت کی وجہ سے اس میں خصلت جمہوریت سے نفرت کرنے کی ہے۔ فی الفور حسب فال کرد سس کے۔

"وہ ہرمس کی سنگریزوں کی تہ کے ساتھ"

"وہ اڑ جاتا ہے اور توقف نہیں کرتا اور نہ بزدلوں کی ملامت سے بچتا ہے"

کیوں کیا دوبارہ اس سے بچنے کا اس کو موقع نہیں ملتا۔

اور میں خیال کرتا ہوں کہ جو لوگ ماخود ہوتے ہیں وہ قتل کئے جاتے ہیں۔

بے شک وہ قتل کئے جاتے ہیں۔

مگر خود حمایتی کے لیے یہ صاف ظاہر ہے کہ "وہ اپنے عظیم جثہ کے ساتھ لٹا دیا جائے" اس نے اکثر آدمیوں کو زیر کیا ہے اور وہ ریاست کی گاڑی پر سوار ہے اور حمایتی سے ایک پختہ کار جابر میں بدل گیا ہے۔

اس سے گریز نہیں ہے۔

میں نے کہا مہربانی کرکے بتاؤ آیا ہم مسرت سے اس انسان کے

اور اس شہر سے بحث کریں جس میں ایسا فانی انسان بود و باش رکھتا ہے
اس نے جواب دیا بہر طور ایسا کرنا چاہیئے۔
اچھا اپنے ابتدائی زمانہ میں اور اپنے مطلق العنانی کے آغاز میں جب وہ کسی سے دوچار ہوتا تو تبسم ہو کے سلام کرتا ہے اور اپنے جابر ہونے کے خیال سے دست بردار ہو جاتا ہے اور مجمع عام میں اور تنہائی میں بھی بڑے بڑے وعدے کرتا ہے۔ اور کیا یہ اس کی عادت نہیں ہے کہ قرضوں کو معاف کر دے اور قطعات اراضی عوام الناس کو اور اپنے طرفداروں کو عطیہ دے درحالیکہ وہ سب کے ساتھ نرمی سے سلوک کرنے اور جود و سخا سے پیش آنے کا دعویٰ کرتا ہے؟
اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

301

مگر جب وہ اپنے جلاوطن کئے ہوئے دشمنوں سے اپنا چھٹکارا کر لیتا ہے بعض سے باآشتی اور بعض کو فنا کر کے تو اس کی پہلی تدبیر میرے گمان میں یہ ہے کہ محاربات کو تحریک دیتا رہے تاکہ عوام کو ایک قاعد کی حاجت ہو
یہ اس کا طبیعی طریقہ ہے۔
کیا مزید براں یہ اس کا ارادہ نہ ہو گا کہ رعایا کو مصارف جنگ کے محصولوں سے مفلس کر دے اور ضرورت حالیہ کے لئے اپنے آپ کو مصروف کریں اور اس تدبیر سے انکو موقع نہ دیا جائے کہ اس کے خلاف سازش کریں
یہ بالکل ظاہر ہے۔
اور کیا یہ میرا خیال درست نہیں ہے کہ اگر وہ بعض اشخاص کی نسبت یہ شک کرتا ہے کہ وہ آزادی کی روح کی حفاظت میں مشغول ہے تاکہ وہ آشتی کے ساتھ حکومت نکرنے دے تو اس کا یہ قصد ہو گا کہ اس کو دشمن سے ٹھہرا دے اور اس طرح بلا کسی بدگمانی کے اس سے مخلصی کر لے؟
ان جملہ اسباب سے جابر ہمیشہ جنگ کو تحریک نہ دے گا؟
اس کو ضرور دینا چاہیئے۔
پس کیا اس طریقے کا نتیجہ کہ وہ اہل شہر کے نزدیک اور بھی قابل

نفرت ہوتا جائیگا؟

بیشک ایسا ہی ہے

اور کیا اس کا یہ نتیجہ نہیں ہے کہ چند سب سے دلیر اس کے طرفدار جو صاحب اثر ہوں بلاخوف صاف صاف گفتگو کریں خود اس سے اور باہم بھی اور اس کی مصلحت ملکی میں عیب نکالیں؟

ہر شخص یہی توقع کر سکتا ہے۔

پس اگر جابر کو اپنی حکومت قائم رکھنا ہے تو اس کو لازم ہے کہ ان لوگوں کو نہایت خاموشی کے ساتھ راہ سے دور کر دے حتیٰ کہ کوئی دوست یا دشمن باقی نہ چھوڑے جو کسی کام کا ہو۔

یقیناً اس کو ایسا ہی کرنا لازم ہے۔

پس اس کو ہوشیاری سے ملاحظہ کرنا چاہیے کہ کون مردانہ ہے کون عالی منش ہے کون دانشمند ہے کون دولت مند ہے اور اس مبارک حالت میں وہ اس کا مطلوب ہے یا نہیں ہے۔ اس کو ان سب کا دشمن ہونا چاہیے اور ان کے خلاف سازش کرنا چاہیے حتیٰ کہ شہر ان سے پاک صاف ہو جائے

کیا شاندار تنقیہ ہے۔

میں نے کہا ہاں۔ یہ ٹھیک مقابل اس عمل کے ہے جس سے طبیب بدن کا تنقیہ کرتے ہیں۔ کیونکہ طبیب اس چیز کو جو ردی ہے اور جو صالح ہے اس کو باقی رکھتا ہے لیکن جابر صالح کو دور کر دیتا ہے اور ردی کو باقی رکھتا ہے۔

ہاں تو پھر ظاہرا یہی اس کا طریقہ ہے اگر وہ حکومت کرنا چاہتا ہے فی الواقع وہ مسرت آگین ضرورت کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے جو اس کو حکم دیتی ہے خواہ وہ ایسے اشخاص میں زندگی بسر کرے جن میں اکثر ہیچکارہ ہیں اور ان میں نفرت زدہ ہو کے رہے یا نابود ہو جائے۔

دہی شق ہے۔

لہذا اس نسبت سے جس سے اہل شہر اس سے متنفر ہوتے جاتے

نہیں اس کے اس چال چلن کے سبب سے اس کو متعدد اور معتمد محافظین ذات کی ضرورت ہوگی کیا نہ ہوگی ؟

بلا شک ہوگی۔

اور مہربانی سے بتاؤ وہ کس پر اعتماد کرے ؟ اور کہاں سے وفادار ملازم پیدا کرے ؟

اُوہ، وہ جوق جوق خود بخود آجائیں گے اگر وہ ان کو ان کی اجرت دیگا۔ قسم اپنے قول کی میں یقین کرتا ہوں تم ایک اور متفرق گروہ بیرونی زنگسوں کا خیال کر رہے ہو۔

تم غلطی پر نہیں ہو۔

کیا اس مقام پر وہ رنگروٹ بھرتی کرنے میں پس وپیش کریگا ؟

کس تدبیر سے ؟

وہ غلاموں کو اہل شہر سے لے کے آزاد کردے گا اور اپنے باڈی گارڈ میں بھرتی کرلے گا۔

قطعی طور سے وہ پس وپیش نہ کرے گا:۔ کیونکہ بیشک ایسے اشخاص حقیقتاً اس کے نہایت معتمد وابستگان دولت سے ہیں۔

جابر بلا شک خدا کی طرف سے خوش نصیب مخلوق ہے تمہارے حساب سے اگر وہ ایسے انسانوں کو دوست اور وفادار وابستہ بناتا ہے جبکہ اس نے مذکورہ سابق اشخاص کو فنا کردیا ہے۔

وہ یقیناً یہ راستہ اختیار کرتا ہے۔

اور کیا یہ رفیق اس کے اس کی بڑی قدر کرتے ہیں اور کیا نوجوان شہری اس کی ہم نشینی نہیں کرتے درحالیکہ نیک اس سے متنفر ہیں اور اس سے پرہیز کرتے ہیں ؟

اور کیونکر ہوسکتا ہے ؟

میں نے کہا یہ بلا سبب نہیں ہے کہ لوگ ٹریجیڈی (قصہ غم انجام) کو بالجملہ عاقلانہ خیال کرتے ہیں اور یوریپیڈیس اس میں استاد ہے۔

براہ عنایت کہو کہ کیوں؟
منجملہ اور بیانات کے اس نے یہ بھی بیان کیا ہے جو ایک عاقل ذہن کا ثبوت دیتا ہے۔ جابر بطریق عکس عاقل ہیں، اور اس نے عاقل سے صاف طور سے مراد لی ہے وہ لوگ جو جابر کے ہم نشین ہوتے ہیں؟ ہاں منجملہ اس کے متعدد اوصاف کے ایک یہ ہے کہ جابر کی یہ ستائش کیجاتی کہ اس میں خدائی شان ہے۔ دوسرے شاعروں نے بھی یہ کہا ہے اور یورپیڈیس نے بھی۔
جب یہ صورت ہے لکھنے والے ٹریجیڈی کے مثل دانشمندوں کے جیسے وہ ہیں ہم کو اور دولت مشترکہ میں ہمارے مقلدین کو معاف کریں گے اگر ہم ان کو ریاست میں داخل نہ ہونے دیں کیونکہ وہ جبر کے مدح خواں ہیں۔
میں خیال کرتا ہوں کہ کل خلیق ٹریجیڈی لکھنے والے ہم کو معاف کریں گے۔
اسی وقت ہیں میں یقین کرتا ہوں کہ وہ لوگ دوسری ریاستوں کا دورہ کر کے رعایا کو جمع کریں گے اور نفیس بلند ترغیب وہ آوازوں کو اجرت دے کے اپنا ملازم کریں گے اور دول مشترکہ کو جباریت اور جمہوریت کی طرف کھینچیں گے۔
یقیناً وہ ایسا کریں گے۔
اور ان خدمتوں کے لئے ان کو مزید صلہ دیا جاتا ہے اور بالتخصیص جابرہ ان کی عزت کرتے ہیں جیسا کہ ہم کو توقع کرنا چاہئے اور جمہوریتہ سے بھی کچھ دیا جاتا ہے۔ مگر جس نسبت سے وہ دولت مشترکہ کی پہاڑی پر صعود کرتے ہیں ان کی عزت روز افزوں تنزل کرتی ہے گویا کہ دم کے ٹوٹ جانے سے وہ بلندی پر نہیں جا سکتے۔
ٹھیک ایسا ہی ہے۔
بہر طور یہ ایک انحراف ہے۔ ہم کو اس تحقیق کی طرف رجوع کرنا

چاہئے کہ اس جابر کی فوج اچھی خاصی بڑی مختلف الاوضاع ہمیشہ متغیر ہونے والی فوج اس کی پرورش کس طرح ہوگی۔

اس نے جواب دیا یہ تو صاف ظاہر ہے کہ اگر مقدس جائداد شہر میں ہو تو جابر اس کو صرف کروالیگا۔ اور یہ کہ جس حد تک ان چیزوں کی فروخت سے مال آئے گا وقتاً فوقتاً فراہم ہوگا محصول جنگ جس کو عوام ادا کرنے پر مجبور رہیں نسبتاً کم ہو جائیگا۔

مگر وہ کیا کرے گا اگر ذریعہ آمدنی ناکامیاب ہو؟

ظاہراً وہ والدین کی جائداد سے لیگا اپنے اور اپنے وظیفہ خوار رفیقوں اور اپنے ہم پیالہ ملازموں اور اپنے آشناؤں کے لیے۔

میں تمھارا مطلب سمجھتا ہوں تمھارا یہ مطلب ہے کہ عوام جن سے یہ جابر پیدا ہوا ہے اس کی اور اس کے رفیقوں کی پرورش کریں گے۔

میں بغیر یہ کہے نہیں رہ سکتا۔

میں نے کہا مگر مہربانی کر کے اپنا مطلب واضح کرو۔ فرض کرو کہ عوام اس مفہوم سے برا مانتے ہیں اور کہتے کہ یہ ظلم ہے کہ باپ کو اپنے زیادہ عمر کے لڑکے کی پرورش کرنا پڑے کیونکہ چاہیئے کہ بخلاف اس کے لڑکا اپنے باپ کی پرورش کرے اور والدین نے لڑکے کو پیدا کیا اور پروان چڑھایا اس نیت سے نہیں کہ جب وہ بڑھ جائے تو وہ اپنے غلاموں کے غلام ہو جائیں اور اس کو اور ان کو ایک جم غفیر کے ساتھ پرورش کرے بلکہ اس قصد سے کہ ان کی حمایت میں وہ ریاست کے دولتمندوں اور جو وہ شریف کہلاتے ہیں ان کی قید سے رہا ہو جائیں۔ اور فرض کرو والدین اس کو حکم دیں کہ شہر سے نکل جاؤ مع اپنے دوستوں کے جس طرح کوئی باپ جو اپنے لڑکے کو گھر سے نکال دے مع اس کے ہم پیالہ رفیقوں کے تو کیا ہو؟

ہاں تو عوام آخر بعد مدت یقیناً دریافت کریں گے کہ وہ کس قدر کمزور ہیں بمقابلہ اپنے پالے ہوئے کے جس کو انھوں نے پیدا پرورش کیا اور اونچے مرتبہ پر پہنچایا اور اس کے خارج کرنے میں وہ ضعیف تر ہیں جو قوی کو

خارج کرتا ہو۔

میں نے باآواز بلند کہا تو کیا جابر جرأت کرے گا کہ وہ دست ظلم اپنے باپ پر دراز کرے اور جب وہ اس کا کہنا نہ مانے تو اس کو مارے۔

ہاں وہ ایسا کریگا جب وہ اپنے باپ کے سلاح جنگ اتروا چکے گا۔

تم سمجھتے ہو کہ جابر اپنے باپ کا قاتل ہے اور ایک سخت دل بوڑھی دایہ ہے اور حکومت ظاہراً اس وقت سے ایک کھلی ہوئی اور اقبالی جباریت ہوگی اور اس مثل کے محور کے موافق عوام گرا ہی سے آزاد آدمیوں کی خدمت سے نکل کے مطلق العنان حکومت کی آگ میں گرے گی جس پر غلام متصرف ہونگے بالفاظ دیگر وہ وسیع اور دائمی آزادی ایک جابر یہ لباس سے جملہ غلامیوں سے سخت ترین اور تلخ ترین غلامی کے ساتھ بدل لیں گے۔

بلاشک واقعات کا سلسلہ اسی طرح ہے۔

اچھا تو کیا کوئی ہم نا موافقت کرنے پر مائل ہو سکتا ہے کہ ہم نے اطمینان کے ساتھ جمہوریت سے جباریت میں منقلب ہونے پر بحث کی ہے اور اس کی خصلت کو بیان کر دیا ہے جبکہ وہ قائم ہو جائے؟

اس نے جواب دیا ہم نے حسب اطمینان طور سے ایسا ہی کیا ہے۔
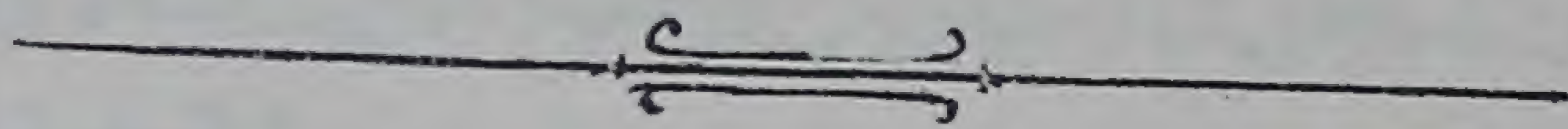
مقالہ نہم
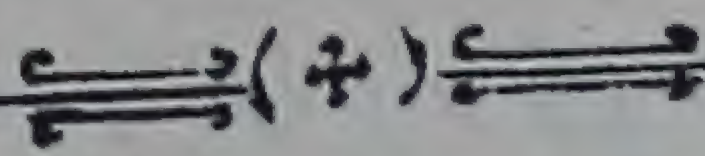
میں نے کہا اب ہمارے لئے صرف یہ باقی رہا ہے کہ تحقیق کیا جائے کہ کس طرح سے ایک جمہوری انسان جباری میں منقلب ہوجاتا ہے اور اس کی سیرت بعد اس تبدیلی کے کیا ہوتی ہے اور آیا طریقہ زندگی مبارک ہے یا لعکس
اس نے کہا سچ ہے یہ صورت اب تک باقی ہے۔
میں نے پوچھا میں اب تک کیا آرزو رکھتا ہوں؟
یہ کیا ہے؟
میں خیال کرتا ہوں کہ تعداد اور ماہیت خواہشوں کی قابل اطمینان طور سے پہچانی نہیں گئی ہیں: جب تک یہ نقص باقی رہے گا تو وہ تحقیق جس میں ہم اب دخیل ہوتے ہیں تاریکی میں لپٹی رہیگی۔
ابھی تک اس کا وقت نہیں گیا ہے کہ اس نقصان کو پورا کردیں۔
کیا ایسا ہے؟
یقیناً ابھی وقت نہیں گیا ہے۔ اس خصوصیت کو مشاہدہ کرو جس کو میں صورت موجودہ میں جو ہمارے سامنے ہے ملاحظہ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ بعض غیر ضروری خوشیاں اور خواہشیں اگر میں غلطی نہ کرتا ہوں ناجائز ہیں اور ظاہر ہوگا کہ وہ اصلی جز ہر انسان کی ہیں۔ اگرچہ بعض اشخاص کی صورت میں جو زیر صحت قوانین کے ہیں اور اعلیٰ درجہ کی خواہشیں عقل جن کی طرفدار ہے یا تو وہ کلیتہً غائب ہوجاتی ہیں یا بعض کمزور خواہشیں باقی رہتی ہیں درصورت

دوسری خواہشوں کے وہ قوت اور تعداد کثیر کے ساتھ باقی رہتی ہیں۔
مہربانی کر کے بتاؤ کہ وہ خواہشیں کیا ہیں جن کا تم حوالہ دیتے ہو؟
میں اُن خواہشوں کی طرف اشارہ کرتا ہوں جو خواب میں کام کیا کرتی ہیں جب درمیان دوسرے جزو نفس کی غنودگی کے عالم میں جو کہ عقلی اور مہذب ہے اور اول پر حاکم ہے بہیمیت کا جز اور اکل یا شرب سے تسلی یاب ہو کر حد سے تجاوز کرتا ہے اور نیند کو دور کر کے اپنی خاص سیرت کی تسلی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ تم جانتے ہو کہ ان لمحوں میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کی یہ جرائت نہیں کرتا شرم اور تامل کے حس سے مخلصی پا کر آزاد ہو جاتا ہے وہ اپنے وہم میں ناپاک مقاربت سے ماں کے ساتھ اقدام کرتا ہے یا کسی انسان یا دیوتا یا جانور کے ساتھ وہ کوئی کیوں نہ ہو اور اس کو بدترین قتل کے ارتکاب میں نہیں ہچکچاتا اور نجس اور ناپاک کھانوں میں مشغول ہوتا ہے۔ المختصر اسکی حماقت اور وقاحت کی کوئی حد نہیں ہے۔
تمہارا بیان کامل طور سے درست ہے۔
مگر میں گمان کرتا ہوں جب کبھی کسی انسان کی شخصی عادت صحیح اور معتدل ہو اور جب قبل اس کے کہ وہ آرام کرے وہ اپنے عقلی جزء کو تحریک دے اور خوبصورت بحثوں اور اعلیٰ درجہ کی تحقیقات سے اپنے نفس کی ضیافت کرے بذریعہ فریبی باطنی تامل کے۔ درآنحالیکہ بجانب دیگر نہ قیار کے ساتھ اور نہ حلق تک پر ہو وہ جزو جو خواہشوں سے تعلق رکھتا ہے تاکہ خواب کر سکے نہ کہ عوض میں خوشی اور رنج سے پریشان کیا جائے اس اعلیٰ ترین جزر کو جس کو رخصت ہو کہ وہ اپنے مطالعہ کو جاری رکھے خلوص اور استغنا میں اور آگے چلنے پر مجبور کیا جائے جب تک کہ ادراک ہو ایسی چیز کا جواب تک مجہول تھی خواہ گزشتہ ہو خواہ حال خواہ آئندہ اور جب اسی طرح اس نے جوشیلے عنصر کو رام کیا ہو ہر بار غصہ کے جوش سے بچکے جو اس کو اضطراب دل کے ساتھ آرام کرنے کو روانہ کرتا جب میں کہوں کہ وہ آرام کرنے کو جاتا ہے منجملہ تین کے دو عنصروں کو خاموش کر کے اور تیسرا عنصر جس میں عقل کا مقام ہے

بیدار کر کے تم واقف ہو کہ ایسے لمحوں میں وہ اس کی بہترین صلاحیت رکھتا ہے کہ حقیقت کو سمجھ سکے اور وہ نظارے جو اس کے خواب میں نظر آتے ہیں جو کچھ ہوں مگر ناجائز ہیں۔

میری رائے بالکل تمھاری رائے کے مطابق ہے۔

ہم اپنے راستہ سے بہت دور نکل آئے ہیں ان بیانات کے دینے میں۔ جس کی معرفت ہم حاصل کیا چاہتے ہیں وہ بظاہر نہایت ہولناک انواع وحشیانہ اور ناجائز خواہشوں کی ہے جو ہم سب میں مسکن گزیں ہے جو بعض صورتوں میں بھی جبکہ ہم حسب ظاہر بطور کامل ممنوع ہوں اور یہ واقعہ خواب میں بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ مہربانی کر کے سوچو کہ تم مجھ کو حق پر تصور کرتے ہیں اور میرے ساتھ موافقت رکھتے ہو۔

ہاں میں موافقت رکھتا ہوں۔

پس یاد رکھو اُس خصلت کو جو میں نے قوم کے آدمی سے منسوب کی ہے۔ تاریخ اس کے مبداء کی میں یقین کرتا ہوں یہ تھی کہ اس نے زیر نگرانی ایک کفایت شعار باپ کے تربیت پائی ہے جو صرف روپیہ پیدا کرنیوالی خواہشوں کی عزت کرتا تھا اور ان خواہشوں سے متنفر تھا جو غیر ضروری خواہشیں ہیں جن کی غرض محض تفریح اور نمائش ہے۔ کیا میں حق پر نہیں ہوں؟

تم حق پر ہو۔

زیادہ وضع دار لوگوں کے ساتھ میل جول سے وہ خواہشیں پھر لبریز ہو جاتی ہیں جن پر ہم نے ابھی بحث کی ہے وہ ان لوگوں کی طرح مطلق تباہی میں عجلت کرتا ہے اپنے باپ کی کفایت شعاری سے متنفر ہو کے۔ لیکن چونکہ خراب کرنے والوں سے اس کا مزاج بہتر تھا وہ دو سمت میں کھینچا جاتا تھا اور اس کا انجام ایک معتدل سیرت کے اختیار کرنے میں ہوتا ہے اور چونکہ وہ کامل اعتدال کے ساتھ ہر لذت سے بہرہ یاب ہوتا ہے بموجب اس کے خیال کے وہ ایسی زندگی بسر کرتا ہے جو غیر آزاد ہے ناجائز ہے اور

اس طرح سے وہ اولی گارکی کی خوبی سے جمہوری انسان میں منقلب ہو گیا۔

ہاں ایسے شخص کی نسبت یہ ہماری رائے تھی اور اب بھی ہے۔

میں نے کہا اچھا پس اپنے دل میں تصور کرو کہ یہ آدمی اپنے وقت پر بوڑھا ہو گیا اور ایک نوجوان اس کے عادات میں پھر پرورش ہو رہا ہے

بہت خوب۔

خیال کرو کہ وہی راستے لیتا ہے جو اس کے باپ نے لئے تھے۔ اسکو قانون کے بالکلیہ شکست کرنے کے لئے اغوا کیا گیا ہے یا حسب محاورہ اغوا کرنے والوں کامل آزادی کی اور اس کا باپ اور اس کے دوسرے اقربا اوسط خواہشوں کی تائید کرتے ہیں جو مقابل کی تائید سے دوسری جانب ملتا ہے اور جب یہ مہیب ساحر اور جابر اپنی دوسری افسوں گری سے نوجوان آدمی کے ملنے سے ناامید ہوتے ہیں فرض کرو کہ وہ یہ ایجاد کرے کہ اس میں کوئی بدخواہش کو پیدا کرے تاکہ ان مضمحل خواہشوں کی حمایت کرے جو اپنے آپس میں جو کچھ تقسیم کے لیے ملے اس کو بانٹ لے اور اس بدخواہش کو تم ایک قسم کا عظیم پردار نرمگس کہہ سکتے ہو کیونکہ اور کس طرح تم اس بدخواہش کو بیان کر سکتے جسکو ایسے آدمیوں نے دل میں جگہ دی ہے؟

میں اس کو اور کسی طرح نہیں بیان کر سکتا۔

یہ ہو کے دوسری خواہشیں بخورات سے خوشبو عطروں معطر ہاروں سے مزین شرابوں سے سرشار آزاد مسرتیں جو اس لطف زندگی کے اجزا ہیں اس نرمگس کے گرداگرد گونجنے لگیں اور اس کو نہایت مرتفع کرتی ہیں اور انتہا سے زیادہ اس کی پرورش کرتی ہیں یہاں تک کہ انھوں نے اس کی ذات میں خواہش کے نیش کو پیدا کر دیا ہے اور اس لمحہ سے نفس کے اس حمایتی نے جس کی ملازم خاص (باڈی گارڈ) شوریدگی ہے آنکس دے کے دیوانگی تک اور اگر وہ اپنے باطن میں بعض ظنون اور ایسی خواہشیں پاتا ہے جو اچھی تصور کی جاتی ہیں اور جو اب ایک طور کا انفعال محسوس کرتا ہے تو وہ اس کو فنا کر دیتا ہے یا اپنے پاس سے دور کر دیتا ہے یہاں تک کہ اعتدال کا تنقیہ

ہوجاتا ہے اور ناگوار خبط سے معمور ہوجاتا ہے۔
جابر انساں کی پیدایش کا تم نے خوب بیاں کیا۔
کیا یہی سبب نہیں کہ اگلے زمانے میں عشق کو جابر کہتے تھے؟
غالباً ایسا ہی ہے۔
اور بھی اے میرے دوست ایک بدمست آدمی وہ چیز رکھتا ہے جس کو جابرانہ روح کہتے ہیں؟
وہ رکھتا ہے۔
اور ہم جانتے ہیں کہ مجنون آدمی یا جس کے دماغ میں فتور ہو توقع رکھتا ہے کہ میں نہ صرف انسانوں پر حاکم ہوں بلکہ دیوتاؤں پر بھی میری حکومت ہے اور ایسا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔
بیشک وہ کرتا ہے۔
پس میرے فاضل دوست ایک انسان سخت جابر ہوجاتا ہے جب کبھی فطرت یا عادت یا دونوں سے ملا کے شراب کے یا عشق یا دیوانگی کے تحت حکومت آجاتا ہے۔
ہاں ٹھیک ایسا ہی ہے۔
بظاہر اس کی یہ اصل ہے اور یہ اس کی ماہیت ہے۔ لیکن مہربانی سے بتاؤ کہ وہ زندگی کیونکر بسر کرتا ہے؟
اس نے جواب دیا جسطرح وہ لوگ کھیل میں کہتے ہیں تم ہی مجھ کو وہ بتاؤ۔
میں نے کہا ایسا ہی ہو اچھا اگر میں غلطی پر نہیں ہوں اب سے دعوتیں عیش و عشرت جشن آشنائیں اور ہر چیز اس قسم کی ضرورت وقتی ہوجاتی ہیں ایسے لوگوں کے لیئے جن کے ذہن بالکل زیر حکومت ایک جاگزیں جابرانہ بدخواہش کے ہوجاتے ہیں۔
ایسا ضرور ہوگا۔
اور کہا اکثر خوفناک خواہشیں جن کی حاجتیں بکثرت ہوتی ہیں انکے پہلو میں ہر روز اور ہر شب نکل پڑتی ہیں۔

ہاں بیشک بکثرت۔

تااینکہ جملہ موجودہ احترام فوراً صرف ہوجاتے ہیں۔

بیشک ہوجاتے ہیں۔

اس کے بعد روپیہ پیدا کرنے کے منصوبے نکلتے ہیں اور اس کا نتیجہ ہے جائداد کا نقصان۔

بلاشبہ۔

اور جب جملہ وسائل ناکامیاب رہتے ہیں تو کیا یہ شدید خواہشیں جو دل میں بکثرت ہجوم کیے ہوئے ہیں اپنی آوازیں بلند کرتی ہیں؟ ان لوگوں کو آنکس سے گودگود کے ان کی خواہشیں اس پر مسلط ہوتی ہوتی ہیں اور خصوصاً وہ حاکم بدخواہش جس کے ماتحت یہ سب مثل محافظوں کے کام کرتی ہیں۔ کیا وہ ایسا نہ کریں گے غضب کے جوش میں کسی دولتمند آدمی کو تاکتی ہیں جس کو لوٹیں خواہ بفریب خواہ بہ جبر؟

ہاں ضرور وہ ایسا کریں گی۔

پس اگر وہ ہر طرف غارت نہ کر سکیں تو ضرور ہے کہ وہ انتہا کے رنج وہ غصہ و درد پر مجبور ہوں گی۔

ہاں ہوں گی۔

پس جیسے اندرونی مسرتیں جو جدید پیدا ہوئی ہیں اور نشوونما پائی ہے اصلی مسرتوں سے سبقت لیجاتی ہیں اور جو کچھ ان کا مال ہے اس پر قبضہ کرلیتی ہیں۔ اسی طرح آدمی خود اپنے والدین پر سبقت لیجانے پر تلا ہوا ہے اگرچہ وہ لامحالہ ایسے کم سن ہے ان کو نقصان پہنچا کے اپنے باپ کی جائداد سے اپنا بھلا کرتا ہے اگر وہ اپنا حصہ خرچ کرچکا ہے؟

بلاشک وہ کرے گا۔

اور اگر اس کے والدین اس کے منصوبوں کی مخالفت کریں گے تو کیا وہ آخری صورت میں ان کے فریب دینے اور مغلوب کرنے کی کوشش نہ کریگا؟

یقیناً وہ کرے گا۔
اور جب یہ غیر ممکن ہوگا تو وہ غارتگری اور تشدد کی جانب بڑھیگا۔
میں ایسا خیال کرتا ہوں۔
اور جب اس کا بوڑھا باپ اور ماں اس کی مخالفت کرینگے اور مزاحم ہوں گے تو کیا وہ جابرانہ سلوک کرنے میں تکلف کریگا؟
میں بھی ایسے شخص کے والدین کے لیے خوف سے خالی نہیں ہوں۔
نہیں بلکہ ایڈیمانٹس میں اس بات پر غور کرنے کی التجا کرتا ہوں کہ اس کی وابستگی اور بے میل آشنا جدید ہے جبکہ اس کی محبت اپنی حقیقی ماں کے ساتھ ناگزیر اور قدیم ہے اور اس کا لگاؤ اس کے غیر ضروری اور بے میل دوست کے لئے جو ریعان شباب میں ہے اسی زمانے کی ہے بمقابلہ اس کے حقیقی باپ کی محبت کے وہ اس کا سب سے پرانا دوست جو افسردہ اور معمر ہے اور جب یہ حالت ہے تو تم یقین کر سکتے ہو کہ وہ اپنی آشنا اور دوست کی خاطر سے ان کو ماریگا اور وہ ماں باپ کو انکا لونڈی غلام بنادے گا اگر وہ آشناء اور دوست کو اپنے ہی خاص مکان میں لے آئیگا؟
اس نے جواب دیا قسم اپنے قول کی وہ ایسا کرے گا۔
پس حسب ظاہر یہ طرفہ فرحت بخش شے ہے کہ کوئی ایسے جابر بیٹے کا باپ یا ماں ہو۔
ہاں یہ ہے۔
اچھا مگر جب جائداد اس کے باپ یا ماں کی لڑکے کے لیے بیکار ہونا شروع ہوتی ہے درحالیکہ ہجوم لذتوں کا اس کے دل میں بکثرت پیدا ہو جاتا ہے تو کیا اس کا پہلا مہم یہ ہوگا کہ کسی کے گھر میں گھس پڑے یا کسی مسافر کے تاریکی میں کپڑے اتارلے اور پھر کیا وہ کسی مندر کے مال و اسباب پر جھاڑو نہ پھیرے گا؟ اور اسی وقت میں وہ قدیم اور عوام کے نزدیک عادلانہ رائیں جن کا بچپن سے اس کو اعتقاد تھا فرومایہ اور شریفانہ افعال کے متعلق شکست پا جائیں گی ان رایوں سے جو ابھی غلامی سے آزاد ہوئی

ہیں جن کو مدد ملے گی اس حاکمانہ خواہش سے وہ رائیں جس حاکمانہ خواہش کی محافظ ہیں۔ وہ رائیں جو کہ اس وقت تک جبکہ وہ تابع قوانین کا اور اپنے باپ کا تھا جبکہ اُس کا اندرونی قوام جمہوری تھا ان کو اگر آزادی نصیب ہوتی تھی خواب آسائش میں۔ لیکن اب جبکہ یہ خواہش اس پر حاکم مطلق اور فرماں روا ہوگئی وہ سیرت جو اس کی مخصوص تھی خوابوں میں اور شاذونادر اوقات پر اس کی دائمی بیداری کی حالت ہے۔ کوئی خوفناک قتل ممنوع طعام یا نامبارک فعل ایسا نہیں ہے جس سے وہ باز رہیگا۔ مگر یہ خواہش جو اس کے باطن میں ساکن ہے اور حکمران ہے درمیان انتہا کی بدنظمی اور مخالفت قانون بوجہ اس کی خاص عظمت کے اس خواہش بد رکھنے والے کو ورغلائے گی جس طرح درصورت ریاست کے غیر محدود بے پروائی اپنی ذات اور اس ملازم ہنگامہ کی پرورش کے ذرائع مہیا کرنے کے لیے۔ اس ہنگامہ نے خارج سے کسی حد تک اندر دخل کیا ہے۔ یہ نتیجہ شریر صحبت کا ہے۔ اور کچھ ایک حد تک رہا ہوا ہے اور نجات پائی ہے اندرونی ممانعت سے مماثل عادتوں کے اختیار کرنے سے اور خود اس خواہش کی کارپردازی سے بھی۔ آیا میں بیان میں ایسے انسان کے غلطی کرتا ہوں؟

اُس نے جواب دیا نہیں تم حق پر ہو۔

میں نے کہا اور اگر کوئی ریاست میں چند ایسے بدخصلت کے لوگ شامل ہیں اور باقی آبادی میں سب پرہیزگار ہیں یہ لوگ مسکن کو ترک کرتے ہیں اور کسی اور جابر کے محافظوں میں داخل ہوجاتے ہیں یا اجورہ پانے والی فوج کی خدمت کسی جنگ میں بجا لاتے ہیں جو جنگ بالفعل چھڑی ہوئی ہو لیکن اگر وہ صلح اور خاموشی کے زمانے میں ہوں تو وہ ادنیٰ درجہ کی شرارتیں کرتے رہتے ہیں اس مقام پر شہر میں۔

مہربانی سے بتاؤ کیسی شرارتیں؟

جیسے چوری نقب زنی کیسہ بری کپڑے چرانا بے دینی بھگالے جانا اور بعض اوقات وہ مخبر بن جاتے ہیں اگر گفتگو کرنے کی لیاقت رکھتے ہوں

اور جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اور رشوتیں لیتے ہیں۔

سچ ہے اور جھوٹی شرارتیں ہیں اگر ارتکاب جرم کرنیوالے تعداد میں چند ہی ہوں۔

میں نے جواب دیا وہ چیزیں جو چھوٹی ہیں وہ از روے مقابلہ چھوٹی ہیں اور یقیناً یہ جملہ شرارتیں بہ تعلق تخریب اور بدبختی ایک ریاست کے حسب مثل مشہور اس نشان تک نہیں پہنچتیں جو ایک جابر حکمراں کا نشان ہے۔ کیونکہ جب کبھی ایسے اشخاص اور دوسرے ان کے قائم رکھنے والے کسی ریاست میں متعدد ہو جاتے ہیں اور اپنے شماروں کو جانتے ہیں عوام کی حماقت سے مدد لے کے یہ انسان جابر حکمران کے والدین ثابت ہوتے ہیں جو کہ محض وہ فرد اُن کے شمار میں ہے جس کا نفس سب سے بڑا اور سب سے عظیم جابر اپنی ذات میں رکھتا ہے۔

ایسی ہی ایک شخص کو توقع ہو سکتی ہے کیونکہ ایسا شخص بہت سا حصہ جابر کا اپنے پاس رکھتا ہے۔

نتیجہ یہ ہے کہ اگر اہل شہر نے رضا مندی سے اطاعت کی تو سب ہمواری سے جاری رہیگا۔ لیکن اگر ریاست سرکش ثابت ہو تو جابر سزا دے گا بشرط ارکان اپنے باپ کے وطن کو بعینہ اسی طرح جیسے صورت ادنی میں اس نے اپنی ماں کو اور باپ کو سزا دی تھی اور اس کام کے لیے وہ اپنی مدد کے لئے وہ اپنے نوجوان ساتھیوں کو طلب کرے گا ان کے تحکمانہ اختیار سے وہ قابض ہو اور برقرار رکھے گا اپنے ملک مادری جس سے وہ کسی وقت میں محبت کرتا تھا اور اس عمل سے ایسے شخص کی خواہش پوری ہو گی یقیناً یہ ہو گا۔

اور کیا یہ لوگ بجائے خود ایسی سیرت کا اظہار نہیں کرتے۔ اس سے پہلے بھی کہ ان کو قوت حاصل ہو؟ اولاً دوسروں کے ساتھ میل جول میں کیا یہ صورت نہیں ہے کہ خواہ یہ کہ اس کے تمام ہم صحبت اس کے خوشامدی اور بندے ہیں یا یہ کہ اگر وہ کسی سے کسی چیز کے خواستگار ہوں تو وہ اس چیز کے لئے اُس کے پاؤں پڑے گا اور ظاہری صورت بے تکلف

دوستی کی اختیار کرے گا لیکن جب ان کا مطلب حاصل ہو جاتا ہے تو وہ اس سے دور اور اجنبی ہو جاتا ہے؟

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

اس طرح وہ اپنی تمام عمر بغیر دوست کے رہتے ہیں اور ہمیشہ یا وہ مالک رہتے ہیں یا غلام کیونکہ جابر کی فطرت کو آزادی اور دوستی کی لذت کبھی نہیں ملتی۔

یقیناً اس کو نہیں مل سکتی۔

کیا ہم حق پر نہ ہونگے اگر ایسے شخص کو بے ایمان کہیں؟

بلاشک ہم حق پر ہوں گے۔

اور نہ صرف بے ایمان بلکہ اعلیٰ درجہ کا ظالم اگر ہمارے سابق کے نتائج عدالت کی ماہیت کے باب میں حق تھے۔

اور یقیناً ہم حق پر تھے۔

پس اب ہم ملخصاً سب سے شریر آدمی کا بیان کریں گے۔

وہ ایسا شخص ہے جس کا حقیقی اور بیداری کا عالم بالکل مقابل تصوری خواب کے سے بیان کے ہے جس کو ہم نے بیان کیا ہے۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

یہ خاتمہ اس آدمی کا ہے جس کی فطرت انتہا کی جابرانہ ہے اس کو مطلقاً قوت حاصل ہو جاتی ہے اور جس قدر طولانی اس کی جابرانہ زندگی باقی رہتی ہے وہ زیادہ درستی کے ساتھ ہمارے بیان کے موافق ہوتا ہے۔

گلاکن نے جواب دیا اپنے ذمہ لیکے کہا یہ لاکلام سچ ہے۔

میں نے کہا جب یہ صورت ہے تو کیا وہ آدمی جو سب سے برا ثابت ہوگا اسی جہت سے سب سے بڑھکے بدبخت بھی ثابت ہوگا؟ اور کیا یہ واضح نہ ہوگا کہ جس کا جبر ایک طولانی زمانے تک قائم رہے گی نہایت شدت کے ساتھ بد اور بدبخت ہوگی قطع نظر ان گوناگوں رایوں کے جو جمہور خلائق نے اختیار کی ہونگی؟

اس نے جواب دیا اسقدر تو یقینی ہے۔

اور کیا ہم جابر انسان کو مقابل اور قائم مقام اس ریاست کا سمجھنے سے گریز کر سکتے ہیں جو زیر حکومت ایک جابر کے ہو جو کہ جمہوری انسان جمہوری ریاست کا ہے وعلیٰ ہذا القیاس ؟

لا کلام ہم نہیں کر سکتے۔

لہذا جو نسبت شہر کو ہے شہر سے نیکی اور سعادت کے اعتبار سے ایسی ہی نسبت انسان کو انسان سے ہے: کیا ایسا نہیں ہے ؟

بلا شک یہ ہے۔

پس نیکی کے اعتبار سے کیونکر زیر حکومت جابر کے قائم ہو سکتی ہے جو مشابہ ہو ایک شہر زیر فرمان ایسی شاہی حکومت کے جس کو ہم نے سابقاً بیان کیا ہے ؟

اس نے جواب دیا۔ وہ ایک دوسرے کے بالکل مقابل ہیں ایک اعلیٰ درجہ کی نیک ہے اور دوسری انتہا درجہ کی شریر ہے۔

میں تم سے یہ نہ پوچھوں گا کہ کونسی کیسی ہے کیونکہ یہ ظاہر ہے۔ لیکن کیا تم سعادت اور بدبختی کے مسئلہ کا اسی طریقہ سے فیصلہ کر سکتے ہو یا نہیں ؟ لیکن یہاں صرف جابر کی طرف دیکھ کے ہم کو حیران نہ ہونے دو کیونکہ وہ محض ایک فرد ہے جم غفیر میں یا اس کے بافصلی چند قائم رکھنے والوں کو چونکہ یہ ہمارا فرض ہے کہ داخل ہو کے مجموعی طور سے ریاست کا اندازہ کریں قبل اس کے کہ ہم اپنی رائے کو بیان کریں ہم کو لازم ہے کہ اس کے ہر حصہ میں آہستگی سے چل کے اور ہر چیز کو دیکھیں۔

اچھا تمہاری تجویز عادلانہ ہے۔ بیشک یہ ہر شخص پر صاف ظاہر ہے کہ وہ شہر جس پر کوئی جابر حکمران ہو وہ شہر کل شہروں سے بدبخت ترین ہے۔ درحالیکہ وہ شہر جس پر شاہانہ حکمرانی ہو وہ شہروں میں سعید ترین ہے۔

پس کیا یہ میرا فعل حق نہ ہو گا کہ ہر ایک کے مطابق انسانوں پر بحث کر کے میں یکساں تجویز کروں اور اس کے فیصلہ کو تسلیم کروں کہ جس کا

خیال انسان کی سیرت میں در آئے اور اس کے ذریعہ سے نظر کرے نہ کہ بچے کی طرح صرف خارجی امور کو ملاحظہ کرے یعنی کہ وہ مصنوعی چمک دمک سے چندھیا جائے جو کہ جابر آدمی خارج کی جانب رکھتا ہے بلکہ بخلاف اس کے ذریعہ سے سر تا سر نظر کرے؟ فرض کرو کہ میں اپنی یہ رائے دوں کہ ہم سب قاضی کی رائے کے سننے پر مجبور رہیں جو نہ صرف فتویٰ دینے کے قابل ہے بلکہ وہ اسی مقام پر سکونت رکھتا تھا شخص زیر بحث کے ساتھ اور اس شخص کے چال چلن کو وطن میں بچشم خود دیکھا ہے اور اس کے اطوار چند اہل خاندان کے ساتھ ملاحظہ کیے ہیں۔ جہاں وہ اپنے بہروپیے پن کے لباس سے برہنہ دکھائی دیتا ہے۔ اور اس کی کردار عوام الناس کے نظروں میں بھی دیکھی گئی ہے اور فرض کرو کہ ہم اس کو حکم دیں کہ ان جملہ خصوصیات پر غور کرے اور پھر بیان کرے کہ کس طرح سعادت اور شقاوت کے باب میں جابر بمقابلہ دوسرے انسانوں کے ظاہر ہوتا ہے؟

اس نے جواب دیا یہ تجویز بھی نہایت منصفانہ ہوگی۔

پس اس لئے کہ کوئی شخص ایسا ہو جو ہمارے سوالوں کا جواب دے کیا تم چاہو گے کہ ان لوگوں میں ایک مقام کا دعویٰ کریں جو علاوہ فیصلہ کرنے میں قابل ہونے کے اس کے قبل اس وصف کے لوگوں سے مقابلہ کیا ہو؟

ہاں مجھے لازم ہے۔

پس آؤ تاکہ میں تم سے درخواست کروں کہ اس سوال پر اس روشنی میں غور کرو۔ دل میں اس مماثلت کو جگہ دو جو کہ ریاست اور انسان میں ہوتی ہے ان کو ایک ایک کر کے باری باری سے جانچو اور ان حالات کو مجھ سے کہو جن میں ہر واحد ان میں سے رکھا گیا ہے۔

کن حالات کا تم حوالہ دیتے ہو؟

ریاست سے ابتدا کر کے تم آزادی یا غلامی کو اس پر محمول کرتے ہو جو کہ زیر حکومت ایک جابر کے ہے؟

بالکل غلامی

تاہم تم دیکھتے ہو کہ اس میں آقا اور آزاد شامل ہیں۔
سچ ہے اس میں چند ایسے اشخاص شامل ہیں اور لیکن بکثرت باشندگان شہر ہیں کہہ سکتا ہوں اور بہترین ان میں سے بے آبروئی اور بدبختی سے غلامی میں منتقل ہوگئے ہیں۔ اب چونکہ انسان ریاست کے مشابہ ہے کیا ضرور نہیں ہے کہ وہی مرتبے اُس میں بھی موجود ہوں اور کیا اس کا نفس کثرت غلامی اور چاپلوسی کا زیر بار نہ ہو۔ وہ اجزا اُس کے جو بہترین تھے غلام بنا لئے گئے ہیں جبکہ جزو قلیل وہ جزو جو سب سے زیادہ خراب اور دیوانہ ہے وہ صاحب اقتدار ہے؟
یہ ضرور ہوگا۔
اگر ایسا ہو تو کیا ایسا نفس تمھارے حساب سے پابند ہوگا یا آزاد؟
میں یقیناً کہتا ہوں کہ وہ جس کا ذکر پہلے ہوا۔
اب پھر اس طرف رجوع کرو کیا وہ شہر جو کسی جابر کا غلام ہو وہ جو کام اُس کا جی چاہے کرنے سے قطعاً ممنوع ہے؟
ہاں ٹھیک ایسا ہی ہے۔
پس وہ نفس بھی جو مقام جابرانہ حکومت کا ہے مجموعی نظر سے بہت ہی دور رہو گا اس کام کے کرنے سے جو کچھ وہ چاہتا ہے۔ بخلاف اس کے اس کو وحشیانہ قوت اور ہوا و ہوس کشاں کشاں لیجلے گی اور اضطراب اور ملامت سے مملو ہو جائیگا۔
کوئی شک نہیں ہے۔
اور وہ شہر جہاں جابرانہ حکومت ہے دولتمند ہوگا یا مفلس؟
ضرور ہے کہ مفلس ہو۔
پس تو جابرانہ نفس بھی ضرور ہے کہ ہمیشہ افلاس زدہ اور طماع ہو۔
ٹھیک ایسا ہی ہے۔
دیگر یہ کہ کیا ایسا شہر اور ایسا فی الواقع خوف کا شکار رہیگا؟
ہاں بے شک۔

کیا تم کو توقع ہے کہ کسی اور شہر میں گریہ وزاری اور نوحہ وغم اس سے زیادہ پاؤ گے ؟

ہرگز نہیں

اور شخص کی طرف رجوع کرنے سے اس کثرت سے یہ امور کسی اور شخص کے ہونگے جیسے اس جابر شخص میں جو خواہش اور طمع سے دیوانہ ہو رہا ہے ؟

کیوں وہ کیونکر ہو سکتے ہیں ؟

ان امور پر نظر کر کے میں خیال کرتا ہوں کہ یہ جملہ امور اور دوسرے اس کے مثل دیکھ کے تم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ شہر بد بخت ترین شہروں سے ہے ۔

اور کیا میں حق پر نہیں ہوں ؟

تم بالکل حق پر ہو ۔ لیکن پھر ایک مرتبہ ان واقعات پر نظر کر کے تم شخص جابر کی نسبت کیا کہتے ہو ؟

مجھے کہنا چاہیئے کہ وہ تمام آدمیوں میں بالکل بد بخت ترین انسانوں میں ہوگا ۔

تو پھر وہ کون ہے ۔

شاید تم خیال کرو گے کہ مذکورہ ذیل شخص اس سے بھی بڑا ہوا بد بخت ہے ۔

اس کا بیان کرو ۔

میں اس شخص کی طرف اشارہ کرتا ہوں جو باوجود جابر ہونے کی ممنوع ہے کہ خانگی زندگی بسر کرے کیونکہ وہ ایسا بد نصیب ہے کہ اس کو منصب جابر کا ملا ہے بسبب کسی سوء اتفاق کے جو اس کے لئے بہم پہنچایا گیا ہے ۔

سابق کے بیانات سے میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ تم حق پر ہو ۔

میں نے کہا ۔ ہاں ۔ مگر تم کو یہاں قیاسات پر قناعت نہ کرنا چاہیئے بلکہ بخلاف اس کے تم کو چاہیئے کہ اس مضمون کو کما حقہ جانچ لو ایسے طریق استدلال سے جس کی ہم پیروی کرتے ہیں کیونکہ یقیناً جو نکتہ زیر تحقیق ہے وہ نہایت

ضروری ہے کیونکہ یہ نیک اور بد زندگی کے انتخاب کا مسئلہ ہے۔
یہ بالکل سچ ہے۔
ملاحظہ کرو کہ کیا میں حق پر ہوں۔ مجھ کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کے جانچنے میں ہم کو چاہئے کہ اپنی تحقیق امور مصرحہ ذیل پر غور کرنے سے شروع کریں۔
وہ کیا ہیں؟
ہم کو چاہئے کہ ہم فرد واحد کی صورت سے جو کہ خانگی رکن شہروں کے دولتمند ہیں اور متعدد غلام رکھتے ہیں کیونکہ وہ اس امر میں حاکم جابر کے ساتھ شریک ہیں کہ متعدد اشخاص پر حکمران ہیں۔ فرق تابعین کی تعداد کے اعتبار سے ہے۔
ہاں یہی فرق ہے۔
پس اب کیا تم آگاہ ہو کہ ایسے لوگ مطمئن ہیں اور اپنے نوکروں سے نہیں ڈرتے؟
ہاں وہ کیا چیز ہے جس کے باعث سے وہ ان سے خائف ہوں؟
کچھ نہیں کیا تم اس کا سبب سمجھتے ہو؟
ہاں۔ یہ اس سبب سے کہ تمام شہر ہر فرد کی تائید کرتا ہے۔
تم سچ کہتے ہو۔ اچھا لیکن اگر کوئی دیوتا کل شہر سے فرد واحد کو اونچا کرے جس کے پچاس غلام ہوں یا اس سے زیادہ اور اس کو مع اس کی بی بی بچوں کے کسی صحرا میں لیجا کے قائم کرے مع اس کے باقی مال و دولت کے اور اس کے خادموں کے جہاں کوئی آزاد آدمیوں سے غالباً اس کا مددگار نہ ہو کیا تم خیال کرتے ہو کہ اس پر ایک ناقابل بیان ہول مستولی نہ ہوگا کہیں ایسا نہ ہو اس کو اور اس کے بی بی بچوں کو اس کے نوکر قتل نہ کر دیں؟
میں خیال کرتا ہوں سخت ہول۔
کیا وہ مجبور نہ ہوگا کہ اس وقت سے اپنے انھیں غلاموں سے بعض کی منت سماجت کرے اور ان سے انعام کثیر کا وعدہ کرے اور بلا عذر

اُن کو آزاد کردے ؟ فی الواقع کیا وہ ایک فروتن خوشامدی اپنے ملازموں کا نظر آئے گا ؟

اگر وہ ایسا نہ کرے تو قتل کا مستوجب ہوگا۔

لیکن کیا ہو اگر آسمان نے اس کو ایک جماعت کثیرہ ہمسایوں کے حلقہ میں جگہ دی ہو وہ اس کو برداشت نہ کریں گے کہ ایک شخص آقا ہونیکا دعویٰ کرے دوسرے پر بلکہ سخت سزا دیں گے ایسے کسی شخص کو جس کو وہ گرفتار کرلینگے ؟

اس صورت میں میں گمان کرتا ہوں کہ اس کے ماورا وہ کسی سخت مخمصہ میں گرفتار ہوجائیگا اور محافظ سپاہیوں کے حلقہ میں پھنسا ہوگا یہ سب اس کے دشمن ہونگے۔

اور کیا جابر حکمراں ایسے ہی قید خانہ کا قیدی نہیں ہے ؟ کیونکہ اگر اس کی طبیعت ویسی ہے جیسی ہم نے بیان کی ہے تو وہ بیشمار خوفوں اور خواہشوں سے ہر قسم کی بھرا ہوا ہے اگرچہ اس کا نفس طماع اور جستجو کرنے والا ہے کیا وہی ایک ایسا شہری نہیں ہے جو سفر سے اور ایسی چیزوں پر نظر رکھنے سے ممنوع نہیں ہے وہ چیزیں جن کو ہر آزاد انسان دیکھنے کا خواہشمند ہے ؟ کیا وہ اپنے آپ کو اپنے مکان میں زندہ درگور نہیں کر دیتا اور اکثر اوقات عورت کی سی زندگی بسر کرتا ہے جبکہ وہ ایجا یا دوسرے شہریوں پر رشک کرتا ہے جو سفر کیا کرتے ہیں اور عظیم الشان مناظر دیکھتے رہتے ہیں ؟

ہاں یقیناً وہ ایسا کرتا ہے۔

میں نے کہا جب اس کی یہ حالت ہے وہ شخص بدبختی کا ثمرہ وقت در وہ حاصل کرتا ہے جو مثل ایک جابر انسان کے جس کی طرف تم نے پوری بدبختی کو منسوب کیا ہے وہ اپنی خانگی زندگی سے نکل کے اور کسی اتفاق سے مجبور ہوکے شخصی قدرت اختیار کرلیتا ہے ۔ وہ دوسروں پر حکومت کرنا اپنے اوپر لیتا ہے باوجودیکہ وہ اپنے اوپر حکومت نہیں کرسکتا۔ ٹھیک مثل ایسے شخص کے جو بیمار اور ناپرہیزگار بدن اپنی گوشہ گیری میں نہ بسر کرسکے بلکہ

دوسرے شخصوں کے ساتھ کشتی لڑنے اور ہشت مشت کرنے پر مجبور ہو۔

اے سقراط بلاشک یہ صورتیں بہت مشابہ ہیں اور تمھارا بیان بہت صحیح ہے۔

پس میرے پیارے گلاکن کیا جابر حکمران کی حالت بالکل بدبختی کی ہے اور کیا وہ ایسی زندگی نہیں بسر کرتا جو تمھارے فتوے کے موافق اور بھی زیادہ بے اعتدال ہے بہ نسبت اس شخص کی زندگی کے جو بہت بے اعتدالی سے زندگی بسر کرتا ہے؟

اس نے کہا اس میں کوئی کلام نہیں ہے۔

پس جو کچھ خیال کیا جائے قطعی جابر در حقیقت قطعاً غلام ہے نہایت ہی نفرت زدہ اور بد و بدتر حالت میں اور نہایت بدکار لوگوں کا خوشامدی ہے اور اپنی خفیف خواہشوں کی تسلی دینے سے بھی دور ہے وہ بیشمار چیزوں کا حاجتمند ہے اور سچ تو یہ ہے کہ وہ مفلس ہے اس شخص کی آنکھ میں جو یہ جانتا ہے کہ نفس پر مجموعی طور سے کیونکر غور کیا جائے اور اپنی تمام عمر اس پر خونوں کا بار رہتا ہے وہ تشنج اور درد میں گرفتار رہتا ہے اگر وہ اس ریاست کے مزاج کے مشابہ ہے جس پر وہ حکمرانی کرتا ہے اور وہ ضرور اس کے مشابہ ہے کیا وہ نہیں مشابہ ہے؟

یقیناً وہ مشابہ ہے۔

پس ہم بھی باوجود اس کے اس آدمی سے منسوب کریں گے اس امر کو جس کو سابق میں ہم نے بیان کیا ہے۔ یعنی ضرور ہے کہ وہ حاسد ہو اور بوسیلہ اپنی قوت کے اور بھی حاسد بے ایمان ظالم بے دوست اور ناپاک اور ہر بدی کا میزبان اور پرورش کنندہ ہو اور ان جملہ کے نتیجہ میں اولاً وہ نامسعود ہوگا بذات خود اور ثانیاً ان لوگوں کو جو اس کے نزدیک ہیں وہ نامسعود بنا دیگا جیسا وہ خود ہے۔

کوئی باحواس آدمی تمھاری بات نہ کاٹے گا۔

میں نے کہا لہذا کہے جاؤ اور مثل قاضی کے جو فتویٰ دیتا ہے جب

وہ تمام مقدمہ کا ملاحظہ کر چکتا ہے اس کے ساتھ ہی اعلان کرو کہ اول کون ہے تمہاری رائے میں باعتبار سعادت کے اور کون دوسرا ہے وعلیٰ ہذا القیاس پانچوں کو ترتیب وار رکھو بادشاہی والا، زمیندار شاہی والا، اولی گارکی والا جمہوری والا جبری حکومت والا۔

اُس نے کہا خوب یہ فیصلہ آسان ہے میں ان کو مثل طائفوں کے مرتب کرتا ہوں نیکی اور بدی سعادت اور شقاوت میں ان کے داخلے کے اعتبار سے۔

تو کیا ہم ایک نقیب کو ملازم رکھیں گے یا میں بذات خود اعلان کروں گا۔ کہ ارسطون کے بیٹے نے اپنا فتویٰ اس مضمون کا دیا ہے کہ وہ سب سے سعید انسان ہے جو بہترین اور عادل ترین یعنی وہ سب سے شاہانہ طبیعت رکھتا ہے اور جو اپنے پر شاہوں کی طرح حکمران ہے درحالیکہ وہ شخص سب سے زیادہ بدبخت آدمی ہے جو سب سے زیادہ بدتر اور نہایت ظالم ہے یعنی جو نہایت جابرانہ حکومت کرتا ہے جس کا جابرانہ عمل نہایت پورا ہے اپنے اوپر بھی اور شہر پر بھی؟

اُس نے جواب دیا تمہارا یہ اعلان ہونا چاہئے۔

اور کیا میں یہ بھی اپنے اعلان میں اضافہ کروں کہ اس میں کوئی امتیاز نہیں ہے کہ آیا سب آدمی اور دیوتا اپنی خصلتیں معلوم کرلیں یا نہیں؟

ایسا کرو۔

میں نے کہا بہت خوب یہ ایک برہان ہوگی ہمارے لئے اور جو ذیل میں درج ہے وہ دوسری ہوگی اگر وہ پسند کی جائے۔

وہ کیا ہے؟

چونکہ ہر فرد کی روح منقسم ہے تین حصّوں میں موافق ریاست کے تین طبقوں کے تو ہمارا مقام میرے خیال میں تسلیم کرے گا ایک دوسری برہان۔

وہ کیا ہے؟

یہ حسب ذیل ہے۔ چونکہ تین حصے ہیں لہٰذا مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ تین ہی لذتیں ہیں جو ہر ایک حصہ سے ایک مخصوص ہے اور اسی طرح تین خواہشیں ہیں اور تین اصول ناظم ہیں۔

اپنی تقریر کو واضح بیان کرو۔

ہمارے قول کے موافق ایک حصہ آلہ ہے جس سے انسان سیکھتا ہے اور ایک اور جس سے روح کو نمایاں کرتا ہے۔ تیسرا ایسا متکسر ہے کہ ہم اسکو ایک مخصوص نام سے مخاطب کرنے کے قابل نہیں ہیں، لہٰذا ہم نے اس کا نام اس چیز پر رکھا ہے جو نہایت اور سب سے زیادہ قوی خصوصیت ہے ہم اُس کو شہوت کہتے ہیں باعتبار شدت خواہش بھوک اور پیاس اور مقاربت کے مع ان کے جملہ لوازم کے اور ہم نے تخفیص کے ساتھ زر دوست کہا ہے اس لئے کہ ایسی خواہشوں کی تسلی میں زر خاص عامل ہے۔

ہاں ہم حق پر تھے۔

پس اگر ہم دعویٰ کریں کہ لذت اور الفت اس تیسرے حصہ کی نفع کے ساتھ مربوط ہے تو کیا یہ ان واقعات کا بہترین خلاصہ نہ ہوگا جن پر دلیل کی قوت سے غالباً فیصلہ ہوگا یہ وسیلہ ہوگا کہ واضح تصور ہمارے ذہنوں میں پہنچا دے جب کبھی ہم روح کے اجزا کا ذکر کریں؟ اور کیا صحیح معنی سے زر دوست اور نفع دوست کہنا سچ نہ ہوگا؟

اُس نے جواب دیا میں اعتراف کرتا ہوں کہ میرا ایسا ہی خیال ہے۔

دیگر یہ کہ کیا ہم نہیں مانتے کہ پرجوش حصہ کلیتہً قوت اور فتح و نصرت شہرت حاصل کرنے پر راغب نہیں ہے؟

یقیناً ہم مانتے ہیں۔

پس کیا لقب نزاع دوست اور عزت دوست اس کے لئے مناسب نہ ہوگا؟

ہاں بہت مناسب۔

اچھا تو اس حصہ کے باب میں جو وسیلہ علم حاصل کرنے کا ہے یہ

ہر شخص پر واضح ہے کہ اس کا تمام اور مستقل مقصد یہ ہے کہ حقیقت کو معلوم کرے اور یہ منجملہ ہماری ماہیت کے جملہ عناصر کے دولت اور شہرت کی جانب بہت ہی کم راغب ہے۔

ہاں بہت ہی کم۔

پس تو یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم اس کو علم دوست اور حکمت دوست کہیں؟

بیشک ہم ایسا کریں گے۔

کیا یہ اخیر بعض اشخاص کی روح میں کارفرما ہے درحالیکہ اور اشخاص کی روحوں میں پہلے دونوں سے ایک یا دوسرا مستولی ہے۔

تم سچ کہتے ہو۔

اور ان اسباب سے کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ انسان ابتدائً تین طبقوں میں تقسیم ہو سکتے ہیں یعنے تین عنوان عاشقوں کے حکمت دوست نزاع دوست اور نفع دوست؟

ہاں یقیناً۔

یہ کہ تین قسمیں لذتوں کی جو علی الترتیب تین طبقوں کے ماتحت ہیں؟

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

میں نے کہا پس اب آگاہ ہو کہ اگر تم تین ایسے شخصوں سے دریافت کرنا پسند کرو ہر ایک باری باری سے کونسی اُن زندگیوں سے خوشگوار ترین ہے ہر ایک اپنی خاص حیات کی مدح کرے گا ماورا دوسری زندگیوں کے؟ اس طرح روپیہ پیدا کرنے والا تم سے کہے گا کہ بمقابلہ مسرت نفع کے مسرت معزز ہونے یا علم حاصل کرنے کی بیکار ہیں الا اس حد تک کہ وہ روپیہ پیدا کر سکیں۔

سچ ہے۔

لیکن عزت دوست انسان کا کیا حال ہوگا؟ کیا وہ اُس لذت پر نظر نہیں رکھتا جو روپیہ سے حاصل ہوتی ہے مثل عامی کے جبکہ دوسری

جانب وہ اس لذت کو جو علم سے حاصل ہوتی ہے مثل بخارات کے اور مہمل سمجھتا ہے مگر یہ کہ عزت اُس کا ثمرہ ہو ؟

ٹھیک یہی صورت ہے ۔

اور کیا ہم یہ نہ سمجھیں کہ حکمت دوست اور لذتوں کو مقابلتہً بہت ہی ادنیٰ خیال کرتا ہے اس لذت کے جو حقیقت کے علم سے حاصل ہوتی ہے اور جو لذت اس کو طلب علم کے توغل سے ملتی ہے اور وہ دوسری لذتوں کو سختی سے ضروری کہتا ہے کیونکہ اگر وہ ضروری نہ ہوتے تو اس کو انکی ضرورت محسوس نہ ہوتی ؟

اس نے جواب دیا ہم کو یقین ہے کہ ایسا ہی ہے ۔

پس جب کبھی ہر قسم کی لذتوں کی بحث اٹھائی جائے اور ہر طبقہ کی حیات کی بھی نہ باعتبار مدارج حسن وقبح اخلاق اور بداخلاقی بلکہ صرف باعتبار ان کے مقام کے لذت اور غم سے نجات کی میزان میں ۔ ہم کیونکر جان سکتے ہیں کہ کون ان تین آدمیوں میں سے سب سے بڑھ کے سچ بولتا ہے ؟

میں جواب دینے کے لیے آمادہ نہیں ہوں ۔

اچھا تو سوال کو اس روشنی میں دیکھو ۔ وہ کونسا آلہ ہونا چاہئیے جو فیصلہ کرنے میں استعمال کیا جائے تاکہ یہ فیصلہ درست ہو ؟

کیا یہ تجربہ وحکمت واستدلال نہ ہو ؟ کیا اُن سے بہتر کوئی آلہ فیصلہ کرنے کا مل سکتا ہے ؟

بیشک ہم نہیں پاسکتے ۔

پس مشاہدہ کرو ۔ کہ تین آدمیوں میں کون سب سے بہتر ماہر ہے بذریعہ تجربہ کے سب لذتوں سے جن کو ہم نے بیان کیا ؟ کیا نفع دوست حقیقی صداقت ماہیت اس حد تک ملاحظہ کرتا ہے کہ تمھاری رائے میں ماہر ہو علم کی لذت

---

[1] یہ فقرہ کسی قدر مبہم ہوگیا ہے جس کا انگریزی مترجم نے اعتراف کیا ہے ۔

سے بہتر بہ نسبت حکمت دوست کے کہ ماہر ہو نفع کی لذت سے؟

اس نے جواب دیا بڑا فرق ہے۔ حکمت دوست مجبور ہے نفع کی لذتوں کے چکھنے پر بچپنے سے درحالیکہ نفع دوست مجبور نہیں ہے کہ ماہیت اشیاء کا مطالعہ کرے جو اشیاء درحقیقت موجود ہیں اور اس طرح اس مسرت کی شیرینی کو چکھے اور اس سے ماہر ہو: بلکہ مجھ کو کہنا چاہیئے کہ اُس کے لئے یہ آسان نہیں ہے کہ اس کو عمل میں لائے اگرچہ اس کا رجحان بھی ہو۔

میں نے کہا لہذا حکمت بہت ہی افضل ہے نفع دوست سے کہ عملی مہارت دونوں لذتوں کی حاصل ہے

بیشک وہ افضل ہے۔

لیکن عزت دوست کا کیا حال ہے؟ کیا وہ حکمت کی لذت سے آگاہ ہے اُسی طرح کامل طور سے جیسے حکمت دوست عزت کی لذت سے آگاہ ہے؟

اس نے کہا نہیں بلکہ عزت اُن سب کی خدمت میں حاضر ہے اگر ہر ایک اُن میں اپنے شوق کے موافق کام کرتا ہے۔ کیونکہ اکثر انسان دولتمند کی عزت کرتے ہیں اور اسی طرح شجاع کی اور دانشمند کی۔ اس طرح سے کہ سب اس لذت کی ماہیت سے واقف ہیں جو عزت کئے جانے سے ملتی ہے۔ مگر اس لذت کی ماہیت جو حقیقت پر غور کرنے سے حاصل ہوتی ہے اس کو کسی نے نہیں چکھا ہے مگر حکمت دوست نے۔

پس جس حد تک عملی معرفت کو دخل ہے حکمت دوست ان تینوں میں بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

یہ بھی ہم جانتے ہیں کہ صرف وہی حکمت اور تجربے کا دعویٰ کرسکتا ہے۔

بلاشک۔

اس کے ساتھ ہی وہ آلہ جس سے فیصلہ کیا جاتا ہے وہ ایسا آلہ ہے کہ وہ نفع دوست سے تعلق رکھتا ہے نہ عزت دوست بلکہ حکمت دوست سے۔

وہ کون سا آلہ ہے؟

ہم نے کہا میں یقین کرتا ہوں کہ فیصلہ بذریعہ استدلال کے کیا جائے کیا ہم نے نہیں کہا؟

ہم نے کہا۔

اور استدلال خاص درجہ کا آلہ ہے حکمت دوست، کا۔

یقیناً۔

لہذا اگر دولت اور نفع کے جو سوالات پیدا ہوں ان کے فیصلہ کرنے کے لئے بہترین آلے ہوتے تو ستائش اور ملامت نفع دوست کی لازمی طور سے بہت درست ہوتی۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

اور اگر عزت فتح اور بہادری بہترین آلے ہوتے اس غرض کے لئے تو فتوئے عزت و نزاع دوست کا بالکل درست ہوتا۔ کیا نہ ہوتا؟

بداہتہً ایسا ہوتا۔

لیکن چونکہ تجربہ حکمت اور استدلال بہترین آلات ہیں ——

تو پھر کیا ہوتا؟

اس نے جواب دیا کیوں بلاشک ستائش حکمت دوست کی اور استدلال سب سے زیادہ سچی ہے۔

پس چونکہ لذتیں شمار میں تین ہیں تو لذت اس جزو نفس کی جس کے ذریعہ سے ہم حقائق کو دریافت کرتے ہیں سب سے زیادہ خوشگوار ہوگی؟ اور زندگی اس شخص کی ہم میں سے جس میں یہ جزو غالب ہے سب سے زیادہ خوش آئند ہے؟

لاکلام یہی ہوگا بہر طور انسان صاحب دانش کو پورا اختیار دیا گیا

ہے کہ وہ اپنی حیات کی خود ستائش کرے۔
میں نے پوچھا اور کس حیات کو قاضی دوسرے مرتبہ پر رکھتا اور کونسی لذت دوسری ہے؟
ظاہر ہے کہ لذت جنگجو کی اور عزت دوست آدمی کی۔ کیونکہ یہ اول مرتبہ کے قریب تر پہنچتی ہے بہ نسبت روپیہ پیدا کرنے والے آدمی کی لذت کے۔
پس لذت نفع دوست کی اخیر مرتبے پر رکھنا چاہئے جیسا کہ ظاہر ہوتا ہے
اس نے جواب دیا بلا شبہ۔
اس طرح ظالم آدمی یکے بعد دیگرے دو مرتبہ شکست پاتا ہے اور دوبارہ عادل اس پر غالب آتا ہے اور اب تیسرے یا سب سے آخر مرتبہ مثل ایک مبارز کے مستعد ہو بڑے کھیلوں میں اولمپیا کے جو مشتری کی طرف منسوب ہے جو کہ حافظ ہے اور مشاہدہ کرو کہ سب کی لذت میں سوا دانشمند آدمی کے کوئی چیز غیر حقیقی ہے اور مصنوعی اور ایک تصویر کے گردے کی حیثیت سے سبک ہے میرے خیال میں ایک عالم نے مجھ سے کہا ہے۔ اور میں کہوں گا کہ ناکامی اس عقدہ میں نہایت بھاری اور سب سے قطعی ہوگی۔
ٹھیک ایسا ہی ہے۔ مگر اپنے بیان کو واضح کرو۔
میں نے جواب دیا اس چیز کو حاصل کرلوں گا جس کو ہم چاہتے ہیں اگر تم تحقیقات میں میری اعانت کرو۔
تم بہر طور اپنے سوالات پیش کرو۔
میں نے کہا۔
پس مجھ سے کہو کیا ہم نہیں کہتے کہ الم لذت ہے۔
یقیناً ہم کہتے ہیں۔
اور یہ بھی کہ ایسی چیز موجود ہے کہ وہ تو واحد ہیں لذت اور الم

دونوں غیر موجود ہوں ؟

یقیناً ہے۔

بالفاظ دیگر تم تسلیم کرتے ہو کہ ایک نقطہ ایسا ہے دونوں کے وسط میں جہاں ذہن دونوں سے فارغ ہوتا ہے۔ کیا تمھاری یہ مراد نہیں ہے ؟

ہے۔

کیا تم اس محاورہ کو بھول گئے ہو جس کو لوگ اختیار کرتے ہیں جب بیمار ہوتے ہیں ؟

اس کا ایک نمونہ مجھ کو دو۔

وہ ہم سے کہتے ہیں کہ صحت سے زیادہ خوشگوار کوئی چیز نہیں ہے لیکن بیمار ہونے سے پہلے صحت کی اعلیٰ درجہ کی خوشگواری انھوں نے نہیں دریافت کی تھی۔

مجھے یاد ہے۔

کیا تم لوگوں کو یہ کہتے نہیں سنتے ہو جو لوگ انتہا درجہ کی تکلیف میں ہیں وہ کہتے ہیں کہ کوئی شئے ایسی خوشگوار نہیں ہے جیسے درد سے نجات پاتا ؟

میں سنتا ہوں۔

اور میں خیال کرتا ہوں تم کو معلوم ہے کہ ایسے ہی اکثر موقعوں پر جو اشخاص مشکل میں ہیں اعلیٰ درجہ کا خوشگوار واقعی خوشی کو نہیں کہتے بلکہ دشواری کی عدم موجودگی اور اس سے آرام پاتا۔

اس نے جواب دیا سچ ہے اور شاید علت اس کی یہ ہے کہ ایسے اوقات میں نجات واقعی خوشگوار اور مسرت آگین ہو جاتی ہے۔

اسی طرح سے ہم توقع کر سکتے ہیں جب ایک شخص کی خوشی ختم ہو گئی تو خوشی سے سکون کا ہونا دردآلود ہوگا۔

شاید ایسا ہو۔

اس طرح سکون جس کو ہم ابھی وسط میں لذت اور الم کے بیان

کیا تھا کبھی ایکؔ[1] ہوگا کبھی دوسرا۔
ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔
کیا وہ چیز جو نہ لذت ہے نہ الم دونوں ہوسکتا ہے ؟
میں خیال کرتا ہوں نہیں۔
پھر یہ کہ لذت اور الم جب عند الذہن حاضر ہوں دونوں وجدان ہیں کیا نہیں ہیں ؟
ہیں
مگر کیا وقت واحد میں عدم موجودگی لذت کی اور الم کی جس کا ابھی مذکور ہوا کیا دلالت نہیں کرتی قطعی سکون کی حالت پر جو دونوں کے وسط میں ہے ؟
یہ تھا۔
پھر یہ کیونکر درست ہوسکتا ہے کہ عدم الم کو خوشگوار سمجھیں اور عدم لذت کو درد سے بھرا ہوا ؟
یہ درست نہیں ہوسکتا۔
لہذا سکون جو محسوس ہوتا ہے اُن اوقات میں جس کا ہم نے ذکر کیا درحقیقت نہیں بلکہ بظاہر خوشگوار ہے پہلو میں درد آلود کے اور درد آلود ہے پہلو میں خوشگوار کے۔ یہ اظہارات کسی صورت سے تقابل کی جانچ کو نہیں قبول کرسکتا تحقیقی لذت کے ساتھ کیونکہ وہ دونوں صرف ایک نوع کا سحر ہے۔ میں اعتراف کرتا ہوں کہ حجت اسی نتیجہ کی جانب اشارہ کرتی ہے۔
دوسری جگہ پر تم لذتوں کی طرف آنکھ اٹھاؤ جو الام سے نہیں پیدا ہوتیں اپنے اس خیال کے رد کرنے کے لئے جو تم شاید اس وقت میں کرتے کہ یہ ایک قانون کہ لذت کیا ہے درد کا ختم ہونا اور الم کیا ہے لذت کا ختم ہونا۔
مہربانی کرکے بتاؤ کہ میں کہاں دیکھوں اور تم کن لذتوں سے مراد لیتے ہو؟

[1] کبھی لذت ہوگا کبھی الم ۱۲

میں نے جواب دیا۔ منجملہ بہت سی اور لذتوں کے اگر تم چاہو ایک بہترین مثال غور کرنے کے لیئے۔ اختیار کرو لذت شامہ جو بغیر موجودگی کسی ماسبق دشواری کے اتفاقاً پیدا ہو جاتی ہے ایک عجیب شدت کے ساتھ اور جب وہ لذتیں ختم ہو جاتی ہیں کوئی الم اپنے بعد نہیں چھوڑتیں۔

یہ بالکل سچ ہے۔

پس یہ ہم کو نہ سمجھاؤ کہ اصلی لذت شامل ہے درد سے نجات ہونے پر یا یہ کہ اصلی الم شامل ہے لذت سے مہلت پانے پر۔

نہیں۔

مگر یہ یقینی ہے کہ سرسری طور سے کہا جائے تو بہت سی نام نہادہ لذتیں جو جسم کے ذریعہ سے ذہن کو پہنچتی ہیں اور ان میں بہت تیز اس نوع سے تعلق رکھتی ہیں یعنی وہ ایک قسم کی نجات ہے الم سے۔

وہ ایسی ہی ہیں۔

کیا یہی بیان نہیں صادق آتا ان لذات اور آلام مترقبہ پر جو ماقبل اُن کے ہیں؟

ہاں ہے۔

بس تم آگاہ ہو کہ کیا خاصہ ان لذات کا ہے اور وہ کس سے زیادہ مشابہ ہیں؟

کیا۔

کیا تم یقین کرتے ہو کہ ماہیت اشیا میں ایک حقیقی فوق اور تحت اور ایک وسط ہے؟

ہاں میں یقین کرتا ہوں۔

اور تم خیال کرتے ہو کہ ایک شخص جو تحت سے درمیانی مقام تک لیجایا جائے کیا اس اندیشہ سے باز رہیگا کہ وہ اوپر اٹھایا جا رہا ہے؟ اور جب وہ اس مقام پر قیام کرے اور دیکھے اس جگہ کو جہاں سے وہ اٹھایا گیا ہے کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ اس خیال سے باز رہیگا کہ اس کا مقام فوق ہے اگر اس نے

اصلی فوق کو نہیں دیکھا ہے؟

اس نے جواب دیا میں بجائے خود تم کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ شخص کیونکر اس کے خلاف خیال کر سکتا ہے۔ اچھا اب فرض کرو کہ وہ اپنی قدیم جگہ پر پھر لے جایا جائے خیال کرے گا کہ وہ نیچے لیجایا جاتا ہے اور اس کا یہ خیال صحیح ہوگا؟

بیشک وہ یہی خیال کریگا۔

اور یہ سب اس کو اتفاق نہ ہوگا کیونکہ وہ حقیقی فوق اور وسط اور تحت سے ماہر نہ ہوگا؟

بداہتہً یہ ہوگا۔

پس کیا تم تعجب کر سکتے ہو کہ اشخاص جو صدق سے ماہر نہیں ماورا مانئے متعدد نادرست ظنوں کے لذت اور الم کے ساتھ قیام کرتے ہیں اور ان کا وسط ایسا مقام ہے کہ اگرچہ وہ مولم کے قریب لیجائے جاتے ہیں وہ ایک درست رائے اپنی حالت کی بنا لیتے ہیں اور درحقیقت تکلیف میں ہیں اور جب وہ الم نقطۂ وسط پر لیجائے جاتے ہیں جو کہ درمیان الم اور لذت کے ہے تو وہ تمرداً خیال کرتے ہیں کہ وہ کمال لذت کو پہنچ گئے ہیں — جس کا کبھی انھوں نے تجربہ نہیں کیا ہے فلہذا ان کو دھوکا ہوتا ہے کہ وہ الم کا غیبت الم سے مقابلہ کرتے ہیں مثل ان لوگوں کے جو سفید کو نہیں جانتے وہ بھورے (خاکستری) رنگ کو سیاہ کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں اور اسی کو سفید سمجھ لیتے ہیں؟

نہیں بیشک میں اس پر تعجب نہیں کر سکتا بلکہ مجھکو زیادہ تر تعجب ہوگا اگر ایسا نہو۔

اچھا اب اس سوال کو دوسری روشنی میں دیکھو۔ کیا بھوک اور پیاس اور ایسے ہی احساسات ایک قسم کا خلو ہے جسمانی ساخت میں؟

بلاشبہ

اور اسی طرح کیا جہالت اور حماقت خلو ذہنی ساخت کا نہیں ہے؟

ہاں یقیناً۔

کیا وہ انسان جو کھاتا ہے اور وہ انسان جو سمجھ لیتا ہے پُر نہیں ہوجاتے؟

بیشک۔

اور کیا وہ پُری جو کسی حقیقی جوہر سے ہوتی کم سچی ہے یا زیادہ سچی ہے بہ نسبت اس کے جو کمتر حقیقی جوہر سے پیدا ہوئی ہے؟

بداہتہً جس قدر جوہر حقیقی ہوگا اسی قدر پُری (امتلا) زیادہ سچی ہوگی۔

پس کیا تم خیال کرتے ہو کہ خالص وجود زیادہ کثرت کے ساتھ ساخت میں اس طبقہ اشیاء (جواہر) کے داخل ہوگا مثل روٹی اور گوشت اور شراب اور عموماً خوراک بہ نسبت اس کے جو ساخت میں ان انواع اشیاء کے جن میں داخل ہے ظن صادق اور علم اور ادراک اور المختصر جملہ نیکی؟ اس کے فیصلہ کرنے میں معاملہ کی طرف اس طرح نظر کرو۔ کیا تم یقین کرتے ہو کہ حقیقی وجود دراصل اس کا وصف ہے جو قریبی تعلق رکھتا ہے غیر متغیر اور غیر فانی سے اور صدق ظاہر ہوتا ہے ایسے جواہر میں جو مثل اس کے ہیں یا یہ کہ وہ وصف ہے اس چیز کا جو قریبی تعلق رکھتا ہے متغیر اور فانی سے اور جو بذات خود متغیر اور فانی ہے اور ظاہر ہوتا ہے ان اشیاء میں جو ایسی ہی سانچے کی ہیں؟

325

اس نے جواب دیا یہ وصف ہے اس کا جس کا اولاً ذکر کیا گیا ہے نہایت ہی اعلیٰ درجے میں۔

اور کیا علم (سائنس) کمتر کثرت سے داخل ہوتا ہے بہ نسبت حقیقی وجود کے جوہر میں غیر متغیر کے؟

یقیناً نہیں۔

اچھا کیا صدق کمتر کثرت سے داخل ہوتا ہے؟

نہیں۔

مقصود یہ ہے کہ اگر صدق داخل ہوتا ہے کمتر کثرت سے تو حقیقی وجود بھی کمتر کثرت سے داخل ہوگا؟

ضرورتاً ایسا ہے۔

کلیتہً یہ کہنا ہے کیا ترقی جسم اس کے تمام شعبوں میں شامل کرتی ہے صدق اور حقیقی وجود کو کمتر درجہ سے بہ نسبت ترقی نفس کے اس کے جملہ شعبوں میں؟

ہاں بہت ہی کمتر درجے میں۔

اور کیا تم خود جسم کو کمتر سچ اور کمتر حقیقی نہیں خیال کرتے بہ نسبت نفس کے؟

میں سمجھتا ہوں۔

اور کیا وہ جو جواہر سے بھرا ہوا ہے زیادہ حقیقی ہے اور جو بذاتِ خود زیادہ حقیقی ہے حقیقتہً زیادہ بھرا ہوا ہے بہ نسبت اس کے جو بھرا ہوا ہے ایسی چیزوں سے جو کمتر حقیقی ہیں اور جو بذات خود کمتر حقیقی ہے؟

بلاشک یہ ہے۔

لہذا چونکہ یہ خوشگوار ہے ایک موضوع کے لئے ایسی چیزوں سے بھر جانا جو اس کے لیے طبعاً مخصوص ہیں۔ وہ موضوع جو حقیقتاً زیادہ بھرا ہوا ہے اور بھرا ہوا ہے حقیقی جواہر سے زیادہ حقیقی اور سچے مفہوم سے پیدا کنندہ سچی لذت کا ہوگا درحالیکہ وہ موضوع جو حصہ لیتا ہے ایسی چیزوں سے جو کمتر حقیقی ہیں وہ کمتر حقیقت سے اور کمتر حفاظت سے بھرا ہوا ہے اور شریک ہوگا کمتر صدق اور کمتر قابل اعتماد لذت سے۔

اس نے جواب دیا یہ نتیجہ مطلقاً ناگزیر ہے۔

لہذا وہ لوگ جو حکمت اور فضیلت سے واقف نہیں ہیں اور جو اپنا وقت ہمیشہ ضیافت اور ایسے ہی ناز و نعمت میں بسر کرتے ہیں تنزل کرتے ہیں جیسا کہ ظاہر ہوتا ہے اور پھر واپس صرف اسی حد تک جہاں نقطہ وسط پر اس شاہراہ پر جو آن پڑ جاتی ہے اور ان حدود میں تمام طولانی زندگی میں سرگرداں رہتے ہیں بغیر اسکے کہ اپنی حد سے تجاوز کریں کہ اوپر کی طرف دیکھیں یا حقیقی فوق میں لیجائے جائیں اور وہ کبھی دراصل حقیقت سے پر نہیں ہوتے

اور انھوں نے کبھی تحقیقی اور غیر مغشوش لذت کا مزا نہیں چکھا ہے۔ بلکہ مثل مویشی کے وہ ہمیشہ نیچی نظر رکھتے ہیں اور سرنگوں رہتے ہیں اور ان کے دسترخوان میں در آتے ہیں درحالیکہ وہ چرتے ہیں اور موٹے ہوتے ہیں اور اپنی نوع کو بڑھاتے ہیں اور ان کی خوش آیند چیزوں کی حرص کو تسلی دینے کے لیئے وہ لات مارتے ہیں اپنے فولادی کھروں اور سینگوں سے ضرب لگاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے کو ہلاک کرتے ہیں خونخوار خواہشوں کے اثر سے کیونکہ وہ غیر حقیقی چیزوں سے پر ہیں اپنے اس جز میں جو غیر حقیقی اور ناپرہیزگار ہے

گلاکن نے کہا سقراط یقیناً تم مثل الہام کے اکثر اشخاص کی حیات کو بیان کرتے ہو۔

اور کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ ایسی لذتوں سے کام رکھتے ہیں جو الم کے ساتھ مخلوط ہیں جو محض وہمی اور بدنما خاکے سچی لذت کے ہیں اور جن پر اس طور سے رنگ آمیزی کیگئی ہے محض اتصال سے الم کے کہ وہ ہر صورت میں فضولی کے ساتھ بڑے معلوم ہوتے ہیں اور ایک مجنونانہ شوریدگی اپنے لیئے سینہ میں بیوقوفوں کی پیدا کرتے ہیں اور نزاعات کے موضوع قرار دیے جاتے ہیں مثل ہیلن کے واہمہ کے جس کے لیئے اسٹیسکورس کے موافق مبارزوں نے ٹرائے کے معرکے میں جنگ کی تھی حالانکہ وہ اصلی ہیلن سے واقف نہ تھے۔

اس نے جواب دیا ایسی حالت اشیار کی معمولاً اسی کا نتیجہ ہوتا ہے۔

اور اب ہم اس زندہ دلی کے عنصر کا ذکر کرتے ہیں۔ کیا یہ نتیجہ صحت کے ساتھ مماثل نہ ہوگا۔ جب کبھی کوئی انسان اپنے اس جز ماہیت کی تسلی کے لیئے محنت کرتا ہے خواہ بطور رشک حرص کی تحریک سے یا بشکل تشدد کوشش کی محبت سے یا بطور غضب بہ سبب نارضامندی کے جبکہ وہ عزت و فتح و نصرت کے تعاقب میں ہو اپنی خاص تسلی کے لیئے بغیر تامل اور غلط فہمی سے۔

نتیجہ اس صورت میں بھی لازماً مماثل ہوگا۔

اور حجت کیا ہے؟ کیا ہم اعتماد کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ جملہ خواہشیں

جن سے نفع دوستی عزت دوستی کے عناصر کو آگاہی ہے جو علم اور استدلال کی ہدایت کی پیروی کرتے ہیں اور ان کے ساتھ ان لذتوں کا پیچھا کرتے ہیں جس کی حکمت ہدایت کرتی ہے تا آنکہ وہ ان کو حاصل کرتے ہیں وہ نہ صرف بہت سچی لذتیں ہی نہ پائیں گے بلکہ وہ صدق کے ساتھ اپنی گرویدگی کے نتائج بھی حاصل کریں گے بلکہ ان لذتوں کو بھی جو ان کے ساتھ مخصوص ہیں کیونکہ وہ جو ہر ایک کے لئے بہترین ہے نہایت ہی مناسب ہے؟

ہاں بلاشک سب سے زیادہ مناسب ہے۔

لہٰذا جبتک نفس بتمامہ حکمت دوست عنصر کی ہدایت کی پیروی کرتا ہے بغیر کسی اختلاف کے ہر جزو نہ صرف اپنا مخصوص کام کر سکتا ہے جملہ حیثیات سے یا بالفاظ دیگر عادل ہوگا۔ بلکہ مزید براں اس کی مخصوص لذتیں حاصل کرے گا حتی الامکان بہترین اور سچی صورت میں۔

ہاں ٹھیک ایسا ہی ہے۔

بجانب دیگر جب کبھی کوئی ایک دونوں عنصروں میں سے تفوق حاصل کرے مقادر سے کہ وہ نہ صرف اپنی خاص لذت کی دریافت میں کامیاب نہ ہو بلکہ دوسرے اصول کو بھی مجبور کرے کہ وہ اجنبی اور نادرست لذتوں کا تعاقب کریں۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

لہٰذا جس قدر کوئی چیز حکمت اور استدلال سے دور ہوگی ظن غالب ہے کہ وہ ایسے ہی خراب اثرات پیدا کریگی کیا ایسا نہ ہوگا؟

ہاں بہت ہی قوی مظنہ ہے۔

اور وہ بہت ہی دور ہے عقل سے جو بہت بعید ہے قانون اور نظم سے کیا نہیں ہے؟

یا بالکل ظاہر ہے۔

اور کیا سرگرم اور جابرانہ خواہشیں بہت ہی بعید ثابت کی گئی ہیں قانون اور ترتیب سے؟

ہاں بالکل بعید۔

درحالیکہ شاہانہ اور منتظم خواہشیں قانون اور نظم سے قریب ترین کیا نہیں ہیں ؟

ہیں۔

لہٰذا اگر میں غلط نہ ہوں تو جابر بہت بعید ہوگا اور بادشاہ قریب تر ہوگا صادق اور خصوصیت کے ساتھ مناسب لذت سے۔ یہ ناقابل انکار ہے۔

اور اسی لئے جابر نہایت ناخوشگوار زندگی بسر کرتا ہے اور بادشاہ لذت کے ساتھ۔

اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔

اور مہربانی کر کے بتاؤ کہ کیا تم آگاہ ہو اس حد سے جس سے اضطراب جابر کی زندگی کا بہت بڑھا ہوا ہے بادشاہ کی زندگی سے ؟

میں انتظار کروں گا کہ تم بیان کرو۔

معلوم ہوتا ہے تین لذتیں ہیں —— ایک اصلی اور دو نقلی ہیں جابر اس اخیر کے پار ہوا قانون اور عقل سے گریز کی اور غلامانہ لذتوں کے خاص برداروں (باڈی گارڈ) کے ساتھ بسر کرتا ہے اس کی کم قدری کا مشکل سے بیان ہو سکتا ہے الّا یہ کہ اس کو اس طرح بیان کریں۔

کیونکر ؟

اولی گارکی کے انسان سے شمار کر کے جابر تیسرے مرتبہ پر ہے میں شرکی خط پر یقین کرتا ہوں کیونکہ جمہوری انسان درمیان میں پڑتا ہے۔

ہاں۔

پس اگر ہمارے پہلے بیانات سچے ہیں بس وہ لذت جس سے وہ معاشرت رکھتا ہے حقیقت میں نقل کی نقل ہے جس کی اصل اولی گارکی کے انسان کے پاس ہے ؟

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

328

پھر شاہانہ انسان سے شمار کرکے ادنیٰ کارکی کا انسان اپنی باری کے لحاظ سے تیسرے مرتبہ پر قائم ہے خط ہبوط میں ہم کو یہ سمجھ گئے کہ ہم شریفانہ اور شاہانہ کی شناخت کرتے ہیں؟

سچ ویسا ہی کرنا ہے۔

لہٰذا جابرتین کے سہ چند مرتبہ سچی لذت سے بعید ہے۔

ظاہرا ایسا ہی ہے۔

لہٰذا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جابرانہ لذت کی تعبیر از روئے ہندسہ ایک عدد مربع ۹ سے ہوتی ہے۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

اور مربع کرنے اور مکعب کرنے سے یہ صاف ظاہر ہوجاتا ہے کہ کس قدر دوری پر جابر رکھا گیا ہے۔

ہاں ایک حساب داں کے لئے ایسا ہی ہے۔

بالعکس اگر تم یہ بیان کرنا چاہو کہ وہ دوری جہاں بادشاہ قائم ہے جابر باعتبار حقیقت لذت کے ضرب کا عمل کرنے سے تو تم کو معلوم ہوگا کہ پہلا ۷۲۹ مرتبہ زیادہ لذت سے زندگی بسر کرتا ہے بہ نسبت پچھلے کے یا کہ پچھلا رہتا ہے زیادہ الم کے ساتھ بہ نسبت پہلے کے از روئے تناسب تم نے ایک عجیب نتیجہ نکالا عادل اور غیر عادل میں از روئے حساب باعتبار لذت والم۔

میں نے جواب دیا کہ عدد صحیح ہے۔ اور قابل اطلاق ہے انسانی

---

۱۵ فرض کرو کہ ا = شاہانہ لذت کے ہے۔ ب = ادنیٰ کارکی لذت کے ہے ح = جابرانہ لذت کے ہے۔ اگر ا کو واحد سے تعبیر کریں تو ب مساوی ۳ کے ہوگا۔ لیکن ا : ب :: ب : ح لہٰذا

ا : ح :: ۱ : ۹ — اور مکعب کرنے سے

ا³ : ح³ :: ۱ : ۷۲۹ — پورا جملہ ایک نذاق ہے۔

حیات سے اگر دن اور راتیں اور مہینے اور سال کا اطلاق اس پر ہو سکتا ہے۔

اور بلاشک ہوسکتا ہے

پس اگر نیک اور عادل آدمی اس درجہ بالاتر ہے شریر اور ظالم سے بلحاظ لذت کے تو کیا وہ سبقت نہ لے جائے گا۔ اس درجہ میں زیادتی کے جو شمار سے بالاتر ہے خوش اسلوبی میں حیات کی اور حسن اور فضیلت میں ؟

ہاں بے شک وہ سبقت لیجائیگا حساب سے باہر۔

میں نے کہا پس جبکہ ہم حجت کی اس منزل پر پہنچے ہیں اب ہم پھر اُسی پہلی بحث کی طرف پھر رجوع کریں گے جس نے ہم کو یہاں تک پہنچایا ہے مجھ کو یقین ہے یہ بیان کیا گیا تھا کہ ظلم مفید ہے اس انسان کے لئے جو انتہا کا ظالم ہے جبکہ وہ مشہور ہے عادل یا میرا یہ بیان غلط ہے ؟

نہیں تم درست کہتے ہو۔

اب وقت ہے کہ اس بیان کے مصنف سے احتجاج کیا جائے کہ اب چونکہ ہم اثرات طریق عدل اور ظلم کے باب میں متفق ہیں۔

ہم کو کس طرح چلنا چاہیئے ؟

ہم اپنے خیال کے سانچے میں ایک اظہار نفس کا ڈھالتے ہیں تاکہ مقرر کو معلوم ہو کہ اس کے بیان کا کیا مطلب ہے۔

یہ کس قسم کا اظہار ہوگا ؟

میں نے جواب دیا ہم کو چاہیئے کہ اپنے دل میں ایک مخلوق اس طرح کا بنائیں جیسے قصہ گو بیان کرتے ہیں کہ اگلے وقت میں تھا جیسے خیمرا اور سلآ اور سربراس اور ایسے بیشمار عفریت بیان کئے جاسکتے ہیں جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ چند جنسی صورتیں ایک ساتھ پیدا ہوئیں اور سب مل کے ایک ہوگئیں

سچ ہے ہم ایسی کہانیاں سنا کرتے ہیں۔

اچھا اولاً ایک بوقلموں صورت متعدد سر کا عفریت گڑھو جسکے لئے

ایک حلقہ پالتو جنگلی جانوروں کا مہیا کیا ہو جن کو وہ باری باری سے ہر موقع پر اپنی ذات سے نمایاں کر سکتا ہو۔

اس کے لئے ایک چالاک ڈھالنے والا مطلوب ہوگا جو اس کو عمل میں لائے قطع نظر اس کے چونکہ خیال زیادہ صورت پذیر ہے بہ نسبت موم کے اور وہ چیزیں جو موم کی طرح ملائم ہیں خیال ہوتا ہے کہ ان میں صورت بن گئی۔

اب ثانیاً صورت ایک شیر کی ڈھالو اور ثالثاً صورت انسان کی مگر اول کو تینوں میں سب سے بڑا بناؤ اور دوسرا اس کے بعد۔

یہ سہل تر ہے: یہ ہو گیا۔

اب ان تینوں کو ترکیب دے کے ایک بناؤ۔ تاکہ یہ تینوں ایک ساتھ نشو و نما پائیں ایک حد تک۔

میں نے ایسا کیا ہے۔

بالآخر ان کو خارجاً ایک کی صورت بخشو یعنی انسان کی اس طرح سے کہ جو شخص باطن کو نہیں دیکھ سکتا اور صرف بیرونی جلد پر نظر رکھتا ہے یہ گمان کرے کہ وہ ایک ہی جانور ہے انسان کے جاننے کے لئے۔

یہ میں نے کیا ہے۔

اور اب جو شخص دعویٰ کرتا ہے کہ اس مخلوق انسان کے لئے نافع ہے کہ وہ بے ایمان ہو اور یہ اس کے لئے مفید نہیں ہے کہ وہ منصف ہو ہم کو جواب دینا چاہئے کہ اس دعویٰ کا یہ مطلب ہے کہ یہ نافع ہے کہ اس کثیر الصورت عفریت اور شیر اور اس کے ارکان کو کھلا کے توانا کریں اور فاقے دیکے ناتواں کر دیں انسان کو اس حد تک اور اس کو ان دونوں میں سے کسی ایک کے رحم پر چھوڑ دیں اور اس کی کوشش نہ کریں کہ وہ عادی ہو جائے یا باہم مصالحت کر کے رہیں بلکہ اس طرح چھوڑ دیں کہ ایک دوسرے کو کاٹے اور لڑے اور کھا جائے۔

اس نے جواب دیا سچ ہے جو شخص ظلم کا مداح ہے وہ دراصل یہی کہتا ہے

دوسری جانب عدالت کی منفعت کا حامی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اقوال اور افعال ایسے ہونا چاہئے کہ باطنی انسان کا کامل تصرف پورے انسان پر ہو اور شیر کے ساتھ جو اس کا معین ہے مثل ایک کاشتکار کے اس متعدد سروں والے عفریت سے کام لے — اور جو اجزا قابل رام کرنے کے ہیں ان کی پرورش اور نگہداشت کرے رام شدہ اجزا کو اور وحشی اجزا کی نشو و نما کو روکے اور اُس تعلیم کی پیروی کرے جو اس اصول پر ہو کہ خود جمہور سے وابستہ ہو اور سب ایک دوسرے سے مصالحت اور مسالمت کریں اور اس کے ساتھ بھی ؟

ہاں یہ سب بعینہ دعوے اس شخص کے ہیں جو عدالت کا مداح ہے۔

پس ہر طریقہ سے عدالت کا ستائش گر سچ کہتا ہے درحالیکہ مداح ظلم کا جھوٹ بولتا ہے۔ کیونکہ خواہ تم لذت پر نظر کرو یا شہرت پر یا فائدے پر مداح راست باز آدمی کا سچ کہتا ہے درحالیکہ جملہ نفاوی اس کے خصم کی نادرست اور جاہلانہ ہے۔

اُس نے کہا میری بالکلیہ یہی رائے ہے۔

پس ہم کو کوشش کرنا چاہیئے کہ نرمی سے اُس سے بازی لیجائیں (کیونکہ اس کی غلطی غیر ارادی ہے) اور ہم کو چاہیئے کہ اس سے یہ سوال کریں:- میرے اچھے دوست کیا ہم یہ نہ کہیں کہ جو اعمال اچھے اور بُرے مانے جاتے ہیں وہ اچھے یا بُرے اس لئے ہیں کہ وہ وحشیانہ اجزا کو ہماری ماہیت کے انسان کا فرماں بردار کر دیتے ہیں — شاید بلکہ مجھ کو یہ کہنا چاہیئے کہ خدائی چیز کے تابع کر دیتے ہیں — یا رام شدہ جز کو خادم اور غلام وحشی جز کا بنا دیتے ہیں ؟

کیا وہ کہے گا ہاں ؟ یا کس طرح وہ جواب دیگا ؟

وہ کہے گا ہاں اگر وہ میری نصیحت کو قبول کرے۔

پس موافق اس دلیل کے میں نے کہا کیا یہ کسی کے لئے نافع ہو سکتا ہے کہ وہ کسی سے زر کو ناانصافی سے لے کیونکہ نتیجہ یہ ہے کہ جب آن میں وہ

591

زر لے گا وہ اپنے بہترین جزو کو سب سے فرومایہ جزو کا غلام بناتا ہے؟ یہ تسلیم کیا جائے کہ وہ زر لیتا ہے لڑکے یا لڑکی کو غلامی میں دینے کے لئے اور غلامی میں وحشی اور شریر آقاؤں کی یہ اس کو کچھ نافع نہ ہوگا اگر زر کثیر بھی اس مقصد کیلئے لے یہ حجت کی جائے گی کہ اگر وہ بیدردی سے اپنے خدائی جزو کو غلامی میں غیر الٰہی اور ملعون جزو کے دیتا ہے کیا وہ بدبخت آدمی نہیں ہے اور کیا اس کو رشوت نہیں دیجاتی زیادہ ہولناک ہلاکت کے لئے بہ نسبت ایریفیل کے جس نے ایک مالا لیا تھا قیمت میں اپنے شوہر کی حیات کے؟

گلاکن نے کہا اس باب میں کہ یہ اس سے کہیں زیادہ ہولناک ہے۔

اور کیا تم نہیں خیال کرتے کہ بے اعتدالی کی پھر سرزنش کی گئی ہے لامتناہی زمانہ تک اس سبب سے کہ جب اس کا ظہور رہوتا ہے تو وہ کثیر الصور ہیمہ جو ایسا ہولناک ہے زیادہ آزادی پاجاتا ہے اس مقدار سے زیادہ جو اس کے لئے مناسب ہے۔

بظاہر تم حق پر ہو۔

اور الفاظ خودرائے اور ناخوش جو بطور سرزنش استعمال کئے جاتے ہیں جب کبھی شیرباں اور مارنما مخلوق کی تعریف میں مبالغہ کیا جاتا ہے اور وہ حد سے زیادہ بڑھایا جاتا ہے تاکہ کوئی مناسبت نہیں رہتی؟

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

پھر عیش پرستی اور نسوانیت کی مذمت کی جاتی ہے کیونکہ وہ مضمحل اور ناتواں کردیتے ہیں اسی مخلوق کو کیونکہ اس میں بزدلی پیدا کردیتے ہیں۔

بلاشک وہ ایسے ہی ہیں۔

اور کیا ملامت زدہ نام خوشامد اور فرومایگی کے عطا کئے جاتے ہیں جب کبھی کوئی شخص اس سرگرم جانور کو مطیع کردیتا ہے فتنہ انگیز عفریت کے اور ناقابل تسلی طمع کو زر کی اس آخر الذکر کے اول الذکر پہلے ہی سے تعلیم دیتا ہے طولانی طریقہ سے توہین کے کہ وہ لنگور ہو جائے عوض میں شیر کے۔

یقیناً تم حق پر ہو۔

اور میں تم سے پوچھتا ہوں کیوں بھدا پن اور عامیانہ پن نامعقول سمجھے جاتے ہیں؟ کیا ہم یہ دعویٰ نہ کریں کہ یہ الفاظ اس مفہوم میں شامل ہیں کہ سب اچھا عنصر شخص میں جس کی طرف وہ منسوب ہیں از روئے طبیعت کمزور ہے۔ اس طرح سے کہ بالعوض اس امر کے کہ اس کی ذات میں جو مخلوق ہیں ان پر حکمرانی کرے وہ ان کی خوشامد کرتا ہے اور صرف یہ سیکھ سکتا ہے کہ ان کی چاپلوسی کرے؟

اس نے جواب دیا بظاہر ایسا ہی ہے۔

پس اس لئے کہ ایسے شخص پر فرمانروائی کی جائے بذریعہ حکومت کے جیسے اس حکومت کے مثل بہترین انسان پر حکومت کی جاتی ہے کیا ہم نہیں مانتے ہیں کہ وہ اس بہترین انسان کا نوکر بنایا جائے جس میں الٰہی عنصر غالب ہے؟

ہم بیشک نہیں گمان کرتے کہ ملازم پر اس کے خاص ضرر کے ساتھ حکومت کی جائے جس کو تھریسیماخس مانتا تھا کہ وہ حصہ رعیت کا ہے بخلاف اس کے ہم یقین کرتے ہیں کہ یہ بہتر ہے ہر شخص کے لئے کہ اس پر حکومت کیجائے بذریعہ عقلمند اور خدائی قوت کے جو کہ بشرط امکان انسان ہی کے دل میں مرکوز ہو صرف وہ متبادل وجود جو خارج ہے اس پر عائد کرے تاکہ ہم سب مماثل ہوں جس حد تک طبیعت اجازت دے اور ربا ہی دوست ہوں اس واقعہ سے کہ وہی ملاح ان کا بیڑا پار کرے۔

ہاں یہ بالکل حق ہے۔

میں نے کہا یہ صاف ظاہر ہے کہ یہی منشا قانون کا ہے ـ کہ مشترک دوست جملہ اراکین ریاست کا ہو۔ اور لڑکوں کی حکومت کا بھی ہے جس میں شامل ان کی آزادی کا روکنا اس وقت تک کہ ہم ان کا ایک آئین قرار دیں ان کی ذات میں جس طرح ہم ایک شہر میں کرتے ہیں اور جبتک کہ ہم انکی فطرت کے شریف ترین اصول کو ترقی دیں ہم نے ان کے دلوں میں ایک حافظ اور ایک بادشاہ مقرر کیا ہے جو بالکل مقام ہے ہماری فطرت کا اسوقت سے ہم ان کا آزاد ہونا گوارا کرتے ہیں۔

332

ہاں یہ صاف ظاہر ہے۔
پس مہربانی کرکے بتاؤ اے گلاکن کس اصول پر اور کس سلسلۂ استدلال سے ہم مان سکتے ہیں کہ ایک انسان کے لئے یہ نافع ہے کہ وہ غیر عادل اور بے اعتدال ہو یا کسی امر قبیح کا مرتکب ہو جو اس کو زیادہ تر بدی میں غرق کردے اگرچہ وہ اس جہت سے اپنی دولت کو ترقی دے یا زیادہ تر قوت حاصل کرے؟

ہم یہ مسئلہ کسی وجہ سے نہیں مان سکتے۔
اور کس دلیل سے ہم ان منافع کو جاری رکھ سکتے ہیں جس سے ظلم کا ارتکاب چھپایا جا سکے اور اس کی تعزیر سے بچ سکیں؟ کیا میں اس امر کے تصور کرنے پر حق پر نہیں ہوں کہ جو انسان اس طرح ماخوذ ہونے سے بچ جائے وہ سابق سے زیادہ بدکار ہو جائیگا درحالیکہ اگر وہ ماخوذ ہو کے سزایاب ہو تو اس کا بہیمی جز ساکن ہو کے رام ہو جائیگا اور جو جز رام ہو گیا ہے آزاد ہو جائیگا اور کامل نفس اعلیٰ ترین مزاج میں ڈھل جائے گا اور اس طرح اعتدال اور عدالت کے اکتساب سے حکمت کے ساتھ شریک ہو کے ایک ایسی حالت حاصل کرتا ہے جو زیادہ بیش بہا ہے بہ نسبت اس کے جو حاصل ہوتی ہے جسم کو جس کو طاقت اور حسن اور صحت عطا کی گئی ہے صحیح تناسب ہے جس میں نفس زیادہ قیمتی ہے بہ نسبت جسم کے؟

ہاں بیشک تم حق پر ہو۔
لہذا میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ صاحب فہم انسان اپنی تمام قوتوں کو ہدایت کریگا زندگی کے ذریعہ اس ایک مقصد کی طرف اس کا منصوبہ اول مرتبہ میں عزت کریگا ان تحصیلوں کی جو اعلیٰ درجہ کی سیرت اس کے نفس پر مرتسم کردیں گی درحالیکہ باقی دوسری تعلیمات کو خفیف جانے گا۔

ظاہر ہے۔
اور اس کی جسمانی عادت اور جسمانی تائید دوسرے مرتبے میں۔ بعید ہے کہ وہ گرویدہ ہو وحشیانہ غیر معقول لذتوں کے شغل کا وہ ثابت کرے گا کہ

صحت بھی اس کا کوئی مقصد نہیں ہے اور وہ قوت یا صحت یا حسن کی تحصیل کو اعلیٰ درجہ کی اہمیت نہیں دیتا اگر غالباً وہ اس کو اعتدال پر رکھے اسلئے کہ جسم کی تالیف برقرار رکھنے کے لیے اس کا مستقل مقصد یہ ہے کہ اس تال میل کو قائم رکھے جو نفس میں مسکن گزیں ہے۔

ہاں کچھ شک نہیں یہی ہے جب وہ چاہتا ہے کہ موسیقی کا حقیقی پرستار بن جائے۔ کیا وہ یہ بھی نہ ثابت کریگا کہ کس سختی کے ساتھ وہ تائید کرتا ہے اس نظام اور توافق کی جس کو قائم رکھنا چاہئے حصول دولت کیلیے؟

اور کیا وہ تہنیت ہے ہجوم عام کی اجتناب نہ کریگا کہ وہ چوندھیا نہ جائے کہ وہ دولت کی مقدار کو لا متناہی طور مضاعف نہ کرے جس سے اسکی لا انتہا تکلیف پہنچیگی؟

میں خیال کرتا ہوں وہ ایسا کریگا۔

بلکہ بخلاف اس کے ایک متردانہ حوالہ اندرونی آئین کی جانب اور نہایت خبرداری اس امر کی کہ کوئی جزو اس کے اجزائے تناسب سے خارج نہ ہو بوجہ کثرت یا قلت جوہر کے وہ اصول ہونگے جن کے ذریعہ سے وہ تا حد قابلیت وہ اپنی کشتی کو چلائے گا مدد دینے کے لئے یا صرف کر ڈالنے کے لئے اپنی جائداد کے۔

ٹھیک ایسا ہی ہوگا۔

اور پھر ایک بار بحوالہ اعزاز کے — اسی پیمانہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے ہوئے وہ مسرور ہوگا ان کے چکھنے اور ان کے ساتھ شریک ہونے سے جن کو وہ سمجھتا ہے کہ وہ اس کو بہتر انسان بنا دینگی۔ درحالیکہ وہ بچے گا سراً و علانیتاً ان سے جن کو وہ خیال کرتا ہے کہ اس کی موجودہ حالت کو فسخ کر دیں گے۔

334

اگر اس کا خاص تعلق خاطر اس جانب ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ سیاسیات میں شریک ہونے پر رضامند نہ ہوگا۔

میں نے جواب دیا مجھے اپنے ایمان کی قسم تم غلطی پر ہو وہ ضرور ایسا کرے گا — کم از کم اپنے خاص شہر میں۔ اگرچہ شاید اپنے وطن میں ایسا نہ ہو

تاآنکہ من جانب اللہ ایسا اتفاق ہو۔

اس نے جواب دیا۔ میں سمجھتا ہوں وہ ایسا کرے گا۔ تمھاری مراد ہے۔ اس شہر میں جس کے نظم ونسق کو ہم نے ابھی ختم کیا ہے اور جس کو اس نے اقلیم مباحثہ میں محدود کیا ہے کیونکہ میں نہیں یقین کرتا کہ روئے زمین پر وہ کہیں پایا جائے گا۔

شاید آسمان میں اس کا ایک نمونہ رکھا گیا ہے اُس شخص کے لئے جو اسکو دیکھنا چاہے۔ اور اس کو دیکھ خود اپنا نظام ویسا بنائے اور مسئلہ روئے زمین پر اس کے حال و استقبال کا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ کیونکہ بہر صورت وہ ایسے اس شہر کے اعمال کو اختیار کریگا دوسرے شہروں کے رسوم و افعال کو ترک کرکے۔

اُس نے جواب دیا شاید وہ ایسا ہی کرے گا۔
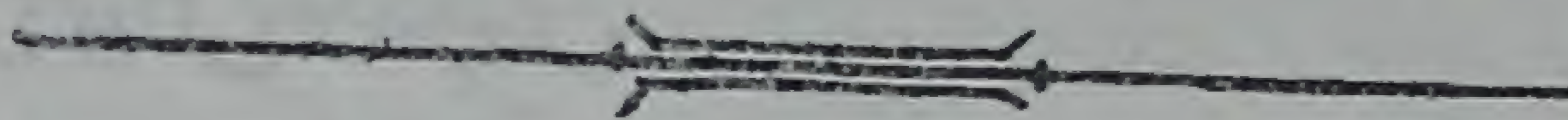
مقالۂ دہم

میں نے کہا۔ خوب جبکہ مختلف خیالات سے مجھ کو اس امر کے یقین کرنے کی رہنمائی کی گئی کہ ریاست کی تنظیم جو منصوبے ہم نے اختیار کئے تھے وہ حق تھے میں اس اعتقاد کو سختی سے محسوس کرتا ہوں جب میں ضوابط کو شعر کے بارے میں خیال کرتا ہوں۔

ان کی ماہیت کیا تھی؟

وہ اس مقصد سے تھے ہم کو نہ چاہیئے کہ کسی طرح سے شعر کے اس شعبہ کو جو تقلیدی ہے قبول کریں اور اب جبکہ نوعی اجزائے نفس کی تحدید جداگانہ ہر جنس کی ہو گئی یہ اعتقاد کہ ایسے اشعار بلا تردد قبول نہ کئے جائیں اب یہ میرے ذہن میں زیادہ تر صاف ہو گیا بہ نسبت سابق کے۔

توضیح کرو کہ تمھارا کیا مفہوم ہے۔

مجھے بالکل یقین ہے کہ تم مجھ کو ملزم نہ کرو گے ٹریجڈی کہنے والوں میں اور کلی گروہ میں تقلیدی کرا کے لہذا میں بلا تکلف تم سے کہتا ہوں کہ کل تقلیدی اشعار بظاہر مضرت رساں ہیں عقل کے لئے ان سامعین کے جن کے پاس اس کا فادزہر ہے اس کی حقیقت کا علم نہیں ہے۔

مہربانی کر کے بتاؤ تمھارے ان بیانات کا کیا مقصد ہے؟

جو بات میرے دل میں ہے بیان کر دوں گا۔ اگرچہ میں اعتراف کرتا ہوں کہ

ہومر کی جو عزت محبت کے ساتھ مجھ کو ہے وہ مجھ کو روکتی ہے
میں بچپن سے ہومر کا لحاظ و پاس کرتا ہوں۔ کیونکہ تمام عمدہ ٹریجیدی کہنے والے
شاعروں سے وہ موجد استاد اور رہنما ہے۔ لیکن صدق کے خلاف کسی کا
پاس و لحاظ گناہ ہے لہذا جیسا میں نے کہا میں صاف کہدوں گا۔
بہر صورت ایسا ہی کرو۔
لہذا سنو بلکہ جواب دو۔
اپنا سوال بیان کرو۔
کیا تم میرے نزدیک جو تعلید کی ماہیت ہے اسکو بیان کر سکتے ہو؟
کیونکہ میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ میں خود اس کے حقیقی مفہوم کو
بھولا ہوا ہوں۔
پس تم مجھ سے توقع کرتے ہو کہ میں سمجھتا ہوں!
کچھ تعجب نہیں ہے جو تم نے ایسا کیا کیونکہ اکثر ہوتا ہے کہ کوتاہ
نظر لوگ اکثر اشیاء کو جلد تر پہچان لیتے ہیں بہ نسبت تیز نظر اشخاص کے۔
سچ ہے۔ لیکن تمھاری موجودگی میں اگر میں کسی چیز کو دریافت
کروں تو مجھ کو اسکے ذکر کرنے کی جرأت نہ ہوگی لہذا تم خود ہی ملاحظہ کرو۔
خوب! کیا تمھاری یہ خواہش ہے کہ ہم اپنے معمولی طریقے کی پیروی کریں
آغاز تحقیق میں؟ میں یقین کرتا ہوں کہ عادت ہے کہ ہر مثال میں کسی
ایک صورت کے وجود کو اختیار کرلیں جس میں متعدد جزئی اشیاء داخل ہیں
جن کے لئے ہم ایک ہی نام استعمال کرتے ہیں۔ تم سمجھتے ہو یا نہیں؟
میں سمجھتا ہوں۔
پس ہم کو اس موقع پر ان متعدد اشیاء سے کوئی ایک
صورت لینا چاہئے جو تمھاری مسرت کے مناسب ہو۔ مثلاً
اگر تمھارے لئے یہ صورت مناسب ہو بلاشک اکثر پلنگ
اور اکثر میزیں ہیں۔
یقیناً۔

لیکن صورت جو تعلق رکھتی ہے ان اشیاء سے میرے علم و یقین میں صرف دو ہی ہیں ایک صورت پلنگ کی اور ایک صورت میز کی۔

ہاں۔

کیا ہم اس بات کے کہنے کے عادی نہیں ہیں کہ صانع ان میں سے ہر ایک کا صورت کو دیکھ رہا ہے جبکہ وہ پلنگ یا میزیں بنا رہا ہے جنکو ہم کام میں لاتے ہیں یا اور جو کچھ ہو؟ کیونکہ بلاشک کوئی صانع خود صورت نہیں بناتا کیونکہ یہ غیر ممکن ہے۔

یقیناً یہی ہے۔

لیکن مہربانی سے غور کرو کہ تم ایسے کاریگر کو جس کا بیان حسب ذیل ہے کس طرح بیان کرو گے۔

تم کس کا حوالہ کرتے ہو۔

میں اس کاریگر کا حوالہ دیتا ہوں جو وہ تمام اشیاء بناتا ہے جو تمام طبقہ صناعوں کے چیزیں داخل ہیں۔

تم ایسے شخص کا ذکر کرتے ہو جو تعجب انگیز زیرک ہے۔

تھوڑی دیر انتظار کرو اور تم کو ایسا کہنے کا بہتر سبب معلوم ہو جائیگا علاوہ بنا سکنے جملہ مصنوعی اشیاء کے وہی صناع پیدا کرتا ہے وہ چیز جو زمین سے اگتی ہے اور پیدا کرتا ہے جملہ حیوانات کو اور منجملہ سب کے اپنی ذات کو اور اس کے ساتھ ہی آسمان اور زمین اور ملائکہ اور جملہ اجرام سماوی اور تمام ہستیاں عالم سفلی زیر زمین کی۔ اسی کی صنعت گری ہے۔

کیسی عالی متعالی ہستی کا تم ذکر کرتے ہو!

کیا تم بے اعتقاد ہو کیوں؟ تو مجھ سے کہو۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ وجود ایسے صانع کا بالکل محال ہے؟ یا تم یہ یقین کرتے ہو کہ ایک طریق سے ہو سکتا ہے اور دوسرے طریق سے محال ہے وجود ایسے مختلف اقسام اشیاء کے صانع کا؟ کیا تم نہیں ادراک کرتے کہ ایک نوع کے طریق سے تم خود ایسے اصناف اشیاء کو؟

اُس نے پوچھا وہ طریق کیا ہے؟

میں نے جواب دیا کچھ مشکل نہیں ہے یہ نہایت سریع طریقہ ہے اور بہت سے اختلافات کو قبول کرتا ہے۔ شاید سب سے زیادہ سریع طریقہ یہ ہے کہ ایک آئینہ لے لو اور اس کو ہر سمت میں گردش دو۔ سورج اور اجرام سماوی کے بنانے میں دیر نہ لگے گی نہ زمین کے نہ اپنی ذات اور دوسری جاندار چیزیں اور کل بیجان چیزیں اور درخت اور جملہ اشیا جو ابھی مذکور ہوئیں۔

ہاں ہم اس قدر ظہورات مہیا کر سکتے ہیں مگر یقیناً وہ ایسے اشیا نہیں ہیں جو حقیقتاً موجود ہوں۔

درست ہے اور تمھارے مشاہدات بالکل حسب موقع ہیں۔

پس میری رائے میں مصور بھی صناعوں کے اسی طبقہ سے تعلق رکھتا ہے

کیا وہ نہیں تعلق رکھتا؟

یقیناً رکھتا ہے۔

مگر میں خیال کرتا ہوں تم کہو گے کہ اس کے مصنوعات غیر حقیقی ہیں اور پھر بھی مصور ایک قسم کے طریقے سے پلنگ بناتا ہے۔ یا میں غلط کہتا ہوں؟

ہاں مصور بھی پلنگ بناتا جو بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے۔

لیکن سریر کے بنانے والے کو کیا کہو گے؟ کیا تم نے ابھی ایک دقیقہ پیشتر نہیں کہا تھا کہ اس نے صورت نہیں بنائی جو بموجب ہمارے مسئلہ کے سریر کی حقیقت میں داخل ہے۔ بلکہ ایک جزئی سریر؟

ہاں میں نے ایسا کہا تھا۔

نتیجہ یہ ہے اگر وہ ایسی چیز نہیں بناتا جو حقیقتاً موجود ہے بلکہ کوئی شے مثل حقیقت کے لیکن ہنوز غیر حقیقی؟ اور اگر کوئی شخص سریر ساز کے کام کو بیان کرے یا کسی اور صانع کا کہ جو بطور کامل حقیقی ہے اس کا بیان اس واقعہ کا ظن غالب ہے کہ نا راست ہو گیا نہ ہو گا؟

ہاں ان لوگوں کی رائے میں جو ایسی بحثوں میں مشاق ہیں جیسی یہ ہیں۔

پس ہم کو کسی طرح تعجب نہ کرنا چاہیے اس امر کو دریافت کر کے کہ جو چیزیں جوہری ہیں مثل سریر کے وہ ظلی اشیاء ہیں جب حقیقت سے ان کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔

سچ ہے۔

کیا تم چاہو گے کہ ان تمثیلوں کو ہم اپنی تحقیق میں استعمال کریں ایک نقال کی حقیقت میں؟

اس نے جواب دیا اگر تم عنایت فرماؤ۔

تین قسم کے سریر ہیں۔ منجملہ ان کے حقیقت اشیاء میں موجود ہی اور اس کو ہم خدائے تعالیٰ کی صنعت سے منسوب کریں گے اگر میں غلطی پر نہ ہوں۔

اگر ایسا نہ ہو پھر کس سے اس کو منسوب کریں؟

ہم اس کو صرف اسی کی ذات (جل شانہ) سے منسوب کر سکتے ہیں میرا یہ خیال ہے۔

دوسرا بنایا ہوا نجار کا ہے۔

ہاں۔

اور تیسرا مہیا کیا ہوا مصور کا ہے۔ کیا یہ نہیں ہے؟

ایسا ہی ہے۔

لہٰذا تین طرح کے سریر ہیں اور تین منتظم ان کی صنعت کے ہیں۔ مصور، نجار، خدائے تعالیٰ۔

ہاں تین ہیں۔

پس خدائے تعالیٰ نے ارادہ نہیں کیا کہ ایک سے زائد سریر نہ بنائے یا کسی قسم کی ضرورت اس کی مقتضی ہوئی کہ اس نے ایک سے زائد عالم میں نہیں بنایا بہرطور اس نے ایک ہی بنایا ہے جو کہ مطلقاً حقیقی سریر ہے۔

لیکن دو یا دو سے زائد ایسے سریر خدائے تعالیٰ نے نہیں بنائے اور نہ بنیں گے۔

یہ کیونکر۔

اس سبب سے کہ اگر خدائے تعالیٰ صرف دو بناتا تا ایک اور سریر پھر ظہور کرتا جس کی صورت اور دوسرے دو ہیں ان کی باری سے داخل ہوتی اور یہ مطلق اور اصلی سریر ہوتا نہ وہ دو۔

تم سچ کہتے ہو۔

یہ جانے مجھ کو تصور کرنا چاہیئے اور یہ چاہ کے کہ حقیقی صانع فی الحقیقت موجود سریر کا نہ کہ کوئی غیر محدود صانع کسی غیر محدود سریر کا خدائے تعالے نے صرف ایک ایسا سریر خلق کیا۔

ایسا ہی معلوم ہوتا ہے

کیا تم اس رائے سے متفق ہو کہ ہم اس کو خالق تعالےٰ کہہ کے خطاب کریں مثلاً اس شے کا؟

اس نے جواب دیا ہاں ایسا ہی کرنا درست ہے اس کو دیکھ کے کہ اس نے تخلیق سے اس نے یہ دونوں بنائے اور ہر چیز جو اس کے ماورا ہے۔

اور نجار کو کیا کہو گے ۔کیا ہم اس کو صانع ایک سریر کا نہ کہیں ؟

ہاں۔

کیا ہم مصور کو صانع اور بنانے والا اسی چیز کا نہ کہیں ؟

ہرگز نہیں۔

پس تمھارے حساب سے وہ کیا ہے بالنسبت سریر کے ؟

میری رائے میں اس کو انصافاً نقال اس چیز کا کہنا چاہیئے جسکے وہ دو صانع ہیں۔

اچھا پس تم موجد کو اس چیز کے جو دو مرتبہ دور کی گئی ہے اصل شئے سے جو کہ مخلوق ہے اُس کو نقال کہو گے ؟

ہاں ٹھیک ایسا ہی ہے ۔

لہذا چونکہ ٹریجڈی کہنے والا نقالی ہے ہم اس پر محمول کریں گے اسی طرح کہ وہ اور جملہ نقالوں کے ساتھ تیسری درجہ نزولی میں ہے بادشاہ (اصل شئے) سے اور سچائی سے

ایسا ہی ظاہر ہوگا۔

پس ہم نقالی کی ماہیت پر متفق ہیں۔ مگر مصور کے باب میں مجھ کو ایک سوال کا جواب دو۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ مصور اصلاً مخلوق شے کے نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے یا صانع کی صنعتوں کو؟

اس نے جواب دیا پچھلا۔

کیا وہ حقیقتاً موجود ہیں یا جیسے وہ ظاہر ہوتے ہیں؟ اس کی اور تعریف کرو۔

تمھاری کیا مراد ہے؟

میری یہ مراد ہے: جب تم سریر پہلو سے سامنے یا کسی اور وضع سے وہ جو کچھ کیوں نہ ہو دیکھتے ہو کیا وہ اپنی عینیت کو کچھ بھی بدل دیتی ہے یا وہ درحقیقت بعینہ باقی رہتی ہے اگرچہ بدلی ہوئی معلوم ہوتی ہے؟ اور یہی اور ہر چیز کا حال ہے؟

جو اخیر میں گزری وہ صحیح توجیہ ہے بظاہر مختلف معلوم ہوتا مگر درحقیقت تبدیلی نہیں ہوئی۔

پس یہ نکتہ ہے جس پر میں چاہتا ہوں تم غور کرو۔ دونوں میں کس کی جانب ہر صورت میں تصویر منسوب کی جاتی ہے۔ کیا یہ مطالعہ کرتی ہے کہ نقل کرے اصل حقیقت کو اصلی اشیاء کی یا ظاہری صورت کو ظواہر کی؟ بالفاظ دیگر یہ نقل ہے (بنطاسیا) وہم کی یا صدق کی؟

اس نے جواب دیا اول کی۔

نقالی کا فن میں سمجھتا ہوں بالکلیہ مسترد کر دیا گیا ہے صدق سے اور بظاہر اس کا صرف اتنا اثر ہے کیونکہ یہ گرفت کرتا ہے ایک شے کی اس کی حد کے ایک خفیف حصے پر اور وہ چھوٹا جز بھی جوہر نہیں رکھتا۔

مثلاً ہم کہتے ہیں کہ مصور ہمارے لئے ایک موچی نجار یا کسی اور اہل حرفہ کی تصویر بنائے در حالیکہ مصور کو کچھ بھی اس کو حرفہ کے باب میں معلوم نہیں ہے اور قطع نظر اس جہالت کے اور کچھ نہیں جانتا البتہ وہ اچھا مصور ہے اگر وہ ایک نجار کی تصویر بنائے اور اپنی تصویر کچھ دور رکھ کے دکھائے وہ بچوں اور بیوقوف آدمیوں کو دھوکا دے کے ان کے دل میں یہ خیال پیدا کرے گا کہ وہ تصویر درحقیقت نجار ہے۔

بلاشک وہ ایسا کرے گا۔

وہ جو کچھ ہو مگر اے میرے دوست میں تم سے کہونگا کہ میں کیا خیال کرتا ہوں کہ ہم کو ان جملہ صورتوں میں کیا محسوس کرنا چاہئے۔ جب کوئی شخص ہم سے کہ مجھ سے ملاقات ہوئی ایک انسان سے جو کل حرفوں سے واقف ہے اور وہ اپنی ذات میں کل علم کا مجمع کئے ہوئے ہے جس میں سے ہر ایک کو ایک ایک آدمی تنہا جانتا ہے اس درجہ کی صحت کے ساتھ جس پر کسی کو سبقت نہیں ہو سکتی۔ تو ہم اپنے مخبر کو یہ جواب دینگے کہ وہ بیوقوف ہے اور اس سے اتفاقاً کسی شعبدہ باز اور نقال سے مڈبھیڑ ہوئی ہے جس نے اس کو ہمہ دانی کا فریب دیا ہے کیونکہ وہ خود علم اور جہالت نقل میں امتیاز نہیں کر سکتا۔

یہ بالکل سچ ہے۔

پھر میں کلام کو اس طرح جاری کیا ہم کو لازم ہے کہ ٹریجڈی (قصہ غم انجام) اور اس کے پیشوا ہومر پر غور کریں کیونکہ ہم سے بعض اشخاص نے کہا ہے کہ ڈرامانویس شاعر نہ صرف جملہ فنون سے ماہر ہیں بلکہ جملہ انسانی اشیا سے باخبر ہیں جو نیکی اور بدی سے تعلق رکھتی ہیں اور اس کے ساتھ ہی خدائی چیزوں سے واقف ہیں۔ اچھا شاعر جو خوب شعر کہتا ہے تو کہتے ہیں کہ وہ اپنے موضوع سے باخبر ہے ورنہ وہ ہرگز کچھ نہ لکھ سکتا۔ لہٰذا ہم کو دریافت کرنا چاہیئے آیا وہ شاعر جن سے ان لوگوں کا سامنا ہوا ہے محض نقال ہیں جنھوں نے ناظرین پر یہ اثر کیا ہے کہ جب وہ ان کی تصنیف کو دیکھتے ہیں

تو وہ یہ نہیں دیکھ سکتے کہ انھوں نے جو کچھ کہا ہے وہ دو بار حقیقت سے دور ہے اور ایسا شخص اس کو سہولت سے ادا کر سکتا ہے جو سچائی سے ناواقف ہے کیونکہ وہ اوہام ہیں نہ کہ حقایق ــــ یا ہمارے خبر دینے والے اس حد تک سچے ہیں کہ اچھے شاعر مضامین کو بخوبی جانتے ہیں جن سے وہ جماعت کثیر کو ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ وہ خوب تقریر کرتے ہیں۔

ہاں ہم کو چاہئے کہ اس معاملہ کو تحقیق کریں۔

پس تم کیا خیال کرتے ہو کہ اگر کوئی شخص اصل اور نقل دونوں کو پیدا کر سکتا ہے اس کو لازم ہے کہ سنجیدگی کے ساتھ کہ اظہارات کی صناعی کرے اور اس کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دے اس خیال سے کہ وہ ایک کام کو انجام دیتا ہے

میں ایسا نہیں خیال کرتا۔

بلکہ بخلاف اس کے اس کو اشیاء کے بارے میں عمدہ تعلیم ملی ہے جن کی وہ نقالی کرتا ہے میرے زعم میں وہ بہت بڑھی ہوئی محنت حقیقی کاموں پر صرف کریگا نہ کہ نقالی پر اور وہ کوشش کریگا کہ اپنے بعد کے لئے ایک تعداد عمدہ صنعتوں کی چھوڑ جائے اپنی یادگار کے طور سے اور اس کو زیادہ اس کا شوق ہوگا کہ لوگ اس کی ستائش کریں نہ کہ وہ خود ستائش گر ہو۔

اس نے کہا میں تم سے اتفاق کرتا ہوں کیونکہ عزت اور نفع ایک حالت میں بہت زیادہ ہیں بہ نسبت دوسری صورت کے۔

پس معمولی مضامین پر ہم کو ہومر یا کسی دوسرے شاعر سے صراحت نہ طلب کرنا چاہئے اس طرح پوچھ کے کہ متقدمین یا متاخرین شعرا سے کوئی ماہر ہوں شفا بخش صناعت میں نہ صرف اطبا اصطلاحات کے نقال ان کو یہ لیاقت کہاں تھی کہ وہ کسی کو شفا بخشتے مثل اسقلیسوس کے یا اپنے بعد ایک جماعت طلبہ کو چھوڑا جو طبیعیات کے ماہر تھے مثل اسقلیسوس کے جس نے اپنی اولاد کو چھوڑا اور نہ ہم ان سے دریافت کریں گے دوسرے فنون کے متعلق جن کو بحث سے خارج کردینا چاہئے لیکن عظیم ترین اور سب سے زیادہ جمیل مضامین جن سے ہومر بحث کرتا ہے جیسے جنگ اور میدان کارزار کی ترتیب اور شہروں کا

نظم ونسق اور انسان کی تعلیم عدالت کا مقتضا ہے کہ ان سے بحث کی جائے اور اس طرح سوال کرنا چاہئیے۔ میرے محترم ہومر اگر تم درحقیقت سچائی سے دور ہونے کے حوالے سے عوض میں دوبار دور ہونے کے اور وہم کی دست کاری میں نیکی کے حوالے سے عوض میں دو بار دور ہونے کے اور وہم کی دست کاری میں موافق ہماری نقالی کی تعریف میں اور اگر تم اس قابل تھے کہ ان تلاشوں میں امتیاز کر و جو انسان کو بہتر یا بدتر بنا دیتے ہیں خانگی طور سے یا عوام میں تو ہم سے کہو کہ کس شہر کے آئین کی اصلاح تمھاری رہین منت ہے جس طرح لیسی ڈیمن کی اصلاح لیکر گس کی ممنون ہے اور اکثر چھوٹے بڑے شہروں کی دوسرے مقننین کی زیر بار احسان ہے؟ کونسی ریاست ان فوائد کو منسوب کرتی ہے جو اس کو عمدہ مجموعہ قوانین سے حاصل ہوئی؟ اطالیہ اور صقلیہ خارو ندس کو اس استعداد کی جہد سے پہچانتے ہیں اور ہم سولن کو لیکن کس ریاست نے اس حیثیت سے تم کو پہچانا؟ کیا وہ کسی ایک کا بھی نام لے سکتا ہے؟

گلاکن نے کہا میں خیال کرتا ہوں کہ نہیں: کم از کم یہ کہ ہم سے کوئی ایسا افسانہ نہیں کہا گیا ہے حتیٰ کہ ان شعرا نے بھی نہیں بیان کیا جو ہومر کے شاگرد ان شاگرد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

پس کیا یہ افسانہ کہا گیا ہے کوئی محاربہ ہومر کے عہد میں ایسا واقع ہوا ہے جو بخیر و خوبی انجام کو پہنچا جو ہومر کی سرکردگی میں یا اس کے صلاح مشورے سے ہے؟

نہیں کوئی نہیں۔

کیا یہ کہا گیا ہے کہ وہ مثل تالیس ملیطی کے یا اناخارسس سیتی تھیا کے باشندے کے بعض ایجادات کا موجد ہوا ہے جن کو مفید فنون سے تعلق ہو یا دوسرے عملی معاملات ہیں جس سے دلوں پر اس کی دانشمندی کا ارتسام ہو زندگی کے عملی فرائض میں؟

نہیں اس قسم کی کوئی بات اس کے بارے میں نہیں کی گئی۔

تو پس کیا یہ ہومر کے باب میں مذکور ہوا ہے کہ اگرچہ عوام کے امور میں دخیل نہ تھا تاہم اس نے اپنی زندگی میں بذات خود خانگی طور سے بعض شاگردوں

کی تعلیم کا متکفل ہوا جو اسکی صحبت سے محظوظ ہوتے تھے اور اپنے پس ماندوں کے لئے ہومر کا طریقہ بسر حیات کا چھوڑا جس طرح فیثاغورس نے جس کی شخصیت غیر معمولی درجے کی محبوب ہے ایک رفیق کی حیثیت سے اس کا ذکر نہیں کہ اس کے جانشین جو اپنے طریقہ بسر حیات کو اس کے نام سے یاد کرتے ہیں اور وہ ایک خاص حد تک عالم میں نمودار ہیں۔

نہیں سقراط اس قسم کا کوئی امر بھی اس کے باب میں مذکور نہیں ہوا ہے بیشک اگر حکایات ہومر کے باب میں اگر سچ ہیں تو تعلیم اس کے دوست کریوفیلس کی ممکن ہے کہ زیادہ مضحک تصور کی جائے بہ نسبت اس کے نام کے کیونکہ ہم کو خبر دی گئی ہے کہ کریوفیلس نے ہومر کی خبر نہ لی اور عجب ہے کہ اپنی زندگی میں بھی ہومر سے غفلت کی۔

بلاشک حکایت تو یہی ہے۔ مگر گلاکن کیا تم خیال کرتے ہو کہ اگر ہومر درحقیقت انسانوں کو تعلیم کرنے کی قابلیت رکھتا تھا اور ان کو بہتر آدمی بنا سکتا تھا اس واقعہ سے کہ وہ صرف نقالی نہیں کرتا تھا بلکہ علوم زیر بحث کو جانتا تھا تو وہ اپنی طرف ایک جم غفیر رفقا کو متوجہ کر سکتا تھا جو اس سے محبت کرتے اور اس کو محترم سمجھتے؟ کیونکہ جس مدت تک فیثاغورس آبدرا رہنے والا اور پروڈیکس فیوس کا باشندہ اور ایک جماعت کثیر دوسرے لوگوں کی اپنے زمانے کے انسانوں کو فہمائش کر سکتی جیسا کہ ہم ملاحظہ کر سکتے ہیں آپس کی گفتگو سے کہ وہ اس قابل نہ ہوں گے کہ اپنے ہی گھر اور شہر کا انتظام کریں جبتک وہ تعلیم کے متکفل نہ ہوں اور جب تک کہ جو حکمت اس میں مضمر ہے ان معلموں کی لاانتہا محبت کی ذمہ دار نہ ہو حتیٰ کہ رفقا ان کو اپنے کندھوں پر چڑھا کے لئے لئے نہ پھریں۔ کیا یہ سمجھ سکتے ہو کہ اگر ہومر اور ہزیبود درحقیقت انسانوں کی نیکی میں ترقی دینے کے قابل ہوتے تو ان کے معاصر ان کو شعر خوانی کرتے ہوئے پڑے پھرنے دیتے؟ غالباً لوگ ان کو سونے سے زیادہ کلیجے سے لگاتے اور مجبور کرتے کہ اپنے ہموطنوں کے ساتھ وطن میں قیام پذیر ہوں؟ اور یا اگر اس عنایت کا انکار کیا جاتا تو راہ نوردی میں ان کی رفاقت

کی جاتی یہاں تک کہ ان کے شاگردوں کی قابل اطمینان تعلیم ہو جاتی؟
میں یقین کرتا ہوں سقراط تم لاکلامی طور سے حق پر ہو۔
پس کیا ہم کو یہ نتیجہ نہ نکالنا چاہئے کہ شعر کے لکھنے ہومر سے شروع کرکے بیچمہ ہری (خالی امثالیں ہر موضوع کی نقل کرتے ہیں جس کے بارے میں وہ لکھتے ہیں اسی میں فضیلت بھی داخل ہے مگر صدق کا فہم ان کو نہیں ہوتا؟ فی الواقع جیسا کہ ہم ابھی کہہ رہے تھے کہ کیا مصور بغیر اس کے کفش دوزی کے باب میں کچھ سمجھے تصویر بنائے گا کفش دوزکی یعنی اس بدچیز کی جس کو کفش دوز مان لیا ہے ان لوگوں نے جو ویسے ہی ناواقف ہیں اس موضوع سے جیسے مصور اور جو رنگوں اور شکلوں سے فیصلہ کرتے ہیں؟
ہاں یقیناً وہ ایسا ہی کریگا۔
اور ٹھیک اسی طریقے سے میں گمان کرتا ہوں ہم کہیں گے کہ شاعر اور مصور ایک نوع کے رنگوں کو افعال اور اسماء کی شکلیں بناتا ہے چند پیشوں کو ظاہر کرتا ہے جن کے باب میں وہ اس کے سوا اور کچھ نہیں سمجھتا کہ وہ ان کی نقل بنا سکے پس اگر وہ وزن سجع اور تالیف کو لکھ سکتا ہے کفش دوزی کے بارے میں یا سرکردگی فوج کے بارے میں یا کسی مضمون کے بارے میں خواہ وہ کچھ ہی ہو لوگ جو ویسے ہی جاہل ہیں جیسے وہ خود ہے اور جو صرف صورت اظہار سے فیصلہ کرتے ہیں وہ شعر کو بہت عمدہ خیال کرتے ہیں اسی قدر قوی وہ جادو ہے جو یہ موسیقی کے اسباب طبعاً رکھتے ہیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں تم جانتے ہو کیسے ضعیف صورت شعرا کے تصنیفات ظاہر کرتے ہیں جب ان سے موسیقی کی رنگینی جدا کر لیتے ہیں اور ان کو معرا کرکے دکھاتے ہیں۔ بلاشبہ تم نے اصل واقعہ کو ملاحظہ کر لیا ہے۔
اس نے جواب دیا ہاں میں نے ایسا کیا ہے۔
کیا یہ اس پژمردہ صورت کو یاد نہیں دلاتا جو کبھی خوش و خرّم تھے اگرچہ خوبصورت نہ تھے یہ پژمردگی شباب نے جب ان کو چھوڑ دیا تو ظاہر ہوئی؟

ٹھیک ایسا ہی ہے۔
اب میں چاہتا ہوں کہ تم اس امر پر غور کرو۔ ہمارے نزدیک تمثال بنانے والا یعنی نقال صرف ظاہر کو سمجھتا ہے نہ کہ حقیقت کو کیا ایسا نہیں ہے؟
ہاں۔
اس معاملہ کو اس طرح نہ چھوڑو کہ نصف کی تصریح ہو۔ ہم کو قابل اطمینان طور سے اس کو جانچنے دو۔
بیان کرو۔
ایک مصور ہمارے نزدیک دہانہ اور لگام کی تصویر بنائے گا کیا ایسا نکریگا؟
ہاں۔
لیکن لگام اور دہانہ کو موچی (زین ساز) بنائے گا اور آہنگر کیا یہ لوگ نہ بنائیں گے؟
یقیناً۔
تو کیا مصور سمجھتا ہے کہ دہانہ اور لگام کی کیا صورت ہونا چاہیئے؟ یا یہ صورت ہے کہ بنانے والے بھی یعنے آہنگر اور موچی اس موضوع سے جاہل ہیں جس کو صرف سوار سمجھتا ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ یہ چیزیں زیر بحث کیونکر کام میں لانا چاہتے ہیں؟
یعنی سچی حالت اس واقعہ کی۔
بس کیا ہم یہ نہ کہیں کہ تمام چیزیں ایک ہی مقولے سے ہیں؟
تمھاری کیا مراد ہے؟
کیا ہم یہ نہ کہیں کہ ہر شے واحد تین خاص فنون پر متضمن ہیں۔ اول کا احاطہ یہ ہے کہ چیز کا استعمال کیا ہے دوسرے کیونکر پیدا کی جائے تیسرے کیونکر اس کی نقل کی جائے؟
ہاں ہم ایسا کر سکتے ہیں۔

کیا اس کی عمدگی خوبصورتی اور صحت ہر مصنوعی شے کی یا زندہ مخلوق کی یا فعل جس کو بحوالہ غرض کے جانچنا چاہیئے جو اس کے بنانے کی غایت ہے یا اس کی طبیعی ساخت ہے؟

سچ ہے یہی امور ہیں۔

لہذا وہ انسان جو کسی چیز کو استعمال کرتا ہے ضرور ہے کہ اس کو بہتر جانتا ہو۔ اور اثنائے استعمال میں بنانے والے کو خبر دیتا رہے گا کہ اس کے بنانے میں کامیاب ہوا یا ناکام رہا۔ مثلاً نے نواز بلاشک نے ساز کو خبر دیتا رہیگا ان نیوں کے بارے میں جن کو وہ بجاتا ہے اپنے فن کی مشق میں اور ہدایت کرے گا کہ کیونکر بنانا چاہیئے اور نے ساز اسکی ہدایتوں پر کاربند ہوگا۔

بے شک۔

ایک کو کامل اطلاع ہے اچھی بُری نے کے متعلق اور خبر پہنچاتا ہے جن پر دوسرا اعتماد کرتا ہے اور اسی کے موافق بناتا ہے کیا یہ صورت نہیں ہے؟

ہاں یہ ہے۔

لہذا بنانے والا آلہ کا صحت کا یقین رکھے گا نسبت خوبی یا بدی آلے کے اُس شخص سے آگاہی حاصل کرے گا جس شخص کو کامل معرفت اس کے موضوع کی حاصل ہے اور اس کی تعلیمات کے سننے پر مجبور ہوگا درحالیکہ استعمال کرنے والے کو اس آلے کے اس کی حکمت ان امور کی حاصل ہوگی

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

لیکن نقال کو ان دونوں سے کیا حاصل ہوگا۔ کیا وہ جو بالفعل ان چیزوں کو بیان کرتا ہے اس کو نظری علم حاصل ہے آیا اس کے مصنوعات خوبصورت اور درست ہیں یا نہیں یا وہ صحیح رائے رکھے گا کیونکہ وہ شخص جس کو صحیح علم حاصل ہے اس کو خبر دیتا رہتا ہے اور اس کی ہدایات پر کاربند ہے کہ کس طرز سے اس کو کام کرنا چاہیئے؟

نہ یہ نہ وہ۔

یعنی نقال کو نہ تو علم نظری حاصل ہے نہ آرائے صحیحہ رکھتا ہے نسبت خوبی یا بدی ان چیزوں کے جن کی وہ نقل کرتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے ایسا نہیں ہے۔

شاعرانہ نقال دلفریبی کے ساتھ عقلمند ہے نسبت ان موضوعات کے جن سے وہ بحث کرتا ہے۔

بالکل ٹھیک نہیں ہے۔

بہرطور وہ نقالی کرتا رہیگا قطع نظر اس کے کہ وہ بالکل جاہل ہے کہ اچھی یا بری چیز کیا ہے۔ نہیں بلکہ بظاہر وہ مجمل مفہومات بر حسن و قبح کے نقالی کرے گا وہ مفاہیم عوام الناس سے اکثر کو حاصل ہیں جن کو علم نہیں ہے۔

ہاں اس کے ماورا وہ کس چیز کی نقالی کرے گا۔

پس بظاہر اس حد تک ہم بخوبی اتفاق رکھتے ہیں کہ نقل کرنے والا شخص ان چیزوں کے اہم امور سے واقف نہیں ہے جن کی وہ نقالی کرتا ہے لہذا نقالی ایک مشغلہ ہے بطور لہو ولعب کے اور کوئی سنجیدہ کام نہیں ہے اور یہ کہ جو لوگ غم انجام قصہ گوئی میں ترقی کرتے ہیں ایابسی ہیں یا انی کے وزن میں اعلیٰ درجہ کے نقال ہیں بلا کسی استثنار کے۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

میں نے کہا پس برائے خدا کیا یہ عمل نقالی کا کسی ایسی چیز سے بحث کرتا ہے جو دوبار حقیقت سے دور ہے مجھ کو جواب دو۔

ہاں رکھتا ہے۔

اور ہاں براہ عنایت بیان کرو کہ تم کس طرح انسانی ماہیت کے اس جز کو بیان کروگے یا جس کی وہ ورزش کرتا ہے اس قوت کی جو اس کے قبضہ میں ہے؟

تصریح کرو کس جزو سے تم مراد لیتے ہو۔

میں تصریح کروں گا۔ میں یقین کرتا کہ اشیا یکساں قد کے ہم کو از روئے مقدار مختلف معلوم ہوں گے موافق اپنی دوری کے ہماری آنکھوں سے۔

ایسے ہی معلوم ہونگے۔

اور جو چیزیں پانی کے نیچے خمدار معلوم ہوں گی پانی سے نکال لی جائیں تو سیدھی معلوم ہوں گی۔ اور وہی چیزیں یا مقعر نظر آئیں گی یا محدب ایک اور قسم کی غلطی سے رنگوں کے بارے میں آنکھ جس کی ذمہ دار ہے اور صریحا نفس میں ایک قسم کا سخت اضطراب اس طرح کا موجود ہے اور یہی طبیعی کمزوری ہماری ہے جس کو ہر نوع کا سحر دفع کرتا ہے فن کشش یا نیرنجات کے اور دوسرے متعدد ایجادات اسی قسم کے۔

سچ ہے۔

اور کیا اعمال پیمائش اور حساب اور تول ظاہر نہیں ہوئے جو ہم کو مدد دینے کے ہماری موافقت کی تاکہ اوہام کے فریب کو دفع کریں اور ہمارے باطن میں جو قوت مجمل مفاہیم درجات مقدار اور کمیت اور وزن کے تھے ان کا استیصال کر دیا جائے حکومت اور اصول کی قایم کی جائے جن اصول سے تخمینہ یا پیمائش یا وزن قایم کیا جائے؟

بلاشبہ۔

اور یقیناً ضرور ہے کہ یہ کام ہمارے نفس کے عقلی عنصر کا ہو۔

ہاں یقیناً ضرور ہونا چاہیئے۔

مگر جب یہ عنصر بعد اکثر پیمائش کرنے کے ہم کو خبر دیتا ہے کہ فلاں شے بڑی یا چھوٹی یا برابر دوسری چیز کے ہے تو ظاہر نظر اسی وقت اس کا نقض کرتی ہے جو اسی چیز سے پیدا ہے۔

ہاں۔

کیا ہم نے نہیں کہا کہ ایک ہی وقت میں اور نفس کے اسی خبر سے محال ہے متناقض رائیں رکھی جائیں انھیں چیزوں کے بارے میں۔

ہاں اور یہ کہنا ہمارا بجا و درست تھا۔

پس وہ جز ہمارے نفس کا جس کی رائے پیمائشوں کے مخالف ہے بعینہ وہ جزء نفس نہیں ہو سکتا جو ان سے موافقت رکھتا ہے۔
یقیناً نہیں۔
مگر یقیناً وہ جزء جو پیمائش اور حساب پر اعتماد کرتا ہے ضرور ہے کہ بہترین جزء نفس کا ہو۔
بلاشبہ ہوگا۔
لہٰذا وہ جزء جو نقص کرتا ہے اس جزء کا کوئی کمتر درجہ کا عنصر ہماری ماہیت کا ہو۔
ضرورتاً ایسا ہے۔
یہ وہ امر تھا جس کو میں نے چاہا کہ ہمارے درمیان طے ہو جائے جب میں نے کہا کہ مصوری یا عموماً کل فن نقالی کا ایسے کام میں مشغول ہے جو سچائی سے بہت دور ہو گیا ہے اور یہ مزید براں لزوم رکھتا ہے ہمارے اس جزء سے جو حکمت سے بہت دور ہے اور اس کی آشنا اور دوست ہے کسی خوشگوار یا کسی راست مقصد سے نہیں۔
اس میں کیا کلام ہے۔
پس فن نقالی نالائق آشنا ہے ایک نالائق دوست کی اور مورث ہے ناخلف اولاد کی۔
ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔
کیا یہ کارآمد ہے صرف اس نقالی پر جو مخاطب کرتا ہے اپنی طرف آنکھ کو؟ یا ہم اس کو وسعت دے سکتے ہیں اس چیز کے لئے جو مخاطب کرتا ہے کان کو جس کو میں یقین کرتا ہوں کہ شعر کہتے ہیں؟
غالباً ہم کر سکتے ہیں۔
میں نے کہا اچھا ہم کو صرف ظنی شہادت پر اعتماد نہ کرنا چاہئے جو مصوری سے لی گئی ہے بلکہ ہم کو تحقیقات عمل میں لانا چاہئے عقل کے اس جزو کے متعلق جس کو فن نقالی شعر کا لازم ہے اور ہم کو جانچنا چاہئے کہ یہ بیکار ہے

یا خوب ہے۔

ہاں ہم کو ایسا کرنا چاہئیے۔

اس مقدمہ کو اس طرح بیان کرنا چاہئیے۔ فن نقالی۔ اگر ہم حق پر ہوں۔ انسانوں کی نقل کرتا ہے جو ارادی یا غیر ارادی کاموں میں مصروف ہیں اور جو موافق نتیجہ اپنے کاموں کے اپنے آپ کو خوش حال سمجھتے ہیں یا اس کا عکس اور جو ان تمام حالات میں یا احساس کرنے میں خوشی کا یا رنج کا کیا اس میں کسی چیز کا اضافہ کرنا ہے؟

نہیں کچھ نہیں۔

اب ان مختلف حالات میں انسان کی حالت اتحاد کی ہے؟ یا وہ بذات خود فساد اور جنگ رکھتا ہے اپنے کاموں میں ٹھیک اسی طرح کہ وہ برسر فساد تھا اور متناقض رائیں رکھتا تھا اسی آن میں اسی موضوعات کے متعلق جہاں اس کی نگاہ کا تعلق تھا؟ لیکن مجھ کو یاد ہے کہ اس موضوع پر ضرور نہیں ہے کہ ہم اب متفق ہوں۔ کیونکہ ہم نے اس کو گزشتہ بحثوں میں طے کر لیا تھا قابل اطمینان طریقے سے جس بحث میں ہم نے تسلیم کیا تھا کہ ہمارا نفس وقت واحد میں لاتناہی تعداد تناقضات سے بھرا ہوا ہے۔

ہم حق پر تھے۔

میں نے کہا ہاں مگر کچھ چھوڑ دیا تھا میرے خیال میں اب اس سے بحث کرنے کی ضرورت ہے۔

وہ کیا تھا؟

ہم نے کہا۔ میں یقین کرتا ہوں۔ بالفعل کہ ایک نیک آدمی پر کوئی مصیبت پڑ جائے مثلاً کسی لڑکے کا فوت ہو جانا یا اور ایسی کوئی چیز جس کی وہ اعلیٰ درجہ کی قدر کرتا تھا تو وہ اس مصیبت کو نہایت آسانی سے برداشت کر لیگا بہ نسبت کسی دوسرے کے۔

یقیناً وہ کر لیگا۔

مگر اب ہم کو یہ آزمانا ہے کہ اس کو بالکل رنج نہ ہوگا یا چونکہ یہ

غیر ممکن ہے یا وہ کسی قسم کا اعتدال اس رنج میں مشاہدہ کرے گا۔
یہ پچھلا بیان زیادہ سچا ہے۔
اب میں اس کے متعلق ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ اپنے رنج سے لڑے گا اور اس کی بہت مزاحمت کرے گا جبکہ آنکھیں اس کے برابر والوں کی اس پر لگی ہوں گی یا جب وہ تنہا خلوت میں ہوگا؟
میں خیال کرتا ہوں کہ وہ بہت ہی زیادہ مزاحمت کرے گا جب وہ پیش نظر ہوگا۔ لیکن جب وہ تنہا ہوگا میں گمان کرتا ہوں کہ وہ بہت کچھ کہنے کی جرأت کرے گا جس کو وہ دوسرا شخص اگر سنتا ہو تو کہتے ہوئے شرمائیگا اور وہ بہت کچھ کرے گا جس کو کوئی شخص اگر دیکھتا ہو تو نہ پسند کرے گا کہ کیا جائے۔
ٹھیک ایسا ہی ہے۔
پس وہ چیز جو اس کو مزاحمت پر آمادہ کرتی ہے وہ عقل اور قانون ہے کیا نہیں ہے؟ درحالیکہ وہ جو اس کو غم و اندوہ میں مشغول رکھتی ہے وہ خود مصیبت ہے؟
سچ ہے۔
لیکن جب دو متقابل کشش ہوں ایک آدمی میں ایک ہی وقت میں ایک ہی شئے کے متعلق تو وہ ہمارے مسئلے کے موافق وہ دوہرا آدمی ہے۔
اس کو ضرور ہونا چاہئے۔
کیا ایک جزو اس کا قانونی ہدایتوں کی متابعت کے لئے تیار نہیں ہے؟
وہ کیا ہیں؟
قانون ان سے کہتا ہے جس قدر ممکن ہو بہترین عمل اس کے لئے مصائب میں خاموشی ہے اور مزاحمت کرنا جملہ حسیات عدم قناعت کا کیونکہ جو امور آسمان سے نازل ہوتے ہیں ان میں نیکی اور بدی کی مقدار کا تخمینہ

کرنا ممکن نہیں ہے اور مع ہذا بے صبری ہم کو ترقی میں کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی
اور چونکہ اس کے امور زندگی میں سے کوئی بھی بھاری اضطراب کے سزادار
نہیں ہے درحالیکہ رنج اس خصلت کا سدّ باب کرتا ہے جس کو ہمیں
مصائب میں اختیار کرنا چاہیئے بلا توقف ایک لمحہ کے۔

تم کس کی طرف اشارہ کرتے ہو؟

یہ ہمارا فرض ہے کہ جو حادثہ ہوا ہو اور امور اس طرح ترتیب دیں
جو ضرورت کے موافق ہوں جن کو عقل سب سے بہتر کہتی ہے مثل اس بازیگر
کے جو اپنے مہروں کو اس طرح اُٹھاتا ہے جو کھیل کے مناسب ہو یعنی
موافق ان مہروں کے جن کو پھینک چکا ہے اور عوض میں مجروح حصہ بدن
کے بچے جن کو گرنے کے بعد دبوچ لیتے ہیں بعد او رچیختے ہیں ہم کو چاہیئے کہ
نفس کو اس کا عادی کریں کہ جلد تر شفا حاصل ہو اور جہاں چوٹ کھائی
ہے اس کی اصلاح ہو اور گریہ وزاری کو موقوف کریں اور وہ اسے مدد
دیں۔

یقیناً عالم مصیبت میں یہ بہترین خصلت ہے۔

پس بہتر جزو ہمارا ہم کہتے ہیں کہ عقل سے ہدایت پانے پر راضی ہے؟

ظاہرا راضی ہے۔

بہتر جزو ہمارا رضامند ہے کہ عقل اس کی رہنما ہو۔

ظاہرا ایسا ہوتا ہے۔

بجانب دیگر کیا ہم یہ نہ مانیں گے کہ وہ عنصر جو ہم کو مصیبت پر رنج
کرنے کے لئے آمادہ کرتا ہے اور جس میں غیر تسلی پذیر خواہش گریہ وزاری
کی ہے یہ عنصر غیر عقلی اور معطل ہے اور بزدلی کو دوست رکھتا ہے؟

یقیناً ہم ایسا کریں گے۔

جب یہ صورت ہے تو بدمزاجی لامتناہی مواد واسطے نقالی کے مہیا
کرتی ہے درحالیکہ وہ مزاج جو دانشمند اور سنجیدہ ہے ہمیشہ ایک حالت پر
رہتا ہے اور غیر متبدل ہے کہ اس کی نقالی سہولت سے نہیں ہو سکتی اور

نقالی کی جاتی ہے تو وہ سہولت سے سمجھ میں نہیں آتی خصوصاً ایک عام جماعت کثیر کے فہم میں جس میں جملہ انواع کے اشخاص ہوں جو کسی تھیٹر میں آ جمع ہوں کیونکہ وہ لوگ ایک ریاست کی نقل کا مشاہدہ کرتے ہیں جو میں غلطی پر نہیں ہوں۔
جو ان کی ذاتی ریاست ہونے سے بیسا بعید ہے۔

اس میں کچھ کلام نہیں ہے۔

لہذا یہ صاف ہے کہ نقالی شاعر اشیاء کی ماہیت میں کوئی کام نہیں رکھتا نفس کی خاموش مزاجی سے اور اس کی عقل خوش نہیں کرتی اگر اس کا مقصد ہے کہ دنیا میں شہرت حاصل ہو لیکن اس کو کام بڑا ہے زود رنجی اور تلون مزاجی سے کیونکہ اس کی نقل بسہولت ہو سکتی ہے۔

یہ صاف ظاہر ہے۔

پس اب ہم کو جائز ہوگا کہ اس پر ہاتھ ڈالیں اور اس کو مصور کے ساتھ ایک ہمواری میں رکھیں کیونکہ وہ مصور کے مشابہ ہے ایسی چیزیں پیدا کرنے میں جو کسی کام کی نہیں ہیں بلکہ ان کو سچائی کے معیار سے جانچیں اور وہ اس امر میں بھی مشابہ ہے کہ وہ نفس کے ایک جزو سے تعلق رکھتا ہے جو مثل اس کے ہے نہ کہ بہترین جزر کے ساتھ۔ اور جب یہ صورت ہے اب سے ہم کو جائز ہوگا کہ ان کے ایسی ریاست میں داخل کرنے سے انکار کریں جو خوشی سے ایک عمدہ آئین کا لطف اٹھائیگا اس سبب سے کہ وہ تحریک دیگا خور اک پہنچائیگا اور قوت دیگا اس ہیچکارہ جز کو اپنے نفس کے اور اس طرح عقلی جز کو مثل اس شخص کے جو کسی ریاست کے آوارہ ارکان کے ہاتھوں کو قوت بخشے اور ان کو اعلیٰ درجہ قوت پر ترقی دے اور اسی حال میں تعلیم یافتہ طبقہ کو ہلاک کرے ٹھیک اسی طریقے سے ہم کہیں گے کہ نقال شاعر ایک خراب آئین نفس میں ہر فرد کے اس غیر حاس جز جو بڑے کو چھوٹے سے تمیز دینے کے بدلے انھیں چیزوں کو کبھی بڑا سمجھتا ہے کبھی چھوٹا اور وہی صورتیں بناتا ہے جو حقیقت سے بسا بعید ہیں۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

میں نے کہا لیکن ابھی تک ہم نے سب سے سنگین جرم شکایت نامے میں درج نہیں کیا کیونکہ وہ شعر کثرت سے نیک لوگوں کو بھی نقصان پہنچا سکتی ہے میرے خیال میں یہ ایک ایسا جرم ہے جس کا رنگ نہایت (شوخ) گہرا ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں بشرطیکہ شکایت نامہ مسلم ہو۔

متوجہ ہو اور پھر فیصلہ کرو۔ ہم میں سے بہترین! مجھے یقین ہے جب ان مقامات کو سنتے ہیں جو ہومر نے یا اور کسی ٹریجیڈی لکھنے والے شاعر نے کسی ہیرو کی مصیبت کا بیان کیا ہے جو اس کے ماتم میں ایک طولانی تقریر تالیف کرتا ہے اور شاید بعض اشخاص سینہ زنی اور نوحہ وزاری میں مصروف ہیں اور اس کو نالہ موزوں میں ادا کرتا ہے خوش ہوتے ہیں جیسا کہ تم کو معلوم ہے اور ہماری راہنمائی کرتا ہے تاکہ ہم صاحب غم سے ہمدردی کریں اور اس شاعر کی تعریف کرتا ہے جو ہم پر تا حدامکان ایسی حالت ذہنی طاری کرتا ہے۔

میں جانتا ہوں بیشک ایسا ہے

لیکن جب یہ غم ہم میں سے کسی ایک کے دل میں موثر ہوتا ہے تم جانتے ہو کہ ہم بمقابلہ اس خصلت کے دوسری خصلت کے لوگوں پر فخر کرتے ہیں جو اس کی ضد ہے کہ ہم خاموشی سے اس کے برداشت کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں کیونکہ ہمارے قیاس میں یہ خصلت مردانہ ہے درحالیکہ وہ خصلت جس کی اس کے پیشتر ہم نے ستائش کی تھی زنانہ ہے۔

اس نے کہا میں اس سے واقف ہوں

پس کیا یہ ستائش بجا اور درست ہے؟ میری مراد یہ ہے کہ کیا خوش ہونا بجا ہے اور تعریف کرنا چاہئے بجائے نفرت کے جبکہ ایک شخص کو دیکھتا ہے کہ وہ ایسا وطیرہ اختیار کرتا ہے جس سے متنفر ہو اور خود ویسا کرنے نادم اور خجل ہو؟

اس نے جواب دیا نہیں بیشک یہ معقول نہیں معلوم ہوتا۔

میں نے کہا نہیں معقول نہیں معلوم ہوتا اگر اس کو ایک اور روشنی میں دیکھو۔
کس روشنی میں ؟
اگر تم غور کرو کہ جو جز د قوت کے ساتھ دبایا گیا ہے جب ہماری مصیبتیں گزری ہیں جو جزء رونے اور نوحہ کرنے کی رعایت کا بذات خود بھوکا ہے پورے طور سے بلا کسی روک ٹوک کے کیونکہ یہ اس کی طبیعت ہے کہ اس تشفی کی طمع رکھتی ہو — یہ وہی جزو ہے جس کو شاعر غذا دیتے ہیں کہ وہ سیر ہو جائے اور ان بیانات سے محظوظ ہوتا ہے اور یہ کہ اس کے ساتھ ہی وہ جز ہمارا جو از روئے طبیعت سب سے شریف تر ہے اسکی تربیت کافی عقل اور عادت سے نہیں ہوئی ہے وہ اس طبعی طور شکایت کرنے والے جز کی نگہبانی میں سستی کرتا ہے کیونکہ وہ دوسروں کی رنجیدگی کا اندازہ رکھتا ہے اور کیونکہ دوسرے آدمی کی ستائش کرنا اور رحم کھانا اس کے نزدیک بد نہیں ہے ایسے شخص کے ساتھ جو نیک ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اگرچہ اس کا رنج بے وقت ہے فی الواقع وہ لذت کو نفع کی حیثیت سے دیکھتا ہے اور وہ راضی نہ ہوگا کہ اس لذت سے محروم رہے اگرچہ پوری نظم اس کی تحقیر میں ہو۔ کیونکہ چندہی آدمیوں کو یہ قابلیت بخشی گئی ہے کہ وہ یہ تصور کریں کہ سیرت دوسرے لوگوں کی ضرور رہے کہ ہماری سیرت پر موثر ہو اور یہ سہل نہیں ہے کہ رحم کے اصول کو قوت دینے کے بعد دوسروں کی تکلیفوں سے کہ اپنی طبیعت کی مزاحمت کی جائے جب ہم پر خود مصیبت پڑے۔
یہ بالکل سچ ہے۔
کیا یہی استدلال مزاج پر نہیں جاری ہو سکتا ہے جن کے ارتکاب سے تم خود شرماؤ گے لیکن مذاقیہ نقلوں یا آپس کے میل جول میں بھی تم ان کو سن کے خوش ہوگے اور اس کو بداخلاقی سمجھ کے نفرت نہ کروگے۔ یہاں بھی وہی کروگے جو رحم کے باب میں کیا؟ کیونکہ ایسے موقعوں پر تم اس عنصر کو اختیار کر دیتے ہو جس کو بجائے خود تم عقل سے روکتے ہو جبکہ مجبوراً ہنسی کو تحریک ہوتی ہے تم ڈرتے ہو کہیں مسخرے نہ مشہور ہو جاؤ۔ اور اس طرح

اس کو قوت اور روح تم کو اکثر اپنے چال چلن میں اس کی ترغیب ہوئی بغیر تمھارے علم کے اور تم نے ظریف شاعر کی خصلت اختیار کرلی۔

بالکل سچ ہے۔

اور درصورت عشق اور غضب اور جملہ ذہنی احساسات آرزو رنج اور مسرت جس کے باب میں ہم کو یقین ہے کہ وہ ہمارے تمام افعال کیساتھ رہتے ہیں یہ درست نہیں ہے کہ شاعرانہ نقالی ہم پر متشابہ آثار طاری کرتی ہے؟ کیونکہ یہ آبیاری اور پرورش کرتا ہے ان جذبات کی جو قحط آب سے پژمردہ ہوجاتے اور وہ ہمارے حاکم بنجاتے ہیں جبکہ ان کو ہماری رعیت ہونا چاہیئے اگر ہم چاہتے ہوں کہ بہتر اور رسعید ہوجائیں بجائے بد اور زیادہ ترشقی ہوجانے کے۔

میں اس کا انکار نہیں کرسکتا۔

پس گلاکن جب کبھی ہومر کے ستائش گروں سے ملاقات کرو جو تم سے کہیں کہ اس نے یونان کو تعلیم کیا ہے اور اس کو اختیار کرنا چاہیئے اور اس کو بہ نظر نظم ونسق اور ہدایت انسانی معاملات کے مطالعہ کرنا چاہیے اور چاہیے کہ انسان اپنی پوری زندگی کے مسلک کی درستی کے لیے اُس کی ہدایات سے مستفید ہو تمھارا فرض ہوگا کہ تم براہ محبت ان کے شکر گزار رہو وہ تا امکان خود نہایت لائق و فائق ہیں اور اس امر کو تسلیم کرنا چاہیئے کہ ہومر غم انجام افسانوں کی تصنیف میں سب سے اول اور سب سے بڑا ہے مگر تم کو بھولنا نہ چاہیئے کہ باستثناء دیوتاؤں کی مناجاتوں کے اور نیکوں کی ثناخوانی کے نظم کو کسی ریاست میں دخل نہ دینا چاہئے کیونکہ اگر تم اعلیٰ درجہ کی شاعرانہ طبیعت کی سرمستی تغزل اور رزمیہ شاعری کو دخل دوگے تو لذت اور الم کا اقتدار تمھاری ریاست میں کارفرما ہوگا عوض قانون اور دیگر اصول کے جو ہر عہد میں بہ اقرار عقلائے زمانہ عقل کے مطابق ہیں۔

یہ بالکل سچ ہے۔

مضمون شعر کی طرف پھر رجوع کر کے میں نے کہا۔ اس کا دفاع ثابت ہوگا کہ ہمارا سابق کا فیصلہ بالکل معقول ہے کہ ہم کو اپنی ریاست سے اس تلاش کو خارج کر دینا چاہیئے جس میں ایسے رجحانات ہیں جن کو ہم نے بیان کیا ہے کیونکہ ایسا کرنا عقل کی متابعت ہے۔ مگر شاعری ہم پر کسی حد تک سخت اور خشن ہونے کا الزام نہ لگائے۔ چاہیئے کہ ہم اس کو مخاطب کر کے یہ کہنا چاہیئے کہ ایک قدیم مناقشہ فلسفہ اور شاعری چلا آتا ہے کیونکہ یہ اشعار

یہ بھونکنے والا کتے کا پلا جو اپنے مالک پر بھونکتا ہے۔

اور

وہ بہت قوی ہے لایعنی گفتار میں حمقا کی

اور

امیرانہ مجمع خدا یگانی جماعتوں کا۔

اور

غریب ہیں یہ نازک خیال اشخاص۔

اور ایسے ہزاروں اور نشانیاں ہیں ایک قدیم خصومت کی دونوں میں۔ مگر قطع نظر اس کے ہم کو تسلیم کرنا چاہیئے کہ اگر شاعری جس کا انجام خوش کرنا ہے اور نقل کوئی معقول وجوہ اس کے دے سکتے ہیں جس سے ثابت ہو کہ ان کو ایک عمدہ آئینی ریاست میں موجود ہونا چاہیئے تو انکا بڑی مسرت کے ساتھ دوبارہ خیر مقدم کر کے ان کو مان لیں گے۔ کیونکہ ہم کو اس کا شعور ہے کہ ہم خود ایسی شاعری سے مسحور ہو گئے تھے اگرچہ یہ معصیت ہے کہ حقیقت کے راز کو افشا کریں کیا اے میرے دوست میرا یہ خیال درست نہیں ہے کہ خود تم پر بھی شاعری کا جادو چل گیا تھا۔ خصوصاً جب تم اس پر ہومر کے زیر ہدایت غور کرتے ہو؟

ہاں میں بقوت مسحور ہو گیا تھا۔

تو کیا یہ عدالت نہیں ہے کہ فتویٰ جلاوطن کا شاعری پر نافذ رہے جب تک کہ وہ اپنا دفاع بصورت تغزل یا کسی اور وزن مناسب کیساتھ؟

یقیناً ایسا ہے۔
اور میں خیال کرتا ہوں کہ ہم بھی شاعری کے ان سرپرستوں کو جو اس پر شیدا ہیں مگر خود شاعر نہیں ہیں اجازت دیں گے کہ اس کی حمایت کریں نثر میں اس امر کو مان کے کہ وہ صرف مسرت بخش نہیں ہے بلکہ نافع اس تعلق کے لحاظ سے جو اس کو حکومتوں سے ہے اور انسان کی زندگی اور اس کی وکالت کو مہربان ہو کے سنیں گے کیونکہ ہم نفع میں رہیں گے بخیال خود اگر شاعری کی نسبت یہ ثابت ہو جائے کہ وہ نافع بھی ہے اور خوشگوار بھی۔
بلاشک ہم کو نفع ہو گا۔
اگر ایسا نہ ہو تو پھر اس صورت میں اے میرے عزیز دوست ہم کو کیوں سبق لینا چاہیئے ایسے اشخاص سے جو ایک چیز پر مفتون ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں خواہش کے منکر ہیں بہر صورت اگر اسکو محض خیال کریں کیونکہ اگرچہ محبت ایسی شاعری کی جس نے ہم میں ترقی کی ہے ہمارے قابل قدر آئین کے ماتحت رہ کے۔ ایسی شاعری کی ہم دل سے آرزو کریں گے کہ یہ نہایت عمدگی کیساتھ ظاہر ہو اور سچ ہو۔ اب بھی جب وہ اپنے دفاع پر قادر نہ ہو تو ہم اپنی حفاظت کریں گے اور جب اس کا دفاع سنیں گے تو باطن میں افسون کی طرح اس دلیل کو دہراتے رہیں گے جس کو ابھی ہم نے ختم کیا ہے اور اپنی حفاظت کریں گے کہیں ایسا تو نہ ہو کہ بچوں کی طرح نئے سر سے اس آرزو کے غار میں گر پڑیں جس کو اکثر لوگ تسلیم کرتے ہیں۔ بہرطور ہم نے سیکھا ہے کہ ہم کو ایسی شاعری کے پیچھے نہ پڑنا چاہیئے اس اعتقاد سے کہ حقیقت اس میں داخل ہے اور یہ خوب ہے بخلاف اس کے سننے والا خطرہ کے اندیشے سے کہ وہ آئین جو اس کی ذات میں مضمر ہے کہیں شکست نہ ہو جائے اس پر فرض ہے کہ اس سے اپنی حفاظت کرے اور اس رائے کو اختیار کرے جو ہم نے اس مضمون پر ظاہر کی ہے۔
میں بالکل تمہارے ساتھ اتفاق کرتا ہوں۔
بیشک میرے عزیز گلاکن یہ انتخاب کہ اچھا آدمی ہونا چاہیئے یا بُرا

اس میں بڑی جوکھوں ہے ہاں اُس جوکھوں سے زیادہ جو لوگ گمان کرتے ہیں۔ لہذا عدالت سے اور باقی ماندہ نیکیوں سے بے پروا ہونا غلطی ہے عزت یا دولت یا قوت یا خود شاعری کے ولولہ میں۔

ہماری تحقیق کے خاتمہ پر اس نے جواب دیا کہ میں تم سے اتفاق کرتا ہوں اور مجھے گمان ہے کہ میرے سوا اور جو ہو گا وہ بھی اتفاق کرے گا۔

میں نے کہا اور ہم نے ابھی تک نیکی کی اصل اجر پر بحث نہیں کی ہے اور اعظم انعام جو اس کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

اگر اور انعامات ہوں جو ان سے بھی عظیم ہوں جن کا ذکر کیا ہے تو ان کی مقدار عجیب و غریب ہو گی۔

میں نے جواب دیا کیونکر کوئی شئے عظیم تھوڑے سے وقت میں سما سکتی ہے؟

اور تمام مقدار بچپن اور بڑھاپے میں بمقابلہ سرمد کے۔

بلکہ اس کو تو لاشے محض کہو۔

پھر کیا تم خیال کرتے ہو کہ یہ فریضہ ایک غیر فانی شے کا ہے کہ خود اس ناچیز فصل کے بارے میں تکلیف اُٹھائے نہ کہ سرمد کے باب میں۔

میرے خیال میں اس کو چاہئے کہ سرمد کے باب میں مصروف ہو مگر تم اس سے کیا مراد لیتے ہو۔

میں نے پوچھا کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا نفس لافانی ہے اور کبھی نہیں مرتا؟

اس نے مجھ کو دیکھا اور متعجب ہو کے کہا۔ نہیں درحقیقت مجھے نہیں معلوم مگر کیا تم اس مسئلہ کو ثابت کر سکتے ہو؟

میں نے جواب دیا ہاں چونکہ میں ایک ایماندار آدمی ہوں اور میں خیال کرتا ہوں کہ تم بھی کر سکتے ہو۔ ایسا کرنا نہایت آسان ہے۔

اس نے کہا میرے لئے نہیں میں تم سے اُس کو سن کے خوش ہوں گا جو تمہارے حساب سے ایسا آسان ہے۔

مہربانی کر کے سنو۔
بہر طور بیان کر چلو۔
تم ایک چیز کو اچھا کہتے ہو اور دوسری چیز کو بُرا؟
میں ایسا کرتا ہوں۔
اور تم یہی رائے دونوں لفظوں کے معنی کے متعلق بھی رکھتے ہو؟
کیا رائے رکھتے ہو؟
تم کیا رائے رکھتے ہو؟
میں مانتا ہوں کہ لفظ بد میں شامل ہر ایسی چیز جو مفسد اور مخرب ہے اور نیک میں ہر چیز جو حفاظت کرتی ہے اور نفع پہنچاتی ہے۔
میں ایسا ہی کرتا ہوں۔
اور تم یہ بھی مانتے ہو کہ ہر چیز میں خاص بُرائی اور بھلائی ہے؟
تم کہتے ہو مثلاً کہ آنکھوں میں برائی آشوب چشم کی ہے۔ اور کل بدن میں استعداد مرض کی ہے اناج میں گروی لگ جانے کی جو بنیہ میں گھن لگنے کی تانبے اور لوہے میں زنگ کی یا دوسری لفظوں میں تقریباً ہر چیز کے ساتھ کوئی پیدائشی خرابی ہے اور روگ لگا ہوا ہے؟
میں یہ مانتا ہوں۔
اور کیا یہ صورت نہیں ہے کہ جب کسی چیز کو ایسا کوئی مرض عارض ہوتا ہے تو وہ خراب ہو جاتی ہے اور بالآخر بالکل شکست ہو کر اس سے فاسد ہو جاتی ہے؟
بلاشبہ ایسا ہوتا ہے۔
لہٰذا ہر چیز اپنے پیدائشی روگ اور بدی سے خراب ہو جاتی ہے ورنہ اگر اس ضرر اور روگ سے تباہ نہ ہو تو کوئی ایسی شئے نہیں ہے جو اسکو خراب کر سکے کیونکہ جو چیز نیک ہے وہ ہرگز کسی چیز کو تباہ نہ کریگی اور نہ وہ چیز جو نہ نیک ہے نہ بد۔
بیشک نہیں۔

پس اگر ہم اشیائے موجودہ میں ایسی کوئی چیز پا سکیں جو کسی خاص خرابی کی صلاحیت رکھتی ہے وہ بیشک اس کو ضرر پہنچائے گی لیکن شکست نہ کر سکے اور نہ تباہ کر سکے تو کیا ہم کو فوراً یقین نہ ہو جائے گا کہ جس چیز کی ایسی ترکیب ہے فنا نہیں ہو سکتی؟

یہ معقول نتیجہ ہوگا۔

تو کیا نفس ایسے عارضہ کی صلاحیت رکھتا ہے جو اس کو بد کر سکتا ہے؟

یقیناً ایسا ہے۔

وہ تمام چیزیں جن پر عنقریب بحث ہو رہی تھی ——— ناانصافی و بے اعتدالی و بزدلی و جہالت ——— یہ نتیجہ پیدا کرتی ہیں جب یہ صورت ہے تو کیا ان میں سے کوئی چیز نفس کی خرابی یا فساد کی باعث ہو سکتی ہے؟ اس کو خوب ازبر کر لو۔ تاکہ ہم کو دھوکا نہ ہو کہ ہم یہ سمجھ لیں کہ جب کہ جرائم ظالم اور احمق آدمی کے پکڑے گئے تو وہ اپنے ظلم سے فنا ہو جائیگا جو کہ ایک رذیل حالت نفس کی ہے۔ نہیں اس مقدمہ پر اس طرح غور کرو۔ گری ہوئی حالت بدن کی یعنی بیماری ضائع کرتی ہے اور فنا کر دیتی ہے بدن کو اور اس حالت کو پہنچا دیتی ہے کہ وہ بدن نہیں باقی رہتا اور جملہ اشیاء جن کا ہم نے ابھی نام لیا ہے اپنی خاص بدی کو پہنچ جاتی ہیں جو خراب کرتی ہے ان کو بہ سبب اتصال یا ساتھ رہنے کے ایسی حالت کو جس میں اس کی ہستی موجود نہیں میں سچ کہتا ہوں یا نہیں؟

ہاں۔

پس اسی طریقہ پر نفس کا امتحان کرو۔ کیا یہ صحیح ہے کہ جب ظلم اور دوسری برائیاں نفس میں جاگزیں ہوتی ہیں تو وہ اپنے اتصال اور ہمسائیگی سے اس کو خراب اور افسردہ کر دیتی ہیں یہاں تک کہ وہ اس کو موت کے قریب کر دیتی ہیں اور جسم سے اس کو جدا کر دیتی ہیں؟

یقیناً وہ یہ اثر نہیں پیدا کرتیں۔

اچھا اگر بجائے دیگر یہ فرض کرنا غیر معقول ہے کہ کوئی شے دوسری شے کی خرابی سے فنا ہو جاتی ہے اگرچہ وہ اپنی ذاتی خرابی سے فنا نہ ہو۔

ہاں یہ غیر معقول ہے۔

ہاں نے گلاکن یہ ہے کیونکہ تم کو ضرور یاد ہو گا کہ ہم نہیں خیال کرتے کہ بدن خاص خرابی سے غذا کی وہ جو کچھ ہو خواہ پھپھوندی سے خواہ سڑ جانے سے یا اور کچھ۔ لیکن جب فساد خود غذا کا بدن میں بے انتظامی پیدا کرے جو بدن کے لئے مخصوص ہو تو ہم کہیں گے کہ بدن کی خرابی کی علت بعیدہ اس کی غذا ہے لیکن اس کی خاص برائی یا مرض بلا فصل علت ہے۔ اور ہم اس مفہوم سے دست بردار ہو جائیں گے کہ جسم خراب ہو سکتا ہے خرابی سے اپنی غذا کی جو ایک جداگانہ شے ہے بدن سے —— یعنی یہ مفہوم کہ بدن خراب ہو سکتا ہے داخل ہونے سے ایک اجنبی بدی کے بغیر داخل ہونے اپنی ذاتی طبیعی بدی کے۔

تم بالکل صحیح کہتے ہو۔

میں نے کہا پس اسی استدلال کے موافق خرابی بدن کی نفس میں خرابی نفس کی پیدا کرے ہم یہ کبھی نہ مانیں گے کہ نفس فنا ہو سکتا ہے ایک بیگانہ بدی سے بغیر داخل ہونے اپنی ذاتی مرض کے۔ کیونکہ یہ ماننا پڑیگا کہ ایک شے فنا ہو سکتی ہے بدی سے دوسری شے کی۔

یہ بیان معقول ہے۔

اچھا پس ہم کو یا تو یہ مسئلہ رد کرنا چاہئے اور اپنی غلطی ظاہر کر دینا چاہیے ورنہ جب تک یہ مسئلہ بغیر تردید کے باقی رہے تو ہم کو ہرگز نہ کہنا چاہئیے کہ بخار یا کوئی اور مرض یا مہلک تشدد یا یہ کہ پورا بدن پرزے پرزے کر دیا جائے یہ افعال کوئی رجحان اس قسم کا رکھتے ہیں کہ نفس کو فنا کر دیں۔ جب تک کہ برہان سے ثابت نہ ہو کہ بطور نتیجہ بدن کے ساتھ اس سلوک کے نفس خود زیادہ ظالم یا زیادہ غیر مقدس ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جب تک کوئی شے مستثنیٰ ہے اپنی ذاتی بدی سے جبکہ ایک بدی جو اس سے مغایرت

رکھتی ہے اور وہ کسی اور موضوع میں ظاہر ہوتی ہے تو ہم یہ نہ کہنے دیں گے کہ یہ شئے خواہ وہ نفس ہو یا کوئی اور شئے ہو فنا کے خطرے میں ہے۔

ہاں یقیناً کوئی شخص کبھی نہ ثابت کریگا کہ نفوس مرنے والوں کے زیادہ ظالم ہو جاتے ہیں موت کے باعث سے۔

مگر درصورت اس امر کے کہ کوئی شخص جرأت کرکے اس حجت کا مقابلہ کرے اور کہے کہ مرنے والا انسان زیادہ رذیل ہو جاتا ہے اور ظالم تاکہ مجبوری سے اس کو یہ نہ تسلیم کرنا پڑے کہ نفس لافانی ہے میں فرض کرتا ہوں کہ ہم کو یہ نتیجہ نکالنا پڑے کہ اگر معترض بجا کہتا ہے تو ظلم ایسا ہی مہلک ہے جیسے مرض صاحب مرض کے لئے اور ہم توقع کریں گے کہ جن لوگوں کو یہ بالخصوص مہلک مرض عارض ہوا اس کے فعل سے مرجائیں گے جلد یا دیر میں مطابق شدت اس کے حملے کے بالعوض اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ ظالم قتل کئے جاتے ہیں یہ سبب ظلم کے بذریعہ فعل دوسرے لوگوں کے جو ان کو ان کے جرموں کی پاداش میں تعذیر دیتے ہیں۔

پس اس نے کہا درحقیقت ظلم نہایت خطرناک چیز نہیں خیال کیا جاسکتا صاحب ظلم کے یہ مہلک ہے کیونکہ اُس صورت میں برائیوں سے آزادی دیتا ہے۔ لیکن میں اس خیال پر مائل ہوں کہ بخلاف اس کے ہم کو معلوم ہوگا کہ یہ اور لوگوں کے قتل کا باعث ہوتا ہے تا امکان درحالیکہ یہ صاحب ظلم کو ایک خاص زندہ دلی عطا کرتا ہے اور نہ زندہ دلی کے ساتھ بیخوابی بھی۔ اس وسعت اور استقلال کے ساتھ یہ بہ حسب ظاہر ظالم کو تباہی کے رجحان سے دور رکھتا ہے۔

میں نے جواب دیا تم نے خوب کہا۔ کیونکہ یقیناً نفس قتل نہیں کیا جاسکتا نہ تباہ ہو سکتا ہے اپنی خرابی اور اپنی بدی کے سبب سے۔ بدی بدشواری جس کو ایک دوسری چیز کی تباہی سپرد کی گئی ہے تباہ کرے نفس کو یا کسی اور چیز کو ماورا اپنے مخصوص معروض کے۔

ہاں بدشواری: کم ازکم یہ طبعی نتیجہ ہے۔

لہٰذا اگر یہ بدی سے تباہ ہو جائے خواہ اس سے بیگانہ ہو خواہ ذاتی بدی ہو یہ صاف ظاہر ہے کہ نفس ہمیشہ موجود رہے گا فلہٰذا لافانی ہے۔

ضرور ہے۔

پس میں نے کہا اس صورت میں چاہئے کہ ہم اس کو مسلّم خیال کریں۔ اور اگر ایسا ہو تو تم سمجھتے ہو کہ جو نفوس کہ موجود ہیں وہ ہمیشہ اسی حالت پر باقی رہیں گے۔ کیونکہ جب کوئی فنا نہ ہو گا تو وہ کم نہ ہونگے نہ زیادہ کیونکہ اگر لافانی کے طبقہ سے اگر کوئی شے تعداد میں زیادہ ہو جائے تو تم جانتے ہو کہ کسی شے فانی نے اس کی تعداد کے اضافے میں مدد دی ہو گی اس صورت میں ہر شئے بالآخر لافانی ہو جائیگی۔

سچ ہے۔

لیکن عقل اس رائے کے اختیار کرنے کو منع کرتی ہے۔ لہٰذا ہم اس کو نہ تسلیم کریں گے۔ بجائے دیگر ہم نہ مانیں گے کہ نفس اپنے حد ذات میں اور خود نظر کر کے خیال کیا جا سکتا ہے کہ معمور ہو غیر مماثل اور غیر متوافق کثرت سے۔

تمھاری کیا مراد ہے؟

کوئی چیز سہولت کے ساتھ لافانی نہیں ہو سکتی جیسا کہ ہم نے نفس کو ثابت کیا ہے۔ اگر یہ مرکب ہو متعدد اجزا سے۔ اور اگر طریقہ ترکیب کا جو کام میں لایا گیا ہے بہترین نہیں ہے۔

غالباً ہو نہیں سکتا۔

ہمارے استدلال حاضرہ سے نفس کی لافانیت ایسی ثابت ہو چکی ہے کہ کسی شک و شبہ کی رسائی وہاں تک نہیں ہے اور اس پر اور براہین کا اضافہ ہو سکتا ہے: لیکن اس کی اصلی ماہیت کے سمجھنے کے لئے ہم کو اس پر نظر کرنا چاہئے، جیسے اب ہم نظر کرتے ہیں جبکہ اس کی ماہیت خراب ہو چکی ہے جسم کی ملازمت سے اور دوسری برائیوں سے۔ ہم کو چاہئے کہ بذریعہ استدلال کے اس پر غور کریں تاکہ اس کی غیر مغشوش صرافت ظاہر ہو اسوقت

اس کا حسن کامل دریافت ہوگا اور ماہیت عدل اور ظلم کی جس پر بحث ہو چکی ہے من جمیع الوجوہ صراحتہً آشکارا ہوگی مگر ہم نے اس کی ایسی حالت پر نظر کی ہے جو مشابہ ہے سمندر کے دیوتا گلادگوس سے جس کی اصلی ماہیت اب کسی طرح نظر سے معلوم نہیں ہو سکتی کیونکہ قدیم ارکان اس کے بدن کی یا تو شکست ہو گئے ہیں یا اکھڑ گئے ہیں اور ہر طرح امواج بحر کے تلاطم سے خراب ہو گئے ہیں اور اس لئے کہ خارجی اشیاء جیسے گھونگھیاں اور سوار اور پتھروں کا اس پر کثرت کے ساتھ مجمع ہو گیا ہے اب اس کو قریبی مشابہت ہے کسی وحشی بہیمہ سے نہ اپنی اصلی ماہیت سے نفس جس پر ہم غور کر رہے ہیں اس کا بھی یہی حال ہے ہزاروں برائیوں میں آلودہ ہے۔ مگر ہم کو چاہیئے کہ اپنی توجہ اس کے ایک ہی جزیرہ پر مبذول کریں اے گلاکن۔

کس جزیرہ؟

اس کی عقل دوستی پر تا کہ ہم کو معلوم ہو کہ یہ کس جز سے ملصق ہے۔ اور کس چیز سے ممارست کا آرزومند ہے کیونکہ اس کو اتصال قریب ہے الٰہی غیر فانی اور قدیم سے۔ اور یہ کیا ہو جائے اگر اس نے الٰہی جوہر کا تعاقب کیا ہوتا اور اس تحریک سے جو وہاں سے ماخوذ ہے اس سمندر سے نکال لیا جائے جس میں اب غرق ہے اور پتھر اور گھونگھے اور سوار وغیرہ سے بدنما حجری مواد سے صاف و پاک کر دیا جائے جس کے ساتھ ازبسکہ مٹی اس کی غوراک رہی ہے اس پر اس کا ہجوم ہے جو کہ نتیجہ ہے ان ضیافتوں کا جس کو ہم عیش و نشاط کہتے ہیں۔ اور پھر ہم کو دیکھنا چاہیے کہ درحقیقت وہ کثیر ہے یا وحدانی یا اس کی ساخت اور کیسے اور کیا ہے۔ مگر حالت موجودہ میں ہم اگر ہم غلطی پر نہ ہوں ہم نے بالفعل اس کے لوازم اور آثار سے انسانی حیات سے خوب بحث کی ہے۔

ہاں بلاشبہ ہم نے بحث کی ہے۔

اور میں نے کہا ہم نے اپنی ذات کو ثانوی خیالات سے اثنائے استدلال میں محروم کر دیا ہے اور بغیر داخل کرنے انعامات اور شہرت کے

جو کہ عدالت عطا کرتی ہے جیسا کہ تم نے کہا تھا کہ ہومر اور ہر شیوڈ میں پائی جاتی ہے کیا ہم نے اس عدالت کو بسیط اور خالص نہیں پایا وہ بہترین شے ہے نفس کے لئے خصوصاً وہ جو بذات خود مطلوب ہو اور نفس بذات خود عادلانہ افعال پر مجبور ہے خواہ انگشتری سا یجز کی ہو خواہ نہ ہو اور اس کے ساتھ ہی خود ہیڈیس کا؟

یہ بالکل سچ ہے کہ ہم نے ایسا کیا۔

پس گلاکن ہم کو چاہیئے کہ بغیر ناخوشی کے اُن انعامات کا حساب کریں جو بمقدار کثیر اور اعلیٰ درجے کے ہیں جس کو عدالت دوسرے فضائل کیساتھ انسانوں اور دیوتاؤں سے حاصل کرتی ہے نہ صرف انسان کی زندگی کے لئے بلکہ اس کے فوت ہونے کے بعد بھی؟

اُس نے جواب دیا ہاں بلاشبہ ہم کر سکتے ہیں۔

کیا تم مجھ کو واپس دوگے جو کہ تم نے استدلال کے وقت مستعار لیا تھا؟

مہربانی کر کے بتاؤ کیا میں نے مستعار لیا تھا؟

میں نے تم سے تسلیم کرایا تھا کہ عادل انسان شہرت غیر عادل ہونے کی حاصل کر سکتا ہے اور غیر عادل شہرت عادل ہونے کی۔ کیونکہ تمھاری یہ رائے تھی کہ اگر یہ غیر ممکن بھی ہو کہ سچی حالت مقدمہ کی چھپا ڈالی جائے انسانوں اور دیوتاؤں سے بھی تاہم استدلال کے لئے اس کو فرض کر لینا چاہیئے کہ خالص عدالت کا مقابلہ خالص ظلم کے اندازہ سے کیا جائے۔ تم کو یاد ہے کیا یاد نہیں ہے؟

بیشک میرا قصور ہوگا اگر مجھ کو یاد نہ ہو۔

مگر اب ان کا نیصلہ ہو گیا میں بجائے خود عدالت کے بارے میں اس کا طالب ہوں کہ ہم اس اندازہ کو تسلیم کر لیں جو اس کے لئے مانا گیا ہے کہ وہ حقیقت میں کیا ہے دیوتاؤں میں اور انسانوں میں تاکہ اس کو انعامات فتحمندی کے وصول ہوں جس کو وہ اپنے خارجی ظہور سے اکتساب

کرتا ہے اور ان کو عطا کرتا ہے جو اس پر متصرف ہیں۔ اب چونکہ یہ ثابت ہو گیا کہ وہ برکتیں جو اس نے اکتساب کی ہیں درحقیقت عادل ہونے سے وہ بغیر کسی فریب کے عطا کرتا ان کو جو اسے فی الواقع وصول کرتے ہیں۔

تمھارا مطلوبہ عادلانہ ہے۔

پس تو کیا تم مجھ کو اولاً واپس نہ دو گے یہ مسلہ کہ دیوتا کم از کم غلطی پر نہیں ہیں عادل اور غیر عادل انسان کی اصلی صفت کے بارے میں؟

ہم ایسا کریں گے۔

جب یہ حالت ہے دیوتاؤں کی نظر میں ایک محبوب ہو گا اور دوسرا نفرت زدہ کیونکہ اولاً ہم نے بھی اس پر اتفاق کیا ہے۔

سچ ہے۔

اور کیا ہم اس پر اتفاق نہ کرینگے کہ جملہ اشیاء جو دیوتاؤں کی جانب سے آتی ہیں وہ بہترین صورت ممکنہ میں انسان کو پہنچتی ہیں وہ انسان جن سے وہ محبت کرتے ہیں ہاں اگر گزشتہ گناہ نے اس کو کسی خاص مقدار عقوبت میں مبتلا نہ کیا ہو؟

یقیناً وہ ایسا کرتے ہیں۔

لہٰذا عادل انسان کی صورت میں ہم کو مان لینا چاہئے کہ خواہ مفلسی اس کی قسمت میں ہو یا بیماری یا کوئی اور مشہور بدی یہ سب اس کے انجام کی بہتری کے لئے ہو گا خواہ اس زندگی میں خواہ عقبیٰ میں۔ کیونکہ دیوتا ہرگز نہیں غفلت کرتے ایسے آدمی سے جو سنجیدگی کے ساتھ شوق سے عادل ہونے کی کوشش کرتا ہے اور نیکی کی مزاولت سے اتنی مشابہت خدا کے ساتھ پیدا کر سکے جسقدر انسان کو اجازت دی گئی ہے۔

نہیں ایسے انسان سے غالباً غفلت نہ کرے گا وہ (دیوتا) جس کے وہ مشابہ ہے۔ لیکن درصورت غیر عادل انسان کے کیا ہم مقابل کی رائے نہ اختیار کریں؟

یقیناً ہم کو کرنا چاہئے۔
پس یہ انعامات ہوں گے جو دیوتاؤں کی جانب سے عادل انسانوں کو عطا کئے جائیں گے۔
مجھ کو بہر طور ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔
مگر میں نے کہا انسان اس (عادل) کو کیا عطا کرتے ہیں؟ کیا صورت واقعہ اس طرح نہیں ہے اگر ہم حقیقت کو اس طرح قائم کریں؟ کیا وہ چالاک غیر عادل انسان مثل ان دوڑنے والے آدمیوں کے ہوں گے جو دوڑ کے مبداء سے خوب دوڑتے ہیں موڑ کے ستون تک اور وہاں سے منزل مقصود تک جھنڈی گرادیتے ہیں۔ وہ چلتے تو بڑی چالاکی کے ساتھ ہیں مگر انجام میں مسخرے بن جاتے ہیں اور بے کلغی اور تاج کے گم ہو جاتے ہیں مگر درحقیقت اچھے دوڑنے والے بالآخر دوڑ کے خاتمہ پر انعام پاتے ہیں اور ان کو تاج پہنایا جاتا ہے۔ کیا یہی صورت عادل کی نہیں ہے؟ ہر فعل کے انجام میں ہر معاشرتی لنسبت میں بلکہ خود زندگی کے آخر میں بھی کیا وہ ناموری نہیں حاصل کرتے اور اپنے بنی نوع کے ہاتھوں سے انعامات جیت لیجاتے ہیں؟
یقیناً وہ یہی کرتے ہیں۔
پس تم ان کے بارے میں بھی مجھ کو وہی کہنے دو جو کچھ تم نے غیر عادل کے بارے میں کہا تھا؟ میں اس امر کے اعلان کرنے میں پس و پیش نہ کرونگا کہ عادل جب طول عمر کو پہنچتے ہیں تو اگر وہ پسند کریں تو اپنے ہی شہر میں عہدے پر فائز ہوتے ہیں اور جن خاندانوں میں چاہیں شادی کر سکتے ہیں اور اپنی لڑکیوں کو جس سے چاہیں بیاہ سکتے ہیں۔ المختصر جو کچھ تم نے غیر عادل کے باب میں کہا وہی میں عادل کے بارے میں کہوں گا۔ بجائے دیگر میں اسی طرح غیر عادل کے بارے میں کہوں گا کہ ان میں سے ایک تعداد کثیر اگرچہ جوانی میں ان کی گرفت نہ ہو سکے شناخت کر لئے جاتے ہیں اور ان کا استہزا کیا جاتا ہے جب ان کے نصاب کی مدت ختم ہو جاتی ہے اور یہ کہ جب وہ مسن ہو جاتے ہیں تو ان کی بدبختی پر اجنبی بھی ان کی تحقیر کرتے ہیں اور ان کے اہل شہر بھی اور

اور ان کو تازیانہ کی تعذیر برداشت کرنا پڑتی ہے اور بالآخر شکنجے اور گرم لوہے سے داغے جانے پر جس کے بارے میں تم نے درست کہا کہ وحشیانہ سلوک ہے تم خود فرض کرو کہ میں نے تم سے کہا تھا کہ وہ یہ جملہ عقوبات برداشت کرتے ہیں۔ اور اب جیسے میں نے کہا غور کرو کہ آیا تم مجھ کو اس طور سے کلام کرنے دو گے۔

اس نے جواب دیا بلاشک میں کہوں گا کیونکہ تمھارا بیان عادلانہ ہے۔

میں نے کہا پس یہ قدر و قیمت اور انعامات اور عطیات بطور صلہ بخشے جائیں گے عادل انسان کو اس زندگی میں دیوتاؤں اور انسانوں کی طرف سے ماورا ان اچھی چیزوں کے جس کو خود عدالت نے اس کے تصرف میں دے دیا ہے۔

اس نے جواب دیا ہاں اور وہ عظیم الشان ہیں اور یقینی بھی۔

بہر طور وہ بمقابلہ اس صلہ کے جو عادل اور غیر عادل کے لئے بعد موت کے مقدر ہے نہ بلحاظ عدد نہ مقدار۔ اور ضرور ہے کہ یہ بیان کیا جائے تاکہ ہم ہر ایک کو مکافات کی تہنیت دے سکیں جس کو حجت لامحالہ پیش کرے گی۔

کہے جاؤ بہت ہی کم ایسی چیزیں ہیں جن کو میں زیادہ مسرت کیساتھ سنوں گا۔

اچھا میں اب تم سے ایک قصہ کہوں گا نہ ایسا جو کہ اودی سس نے السی نوس سے[1] بلکہ وہ جو ایک بہادر اَرْ پر گزرا جو ارمینیوس کا لڑکا تھا اور پیمفیلیہ کا رہنے والا تھا قصہ میں یہ بیان ہے کہ وہ لڑائی میں قتل ہوا۔ جب لاشیں مقتولین کی بعد دس دن کے دفن کے لئے اٹھائی گئیں تو وہ خراب ہو چکی تھیں مگر اَرْ کی لاش اسی طرح سے جیسے ابھی قتل ہوا ہے اسکو گھر پر لے گئے اور دفن کرنے ہی کو تھے کہ بارھویں دن بعد موت کے جب

[1] شارحین نے لکھا ہے کہ یہ کوئی طولانی داستان نہیں ہے۔

اُس کو چتا پر رکھا تو وہ دوبارہ زندہ ہو گیا اور اس نے جو کچھ اُس عالم میں دیکھا تھا بیان کرنے لگا اس کا بیان یہ تھا کہ جب روح اس کے جسم سے نکل گئی تو وہ بہت سی روحوں کے ساتھ سفر کیا جب یہ سب روحیں ایک مخفی مقام تک پہنچیں جس میں دو درے تھے ایک دوسرے سے متصل زمین میں اور دو درے انھیں کے مقابل آسمان پر ان دونوں دروں کے درمیان قاضیوں کا اجلاس تھا جن کے فتوے دینے کے بعد عادل کو حکم دیا جاتا تھا کہ داہنے طرف کی راہ سے آسمان پر جاؤ اور ان کے آگے ایک نشان ہوتا تھا جس سے فیصلہ کا پتا چلتا تھا جو ہوا تھا اور غیر عادل کو بائیں طرف پستی کی جانب اور ان کے پیچھے نشان ہوتا تھا جس سے ان کے اعمال بد کی شہادت ملتی تھی جب وہ خود اس مقام پر پہنچا تو اس سے کہا گیا کہ تم کو آدمیوں کے پاس اطلاع اس عالم کی عمل درآمد کی لیجانا ہوگی اور اس کو ہدایت کی گئی کہ سنو اور ہر چیز کو جو وہاں گزرے دیکھو۔ پس اس نے دیکھا اور ملاحظہ کیا ان روحوں کو جو ایک طرف کہ وہ روانہ ہوئیں ایک درے میں آسمان کے اور اسی کے مطابق جو درہ زمین میں تھا جب ان کو فتویٰ مل چکا درحالیکہ دوسرے دو دروں میں وہ پہنچیں میلی کچیلی اور گرد آلود ہو کے یا پاک و درخشاں جیسے ہی ایک نے زمین سے آسمان کو صعود کیا کہ دوسرے (غول) نے آسمان سے زمین پر نزول کیا ہر ایک روح جب وہ پہنچی آثار سفر کے ظاہر تھے اور خوش خوش سبزہ زار میں اور رہ ہیں مقام کیا جیسے لوگ عیدگاہ میں قیام کرتے ہیں جب کوئی بڑی عید ہونے والی ہوتی ہے جو آپس میں شناسا تھے وہ ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے تھے اور جو آسمان سے نیچے اترے تھے ان سے پوچھتے تھے آسمانوں کے متعلق وہ لوگ جو زمین سے اوپر جاتے تھے اور یہ دوسرے اگلوں سے زمین کے بارے میں سوال کرتے تھے۔ جو زمین سے آئے تھے وہ اپنا افسانہ نوحہ وزاری کے ساتھ بیان کرتے تھے اور روتے جاتے تھے جیسے جیسے ان کو وہ خوفناک چیزیں یاد آتی تھیں جو انھوں نے دیکھیں تھیں یا جو مصائب ان پر اس زیر زمینی سفر میں پڑے تھے ان کا بیان ہے کہ اس سفر میں ایک ہزار سال گزرے درحالیکہ وہ جو

آسمان پر سے آئے تھے انھوں نے وہ مسرتیں اور عجیب وغریب مناظر حسن کو بیان کیا۔ گلاکن ان کے افسانوں کی تفصیل بیان کرنے میں بہت وقت صرف ہوگا لیکن آر کے بیان سے خاص امور یہ تھے منجملہ جرائم ہر ایک کیلئے اور ہر ایک شخصی ضرر کے لئے جن کے وہ مرتکب ہوئے تھے ان کو دس گنی مکافات برداشت کرنا پڑی جب ان کی باری آئی۔ دور تعذیر کا ہر صدی میں از سر نو شروع ہوا کیونکہ انسانی زندگی کا تخمینہ سو برس کا تھا۔ مقصود یہ تھا کہ ہر جرم کے لئے دس مرتبہ بھگتنا پڑا۔ مثلاً جو لوگ ایک تعداد قتل کے مرتکب ہوئے یا شہروں اور فوجوں سے دغا کی یا ان کی غلامی کے باعث ہوئے یا کسی اور بد معاشی میں شریک ہوئے ان پر دس بار عقوبت جملہ جرائم کے لئے کی گئی۔ دوسری جانب جن لوگوں نے کوئی کام خیرات کا کیا اور اپنے آپ کو عادل اور مقدس ثابت کیا گزشتہ اصل سے اپنا واجبی انعام وصول کیا۔ ان لوگوں کے لئے جن کی موت ان کی ولادت کے بعد معاً واقع ہوئی بعض امور اس نے بیان کئے جن کا اندراج ضروری نہیں ہے۔ اس کے افسانے کی بنا پر تعذیر بیدینی نافرمانی والدین اور قتل عزیز قریب کی غیر معمولی طور سے نہایت سخت تھی اور انعام دینداری اور اطاعت کا غیر معمولی طور سے زیادہ تھا۔ اس کی بات سنائی دیتی تھی جب اس نے کہا جب ایک روح نے دوسری سے دریافت کیا کہ آرڈیوس اعظم کہاں ہے۔ یہ آرڈیوس شہر پیمفیلیہ میں بادشاہ رہ چکا تھا اس عہد سے ایک ہزار برس پہلے اور اسنے اپنے بوڑھے باپ اور بڑے بھائی کو قتل کیا تھا اس کے علاوہ اور بہت سے بد افعال کا مرتکب ہوا تھا۔ وہ روح جس سے یہ سوال کیا گیا تھا جواب دیا وہ نہیں آیا اور نہ غالباً یہاں آئے گا۔ ہم کو جاننا چاہئے کہ یہ نہایت خوفناک منظر تھا جو ہم نے دیکھا۔ جب ہم روزن کے قریب تھے اور دیگر جملہ مصائب برداشت کرنے کے قریب تھا کہ صعود کریں ہم اچانک آرڈیوس کے پیش نظر ہوگئے اور دوسرے جن میں اکثر میرے نزدیک خود مختار بادشاہ تھے اگرچہ یہ سچ ہے کہ چند ان میں سے خانہ نشین اشخاص تھے جو ایک بار سنگین

مجرموں میں شمار کر لیے گئے تھے۔ ان لوگوں نے جب یہ خیال کیا کہ وہ فوراً اوپر کی جانب صعود کر سکتے ہیں روزنوں کے پاس سے مسترد کر دیے گئے۔ روزن سے خوفناک آواز آئی جب کبھی ان ناقابل علاج مجرموں نے یا کسی اور نے جس نے اپنے گناہوں کا بھگتان نہیں بھگتا تھا اوپر جانے کی کوشش کی۔ اس موقع پر بعض وحشی شعلہ رو انسانوں نے جو حاضر تھے اور اس مہیب آواز کے مفہوم سمجھتے تھے اوپر چڑھنے کی کوشش کی ان میں سے بعض کی کمر پکڑی اور اوپر چڑھا لیے گئے مگر آرڈیوس اور دوسروں کے ہاتھ پاؤں اور سر بندھے ہوئے تھے اور نیچے پھینک دیے گئے کوڑوں کے مارے ان کی کھال کھینچ لی گئی تھی اور سڑک پر کھینچ کے ڈال دیے گئے تھے اور اون کی طرح خاردار جھاڑیوں پر دھنک ڈالے گئے تھے اور جو لوگ اس وقت راہ سے گزر رہے تھے ان کو اطلاع دی جاتی تھی کہ وہ کون ہیں جن پر ایسا عذاب کیا گیا تھا اور یہ کہ ان کو سلئے لیے جاتے ہیں کہ ان کو ٹارٹارس میں پھینک دیں۔ ہم پر طرح طرح کے اندیشے گزر چکے تھے مگر کوئی اس خطرے کے برابر نہ تھا جو اس وقت ہم پر مسلط تھا کہ ایسا نہ ہو وہ آواز آئے جب ہم میں سے کوئی بالا روی کی کوشش کرے اور ہم سب بہت خوش تھے جب ہم چڑھنے لگے اور یہ آواز نہیں سنی گئی۔ اس سے خیال عقوبات اور شکنجوں کا پیدا ہوا درحالیکہ انعامات ٹھیک اس کے مقابل تھے۔ جب سبزہ زار میں ارواح کو آئے ہوئے سات دن گزر چکے وہ اس جگہ کے چھوڑنے پر مجبور کی گئیں جب ان کا وقت آیا اور آٹھویں دن وہ آگے بڑھے اور تین دن سفر کیا یہاں تک کہ چوتھے دن وہ ایک جگہ پہنچے جہاں سے انھوں نے دیکھا کہ سمت تحت میں ایک مستقیم ستون روشنی کا دیکھا جو زمین اور آسمان میں اس طرف سے اس طرف تک پھیلا ہوا تھا جو سب سے زیادہ قوس قزح سے مشابہ تھا البتہ اس میں درخشانی اور صفائی زیادہ تھی۔ اس کے پاس وہ پہنچ گئے جب ایک دن کی راہ انھوں نے طے کر لی اور روشنی کے مرکز میں پہنچ گئے انھوں نے دیکھا کہ اس کے سرے زنجیروں سے آسمان کے ساتھ جکڑے ہوئے تھے۔ کیونکہ یہ روشنی آسمان کو پیوستہ کیے

ہوئے ہے جس طرح رسّے ڈانڈ والے جہاز کو۔ اور اس طرح کل گردش کرنے والے عالم کو روکے ہوئے ہے۔ سروں پر ضرورت کا تکلہ (محور) جڑا ہوا ہے جس کے ذریعہ سے جملہ حرکات عالم کے برقرار رکھے جاتے ہیں شہتیر اور قلابہ اس محور کا فولاد کا بنا ہوا ہے گروہ ایک مرکب فولاد اور دوسرے مادوں کا ہے گھیرے کی ماہیت یوں بیان ہوسکتی ہے۔ صورت میں یہ مثل معمولی گھیرے کے ہے لیکن ار کے بیان سے ہم اس کی تصویر اپنے دل میں بنائیں گے شکل اس کی ایک بہت بڑے مجوف گروے کی ہے جو کر چھے کی صورت پر بنایا گیا ہے جس میں ایک مشابہ مگر چھوٹا گروہ عمدگی سے داخل کیا گیا ہے مثل ان صندوقچوں کے جو ایک دوسرے میں جڑے جاتے ہیں اسی طرح ایک تیسرا گروہ دوسرے میں داخل کیا گیا ہے ایک چوتھا تیسرے میں اور ایسے چار اور جڑے ہوئے ہیں۔ کیونکہ جملہ آٹھ گھیرے ہیں جو ایک دوسرے میں داخل ہیں ـــ ہر مرکز دائرہ اپنا کنارا اپنے بعد والے کے اوپر دکھاتا ہے اور سب مل کے ایک مجسم پورا جس میں شہتیر داخل ہے جو ٹھیک آٹھویں کے مرکز میں گزرتا ہے۔ پہلا جو سب سے خارجی گروا جس کا سب سے وسیع کنارا ہے چھٹا اس کے بعد نسبتاً وسیع تر ہے اس کے بعد چوتھا آتا ہے پھر آٹھواں پھر ساتواں پھر پانچواں پھر تیسرا اور دوسرے کا سب سے تنگ کنارا ہے۔ کنارا سب سے بڑے گھیرے کا مختلف رنگ ظاہر کرتا ہے ساتویں کا بہت درخشاں ہے آٹھویں کا اپنا رنگ منعکس روشنی سے ساتویں کے اخذ کرتا ہے۔ دوسرے اور پانچویں کا مشابہ ہے لیکن بہ نسبت دوسروں کے گہرا رنگ ہے تیسرے کا بہت زرد رنگ ہے چوتھے کا سرخ ہے اور چھٹا قریباً ویسا ہی زرد ہے جیسا تیسرا۔ پس محور بالکلیہ گرد گھومتا ہے متشابہ رفتار کے ساتھ لیکن جبکہ مجموع دورا کرتا ہے سات اندرونی دائرے بطی حرکت کرتے ہیں خلاف تو انی اور ان میں سے آٹھواں بہت سریع حرکت کرتا ہے اور اس کے بعد ساتواں چھٹا اور پانچواں جو ایک ساتھ حرکت کرتے ہیں چوتھا جیسا کہ ان کو معلوم ہوا اپنا دورہ بطی رفتار سے جو موخر الذکر سے

بطی ہے تیسرے کا رفتار میں چوتھا مرتبہ ہے اور دوسرے کا پانچواں مرتبہ ہے محور حرکت دوری کرتا ہے ضرورت کے زانوئں پر اس کے ہر دائرے پر ایک بنت البحر استادہ ہے جو دائرہ کے ساتھ گرداگرد سفر کرتی ہے اور ایک سر ایک صدا میں ادا کرتی ہے اور آٹھوں سروں سے ایک نائی پیدا ہوتی ہے مساوی فاصلوں پر گرداگرد تین اور شخصیتین بیٹھی ہوئی ہیں ہر ایک ایک تخت پر جلوس کرتا ہے - یہ ضرورت کی بیٹیاں ہیں جن کو تقدیریں کہتے ہیں لیخی سس وکلوتو وایٹروپس سفید لباس سے ملبس ہیں اور ان کے سروں پر تاج ہیں - وہ بنات البحر کے ساتھ گاتی ہیں لیخی سس کے ساتھ حوادث ماضی کلوتو کے ساتھ موجودہ کے ایٹروپس کے ساتھ آیندہ کے - کلوتو اپنے دہنے ہاتھ سے سب سے خارجی کنارے کو محور کے گرفت کئے ہوئے ہے اور وقتاً فوقتاً چکر دیتا ہے اور ایٹروپس اپنے بائیں ہاتھ سے اندرونی دائروں کو اسی طرح چکر دیتا ہے درحالیکہ لیخی سس دونوں کو باری باری سے گرفت کرتا ہے دونوں کو ہر ہاتھ سے - روحیں وہاں پہنچنے پر فوراً لیخی سس کے پاس بھیجی گئیں ایک مترجم نے اولاً ان کو ترتیب سے روانہ کیا اور پھر لیخی سس کی گرد سے ایک تعداد کی زندگی کے قسمتوں اور منصوبوں کی اٹھا کے ایک بلند منبر پر چڑھ گیا اور اس طرح کلام کیا ضرورت کی دوشیزہ لڑکی لیخی سس نے یہ کہا ہے اے کم جینے والی روحوں ایک جدید نسل انسانوں کی یہاں ایک دورہ اپنی فانی ہستی کا شروع کرنے والی ہے - تمھاری قسمت تم کو بخشی نہیں جائیگی بلکہ تم خود اپنے لیئے اس کو انتخاب کروگے جو شخص پہلا حصہ لیتا ہے وہی پہلا شخص ہوگا جو ایک زندگی کو انتخاب کرے وہ اسی کی ہوگی بلاتردید نیکی کسی آقا کو نہیں تسلیم کرتی جو شخص اس کی زیادہ عزت کرتا ہے اس کو زیادہ ملتی ہے اور جو اس کی تحقیر کرتا ہے اس کو کمتر ملتی ہے ذمہ داری انتخاب کرنے والے پر ہے آسمان کی کوئی خطا نہیں ہے - یہ کہہ کے اُس نے مجمع عام پر چیٹیوں کو پھینک دیا اور ہر روح نے وہ اُٹھائی جو اس کے پاس گری سوا خود ار کے جس کو اس کی ممانعت کی گئی تھی ہر ایک نے جب اپنی چیٹی اٹھائی دیکھا کہ کونسا عدد اس نے

اٹھایا ہے۔ جب یہ ہو گیا زندگی کے منصوبے جن کا شمار روحوں سے بہت زیادہ ہے جو وہاں موجود تھیں اُن کے سامنے زمین پر رکھدیئے گئے وہ ہر قسم کے تھے۔ جملہ جاندار چیزوں کی اور ان میں ہر قسم کی انسانی حیات بھی شامل تھی ان میں بادشاہتیں شامل تھیں جن میں سے بعض مستقل تھیں اور بعض اچانک ختم ہونے والی تھیں جن کا انجام افلاس جلاوطن اور گداگری تھا۔ ان میں زندگیاں مشہور آدمیوں کی شامل تھیں جو حسن صورت اور ناک نقشے کے لئے مشہور تھے یا جسمانی قوت کے لئے یا جو ورزشی کھیلوں کے لئے نمودار تھے یا نجابت یا آباؤ اجداد کی لیاقت کے لئے اسی طرح ان میں زندگیاں بے امتیاز آدمیوں کی اور اسی طرح زندگیاں مشہور اور غیر مشہور عورتوں کی بھی۔ مگر کوئی معینہ خصلت نفس کی ان میں شامل نہ تھی کیونکہ زندگی کی تبدیلی سے روح بھی لامحالہ بدل جاتی ہے۔ لیکن اور جملہ اعتبارات سے مادے مختلف اطوار سے مرکب کئے گئے ہیں۔ یہاں دولت کا ظہور تھا وہاں افلاس کا یہاں بیماری وہاں صحت اور پھر یہاں افراط و تفریط کے مابین اعتدال۔ یہ اے میرے عزیز گلاکن ظاہرا وہ لمحہ ہے جس میں ہر چیز انسان کے لئے خطرے میں ہے اور اس سبب سے اور سب سے بڑھ کے ہم میں سے ہر شخص کا فرض ہے کہ ہوشیاری کیساتھ تحقیق اور مطالعہ کریں۔ اور مضامین کو ترک کر کے اس علم کا جس سے انسان سیکھے اور دریافت کر سکے جس سے یہ استعداد بہم ہو کہ انسان نیک اور بد حیات میں تمیز کر سکے اور اپنے مقدور کے موافق ہمیشہ اور ہر جگہ اس بہتر زندگی کو ہوشیاری سے اُس اثر کا اندازہ کر کے جو کہ اشیاء مذکورہ حالت اتصال و افتراق میں حقیقی خوبی پر حیات کی رکھتے ہیں اور جو اس کو یہ سمجھا سکھائے گی کہ کیا برائی یا بھلائی پیدا ہوتی ہے جب حسن ملجاتا ہے افلاس یا دولت کے ساتھ اور اس نتیجہ پر نفس کی حالت سے کیا اثر پڑتا جب وہ ترکیب میں داخل ہوتی ہے اور کیا نتیجہ ہے ان اجزا کے ضم کرنے کا مثلاً پیدائش کی بلندی یا پستی نج کی زندگی یا عملی روس الاشہاد جسمانی قوت یا ضعف زود فہمی یا دیر فہمی اور دیگر اشیاء اسی قسم کے جو طبعاً نفس سے تعلق

رکھتے ہیں یا عارضی طور سے تاکہ ان جملہ مقدمات کو ملا کے ایک فیصلہ کیا جائے اور نفس کی ماہیت پر غائر نظر ہوتا کہ نیک اور بد زندگی میں انتخاب کیا جائے بدر اس زندگی کو کہا جائے جو نفس کو غیر عادل بنا دے اور نیک اس زندگی کو کہا جائے جو عدالت کی جانب رہنمائی کرے اور دوسرے خیالات کو خیرباد کہتے - کیونکہ ہم نے دیکھا کہ حیات اور ممات میں بہتر ہے کہ اس طرح انتخاب کیا جائے لوہے سے زیادہ سخت ارادے کے ساتھ اس رائے کو مضبوط پکڑا ہو جبکہ آیندہ کی زندگی میں داخل ہو کیونکہ یہاں بھی اور وہاں بھی دولت اس کی نگاہ کو خیرہ نکردے اور ایسی ہی اور برائیوں سے محفوظ رہے اور غضب کے دریا میں غوطہ نہ کھائے اور ایسے ہی دیگر متعلقہ افعال سے جن سے دوسروں کو ضرر پہنچے اور اپنے آپ کو زیادہ بھاری مصیبت لیکن یہ جان سکے کہ اس زندگی کا کیونکر انتخاب کیا جائے جو درمیانی راستہ لیتی ہے درمیان ایسے طرفین کے اور زیادتی کو حتی المقدور دونوں جانب چھوڑ دیتے ہیں نہ صرف اسی دنیا میں بلکہ اس عالم میں جو آیندہ ہے - کیونکہ اگر یہ عمل کرے گا تو یقین ہے کہ سعید ترین انسان ہو جائیگا -

اس سے رجوع کرکے دوسرے عالم سے جو پیغامبر آیا تھا اس نے اطلاع دی کہ اسی موقعہ پر ترجمان نے یہ بیان کیا - سب کے آخر میں آنیوالا اگر دانائی پسند کرے اور سرگرمی سے زندگی بسر کرے تو وہ اپنے لیے ایسی حیات کا ذخیرہ پائیگا جو کسی طرح بری نہیں ہے جس سے وہ بخوبی راضی ہوگا - یہ نہ ہو کہ پہلا غفلت سے انتخاب کرے اور اخیر محروم رہے - جوں ہی وہ یہ الفاظ کہہ چکا تو وہ جس نے پہلا حصہ لیا تھا آگے بڑھا تو اس نے انتہا کی شخصی حکومت کا انتخاب کیا جو اس کو مل سکے مگر وہ ایسا غافل تھا اور لالچی کہ اس نے ہوشیاری سے ہر نقطہ پر غور نہ کرلیا قبل انتخاب کے اس حد تک کہ وہ اس کے ملاحظے میں ناکام رہا کہ اس کی قسمت میں تھا منجملہ مصائب یہ کہ خود اپنے بچوں کو نگلے - لہذا جب اس نے وقت فرصت اس کو ملاحظہ کیا تو اپنا سینہ کوٹنے لگا اور اپنے انتخاب پر نوحہ وزاری کرنے لگا اور

اور ترجمان کی اگلی نصیحتوں پر توجہ نہ کی اور اپنے آپ کو الزام نہ دیا قسمت اور تقدیر
کی شکایت کرنے لگا اور سوا اپنے اور جس کو چاہا ملزم ٹھہرایا۔ یہ ان میں سے
ایک تھا جو آسمان سے آئے تھے اور اپنی پچھلی زندگی ایک عمدہ آئینی حکومت
میں بسر کی تھی لہذا ایک بہرہ نیکی کا اس کو ملا تھا عادت کے اثر سے نہ فلسفہ
کی اعانت سے۔ بے شک اگر کے حساب سے آدھے سے زیادہ وہ لوگ
جن کو ایسا ہی دھوکا ہوا تھا آسمان سے آئے تھے جس کی توضیح اس واقعہ
سے کہ ان پر محنت کی تربیت کا اثر نہ لیا تھا۔ لیکن اکثر وہ لوگ کی جو زمین سے
آئے تھے انھوں اپنا انتخاب اس غفلت سے نہ کیا تھا کیونکہ وہ خود مصیبت
سے واقف تھے اور دوسروں میں ملاحظہ کی تھی۔ اس وجہ سے اور اپنے
حصہ کے اتفاقات سے اکثر روحوں نے بری قسمت کو اچھی سے یا اچھی کو
بری سے تبادلہ کرلیا تھا لیکن کسی انسان نے ہمیشہ صحت سے حکمت کا
مطالعہ کیا جب اس نے زمین پر اپنی زندگی کا آغاز کیا اور اس کی قسمت
کا یہ مقتضی تھا کہ کسی جگہ انتخاب کرے مگر سب کے آخر میں تو ظن غالب ہے
کہ وہ اس حساب سے فیصلہ کرے جو وہ دوسرے عالم سے لایا تھا کہ وہ جب زمین
پر ہو تو صرف سعید ہی نہ ہوگا بلکہ وہ یہاں سے سفر کرے دوسرے عالم میں اور
پھر واپس آئے دشوار گزار زیر زمینی راستہ سے نہیں بلکہ ایک صاف اور
آسمانی سڑک سے۔ اس نے کہا یہ بیشک ایک عجیب نظارہ تھا کہ کس طرح
دیکھو کہ ہر روح نے اپنی زندگی کا انتخاب کیا۔ ایسا نظارہ جو معًا الم ناک
اور مضحک تھا اور عجیب بھی۔ ان کی پہلی زندگی کے تجربے نے عمومًا انتخاب میں
راہنمائی کی۔ چنانچہ اس نے دیکھا کہ وہ روح جو ایک وقت میں آرفیوس
کی تھی جس نے ایک قاز کی جان کا انتخاب کیا تھا کیونکہ اس کو عورتوں نے
قتل کیا تھا وہ ان کی نسل سے اسقدر بیزار تھا کہ وہ اس پر راضی نہ ہوا کہ عورت
حاملہ ہو اور اس سے وہ پیدا ہو۔ اور اس نے دیکھا کہ تھامیر اس کی روح نے
بلبل کی زندگی کو پسند کیا۔ اس نے یہ بھی دیکھا کہ ایک قاز نے اپنی ماہیت
کو بدلا اور ایک انسان کی زندگی کا انتخاب کیا اور اس کی مثال دوسرے

گانے والے جانوروں نے اختیار کی۔ وہ روح جس نے بیسویں چھٹی نکالی اس نے شیر کی زندگی کا انتخاب کیا یہ روح اجیکس پسر تیلامن کی تھی جو انسان ہونے سے جھجکتا تھا کیونکہ اس کو وہ فیصلہ یاد تھا جو اجیکس کے اسلحہ کا ہوا تھا اگامنن کی روح نے اس کی پیروی کی اس کے مصائب نے اس کو انسان سے نفرت کرنے کا سبق دیا تھا اس تلخی کے ساتھ کہ اس نے تبادلہ میں عقاب کی زندگی کو اختیار کیا۔ اٹلانٹہ کی روح نے درمیانی چھٹیوں سے ایک چھٹی نکالی تھی اس نے دیکھا کہ ورزشی کی حیات کا بہت احترام ہوا وہ اس کے اختیار کرنے سے نہ باز رہا۔ پھر اس نے اپیوس بن پینوپیوس کی روح کو دیکھا جس نے ایک ہنرمند کاریگر عورت کی ماہیت کو قبول کیا۔ اور فاصلہ پر اخیر والوں میں اس نے ایک مسخرے تھرسیٹس کی روح کو دیکھا جس نے لنگور کی ظاہری صورت لی تھی۔ یہ اتفاق ہوا کہ اودیسس کی روح نے سب سے آخر کی چھٹی نکالی۔ جب وہ انتخاب کرنے لگا تو اس کی گزشتہ مصائب کی یاد نے اس کے حوصلے کو ایسا پست کیا کہ وہ بڑی دیر تک، خاموش خلوت نشینی کی حیات کو تلاش کرتا رہا جس کو اس نے بڑی مشکل سے وہاں پڑا ہوا پایا جس کو حقارت کے ساتھ دوسروں نے دور پھینک دیا تھا جوں ہی اس نے اس کو دیکھا اس نے خوشی سے اس کو انتخاب کرلیا اور کہا اگر میں پہلی چھٹی نکالتا تو بھی یہی کرتا۔ اسی طریقے سے اور بعض جانوروں نے بھی انسان کا قالب اختیار کیا اور ایک دوسرے کا بھی۔ ظالم جنگلی جانوروں میں داخل ہوئے اور عادل اہلی جانوروں میں اور اور ہر طرح کا امتیاز واقع ہوا۔

پس جب تمام روحوں نے اپنی زندگیوں کا انتخاب کرلیا۔ (قرعہ) چٹھیوں کی ترتیب سے تو وہ اپنی باری میں لیخی سیس کی طرف بڑھے جس نے ایک کے ساتھ اس قسمت کو جس کا اس نے انتخاب کیا تھا روانہ کیا تاکہ اسکی زندگی میں رہنمائی کرے اور اس کی پسندیدگی کو پورا کرے۔ اس قسمت نے پہلے اس کی روح کو کلوتھو کی جانب رہنمائی کی ایسے طریقے سے

کہ اس کے ہاتھ کے نیچے اور محور کی دوری حرکت کے تحت میں گزرے اور اس طرح تقدیر کو مضبوط کیا جس کو ہر ایک ترتیب وار قدامت کے لحاظ سے پسند کیا تھا۔ اس کے مس کرنے کے بعد اسی قسمت نے روح کی اٹروپس کے چکر کے بعد راہنمائی کی اور اس طرح کلوتو کی تقدیر نا قابل انقلاب بنا دیا۔ وہاں سے روح آگے بڑھتی ہوئی بخط مستقیم ضرورت کے تخت کے نیچے سے گزری جب باقی روحیں بھی یہاں سے گزر چکیں آر خود بھی وہیں سے گزرا اور یہ سب کی سب سفر کرتی ہوئی میدان فراموشی میں گئیں راہ میں نفس تنگی کرتا تھا گرمی بشدت تھی اس سرزمین پر درخت بلکہ جملہ نباتات کا نام نہ تھا۔ جب شام ہونے لگی تو انھوں بے پروائی کے دریا کے کنارے مقام کیا اس دریا کا پانی کسی ظرف میں نہ سماتا تھا۔ جملہ اشخاص اس کا تھوڑا پانی پینے پر مجبور تھے لیکن دانائی نے جن کی حفاظت نہ کی تھی وہ مقدار سے زیادہ پی گئے اور جب کوئی یہ پانی پیتا ہے سب کچھ بھول جاتا ہے جب وہ آرام کرنے گئے یہ آدھی رات کا وقت تھا ایک تڑاقا کڑک اور زلزلے کا ہوا اور ایک لمحہ کے بعد روحیں ولادت کے محل پر منتقل کی گئیں ادھر ادھر سے مثل تاروں کے ٹوٹنے کے آر کو پانی پینے سے ممانعت کی گئی لیکن کیونکر اور کس سڑک سے وہ اپنے بدن کے پاس پہنچا اس کو معلوم نہ ہوا اس کو صرف یہ معلوم ہوا کہ اس نے اچانک سحر کے وقت آنکھیں کھولیں اور اس نے اپنے آپ کو چتا پر پایا۔

گلاکن اس طرح یہ قصہ محفوظ رکھا گیا اور فنا نہیں ہوا اور اگر ہم اس کی تنبیہوں کو سنیں تو یہ ہم کو بھی محفوظ رکھے۔ اس صورت میں ہم کامیابی کے ساتھ دریائے لیتھی سے عبور کر جائیں گے اور اپنی روحوں کو ملوث نہ کرینگے۔ بلاشک اگر تم میری نصیحت کو سنو اور روح کو لافانی سمجھو اور جملہ بدی اور نیکی پر تصرف کرنے کی قوت رکھتے ہوں تو ہم ہمیشہ اعلیٰ کی طرف جو سڑک جاتی ہے اس پر قائم رہیں اور فریفتگی کے ساتھ عدالت کی مزاولت کریں حکمت کے ساتھ ترکیب دیجیے تاکہ ہم ایک

دوسرے سے محبت کریں اور دیوتا بھی ہم سے محبت کریں نہ صرف اُس
زمانے میں جب ہم زمین پر بود و باش رکھتے ہوں بلکہ اس وقت میں
بھی جب ہم مثل فاتحوں کے جو کھیلوں میں دور رہتے ہیں تحفے اور بدلے
قدردانوں کے وصول کرکے ہم انعامات نیکی کے پاتے ہیں اور اس غرض
سے کہ حین حیات اور اس ہزار برس کے سفر میں بھی جس کا ہم نے ذکر
کیا ہے ہم ہر زمانے میں کامیاب رہیں۔

تمت

صحت نامۂ

جمہوریۂ افلاطون

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۲	تھیوسی دیدلس	تھیوسی دیدلیس	۱۰۶	۲۳	گڑ ڈپڑتی	گر پڑتی
۴	۲۵	جاتا	جانا	۱۴	۱۲	ہیبیت ناک	ہیبت ناک
۲۷	۴	کرینیگے	کرینگے	۱۱۵	۵	دورے	دور
۳۶	۷	میلا کچیلا	میلا کچیلا	۱۲۴	۲	نتنفر	متنفر
۳۸	۱۱	کٓ	کب	۱۳۴	۱۳	داع	داغ
۴۰	۲۵	مان کیا ہے	مان لیا ہے	۱۴۲	۳	باطنی حوض	باطنی خوض
۵۲	۱۷	کیا کئے ہو	کہا کئے ہو	۱۴۴	۱۳	مگرجور اے	مگر جو راے
۵۴	۱۳	اور کانوں کی	اور کانوں کا	۱۶۳	۲۵	میری کاریگیری	نری کاریگری
۵۸	۳	مادرا	ماورا	۱۶۶	۱۷	حفیف	خفیف
۶۰	۱۱	مراولت	مزاولت	۱۸۵	۸	چیزویں	چیزوں
۶۳	۲۲	گلوکن	گلاکن	۲۰۵	۵	قصید	قصد
۹۲	۱	چھوٹی ہوتی	جھوٹی ہوتی	۲۱۲	۵	ہاں میں یہی	ہاں میں نے یہی
۹۲	۲۵	اقسانوں	افسانوں	۲۱۳	۹	حصہ کام	حصہ کا کام
۹۳	۱	بڑوں کو	بڑوں	۲۴۱	۲۴	گمی	گئی
۱۰۲	۷	شوریدگی دورے	شوریدگی کے دورے	۲۴۸	۳	یونانی شہروں	یونانی شہریوں
〃	۹	تاکے	تاکہ	۲۶۵	۱۴	استدلال ہے	استدلال ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۸	۲۲	تم کو مجھکو	تم مجھکو	۳۷۶	۱۰	رکھے، کیونکر	کہے کہ کیونکر
۲۷۰	۳	عدالت بذا تہا	عدالت بذاتہا اور	۳۷۹	۷	اس واقعہ کے	بوجہ اس کے کہ
۲۷۹	۲۴	اپنے آپ کو	وہ ہر ایسے شخص کو	〃	۱۶ و ۱۷	دیکتے	دبکتے
۲۷۹ / ۲۸۰	۲۵ / ۱	کوئی ملاح جو ان کی جگہ ہشیاری سے کام کرے	کوئی ملاح جو ان کی تائید کرے۔	۳۸۵	۱۳	المتخصر	المختصر
				۳۸۶	۱۸	کو وہ	کہ وہ
				۳۸۹	۲	یہ یا کچھ اسی طرح کی	یہ یا اسی طرح کی حالت
۲۸۹	۸	اساتذہ کامل	اساتذۂ کامل				
۳۰۵	۲۳	عمدہ حافظ	عمدہ حافظہ	۳۹۵	۱۳	اعتبار	اعتبار سے
۳۱۶	۲۴	جو انہی	جو انھیں	۳۹۶	۲۱	قیام	قیام کو
۳۱۷	۱۰	ہوا ہوے	ہوا ہے	۳۹۷	۱۵	پھوں	پھول
۳۱۹	۱۲	دوسرے حز	دوسرے جز	۴۰۸	۲۵	تاکہ اپنی جانب سے تاکہ	تاکہ اپنی جانب سے
۳۳۹	۵	دینے	دیتے				
〃	۱۴	متناقص	متناقض	۴۱۲	۳	وہ کیسی وہ کیسی ہے	وہ کیسی ہے
۳۴۵	۴	تمام علوم	تمام علوم ہیں				
۳۴۷	۴	روح تکمیل	روح کو تکمیل	۴۲۴	۹ و ۱۰	کرتے ہیں	کرتے ہو
۳۵۱	۱	ما	یا	۴۲۵	۸	کامل آزادی کی۔	کے کامل آزادی کے لئے۔
〃	۵	پستی کی دیکھتا	پستی کی طرف دیکھتا	〃	۱۴	بیان کرسکے	بیان کرسکتے ہو
۳۵۴	۲۴	خیال	خیال کا	۴۳۳	۳	جالے	جائے
۳۵۸	۱۲	کر	مگر	۴۴۶	۱۵	نجات پاتا	نجات پانا
۳۶۸	۳ و ۴	کرنے ہیں	کرنے میں	۴۴۷	۱۸	کرسکتا	کرسکتے
۳۷۰	۱۰			۴۵۰	۸	مثل روئی	مثل روٹی
۳۷۴	۸	اولی گارگی	اولی گارکی	۴۵۷	۸	تینوں ہیں	تینوں میں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۶۰	۳	سب اچھا	سب سے اچھا
۴۶۴	۳	تنظیم جو	تنظیم کے جو
۴۶۵	۸	تعلیید	تقلید
۴۷۱	۱۰	ہم سے کہ	ہم سے کہے کہ
		مجھ سے	مجھ سے
۴۷۴	۱۵	فیثاغورس	فیثاغورث
		۲ بدرار ہنے والا	آبدارہ کا رہنے والا
۴۷۶	۱۷	سوار سمجھتا ہے	سوار سمجھتا ہے
۴۷۷	۱۲	بڑھی نے نے کے	بری نے کے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۸۴	۸	کام بڑا ہے	کام پڑا ہے
۴۸۵	۳	پہنچا سکتی	پہنچا سکتا ہے
"	۱۷	ہے جو	جو
۴۹۶	۱۷	مئی	مٹی
"	۲۰	اور سے اور	اور ہے اور
		کیا ہے	کیا ہے
"	۲۱	ہم اگر ہم	اگر ہم
"	۵	مشخیتین	شخصیتیں
۵۱۱	۳	ہدے	ہدیے